وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

تیسیر القرآن

قرآنِ مجید کی تفسیر کو واضح کرنے والا آسان ترین عام فہم ترجمہ

مع

تشریحی فوائد

ترجمہ پڑھتے جاؤ اور مفہوم سمجھتے جاؤ

جلد ثالث

از سورۂ روم تا سورۂ ناس ختم

از

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی بارڈولی

خادمِ تفسیر وحدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات، انڈیا

وخادمِ حدیث شریف: جامعہ دارالاحسان بارڈولی، سورت، گجرات، انڈیا

ناشر نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

تفصیلات

نام کتاب : تیسیر القرآن، قرآنِ مجید کا آسان ترین ترجمہ (جلد سوم)

مترجم : مفتی محمود صاحب حافظجی دامت برکاتہم

صفحات :

ناشر : نورانی مکاتب

کیفیت : چوتھا تصحیح واضافہ شدہ ایڈیشن ۲۰۲۳ء

www.nooranimakatib.com

ملنے کے پتے

نورانی مکاتب 8140902756

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات 9913319190

مدرسہ گلشنِ خدیجۃ الکبریٰ، اون، سورت 9898371086 9714814566

دار المکاتب کاپودرا 9824289750 9712005458

مولانا صدیق احمد ابن مفتی محمود صاحب حافظ جی، مدرسہ فاطمۃ الزہراء، دیسائی نگر، مریم مسجد، بارڈولی، سورت، گجرات 9157174772

مولانا بلال صاحب گورا گودھرا 9726293096

فہرستِ مضامین

سُوْرَةُ الرُّوْم

(مكية)

سورۂ روم

یہ سورت مکی ہے، اس میں ساٹھ (۶۰) آیتیں ہیں۔ سورۂ انشقاق کے بعد اور سورۂ عنکبوت سے پہلے چوراسی (۸۴) نمبر پر نازل ہوئی۔

رومیوں کے غلبہ کو اس سورت میں حضرت نبی کریم ﷺ کی نبوت کی دلیل کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

اس سورت کی آیت: فسبحٰن اللہ حین تمسون الخ کی فضیلت: حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص یہ آیات صبح کے وقت پڑھ لے تو جو بھی اس سے فوت ہو گیا (یعنی وظائف معمولات چھوٹ گئے) وہ اسے پالے گا اور جو شام کو یہ آیات پڑھ لیوے، اس کو بھی چھوٹے ہوئے وظائف کا ثواب مل جائے گا۔ (ابوداؤد: ۲/ ۶۹۲) (مسنون وظائف ص: ۲۷)

رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فجر کی نماز میں سورۂ روم پڑھی، آپ ﷺ کو تشابہ لگ گیا، نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ: کچھ لوگوں کا کیا حال ہے کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، طہارت اچھی طرح نہیں کرتے ہیں، یہی لوگ ہم کو تشابہ میں ڈال دیتے ہیں۔

آیاتھا ۶۰ | (۳۰) سُوْرَۃُ الرُّوْمِ مَکِّیَّۃٌ (۸۴) | رکوعاتھا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝۱ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝۲ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝۳ فِيْ
بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۴ بِنَصْرِ
اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۵ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ عَنِ
الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۷

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الم ﴿۱﴾ (حجاز کے) قریب کے ملک میں رومی لوگ ہار گئے① ﴿۲﴾ اور وہ اپنے (اس) ہار جانے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے ﴿۳﴾ چند سالوں میں②(ہار جانے سے) پہلے بھی اور بعد میں بھی سارا اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اس (جیت جانے کے) دن مسلمان (اس پیشین گوئی کے سچی نکلنے پر) بہت خوش ہوں گے③ ﴿۴﴾ (غلبہ تو) اللہ تعالیٰ (ہی) کی مدد سے (ملتا ہے) وہ (اللہ تعالیٰ) جس کی چاہتے ہیں مدد کرتے ہیں④ اور وہ (اللہ تعالیٰ) تو بڑے زبردست، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۵﴾ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہو چکا، اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتے؛ لیکن اکثر لوگ جانتے ہی نہیں ہیں ﴿۶﴾ وہ لوگ دنیا کی زندگی کے (تھوڑے سے) ظاہر ہی کو جانتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کی طرف سے بالکل غفلت میں پڑے ہیں ﴿۷﴾

① اس کی تفصیل لیے بندے کا سفرنامہ، جلد ۳ ملاحظہ فرمائیں۔
② تین سال سے لے کر نو سال کے اندر جیت جاویں گے۔
③ جب اس فتح کی خبر آئی تب مسلمان غزوۂ بدر کی فتح سے بھی خوش تھے۔
④ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ اپنی مدد سے جس کی چاہتے ہیں اس کی مدد کرتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا
بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۸ اَوَلَمْ
يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ
مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۹ۭ ثُمَّ كَانَ
عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۱۰ۧ ع
اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۱۱

کیا انھوں نے اپنے دلوں میں (یہ) غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے وہ بالکل ٹھیک (صحیح مقصد کے لیے) اور ایک مقرر وقت تک ہی کے لیے پیدا کیا، اور یقیناً بہت سارے لوگ اپنے رب کی ملاقات کو مانتے ہی نہیں ہیں ﴿۸﴾ کیا وہ (کافر لوگ) زمین میں چلتے پھرتے نہیں کہ ان سے پہلے جو (کافر لوگ) تھے ان کا انجام کیسا ہوا اس کو دیکھتے؟ وہ (پہلے لوگ) طاقت میں ان (موجود) لوگوں سے زیادہ مضبوط تھے اور انھوں نے زمین کو جوتا[1] اور جتنا (آج کے) ان کافروں نے زمین کو آباد کر رکھا ہے ان (پہلے) کافروں نے اس سے بھی زیادہ اس (زمین) کو آباد کر رکھا تھا[2] اور ان کے پاس ان کے پیغمبر کھلی ہوئی نشانیوں کو لے کر پہنچے، سو اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ ان پر ظلم کریں؛ لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے ﴿۹﴾ پھر جن لوگوں نے برے کام کیے تھے ان کا انجام برا ہوا؛ اس لیے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ اس کے ساتھ مذاق کرتے تھے ﴿۱۰﴾

اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتے ہیں، پھر دوبارہ بھی اس کو پیدا کریں گے، پھر اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف تم واپس بلائے جاؤ گے ﴿۱۱﴾

---

[1] (دوسرا ترجمہ) اور انھوں نے زمین میں بویا۔ [2] یعنی ان سے پہلے کافروں نے زمین کو آج کے کافروں سے بھی زیادہ جوتا تھا اور انھوں نے زمین کو آج کے کافروں سے بھی زیادہ آباد کیا تھا۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا
وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ
تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ
تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ
مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ ع ۲

اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ مایوس ہوکر کے رہ جائیں گے① ﴿۱۲﴾ اور ان کے شریکوں میں سے کوئی بھی ان کی سفارش کرنے والا نہیں ہوگا اور وہ خود اپنے (مانے ہوئے) شریکوں کا انکار کریں گے ﴿۱۳﴾ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن سب لوگ جدا جدا ہوجائیں گے② ﴿۱۴﴾ سو جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے سو وہ لوگ (جنت کے) باغ میں ایسے خوش ہوں گے کہ (خوشی) ان کے چہروں سے پھوٹ رہی ہوگی ﴿۱۵﴾ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا سو وہی لوگ عذاب میں پکڑے جائیں گے ﴿۱۶﴾ سو جب تم لوگ شام کرو اور جب تم صبح کرو③ تب اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا بیان کرو④ ﴿۱۷﴾ اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے لیے تمام تعریف ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور شام کو اور دوپہر کے وقت ﴿۱۸﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) زندہ کو مُردے سے نکالتے ہیں اور مردے کو زندہ سے نکالتے ہیں اور زمین کو اس کے مردہ (خشک) ہونے کے بعد زندہ (تروتازہ) کرتے ہیں، اسی طرح تم لوگ بھی (قیامت کے دن قبروں سے) نکالے جاؤ گے ﴿۱۹﴾

①(دوسرا ترجمہ) مجرم لوگ آس (امید) توڑ دیں گے۔
②یعنی مختلف قسموں میں بانٹ دیے جائیں گے۔
③اسلامی ترتیب میں رات پہلے دن بعد میں اس کی طرف بھی اشارہ نکلا۔
④(دوسرا ترجمہ) پاک اللہ کو یاد کرو۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝٢٠ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ
خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝٢١ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ
اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝٢٢ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ
وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝٢٣ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ
يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ

اور اس (اللہ تعالیٰ) کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر تم دیکھتے ہی دیکھتے انسان بن کر (زمین میں ہر طرف) پھیلے ہوئے ہو ﴿۲۰﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تمھارے (فائدے کے) لیے تم ہی میں سے بیویاں بنائیں①؛ تاکہ تم ان کے پاس جا کر سکون (چین) حاصل کرو اور اس نے تمھارے (میاں بیوی کے) درمیان محبت اور رحمت (ہمدردی) کے جذبات پیدا کردیے، یقیناً اس میں جو لوگ دھیان کرتے ہیں ایسی قوم کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ﴿۲۱﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کو بنانا ہے اور تمھاری زبان② اور تمھارے رنگ کا مختلف ہونا (بھی) ہے، یقیناً اس میں جاننے (یا سمجھنے) والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ﴿۲۲﴾ اور اس (اللہ) کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے تمھارا رات اور دن کے وقت میں سونا③ اور تمھارا اس (اللہ تعالیٰ) کے فضل (روزی) کو تلاش کرنا ہے، جو لوگ سنتے ہیں④ یقیناً ان کے لیے اس میں بڑی نشانیاں ہیں ﴿۲۳﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تم کو بجلی (چمکتی ہوئی) دکھلاتے ہیں جس سے (گرنے کا) ڈر بھی لگتا ہے اور (بارش کی) امید بھی ہوتی ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) آسمان سے پانی برساتے ہیں، پھر اس کے ذریعے اس (زمین) کے مردہ (سوکھی) ہوجانے کے بعد اس کو زندہ (تروتازہ) کردیتے ہیں،

---

① اپنی ہی جنس سے جوڑ کا ہونا بھی نعمت ہے۔ ② یعنی بولیاں، لغت، طرزِ گفتگو، لہجہ۔ ③ سونا اور اسبابِ معاش اختیار کرنا کمال کے منافی نہیں ہے۔ ④ انسان کو خود کے سونے کا حال معلوم نہیں ہوتا، دوسروں سے سنتا ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ
ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖۗ مِّنَ الْاَرْضِ ۖۗ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ
وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا ع ۸ ۲
مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ
فِیْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِیْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

جو لوگ سوچتے ہیں① ان کے لیے اس میں یقیناً بڑی نشانیاں ہیں ﴿۲۴﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہے، پھر جب وہ تم کو (قیامت کے دن) پکار کر زمین سے بلائیں گے تب تم سب (پکارتے ہی زمین سے) نکل پڑو گے ﴿۲۵﴾ اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اسی (اللہ تعالیٰ) کی مالکی میں ہے، سب کے سب اسی (اللہ تعالیٰ) کے (حکم کے) تابع ہیں ﴿۲۶﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتے ہیں، پھر وہ اس (مخلوق) کو دوبارہ پیدا کریں گے اور وہ (سب) اس (اللہ تعالیٰ) پر بہت آسان ہے② اسی (اللہ تعالیٰ) کی شان آسمانوں اور زمین میں سب سے اونچی ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے زبردست ہیں، بڑے حکمت والے ہیں ﴿۲۷﴾

وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو تمھارے ہی اپنے حالات میں سے ایک (عجیب) مثال دیتے ہیں کہ جو رزق ہم نے تم کو دیا ہے کیا تمھاری مالکی کے غلاموں میں سے کوئی اس میں تمھارا شریک ہے؟ کہ (جس کے نتیجے میں ہماری دی ہوئی روزی میں) تم اور وہ (غلام) اس میں برابر (شریک) ہو کہ تم ان (غلاموں) سے (کاروبار میں) اس طرح ڈرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے (یعنی اپنے خود کے شریک) سے ڈرتے ہو، اسی طرح ہم آیتوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں ﴿۲۸﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں۔

② مخاطبین کی رعایت سے کلام ہے؛ ورنہ اللہ تعالیٰ کے لیے اول مرتبہ پیدا کرنا بھی آسان ہے۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

بلکہ ظالم لوگ بغیر سمجھے (بغیر دلیل کے) اپنی خواہش پر چلتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ (اس کی ضد کی وجہ سے) گمراہ کردیویں اس کو کون ہدایت پر لاسکتا ہے؟ اور ان لوگوں کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں ہیں ﴿۲۹﴾ سوتم اپنا منہ (یعنی رخ سیدھے راستے پر) ایک طرف رہتے ہوئے (سچے) دین کی طرف سیدھا رکھو، اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطرت (یعنی قابلیت وصلاحیت) پر چلو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا① اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے کو کوئی نہیں بدل سکتا②، یہی صحیح دین ہے③؛ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿۳۰﴾

---

① یعنی مذہب اسلام پر چلو۔

② اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی پیدائش میں ایسی خاصیت اور صلاحیت رکھی ہے کہ ہر انسان اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان لے اور مان لے، اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی فطرت؛ یعنی سچی بات کو پہچاننا، سچی بات کو ماننا یہ صلاحیت اور استعداد میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا۔

فطر الناس علیھا سے مراد بعض حضرات نے اسلام کو لیا ہے۔ ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو ایسی صحیح سلامت طبیعت، مزاج، فطرت لے کر آتا ہے کہ اس کی طبیعت سچی بات قبول کرنے کے لیے تیار ہوتی ہے، اگر کوئی باہر کا گندا اثر نہ پڑے تو وہ سادی سیدھی عقل اور صحیح سلامت سمجھ کے ذریعے دینِ اسلام پر آگے بڑھ کر سچا پکا مسلمان بنتا ہے؛ لیکن عام طور پر غلط ماحول، غلط ماں باپ، غلط لوگوں کی دوستی اس کو اسلامی مزاج سے دور کردیتی ہے، اور آدمی اسلام سے محروم ہوجاتا ہے۔

اور بعض حضرات نے عالمِ ارواح میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی ساری نسل سے جو وعدہ لیا تھا: الست بربکم قالوا بلی والا اس کو بھی مراد لیا ہے۔

اِس آیت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ انسان کو ایسے اسباب سے بچنا چاہیے جو سچی بات قبول کرنے کی اس کی صلاحیت کو کمزور کردے یا بالکل ختم کردے، ایسی چیز خاص طور پر بری دوستی، اور غلط عقیدہ والوں کی کتابوں کو پڑھنا اور آج کے زمانے میں غلط عقائد والوں کی ویب سائٹ دیکھنا اور ان کی کلپ سننا، یہ بھی انسان کو صحیح راستے سے غلط راستے کی طرف لے جانے کا ذریعہ ہے، اس سے بہت بچنا چاہیے۔

③ (دوسرا ترجمہ) یہی سیدھا راستہ ہے۔

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ
فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ
ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ
يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ٚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا
عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً
فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾

(دینِ اسلام پر اس طرح عمل کرتے رہو کہ) اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف تم نے لو لگا رکھی ہو① اور تم اس (اللہ تعالیٰ) سے ڈرو اور تم نماز کو قائم کرو اور تم شرک کرنے والوں میں سے مت بنو ﴿۳۱﴾ وہ کہ جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور الگ الگ فرقوں میں ہو گئے، ہر فرقے والے اپنے اپنے طریقوں پر اتراتے ہیں② ﴿۳۲﴾ اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے تو اپنے رب ہی کی طرف لو لگا کر③ اسی کو پکارنے لگتے ہیں، پھر جب وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تب ہی ان میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں ﴿۳۳﴾ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم نے جو کچھ (نعمتیں) ان کو دی تھیں ان کا انکار کریں④، سو (تھوڑے دن) تم مزے اڑا لو، سو بہت جلدی تم کو (سب کچھ) پتہ چل جائے گا ﴿۳۴﴾ کیا ہم نے ان کے اوپر کوئی دلیل (یعنی کتاب) اتاری ہے کہ وہ (دلیل) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کو کہتی ہو⑤ ﴿۳۵﴾ اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو اس پر وہ اترانے (یعنی خوش ہونے) لگتے ہیں اور ان کے ہاتھوں نے جو (برے) کام کر کے آگے بھیجے ہیں اس کی وجہ سے اگر کوئی برائی (یا مصیبت) ان پر آ پڑے تب وہ ناامید ہو کر رہ جاتے ہیں ﴿۳۶﴾

①(دوسرا ترجمہ) کہ اسی (اللہ کی طرف) تمھاری انابت (پورا دھیان) ہو۔ ②(دوسرا ترجمہ) اپنے اپنے طریقوں پر مست ہیں۔ ③(دوسرا ترجمہ) رجوع ہو کر۔ ④یعنی ناشکری کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ نہیں دیا۔
⑤(دوسرا ترجمہ) جو دلیل (شرک کرنے کو) بول رہی ہو؛ یعنی اس دلیل سے پتہ چلتا ہو کہ شرک کرو۔ حقیقت میں ایسی کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۠ فِيْٓ اَمْوَالِ
النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ
شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع

کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتے ہیں رزق پھیلا دیتے ہیں ① اور (جس کو چاہتے ہیں) کم دیتے ہیں، ایمان لانے والی قوم کے واسطے یقیناً اس میں بڑی نشانیاں ہیں ﴿۳۷﴾ سوتم رشتے داروں کو اور مسکین کو اور مسافر کو ان کا حق دیا کرو، جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشی چاہتے ہیں ان کے لیے یہ بہت اچھا ہے اور وہی لوگ فلاح (یعنی کامیابی) پانے والے ہیں ﴿۳۸﴾ اور جو سود تم دیتے ہو ② کہ وہ لوگوں کے مال میں (مل کر) زیادہ ہو جاوے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو زیادہ نہیں ہوگا ③ اور جو زکوۃ تم اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل کرنے کے لیے دیتے ہو سو ایسا کرنے والے لوگ (اپنے مال اور ثواب کو اللہ تعالیٰ کے پاس) بڑھانے والے ہیں ﴿۳۹﴾ اللہ تعالیٰ کی ذات تو وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا، پھر تم کو اس نے روزی دی، پھر تم کو (دنیا میں) موت دیں گے، پھر تم کو (قیامت کے دن دوبارہ) زندہ کریں گے، کیا تمھارے (خود کے بنائے ہوئے) شریکوں میں سے کوئی ہے جو ان کاموں میں سے کوئی کچھ بھی کر سکتا ہو؟ اس (اللہ تعالیٰ) کی ذات تو پاک ہے اور یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں اس سے اس (اللہ تعالیٰ) کی ذات بہت دور ہے ﴿۴۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) زیادہ دیتے ہیں۔ ② (دوسرا ترجمہ) اور سود پر جو تم دیتے ہو۔
③ سورت مکی ہے؛ اس لیے ربا کی مذمت ہے، حرمت مدنی دور میں آئی، اسی طرح شادیاں اور دوسرے مواقع پر جو کچھ دیتے ہیں ان میں بہت سی مرتبہ عام طور پر خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہیں ہوتی؛ بلکہ آئندہ بدلہ زیادہ ملے گا ایسا خیال ہوتا ہے؛ اس لیے وہ بری رسم کی قباحت بھی اس آیت سے نکلتی ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۝۴۱ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ۝۴۲ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ۝۴۳ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ۝۴۴ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ۝۴۵

لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے جو (برے) کام کر رکھے ہیں اس کی وجہ سے زمین اور سمندر میں فساد① پھیل گیا ہے؛ تاکہ انھوں نے جو کام کیے ہیں وہ (اللہ تعالیٰ) ان میں سے کچھ کاموں کا② ان کو مزہ چکھا دیویں؛ تاکہ وہ (گناہوں کے کاموں سے) باز آجاویں ﴿۴۱﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: تم زمین میں چل پھر کر کے دیکھو جو پہلے لوگ تھے ان کا انجام کیسا ہوا؟ ان میں کے اکثر مشرک تھے ﴿۴۲﴾ لہٰذا تم تمھارا رخ صحیح دین (اسلام) پر قائم رکھو، اس دن کے آنے سے پہلے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں ہے③ اس دن لوگ (بدلے کے اعتبار سے) الگ الگ ہو جائیں گے④ ﴿۴۳﴾ جس نے بھی کفر کیا تو اس کفر کا وبال اس پر پڑے گا اور جس نے نیک کام کیے سو وہ اپنے ہی فائدے کے لیے تیاری کر رہے ہیں ﴿۴۴﴾ جس کے نتیجے میں جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے فضل سے بدلہ دیں گے، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) کفر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے ﴿۴۵﴾

---

① یعنی بلائیں جیسے قحط، وبائی امراض، آگ زنی، برکت ختم، نفع والی چیزوں میں نفع کم نقصان زیادہ ہونے لگے۔

② سب برے اعمال کی سزا فوری ہونے لگے تو کوئی زندہ ہی نہ رہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) جس کا آنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں ہے۔

④ یعنی کوئی جنت میں اور کوئی جہنم میں جائے گا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ
بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى
قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ
وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ
اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿٤٩﴾

اور اس (اللہ تعالیٰ) کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہواؤں کو چلاتے ہیں جو (بارش کی) خوش خبری لے کر آتی ہیں اور (ہوا اس لیے بھیجتے ہیں) تا کہ وہ تم کو اپنی رحمت (بارش) کا مزہ چکھائیں اور تا کہ (ہوا کے ذریعے) کشتی اس کے حکم سے (پانی میں) چلے اور تا کہ تم اس (اللہ تعالیٰ) کا فضل (حلال روزی) حاصل کرو؛ اور تا کہ تم شکر ادا کرو ﴿۴۶﴾ اور پکی بات یہ کہ ہم نے تم سے پہلے بہت سارے رسولوں کو ان کی قوم کے پاس بھیجا، پھر وہ (پیغمبر) ان (اپنی قوموں) کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے، (جب انھوں نے نہیں مانا) تب ہم نے گنہگاروں سے بدلہ لیا اور ایمان والوں کی مدد کرنے کی ہم نے اپنے اوپر ذمے داری لے لی ہے ﴿۴۷﴾ اللہ تعالیٰ وہ ہے جو ہواؤں کو چلاتے ہیں، پھر وہ (ہوائیں) بادل کو اٹھاتی ہیں، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) جس طرح چاہتے ہیں اس (بادل) کو آسمان (فضا) میں پھیلاتے ہیں اور اس کو کئی تہوں (والی گھٹا) میں بنا کر رکھتے ہیں①، پھر تم دیکھتے ہو کہ بارش ان (بادلوں) کے درمیان سے برستی ہے، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) اس (بارش) کو اپنے بندوں میں سے جن کو چاہتے ہیں ان کو پہنچا دیتے ہیں تب وہ بندے خوشیاں منانے لگتے ہیں ﴿۴۸﴾ حالاں کہ اس سے پہلے جب تک ان پر وہ (بارش) نہیں برسائی گئی تھی تو وہ بالکل ہی نا امید ہو گئے تھے ﴿۴۹﴾

① (دوسرا ترجمہ:) اور (کبھی) ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٥٠ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ
يَكْفُرُوْنَ ۝٥١ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝٥٢ وَمَآ
اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝٥٣ ع ۴/۸
اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ
ضَعْفًا وَّشَيْبَةً ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ۝٥٤ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ

سو تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نشانات دیکھو کہ زمین کے مردہ (خشک) ہو جانے کے بعد کس طرح اس کو وہ (اللہ تعالیٰ) زندہ کرتے ہیں، یقیناً وہی (اللہ تعالیٰ) مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) تمام چیز پر قدرت رکھتے ہیں ﴿۵۰﴾ اور اگر ہم (نقصان پہنچانے والی) ہوا چلاویں جس کی وجہ سے وہ اپنی کھیتی کو پیلی پڑی ہوئی دیکھیں تو اس کے بعد وہ لوگ ناشکری کرنے لگیں ﴿۵۱﴾ سو یقیناً تم مُردوں کو (اپنی بات) سنا نہیں سکتے اور بہروں کو (اپنے) پکارنے کی آواز نہیں سنا سکتے (خاص طور پر) جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے ہوں ﴿۵۲﴾ اور تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے (نکال کر ہدایت کے) راستے پر نہیں لا سکتے، تم تو صرف انہی لوگوں کو اپنی بات سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں① پھر وہ مسلمان (یعنی ماننے والے) ہوتے ہیں ﴿۵۳﴾

اللہ تعالیٰ وہ ہیں جنھوں نے تم کو (پہلے) کمزوری میں پیدا کیا② پھر کمزوری کے بعد طاقت عطا کی، پھر طاقت کے بعد (دوبارہ) کمزوری اور بڑھاپا دیا، وہ جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں اور وہ (سب کچھ) جانتے ہیں، بڑی قدرت والے ہیں ﴿۵۴﴾ اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھائیں گے③ کہ وہ (دنیا یا برزخ میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے،

① ایمان، یقین اور نبی کی اطاعت کے ساتھ قرآن اور نبی کا کلام سننا نافع ہوتا ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) کمزور حالت میں پیدا کیا۔③ (دوسرا ترجمہ) گنہگار لوگ اس بات پر قسم کھائیں گے۔

كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ۝۵۵ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ
كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝۵۶
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ۝۵۷ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا
لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ۝۵۸ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۵۹ فَاصْبِرْ
اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ۝۶۰ ع

اسی طرح (دنیا میں بھی) یہ لوگ الٹے چلا کرتے تھے① ﴿۵۵﴾ اور جن لوگوں کو علم (یعنی سمجھ) اور ایمان دیا گیا تھا وہ جواب دیں گے: تم اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر کے مطابق دوسری مرتبہ زندہ ہونے کے دن تک (برزخ میں) رہے ہو، سو دوسری مرتبہ زندہ ہونے کا دن یہی ہے؛ لیکن تم لوگ (دنیا میں) اس کو جانتے (یعنی مانتے) نہیں تھے ﴿۵۶﴾ سو اس دن ظالموں کو ان کا معذرت کرنا کوئی فائدہ نہیں دے گا اور ان کو یہ نہیں کہا جائے گا کہ تم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو دور کرو ﴿۵۷﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو سمجھانے کے لیے ہر طرح کے (اچھے اچھے) مضامین (یعنی باتیں) بیان کر دیے، ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اگر (ان کی چاہت کے مطابق) کوئی (بھی) نشانی تم ان کے پاس لے آؤ، پھر بھی یہ کافر لوگ یہی کہیں گے کہ تم سب (یعنی محمد ﷺ اور مسلمان مل کر) جھوٹ بنالائے ہو ﴿۵۸﴾ اسی طرح جو لوگ مانتے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگاتے ہیں ﴿۵۹﴾ (اے نبی!) سو تم صبر کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے ان کی وجہ سے تم ڈھیلے مت پڑ جاؤ② ﴿۶۰﴾

① یعنی قیامت کے آنے ہی کا انکار کرتے تھے۔

② (دوسرا ترجمہ) تم کو وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے وہ اکھاڑ نہ دیویں (تیسرا) اوچھا نہ کر دیویں (چوتھا) بے برداشت کر دیویں (پانچواں) جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ لوگ (تمھاری شان کے خلاف ہلکے کام اور بات پر) تم کو ابھار نہ دیویں۔

سُوْرَةُ لُقْمَان

(مكية)

سورۂ لقمان

یہ سورت مکی ہے، اس میں چونتیس (۳۴) آیتیں ہیں۔ سورۂ صافات کے بعد اور سورۂ سبا سے پہلے ستاون (۵۷) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں حضرت لقمان علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

ایک قول میں آپ کا نسب "لقمان ابن باعورا ابن ناحورا ابن ازر" ہے۔

دوسرا قول: لقمان بن عنقا بن سندون۔

تیسرا قول: لقمان بن ثار بن سندون۔

بعض کہتے ہیں کہ: حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے یا خالہ کے بیٹے ہیں۔

یہ بھی لکھا ہے کہ حبشی غلام تھے، بڑھئی کا کام یا درزی کا کام یا چرواہے کا کام کرتے تھے۔ سودان کے رہنے والے تھے، حضرت ایوب علیہ السلام سے علم حاصل کیا، لمبی عمر پائی، حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا، حضرت داؤد علیہ السلام سے پہلے بنی اسرائیل کے قاضی اور مفتی تھے، مزید تحقیق کے لیے بندہ کی کتاب "دیکھی ہوئی دنیا" مصر کا سفر نامہ دیکھیے۔

آیاتُھا ۳۴ (۳۱) سُوْرَۃُ لُقْمٰنَ مَکِّیَّۃٌ (۵۷) رُکُوْعَاتُھَا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۙ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۙ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ
الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ
اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۷﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الم ﴿۱﴾ یہ حکمت والی کتاب (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں ﴿۲﴾ یہ ان نیک لوگوں کے لیے (خصوصی) ہدایت اور رحمت ہے ﴿۳﴾ جو نماز قائم کرتے ہیں اور وہ زکوۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں ﴿۴﴾ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت (یعنی سیدھے راستے) پر ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ﴿۵﴾ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو (قرآن چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے) غفلت میں ڈالنے والی باتوں کو خریدتے ہیں①؛ تاکہ بغیر سمجھے (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کردیں اور وہ اس کا مذاق اڑادیں، ان لوگوں کے لیے ایسا عذاب ہوگا جو ان کو ذلیل کرکے رکھ دے گا ﴿۶﴾ اور جب ایسے شخص کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ تکبر کے ساتھ منہ پھرا لیتا ہے، ایسا لگتا ہے اس نے ان (آیتوں) کو سنا ہی نہیں، ایسا لگتا ہے کہ اس کے دونوں کان بہرے ہیں، سو تم اس (شخص) کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنادو ﴿۷﴾

---

① لَهْوَ الْحَدِيْثِ: (۱) اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت میں ڈالنے والی چیزیں۔ (۲) جو چیزیں اور کام انسان کو ضرورت کی چیزوں سے غافل کردے (۳) جن کاموں کے اندر خاص دینی، دنیوی فائدہ نہ ہو (۴) گانا بجانا (۵) جو چیز اللہ تعالیٰ کے ذکر اور یاد سے غافل کردے؛ یہ سب لہو الحدیث کہلاتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ﴿٨﴾ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَعْدَ اللَّهِ
حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٩﴾ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۖ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ
رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا
فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ﴿١٠﴾ هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ بَلِ
الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿١١﴾ ع ۱۱

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن
كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿١٢﴾

یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان کے لیے نعمتوں کے باغات ہیں ﴿۸﴾ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور وہ بڑے زبردست، بڑے حکمت والے ہیں ﴿۹﴾ آسمانوں کو اللہ تعالیٰ نے بغیر ستون کے پیدا کیا (جیسا) تم اس کو دیکھتے ہو① اور زمین میں پہاڑ ڈال دیے؛ تاکہ وہ تم کو لے کر ہلنے نہ لگے② اور اس (زمین) میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا، سو ہم نے اس (زمین) میں ہر قسم کی اچھی اچھی چیزیں اگائیں ﴿۱۰﴾ یہ سب چیزیں تو اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں، اب مجھے بتاؤ اس کے سوا دوسروں نے کیا پیدا کیا؟ بلکہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں (پڑے) ہیں ﴿۱۱﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے لقمان کو حکمت دی③ (اور ہم نے حکم دیا) کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو اور جو آدمی شکر کرتا ہے تو وہ اپنے فائدے ہی کے لیے شکر کرتا ہے اور جو آدمی ناشکری کرتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ تو غنی (یعنی بے پرواہ اور سب) تعریفوں کے مالک ہیں ﴿۱۲﴾

---

① ایک مفہوم یہ ہے کہ آسمان ستونوں پر قائم ہے؛ لیکن وہ ستون ایسے ہیں کہ تم ان کو دیکھ نہیں سکتے ہو۔

② (دوسرا ترجمہ) جھک نہ پڑے۔

③ راجح قول یہ کہ حضرت لقمان علیہ السلام نبی نہیں تھے: اس لیے کہ نبوت کا مقام حکمت سے زیادہ اونچا ہے؛ لہٰذا اشرف نعمت نبوت کا تذکرہ چھوڑ دینا اور کم درجے کی نعمت حکمت کا تذکرہ کرنا یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی نہیں تھے۔

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾
وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ
اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ
بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ
اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے میرے بیٹے①! تو اللہ کے ساتھ شرک مت کر، یقیناً شرک تو بڑا بھاری ظلم ہے②﴿۱۳﴾ اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں تاکید کی اس لیے کہ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا③ اور اس کا دودھ چھوٹنا دو سال میں ہے (اور یہ بھی تاکید کر دی) کہ میرا اور اپنے والدین کا تو شکریہ ادا کر④، میری طرف ہی واپس لوٹ کر کے آنا ہے ﴿۱۴﴾ اور اگر وہ دونوں (یعنی ماں باپ) تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک کر جس (کے معبود ہونے) کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں تو تو ان دونوں کی بات مت مان اور تو ان دونوں کے ساتھ دنیا میں بھلائی کے ساتھ رہ اور جو شخص میری طرف رجوع کرتا ہے ایسے شخص کے راستے پر تو چل⑤، پھر تم سب کو میری طرف ہی واپس آنا ہے، پھر میں تم کو جو جو کام تم کرتے تھے وہ بتلا دوں گا ﴿۱۵﴾

① حضرت لقمان کے بیٹے کا نام انعم یا اشکم یا ماثان تھا، بعض روایات میں آیا ہے کہ بیٹا مشرک تھا، حضرت لقمان کی نصیحت کی برکت سے وہ ایمان لے آیا، اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ: پہلے سے وہ ایمان والا تھا؛ لیکن اس کا ایمان مضبوط رہے، توحید پر ہمیشہ قائم رہے اس لیے حضرت لقمان نے اس کو یہ نصیحت فرمائی۔

② ظلم یعنی کسی کا حق چھین کر دوسرے کو دے دینا، عبادت جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے وہ دوسرے کے لیے کرنا شرک ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) اس کو تھک تھک کر پیٹ میں رکھا۔

④ حضرت سفیان ابن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ: جس نے پانچ نمازیں پڑھ لی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور جس نے نماز کے بعد ماں باپ کے لیے بھلائی کی دعا کی اس نے ماں باپ کا شکر ادا کیا؛ لہٰذا اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

⑤ سبیل سے مراد: دینِ اسلام کا راستہ، من اناب سے مراد: حضرت نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ، آیت کا مطلب: اسلام کے راستے پر عمل کرو اور حضرت نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ کے راستے پر عمل کرو، اس کو اپناؤ۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي
الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝۱۶ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ
وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۷ وَلَا تُصَعِّرْ
خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝۱۸
وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝۱۹ ع ۸/۱۱

اے میرے بیٹے! اگر کوئی بھی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو، پھر چاہے وہ پتھر کی کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو اللہ تعالیٰ اس کو لاکر کے حاضر کردیں گے① یقیناً اللہ تعالیٰ بہت باریکی سے دیکھتے ہیں، بڑے خبر رکھنے والے ہیں②﴿۱۶﴾ اے میرے بیٹے! تو نماز کو قائم کر اور تو اچھی بات سکھلا اور تو بری بات سے روک اور جو مصیبت تجھ کو پہنچے اس پر صبر کر، یقیناً یہ تو بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے③﴿۱۷﴾ اور تو لوگوں کے سامنے (تکبر سے) اپنا گال مت پھرا④ اور تو زمین میں اتراتے ہوئے مت چل، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر اترانے والے، بڑائی مارنے والے کو پسند نہیں کرتے﴿۱۸﴾ اور تو بیچ کی چال چل⑤ اور تو اپنی آواز کو نیچی رکھ⑥ یقیناً سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے﴿۱۹﴾

① دنیا کے لحاظ سے آدمی جب بڑا ہو جاتا ہے تو اپنی چھوٹی چیزوں سے اس کی نظر ہٹ جاتی ہے؛ حالاں کہ اللہ تعالیٰ چھوٹی چیز بھی سامنے لادیں گے اور حساب کتاب ہوگا۔ اس نصیحت میں ''اصلاح عقیدہ'' ہے، اللہ تعالیٰ کی محیط قدرت کا بیان ہے۔

② کہتے ہیں کہ: حضرت لقمان کے بیٹے نے حضرت لقمان سے کہا تھا کہ: اے میرے ابا جان! اگر میں چھپ کر کوئی گناہ کروں گا تو کسی کو خبر نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ کو کیسے معلوم ہوگا؟ اس کے جواب میں حضرت لقمان نے یہ نصیحت فرمائی۔ آج کل بھی لوگوں کا یہی مزاج ہے کہ کسی جگہ تنہائی میں چھپ کر گناہ کریں گے تو کسی کو پتہ نہیں چلے گا؛ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو تو تمام چیزیں معلوم ہے۔

③ عزم کے معنی ہے: کسی کام کو کرنے کا اٹل ارادہ، اس آیت میں ہمت کے چار کام بتائے گئے۔ نوٹ: اس آیت میں اصلاحِ عمل ہے۔

④ یعنی (۱) غرور سے مت دیکھو (۲) لوگوں کو حقیر مت سمجھو (۳) متکبر کی اسٹائل میں لوگوں سے بات مت کرو۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) اور تو درمیانی چال چل۔ ⑥ آواز میں بھی اسراف ہوتا ہے اس سے بچنا چاہیے۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ
ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ
مُّنِيْرٍ ۝۲۰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ
كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۲۱ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ
فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝۲۲ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ
كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۲۳

کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہیں ان سب کو تمھارے (فائدے کے) کام میں لگا رکھا ہے اور تم کو اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری پوری دے رکھی ہیں① اور انسانوں میں سے کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ (کی توحید) کے بارے میں بغیر کسی جان کاری اور بغیر کسی ہدایت اور بغیر کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں ﴿۲۰﴾ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم اتارا ہے اس پر چلو، تو وہ جواب میں (یوں) کہتے ہیں بلکہ: ہم تو اس حکم (رسم و رواج) پر چلیں گے جس پر ہم نے ہمارے باپ دادوں کو (عمل کرتے ہوئے) پایا ہے، کیا شیطان ان کے باپ دادوں کو بھڑکتی آگ کی طرف بلاتا رہا ہو تب بھی② ﴿۲۱﴾ اور جو شخص اپنا منہ (فرماں بردار بن کر) اللہ تعالیٰ کے تابع کردے اور وہ نیک عمل کرنے والا ہے تو یقیناً اس نے مضبوط کڑا (حلقہ) پکڑ لیا اور سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے ﴿۲۲﴾ اور جس شخص نے بھی کفر کیا تو اس کے کفر کی وجہ سے تم صدمے میں نہ رہو، ہماری طرف ان سب کو لوٹ کر آنا ہے، پھر جو کام وہ کرتے تھے اس کی حقیقت ہم ان کو بتلادیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں کی بات کو (بھی) بہت اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۲۳﴾

---

① اسباغ کا معنی آتا ہے: مکمل کرنے کے، اللہ تعالیٰ کی کچھ نعمتیں کھلی ہوئی ہیں، جو آسانی سے بے تکلف سمجھ میں آجاتی ہیں، کچھ نعمتیں ایسی ہیں جس میں غور و فکر کرنا پڑتا ہے، کچھ نعمتیں دینی ہیں، کچھ دنیوی ہیں، انسان تمام نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا بنے۔ ② تب بھی وہ باپ دادوں کے پیچھے چلیں گے۔ یعنی اس طرح خلاف شرع باپ دادوں کی پیروی نہ کرے۔

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ۝۲۴ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۲۵ لِلّٰهِ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ۝۲۶ وَلَوْ اَنَّمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ
اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ۝۲۷ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ۝۲۸

ہم ان کو تھوڑے دن مزہ اڑانے کا موقع دیں گے، پھر ہم ان کو سخت عذاب کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے ﴿۲۴﴾ اور اگر تم ان سے سوال کرو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو جواب میں وہ ضرور (یوں) کہیں گے کہ: اللہ تعالیٰ ہی نے (پیدا کیا) تو تم کہو: الحمد للہ ①: بلکہ ان کے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿۲۵﴾ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، یقیناً وہ اللہ تعالیٰ غنی ہیں، تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں ﴿۲۶﴾ اور اگر جتنے بھی درخت زمین میں ہیں وہ سب قلم بن جاویں اور یہ جو سمندر ہیں اس کے علاوہ دوسرے سات سمندر اس میں مل جائیں (اور وہ سب روشنائی بن کر اللہ کی خوبیاں لکھنے لگیں) تب بھی اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہیں ہوں گی ② یقیناً اللہ تعالیٰ تو بڑے زبردست ہیں، بڑے ہی حکمت کے مالک ہیں ﴿۲۷﴾ تم سب کو پیدا کرنا اور تم سب کو دوبارہ زندہ کرنا (اللہ تعالیٰ کے لیے) ایسا ہے جیسے ایک انسان کو (پیدا کرنا) یقیناً اللہ تعالیٰ (ہر چیز) سنتے ہیں، (ہر چیز) دیکھتے ہیں ③ ﴿۲۸﴾

---

① کافروں نے توحید کے ثابت ہونے کا پہلا مقدمہ مان لیا اس پر الحمد للہ کہا گیا؛ اس لیے کہ دوسرا مقدمہ تو بالکل ظاہر ہے کہ جو خود مخلوق ہو وہ عبادت کے لائق نہیں۔

② اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرنے والے کلمات، اللہ تعالیٰ کے کمالات، اللہ تعالیٰ کی معلومات، اللہ تعالیٰ کی علم و حکمت، اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تصرفات، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں؛ ان سب کو کوئی لکھ کر کسی طریقہ سے احاطہ نہیں کرسکتا۔

③ لفظ ''بصیر'' سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ مشرک جو قیامت کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے انکار کو سننے والے اور ان کے اعمال کو دیکھنے والے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَأَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ
هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٣٠﴾ ع
أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُم مِّنْ آيَاتِهِ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ
لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣١﴾ وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ
فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ﴿٣٢﴾

کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ رات (کے اجزاء) کو دن میں داخل کرتے ہیں اور دن (کے اجزا) کو رات میں داخل کرتے ہیں اور سورج اور چاند کو (اللہ تعالیٰ نے) کام میں لگا رکھا ہے، ہر ایک مقرر وقت (قیامت) تک چلتے رہیں گے اور جو کام بھی تم کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ﴿۲۹﴾ یہ سب اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی حق ہے اور وہ (مشرک لوگ) اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا جن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں وہی باطل (یعنی بے بنیاد) ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ کی شان اونچی ہے اور وہ سب سے بڑے ہیں ﴿۳۰﴾

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کشتیاں سمندر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلتی ہیں①؛ تاکہ وہ تم کو اپنی (قدرت کی) نشانیوں میں سے کچھ دکھاویں، یقیناً اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے اور اونچے درجہ کے شکر کرنے والے کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ﴿۳۱﴾ اور جب (سمندر کی) موجیں ان پر سائبانوں (بادل) کی طرح چڑھ آتی ہیں② تو وہ خالص اللہ تعالیٰ پر ہی اعتقاد رکھ کر اس کو پکارنے لگتے ہیں، پھر جب وہ ان کو بچا کر خشکی پر لے آتے ہیں تو ان میں سے کچھ لوگ تو (شرک چھوڑ کر) سیدھے راستے پر رہتے ہیں③ اور ہر وہ آدمی جو بات کا بڑا جھوٹا ہو، بڑا ہی ناشکری کرنے والا ہو وہی ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے ﴿۳۲﴾

①(دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی نعمت کو لے کر چلتی ہیں۔ ②(دوسرا ترجمہ) گھیر لیتی ہیں۔
③اور باقی لوگ پہلے ہی کی طرح شرک کرنے لگتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ؗ وَلَا مَوْلُوْدٌ
هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٜ وَلَا
يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۳۳ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا
فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ
تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۳۴ ع

اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرتے رہو اور تم اس دن سے ڈرو جس دن کوئی باپ اپنے بیٹے کو ذرا بھی کام نہیں آئے گا① اور کوئی بیٹا اپنے باپ کو ذرہ برابر بھی کام نہیں آسکے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو سچا ہے، سو تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں وہ بڑا دغاباز (شیطان) تم کو دھوکے میں نہ ڈالے ﴿۳۳﴾ یقیناً قیامت کی خبر تو اس (اللہ تعالیٰ ہی) کے پاس ہے اور وہ بارش برساتے ہیں② اور (ماؤں کے) پیٹوں میں جو کچھ بھی ہے اس کو وہی جانتے ہیں اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ خود کل کیا (عمل) کرے گا اور کسی شخص کو یہ معلوم نہیں کہ کس زمین پر اس کی موت آئے گی، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے (ہر چیز کی) پوری خبر رکھتے ہیں③ ﴿۳۴﴾

---

① جب صلبی بیٹا کام نہیں آوے گا تو دوسروں کا کیا پوچھنا۔
② یعنی بارش کب، کہاں، کتنی ہوگی وہ اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے۔
③ اس مبارک آیت میں جو نفی کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہیں تو اس سے مراد وہ علم ہے جو کسی واسطے کے بغیر ہو، اور علم الیقین ہو؛ لہٰذا اگر کسی کو کسی واسطے سے کوئی علم ہو جائے تو وہ اس آیت کے مخالف نہیں، جیسا کہ قرائن اور حسابات کے ذریعے بارش کو معلوم کرنا، اسی طرح مختلف قسم کے ٹیسٹ اور جانچ کے ذریعے جو بچے کی جنس کے بارے میں کہتے ہیں؛ البتہ کوئی ٹیسٹ یا مشین یہ نہیں بتاسکتی کہ یہ بچہ جو اس وقت حمل میں ہے وہ پیدا بھی ہوگا یا نہیں ہوگا، اور پیدا ہونے تک زندہ بھی رہے گا یا نہیں رہے گا، پھر پیدا ہونے کے بعد نیک بنے گا یا بدبخت بنے گا؟ یہ صرف باری تعالیٰ کو علم ہے۔

سُوْرَةُ الٓمٓ سَجْدَة

(مكية)

سورۂ الم سجدہ

یہ سورت مکی ہے، اس میں تیس (۳۰) آیتیں ہیں۔ سورۂ نحل یا سورۂ مؤمنون کے بعد اور سورۂ نوح سے پہلے تہتر (۷۳) یا (۷۴) نمبر پر نازل ہوئی۔

حدیث میں ہے کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر میں الم سجدہ اور سورۂ دہر پڑھا کرتے تھے۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ سونے سے پہلے الم سجدہ اور تبارک پڑھ لیا کرتے تھے۔

قرآنِ مجید کی آیت پر سجدے کا تذکرہ اس سورت میں کیا گیا ہے۔

سجدہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں محبوب ترین عمل ہے، اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ اطاعت اور نافرمانی کے درمیان حدِ فاصل ہے، مطیع بندہ سجدہ کرتا ہے اور ابلیس کی راہ پر چلنے والا اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ نہیں کرتا۔

آیاتها ۳۰ | (۳۲) سُوۡرَۃُ السَّجۡدَۃِ مَکِّیَّۃٌ (۷۵) | رُکوعاتها ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

الٓمّٓ ۟ۚ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ؕ﴿۲﴾ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ ۚ بَلۡ
ہُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰىہُمۡ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ لَعَلَّہُمۡ یَہۡتَدُوۡنَ ﴿۳﴾
اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَا فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی
الۡعَرۡشِ ؕ مَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا شَفِیۡعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۴﴾ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ مِنَ
السَّمَآءِ اِلَی الۡاَرۡضِ ثُمَّ یَعۡرُجُ اِلَیۡہِ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗۤ اَلۡفَ سَنَۃٍ مِّمَّا
تَعُدُّوۡنَ ﴿۵﴾ ذٰلِکَ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۙ﴿۶﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الم ﴿۱﴾ تمام عالموں کے رب کی طرف سے کتاب اتاری جارہی ہے جس میں ذرا بھی شک کی بات نہیں ہے ﴿۲﴾ کیا یہ (کافر لوگ ایسا) کہتے ہیں کہ: اس (محمد) نے خود اس (قرآن) کو گھڑ لیا ہے؟ بلکہ وہ تو ایسا حق ہے جو تمھارے رب کی طرف سے اس لیے آیا ہے تا کہ تم اس کے ذریعہ ان لوگوں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈراؤ جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا؛ تا کہ وہ لوگ صحیح راستے پر آجائیں ﴿۳﴾ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جنھوں نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اس کو چھ دن (کی مقدار) میں پیدا کیا، پھر (اپنی شان کے مطابق) عرش پر قائم ہوئے، تمھارے لیے اس کے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے اور سفارش کرنے والا بھی نہیں ہے، کیا پھر بھی تم (اتنی سی بات پر بھی) دھیان نہیں کرتے ﴿۴﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) آسمان سے لے کر زمین تک ہر ایک کام کی (خود) تدبیر (انتظام) کرتے ہیں، پھر وہ کام ایک ایسے دن میں چڑھ کر اس کے پاس پہنچ جاتا ہے جس کی مقدار تمھاری گنتی سے ایک ہزار سال ہوتی ہے ﴿۵﴾ وہی (اللہ) ہیں جو ہر چھپی اور کھلی چیز کے جاننے والے ہیں، بہت زبردست ہیں (سب پر) رحم کرنے والے ہیں ﴿۶﴾

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ
سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۸ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ
وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۹ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ
خَلْقٍ جَدِيْدٍ ڛ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۱۰ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ
وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۱۱ ع ۱/۱۴
وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا
فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۱۲

جس نے ہر چیز پیدا کی، جو بہت اچھی بنائی اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی ﴿۷﴾ پھر اس (انسان) کی نسل ایک نچوڑے ہوئے حقیر پانی سے چلائی ﴿۸﴾ پھر اس کو برابر بنایا①، اس میں اپنی روح پھونکی اور تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیے (اے انسانو!) تم (اللہ تعالیٰ کا) بہت کم شکر ادا کرتے ہو ﴿۹﴾ اور وہ (کافر لوگ) کہنے لگے: کیا جب ہم (فنا ہو کر) زمین میں گم ہو جائیں گے② تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا ہوں گے؟ بلکہ وہ تو اپنے رب کی ملاقات ہی کا انکار کرتے ہیں ﴿۱۰﴾ (اے نبی!) تم کہو: تم کو تو موت کا فرشتہ پورا وصول کر لے گا③ جو تم پر مقرر (یعنی متعین) کیا گیا ہے، پھر تم کو اپنے رب کے پاس واپس لے جایا جائے گا ﴿۱۱﴾

(اے نبی!) کاش تم وہ منظر بھی دیکھو! جب یہ گنہگار لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے (کھڑے) ہوں گے (کہتے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا④، سو ہم کو (دنیا میں دوبارہ) واپس بھیج دیجیے، اب ہم نیک کام کریں گے ہم کو پورا یقین آ گیا ﴿۱۲﴾

---

① ماں کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ نے تمام اعضاء ٹھیک ٹھاک درست بنائے۔
② یعنی نیست و نابود ہو جائیں گے۔ ③ یعنی تمھاری روح قبض کر لے گا۔
④ (دوسرا ترجمہ:) آج ہم نے اے اللہ! آپ کی طرف سے نبیوں کی تصدیق سن لی۔ (تیسرا مطلب) ہم نے گناہ دیکھ لیے اور ہمیں جو کہا گیا ہم نے سن لیا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ
الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝١٣ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ
وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝١٤ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا
بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ۝١٥ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ
الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝١٦ فَلَا تَعْلَمُ
نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٧ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا
كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ۝١٨

السجدۃ

اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو (پہلے ہی سے) اس کی ہدایت (یعنی راستہ) سمجھا دیتے؛ لیکن میری طرف سے جو بات کہی گئی تھی وہ سچ ہو کر کے ہی رہی کہ میں جنات اور انسان سب سے جہنم کو ضرور بھر دوں گا ﴿۱۳﴾ سو تم (عذاب کا) مزہ چکھو؛ کیوں کہ تم اپنے آج کے دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے، ہم نے بھی تم کو بھلا دیا① اور جو اعمال تم کرتے تھے اس کے بدلے ہمیشہ کے عذاب کا تم مزہ چکھو ﴿۱۴﴾ ہماری آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو اس سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور وہ اپنے رب کی حمد (تعریف) کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ لوگ (ایمان لانے سے) تکبر نہیں کرتے ﴿۱۵﴾ ان کے پہلو (کروٹیں ان کے) سونے کی جگہوں (بستروں) سے جدا رہتے ہیں (اور) وہ ڈر اور امید سے اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں② اور جو روزی ہم نے ان کو دی ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں ﴿۱۶﴾ سو کسی بھی شخص کو معلوم نہیں ہے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا جو سامان (اللہ کے یہاں) ان کے لیے چھپا کر رکھا گیا جو اعمال وہ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے ﴿۱۷﴾ بھلا وہ شخص جو ایمان والا ہو کیا وہ نافرمان کی طرح ہو سکتا ہے؟ وہ آپس میں برابر نہیں ہو سکتے ﴿۱۸﴾

① یعنی رحمت اور مہربانی سے یاد نہیں کیے جاویں گے۔

② ڈر: عبادت کے قبول نہ ہونے کا یا عتابِ الٰہی کا اور "امید" اللہ تعالیٰ کی رحمت سے عبادت قبول ہوگی اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملے گا۔

اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًاۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾
وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا
وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ
الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى ع ٢ ١١ ١٥
الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٢٣﴾

چناں چہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے سو ان کے لیے جنت ٹھکانہ ہے① جو کام وہ لوگ کرتے تھے اس کی مہمانی میں (یہ) دیا جائے گا ﴿١٩﴾ اور رہے وہ لوگ جنھوں نے نافرمانی کی تھی سو ان کا ٹھکانہ تو جہنم کی آگ ہے، جب جب بھی وہ اس (آگ) سے نکلنا چاہیں گے تو وہ اس میں واپس لوٹا دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا: کہ آگ کے جس عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے اس کا مزہ تم لوگ چکھو ﴿٢٠﴾ اور ہم ان (کافروں) کو بڑے عذاب سے پہلے (دنیا میں) کم درجے کے عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے، شاید کہ وہ لوگ (کفر سے واپس) لوٹ جاویں② ﴿٢١﴾ اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی گئی، پھر اس نے (اپنے رب کی) اس (بات) سے منہ پھرا لیا، یقیناً ہم (ایسے) مجرموں سے بدلہ لے کر کے رہیں گے ﴿٢٢﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، لہٰذا تم (اے نبی!) اس کے ملنے کے بارے میں کسی طرح کا شک نہ کرو③ اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا تھا ﴿٢٣﴾

---

① یعنی مستقل قیام کے باغات۔

② ادنیٰ کا ایک معنی ہے: اقرب؛ یعنی آخرت کے عذاب سے پہلے دنیا میں مصیبت، آفت، بیماری، قحط، قتل، قید، مال و اولاد وغیرہ کی تباہی وغیرہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ تنبیہی عذاب دیتے ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے کہ بندہ غفلت سے نکل کر توبہ کر کے آخرت کے بڑے عذاب سے اپنے آپ کو بچا لیوے۔

= (باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۣ ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جب انھوں نے (برے حالات پر) صبر کیا تو (دین میں) ایسا پیشوا بنا دیا جو ہمارے حکم سے لوگوں کو راستہ بتاتے تھے[1] اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے ﴿۲۴﴾ جن باتوں میں وہ لوگ اختلاف کرتے تھے تمھارے رب یقیناً قیامت کے دن ان کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کر دیں گے ﴿۲۵﴾ اور کیا ان (مکہ کے کافروں) کو (اس بات سے) کوئی ہدایت نہیں ملی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر دیا کہ ان کے مکانوں میں یہ (خود) چلتے پھرتے ہیں[2]، یقیناً اس میں تو (عبرت کی) بڑی نشانیاں ہیں، تو کیا وہ لوگ سنتے نہیں ہیں؟ ﴿۲۶﴾

=[۳] لقا بمعنی ملاقات: (۱) ضمیر کا مرجع اگر قرآن ہے تو آیت کا مطلب یہ ہوگا ''جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات کتاب دی گئی اس طرح آپ کو قرآن ملے اس میں کوئی شک نہ ہو''۔ (۲) ضمیر کا مرجع حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت نبی کریم ﷺ کی ایک ملاقات معراج میں ہوئی، پھر دوسری ملاقات قیامت میں ہوگی، اس بارے میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔ (۳) ضمیر کا مرجع ہے ''سخت حالات''۔ آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے کتاب دی گئی، لوگوں نے اس کو جھٹلایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ستایا گیا، سخت حالات کا آپ کو سامنا کرنا پڑا، اس میں بتلانا ہے کہ آپ ﷺ کو بھی دشمنوں کی طرف سے سخت حالات پیش آئیں گے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کرنا ہے۔

اِس صفحے کا حاشیہ:

[1] معلوم ہوا صبر اور یقین کے ذریعہ دین میں کسی کو امامت کا درجہ مل سکتا ہے، اور صبر کا مطلب ہے: اللہ تعالیٰ کے حکموں پر پوری پابندی کے ساتھ جمے رہنا، اللہ تعالیٰ نے جو حرام یا مکروہ کر دیا اس سے اپنے آپ کو بچانا، یہ عمل کا کمال ہوا، اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے مفہوم کو صحیح سمجھنا اور اس پر یقین کرنا یہ علمی کمال ہوا، دونوں چیزیں جمع ہوں گی تب جا کر انسان دینی اعتبار سے امامت، پیشوا کے مقام پر پہنچے گا۔

[2] (دوسرا ترجمہ) ان کے مکانوں کے پاس سے وہ آتے جاتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ
وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ
يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ
وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

اور کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم پانی کو کھینچ کر (یعنی چلا کر) خشک (چٹیل) زمین تک پہنچا دیتے ہیں①، پھر ہم اس (پانی) کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس میں سے ان کے جانور اور وہ خود بھی کھاتے ہیں②، تو کیا وہ لوگ دیکھتے نہیں؟ ﴿۲۷﴾ اور وہ کہتے ہیں کہ: اگر تم سچے ہو تو (یہ بتاؤ) یہ (آخری) فیصلہ کب ہوگا؟③ ﴿۲۸﴾ تو تم (جواب میں) کہہ دو کہ: فیصلے کے دن ان کافروں کو ان کا ایمان کوئی نفع نہیں دے گا اور ان کو ڈھیل نہیں دی جاوے گی ﴿۲۹﴾ لہٰذا تم ان (کافروں) کا خیال چھوڑ دو④ اور انتظار کرتے رہو، یقیناً وہ بھی انتظار کر رہے ہیں ﴿۳۰﴾

① ایک علاقے کی زمین نرم ہے، زیادہ بارش کی متحمل نہیں، وہاں پوری بارش برسائی جاوے تو نقصان ہوسکتا ہے؛ اس لیے دوسری زمین پر پانی برسا کر دریا اور نہروں کے ذریعہ اس علاقے میں پانی پہنچایا جاتا ہے (یعنی بارش کا پانی برسا کر کسی اور جگہ، پھر اس کو ندی نالوں کے ذریعہ چلا کر دوسرے علاقے میں لے جاتے ہیں اور دوسری جگہ اس سے کھیتی اگتی ہے)۔

② یہاں آیت میں ''اَنعام'' یعنی جانور مقدم ہے، حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ نزولِ قرآن کے دور میں عربوں کی معیشت کا مدار جانوروں پر تھا۔ جانور اچھے ہوں گے تو سواری بھی آسان، مال کو ایک جگہ سے دوسری جگہ سے لے جانا بھی آسان، سفر بھی آسان، پانی لانا ـ لے جانا بھی آسان، تجارت بھی آسان؛ اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ ''اَنعام'' کو پہلے لاکر کچھ فائدہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جانور ہری بھری گھانس، سبزی کھائیں گے، وہ موٹے تندرست اور فربہ ہوں گے، انسانوں کو اچھا گوشت، اچھا دودھ ملے گا، چمڑا اور اون ملے گا، انسان کو بڑے فائدے ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمین سے اگنے اور پیدا ہونے والی چیز میں انسان اپنا اکیلے کا حق نہ سمجھے، جانوروں کو بھی اس پیداوار میں سے کھلائے، اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے۔

③ آخری فیصلے سے مراد قیامت کا دن ہے یا فیصلہ کن موقع ''غزوۂ بدر'' مراد ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) سو تم ان کافروں کی طرف سے دھیان ہٹا دو۔ یا ان کی پرواہ نہ کرو، یا خود کو ہلاک کر دیوے ایسے غم میں مت پڑو۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب

(مدنية)

سورۂ احزاب

یہ سورت مدنی ہے، اس میں تہتر (۷۳) یا (۷۰) آیتیں ہیں۔ سورۂ انفال یا سورۂ آلِ عمران کے بعد اور سورۂ مائدہ سے پہلے نوے (۹۰) نمبر پر نازل ہوئی۔

جماعتوں اور ٹولیوں اور گروہوں کو احزاب کہتے ہیں۔ مشرکین کی بہت ساری جماعتوں نے ۵ھ میں مدینہ منورہ پر حملہ کیا تھا، ان کے دفاع کے لیے جو جنگ لڑی گئی اس کو غزوۂ احزاب کہتے ہیں، اس کا اس سورت میں تذکرہ ہے۔

اس سورت کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں حضرت زید ﷺ کا نام صراحۃً آیا ہے، پورے قرآن میں انہی ایک صحابی کا نام اس سورت میں صراحتاً مذکور ہے۔

آیاتها ۷۳ | (۳۳) سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ (۹۰) | رکوعاتها ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾
وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَى
اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ
اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ
قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِی السَّبِيْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ
هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ
وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اے نبی! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور تم کافروں کا اور منافقوں کا کہنا مت مانو، یقیناً اللہ تعالیٰ (ہر چیز کو) بڑے جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱﴾ اور جو وحی تم پر تمھارے رب کی طرف سے بھیجی جائے اس پر تم چلو، جو کام بھی تم لوگ کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ﴿۲﴾ اور تم اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو، اور کام بنانے کے لیے تو اللہ تعالیٰ کافی ہیں ﴿۳﴾ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے اور اپنی جن بیویوں سے تم ظہار کرتے ہو اس نے ان کو تمھاری (سچی) مائیں نہیں بنا دیا اور تمھارے منہ بولے بیٹوں (یعنی لے پالک) کو تمھارے (حقیقی) بیٹے نہیں بنایا، یہ تو تمھاری بات ہی بات ہے جو تم منہ سے کہتے ہو اور اللہ تعالیٰ تو سچی بات کہتے ہیں اور وہی سیدھا راستہ بتلاتے ہیں ﴿۴﴾ تم ان کو ان کے (حقیقی) باپوں کے نام سے پکارا کرو، یہی طریقہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پورے انصاف کا ہے، پھر اگر تم کو ان کے (اصلی) باپ معلوم نہیں ہے تو وہ تمھارے دینی بھائی اور تمھارے دوست ہیں اور تم سے جو بھول چوک ہو جائے اس کی وجہ سے تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا؛ لیکن جو کام تم اپنے دلوں سے جان بوجھ کر کرو (اس میں گناہ ہے)

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ
وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ
اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ
النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠
وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۸ ع

اور اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۵﴾ نبی ایمان والوں کے ساتھ (خود) ان کی جان (اور ذات) سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں ① اور اس (نبی) کی بیویاں ان (ایمان والوں) کی مائیں ہیں ② لیکن اللہ تعالیٰ کی کتاب (کے حکم) کے مطابق رشتے دار (دوسرے) ایمان والوں (انصار) اور مہاجرین کے مقابلے میں ایک دوسرے پر (میراث کے بارے میں) زیادہ حق دار ہیں؛ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں میں سے کسی کے ساتھ کوئی احسان کرنا چاہو ③، کتاب (یعنی قرآن یا لوحِ محفوظ) میں یہ حکم (ہمیشہ کے لیے) لکھا جا چکا ہے ﴿۶﴾ اور (وہ زمانہ بھی ذرا یاد کرو) جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد (یعنی اقرار) لیا تھا اور تم سے اور نوح ④ اور ابراہیم اور موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہم السلام) سے (بھی عہد لیا تھا) اور ہم نے ان سب سے پکا اقرار لیا تھا ﴿۷﴾ تاکہ سچے لوگوں سے ان کی سچائی کے بارے میں وہ (اللہ تعالیٰ) سوال کریں ⑤ اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے ﴿۸﴾

① (دوسرا ترجمہ) ایمان والوں کے لیے یہ نبی ان کی اپنی جان سے بھی زیادہ نزدیک ہے (تیسرا) نبی سے ایمان والوں کو اپنی جان سے بھی زیادہ لگاؤ ہے۔ ② یعنی تعظیم و تکریم میں ماؤں کی طرح ہیں۔
③ تو ان کے لیے وصیت کر دو یا زندگی میں تحفہ دے دو۔
④ نکتہ: کسی موقع پر عمومی تذکرہ کے بعد چند حضرات کے خصوصی تذکرے میں کوئی برائی نہیں ہے۔
⑤ یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کس قدر سچائی اور پختگی سے کام کیا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ﴿٩﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ
وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ
الظُّنُوْنَا ﴿١٠﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿١١﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ
الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿١٢﴾ وَاِذْ
قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تم پر (کیسا) احسان کیا وہ (ذرا) یاد کرو جب کہ بہت سارے لشکر تم پر چڑھ آئے تھے، تو ہم نے ان پر ایک آندھی اور ایسے (فرشتوں کے) لشکر بھیجے جو تم کو نظر نہیں آرہے تھے اور جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتے ہیں ﴿۹﴾ جب کہ وہ (سب لشکر) تمھارے اوپر کی طرف سے اور تمھارے نیچے کی طرف سے چڑھ کر آئے① اور جب آنکھیں (دہشت کی وجہ سے) کھلی کی کھلی رہ گئیں② اور کلیجے منہ کو آنے لگے③ اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کی باتیں سوچنے لگے④ ﴿۱۰﴾ اس وقت ایمان والوں کی (بڑی) آزمائش ہوئی اور وہ زور سے (پورے پورے) ہلا دیے گئے ﴿۱۱﴾ اور جب منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی وہ کہنے لگے کہ: اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ تو ایک دھوکہ ہی تھا ﴿۱۲﴾ اور جب ان (منافقوں) میں کی ایک جماعت کہنے لگی: اے یثرب (یعنی مدینہ) والو! تم کو (یہاں) ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں ہے⑤، سو تم واپس چلے جاؤ،

① مکہ کی طرف سے آنے والے متحدہ لشکر کو "فوق" اور بنی قریظہ جو مدینہ میں رہتے تھے وہ "اسفل" یہ ایک تفسیر ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) اور جب آنکھیں بدلنے لگی۔
③ (دوسرا ترجمہ) اور دل تو گلوں کو پہنچ گئے۔
④ سختی کے موقع پر غیر اختیاری وساوس آنے لگتے ہیں اور اس پر پکڑ نہیں ہوتی۔
⑤ اس لیے کہ یہاں موت کا خطرہ ہے۔

وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ
يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝۱۳ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا
وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝۱۴ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ
وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ۝۱۵ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ
الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۶

تو ان میں سے ایک جماعت (گھر رہنے کی) نبی سے اجازت مانگنے لگی، وہ کہنے لگے کہ: ہمارے گھر تو کھلے پڑے ہیں؛ حالاں کہ وہ کھلے پڑے نہیں ہیں①، وہ تو صرف بھاگنا ہی چاہتے ہیں ﴿۱۳﴾ اور اگر اس (مدینہ) کے اطراف سے کوئی (دشمن کا لشکر) ان پر چڑھ آوے، پھر ان سے فتنہ (وفساد) کی شرکت کا مطالبہ کیا جائے تو وہ ضرور (فتنے میں) شامل ہو جائیں گے② اور (اس وقت) وہ گھروں میں تھوڑی دیر ہی ٹھہریں گے ﴿۱۴﴾ حالاں کہ اس (خندق کی لڑائی) سے پہلے وہ اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے تھے کہ وہ (دشمن سے) پیٹھ پھرا کر نہیں جائیں گے③ اور اللہ تعالیٰ کے عہد کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا ﴿۱۵﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگ بھی جاؤ گے تو بھی یہ بھاگنا تم کو ہرگز (کچھ بھی) فائدہ نہیں دے گا④ اور اس (بھاگنے کی) صورت میں تم کو (زندگی سے) فائدہ اٹھانے کا تھوڑا سا ہی موقع دیا جائے گا ﴿۱۶﴾

---

① یعنی دیواریں کچی اور مکان غیر محفوظ ہیں۔

② یعنی مسلمانوں سے لڑنے کے لیے ان کو کہا جاوے تو فوراً بلا تاخیر گھروں کی پرواہ کیے بغیر مسلمانوں کے خلاف لڑائی میں شامل ہو جاویں گے۔

③ غزوۂ بدر میں شرکت نہ کر سکنے کا مخلصین کو واقعی صدمہ تھا اور آئندہ کے لیے انھوں نے مضبوط عزائم کیے تھے، جبکہ منافقین نے بس دکھاوے کے لیے کچھ عزائم کیے تھے۔

④ مقدر کی موت وقت پر آ کر ہی رہتی ہے۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا
يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ
وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖۚ
فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ
الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ
يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾

(اے نبی! ان کو) تم پوچھو: وہ کون ہے جو تم کو اللہ تعالیٰ سے بچا سکتا ہے؟ اگر وہ تم کو برائی پہنچانے کا ارادہ کرے① یا تم کو رحمت② پہنچانے کا ارادہ کرے③ اور وہ خود کے لیے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کے کوئی حمایت کرنے والا اور کوئی مدد کرنے والا نہیں پائیں گے ﴿۱۷﴾ پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان سب کو جانتے ہیں جو لوگ (جہاد میں شریک ہونے سے) روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں④ سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ، یہ لوگ لڑائی میں آتے ہی نہیں؛ مگر بہت ہی کم⑤ ﴿۱۸﴾ (آتے بھی ہیں تو) تم (یعنی مسلمانوں) پر وہ لالچ رکھتے ہوئے، پھر جب ڈر کا وقت آجائے تو (اے نبی!) تم ان کو دیکھو کہ وہ تمھاری طرف دیکھ رہے ہیں کہ ان کی آنکھیں (یعنی پتلیاں) اس طرح چکراتی ہیں جس طرح کسی شخص پر موت کی بے ہوشی طاری ہوتی ہے، پھر جب خوف (خطرہ) دور ہو جائے تو وہ مال کی پوری لالچ میں تم پر تیز تیز زبانیں چلاتے ہیں، (حقیقت میں) یہ لوگ ایمان نہیں لائے ہیں، سو اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو برباد کر دیا ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے ﴿۱۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) وہ کون ہے کہ اگر (اللہ تعالیٰ) تم کو برائی پہنچانے کا ارادہ کرے تو تم کو اللہ تعالیٰ سے بچا سکتا ہو؟۔
② دنیوی رحمت یعنی زندگی مل بھی گئی تو آخرت کے مقابلہ میں بہت معمولی ہے۔
③ تو وہ کون ہے جو تم سے رحمت کو روک لیوے۔
④ نسبی یا وطنی اخوت مراد ہے۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) مگر کبھی کبھی۔

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي
الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ ع ۱۲/۱۸
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ
وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ
وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

یہ (منافقین اب تک یہ) سمجھتے ہیں کہ ابھی تو (مکہ والوں کے) لشکر گئے نہیں ہیں اور اگر (بالفرض دوبارہ) لشکر آجاویں تو ان (منافقین) کی چاہت یہ ہوگی، کاش کہ وہ دیہات میں جا کر رہیں ① (وہیں سے) تمھاری خبریں معلوم کرتے رہیں اور اگر یہ (بزدل منافق) تمھارے درمیان رہ بھی گئے ہو تو تھوڑی سی ہی وہ لڑائی لڑیں گے ② ﴿۲۰﴾

پکی بات یہ ہے کہ تمھارے لیے اللہ کے رسول (کی ذات) میں ایک بہترین نمونہ موجود ہے، اس شخص کے لیے بھی جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کی امید (یعنی ڈر) رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرتا ہو ③ ﴿۲۱﴾ اور جب ایمان والوں نے لشکروں کو دیکھ لیا تو کہنے لگے: یہ تو وہی بات ہے جس کا ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس واقعہ نے ان کے ایمان اور اطاعت (یعنی فرماں برداری) کو بڑھا دیا ﴿۲۲﴾ کتنے ایمان والے مرد ہیں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا تھا وہ سچا (یعنی پورا) کر کے دکھلا دیا، سو ان میں سے کوئی تو وہ ہیں جو اپنی ذمے داری کو پورا کر چکا ہے ④ اور ان میں سے کوئی تو (شہادت کا) انتظار کر رہا ہے اور انھوں نے (اپنے ارادوں کو) ذرا بھی نہیں بدلا ﴿۲۳﴾

① (دوسرا ترجمہ) دیہاتوں میں نکلے ہوئے ہو۔ ② یعنی لڑائی میں تھوڑا سا حصہ لے لیں گے۔
③ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت مطلوب ہے۔ ④ یعنی شہید ہو گیا۔

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٢٤﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا
خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿٢٥﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ
ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا
تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿٢٦﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ
تَطَـُٔوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢٧﴾ ٣ ع ٧ ١٩

تاکہ اللہ تعالیٰ سچے لوگوں کو ان کی سچائی کا انعام دیویں اور اگر چاہیں تو منافقین کو عذاب دیویں یا ان کو توبہ کی توفیق دیویں (اور قبول کرلیویں) یقیناً اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿٢٤﴾ اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے پورے غصہ کے ساتھ (اس طرح) واپس کردیا کہ ان کو کوئی بھلائی ہاتھ میں نہیں آئی① اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی طرف سے لڑائی کے لیے کافی ہوگئے② اور اللہ تعالیٰ تو بڑے طاقت والے ہیں، بڑے زبردست ہیں ﴿٢٥﴾ اور جن اہلِ کتاب نے ان (مشرکین) کی مدد کی تھی اللہ تعالیٰ ان کو ان کے قلعوں سے اتار لائے اور اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ (اے مسلمانو! ان میں سے) ایک جماعت کو تم قتل کررہے تھے اور (ان میں سے) بہت ساروں کو تم قیدی بنارہے تھے ﴿٢٦﴾ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کی زمین کا ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور ایسی زمین کا جن پر تم نے ابھی تک قدم بھی نہیں رکھا وارث (یعنی مالک) بنادیا③ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں ﴿٢٧﴾

① یعنی مسلمانوں کو ہرادینے کی ان کی مراد پوری نہ ہوئی۔
② اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنگ کی نوبت نہیں آئی اور کافر ناکام واپس گئے۔
③ خیبر کی فتح کی طرف اشارہ ہے، اسی طرح مستقبل میں جو دوسری فتوحات ہونے والی ہے اس کی بھی خوش خبری دی گئی جو خلافت راشدہ کے دور میں آنکھوں کے سامنے آگئی۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۝۲۸ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۝۲۹ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا۝۳۰

(اے نبی!) تم اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال سامان (تحفہ میں) دے دوں اور میں تم کو اچھی طرح رخصت کر دوں ﴿۲۸﴾ اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک عورتوں کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے ﴿۲۹﴾ اے نبی کی عورتو! جو تم میں سے کھلی بے حیائی کا کام کریں① تو ایسی عورت کی سزا بڑھا کر دو گنا عذاب کر دیا جائے گا اور ایسا کرنا تو اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے ﴿۳۰﴾

① مراد ہر وہ کام ہے جس سے حضور ﷺ کو تکلیف ہو۔ (نبی ﷺ کے گھرانے کی عورتوں سے زنا کا صدور ہو ہی نہیں سکتا)
نوٹ: واقعہ کی تفصیل بندہ کی کتاب ''قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَمَنۡ يَّقۡنُتۡ مِنۡكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِهَاۤ اَجۡرَهَا مَرَّتَيۡنِ ۙ وَاَعۡتَدۡنَا
لَهَا رِزۡقًا كَرِيۡمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ
بِالۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ الَّذِىۡ فِىۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرۡنَ فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ وَلَا
تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡاُوۡلٰى وَاَقِمۡنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيۡنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ

اور جو عورت تم میں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی ہے اور نیک عمل کرتی ہے تو ہم اس کو اس کا ثواب ① دوگنا دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے ﴿۳۱﴾ اے نبی کی عورتو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو ② اگر تم (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتی ہو ③ تو تم نزاکت (لچک) کے ساتھ بات نہ کیا کرو، سو (اس کی وجہ سے) جس کے دل میں روگ ہوتا ہے ④ وہ لالچ کرنے لگے گا ⑤ اور بھلائی والی باتیں تم کہا کرو ⑥ ﴿۳۲﴾ اور (اے ایمان والی عورتو!) تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو ⑦ اور پہلی جاہلیت کی طرح (پرائے مردوں کو) اپنا بناؤ سنگھار (میک اپ) دکھلاتی مت پھرو، اور تم نماز قائم کرتی رہو اور تم زکوۃ دیتی رہو اور تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو،

① یعنی آخرت میں۔ ② آیت میں جو حکم ہے وہ تمام مسلمان عورتوں کے لیے عام ہے؛ لیکن امہات المومنین کو اس حکم پر عمل خصوصی اہتمام کے ساتھ کرنا ہے۔ ③ امہات المومنین میں تقویٰ کا ہونا یہ ایک ظاہری بات ہے؛ لیکن یہ یاد دہانی کرانی ہے کہ تمھاری فضیلت کی ایک بنیاد تقویٰ ہے جس کا ہمیشہ لحاظ رہے۔

④ منافقوں کے دلوں میں ناپاک شہوت ہوتی ہی تھی؛ لیکن اگر کوئی مخلص ایمان والے کا دل حرام شہوت کی طرف مائل ہوا تو وہ بھی نفاق کا ایک شعبہ ہے اور دل کا ایک گناہ ہے، اس سے خود کو بچانا چاہیے۔

⑤ یعنی دل میں غلط خیال قائم کرے گا۔ ⑥ یعنی ایسی پھیکی بات جس میں نرمی نہ ہو، نزاکت نہ ہو، چوں کہ نزاکت والی بات سے سننے والے کے دل میں غلط شہوت پیدا ہوتی ہے: اس لیے عفت اور پاک دامنی کے قانون کے مطابق اُکھڑے ہوئے انداز میں بات کریں؛ تاکہ سامنے والے کے دل میں کوئی گندی لالچ پیدا نہ ہو۔ ظاہر بات ہے کہ ایسی نزاکت والی نرم بات امہات المومنین نہیں کرے گی (ان کو سنا کر امت کی عام عورتوں کو خاص تاکید ہے)؛ اس لیے عورت کی آواز میں جو ایک عام فطری، طبعی نرمی اور مٹھاس ہوتی ہے ایسے لہجے سے اجنبی مردوں کے سامنے ہرگز نہ بولیں؛ لیکن اتنا ضرور لحاظ رکھیں کہ سامنے والے کو اذیت اور تکلیف پہنچے اس انداز سے بھی کوئی عورت کسی مرد سے بات نہ کریں، یہ بد اخلاقی ہے۔

⑦ (دوسرا ترجمہ) ٹھہری رہو۔ آج کی عورت سب کچھ بن رہی ہے؛ مگر عورت عورت (مستور) ہی نہیں بن رہی۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ﴿۳۴﴾ ع

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ

وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ

وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ

اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتے ہیں کہ (ہر قسم کی) گندگی ① تم سے دور رکھیں اور تم کو پورا پاک صاف رکھیں ﴿۳۳﴾ اور تمھارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی (یعنی قرآن کی) جو آیتیں اور حکمت (یعنی سنت) کی باتیں (پڑھ کر) سنائی جاتی ہیں ② ان کو یاد رکھو ③۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تو راز جاننے والے، پوری خبر رکھنے والے ہیں ﴿۳۴﴾

یقیناً مسلمان (یعنی فرماں بردار) مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں ④ اور عبادت کرنے والے مرد اور عبادت کرنے والی عورتیں اور سچائی والے مرد اور سچائی والی عورتیں ⑤ اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے (یعنی دل سے جھکنے والے) مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور (اپنی شرمگاہ کی) حفاظت کرنے والی عورتیں، ⑥

---

① ہر وہ چیز جو شرعاً وطبعاً قابلِ نفرت ہو وہ "رِجس" ہے۔

② اس آیت سے بعض علما نے یہ مسئلہ نکالا کہ حدیث شریف کی تلاوت ثواب کی نیت سے جائز ہے۔

③ یعنی خود عمل کرو اور دوسروں کو پہنچادو۔

نوٹ: قرآن وسنت کی خدمت جس گھرانے کو نصیب ہو وہ اس نعمت کی خصوصی قدر کریں۔

④ "مسلمین" سے اعمالِ اسلام اور "مؤمنین" سے عقائد کا بیان ہے۔

⑤ بات بھی سچی اور عمل ریا سے پاک، عمل میں کم ہمتی اور سستی نہ ہو۔

⑥ "والحفظت" میں "فروج" کا ذکر نہیں ہے، معلوم ہوا کہ عورت کی ہر چیز قابلِ حفاظت ہے۔

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٣٥﴾ وَمَا كَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ
وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿٣٦﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ
وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

اور اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور (اللہ تعالیٰ کا بہت) ذکر کرنے والی عورتیں①، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا (شان دار) بدلہ تیار کر رکھا ہے ﴿۳۵﴾ اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں② تو کسی ایمان والے مرد اور ایمان والی عورت کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے یقیناً وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا ﴿۳۶﴾ اور (اے نبی!) جس آدمی (یعنی زید رضی اللہ عنہ) پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور تم نے بھی اس پر احسان کیا اس سے تم جب کہہ رہے تھے کہ تم اپنی بیوی (زینب رضی اللہ عنہا) کو اپنے نکاح میں رہنے دو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو③ اور (اے نبی!) تم اپنے دل میں وہ بات چھپا رہے تھے جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے ہی والے تھے اور تم لوگوں (کے طعنے) سے ڈر رہے تھے: حالاں کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنا چاہیے، پھر جب زید نے اس (عورت) سے (اپنی) حاجت پوری کر لی④ تو ہم نے اس (زینب) سے تمھارا نکاح کرا دیا؛

---

① مراد: صبح شام اور مختلف اوقات کی جو دعائیں احادیث میں بتائی گئیں ہیں ان کا اہتمام۔
② (دوسرا ترجمہ) کسی بات کا حکم کر دیں۔
③ یعنی طلاق دینے اور حق کو ادا کرنے میں کوتاہی سے بچو۔
④ تعلق ختم کر دیا۔

لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ
وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿٣٧﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي
الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۙ﴿٣٨﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ
وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿٣٩﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ
مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٤٠﴾ ع
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ﴿٤١﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٤٢﴾ هُوَ الَّذِيْ
يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ

تاکہ ایمان والوں کے لیے اپنے منہ بولے (لے پالک) بیٹوں کی بیویوں (سے نکاح کرنے) میں کوئی تنگی (گناہ اور حرج) نہ رہے، جب کہ ان لے پالکوں نے ان (اپنی بیویوں) سے (طلاق دے کر) تعلق ختم کر دیا ہو اور اللہ تعالیٰ کا حکم تو پورا ہو کر ہی رہنے والا تھا ﴿۳۷﴾ اللہ تعالیٰ نے جو کام نبی کے لیے طے کر لیا ہو اس کام میں نبی پر کوئی اعتراض نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے جو پہلے گزرے ہوئے لوگوں (یعنی نبیوں) میں بھی رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم یعنی تقدیر کا جو پہلے سے مقدر ہوتا ہے وہ تو ہو کر ہی رہتا ہے ﴿۳۸﴾ (نبی) وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو لوگوں تک پہنچایا کرتے ہیں اور وہ اس سے ڈرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ہیں اور حساب لینے کے لیے تو اللہ تعالیٰ کافی ہیں① ﴿۳۹﴾ محمد (ﷺ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے (نسبی) باپ نہیں ہیں؛ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۴۰﴾

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرو ﴿۴۱﴾ اور صبح وشام تم اس کی تسبیح پڑھو ﴿۴۲﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جو تمھارے اوپر (خود) رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اس کے فرشتے بھی (رحمت کی دعا کرتے ہیں)؛ تاکہ وہ تم (مسلمانوں) کو اندھیریوں سے نکال کر روشنی میں لے آئیں،

① اس کو کسی کی ضرورت نہیں ہے۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿٤٣﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿٤٤﴾
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا
مُنِيرًا ﴿٤٦﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ﴿٤٧﴾ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ
وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٤٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ
عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٤٩﴾

اور وہ ایمان والوں پر بہت رحم کرنے والے ہیں ﴿۴۳﴾ جس دن وہ (مسلمان) اس (اللہ تعالیٰ) کو ملیں گے تو ان کا استقبال (خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے) سلام سے ہوگا① اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے عزت والا بدلہ تیار کر رکھا ہے ﴿۴۴﴾ اے نبی! یہ بات یقینی ہے کہ ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور (ایمان والوں کے لیے) خوش خبری سنانے والا اور (کافروں کو عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ﴿۴۵﴾ اور (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا اس کے حکم سے② اور (ہدایت کی) ایک روشنی پھیلانے والا چراغ بنا کر ﴿۴۶﴾ اور تم ایمان والوں کو خوش خبری سنا دو کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے ﴿۴۷﴾ اور تم کافروں اور منافقوں کی بات مت مانو اور ان کی (طرف سے جو) تکلیف (پہنچے اس) کی پرواہ (یعنی خیال) مت کرو اور تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور اللہ تعالیٰ کام بنانے کے لیے کافی ہیں ﴿۴۸﴾ اے ایمان والو! جب تم نے ایمان والی عورتوں سے نکاح کر لیا ہو، پھر ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہی ان کو طلاق دے دی ہو③ تو تمھارے لیے ان (عورتوں) کے ذمے کوئی عدت نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو، سو تم ان عورتوں کو فائدہ پہنچا دو (یعنی تحفہ دے دو) اور تم ان عورتوں کو اچھے طریقے سے رخصت کر دو ﴿۴۹﴾

---

① یعنی اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائیں گے "السلام علیکم"۔ (جب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے سلامتی کا پروانہ مل جاوے گا تو پھر آگے کوئی خطرہ ہی نہ رہے گا)

② دعوت الی اللہ، مشکل کام جو اللہ تعالیٰ کی مدد سے آسان ہوگا۔ ③ یعنی جماع اور خلوت سے پہلے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ
اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ
مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ
خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ تُرْجِيْ مَنْ
تَشَاۗءُ مِنْهُنَّ وَتُــْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ

اے نبی! جن کا مہر تم نے ادا کر دیا ہو وہ تمھاری بیویاں (چار سے زائد) ہم نے (خاص) تمھارے لیے حلال کر دی ہیں اور جو غنیمت کا مال اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا اس میں سے جو باندیاں تمھاری مالکی میں آگئیں وہ بھی (تمھارے لیے حلال ہیں) اور تمھارے چچا کی بیٹیاں اور تمھاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمھارے ماموں کی بیٹیاں اور تمھاری خالاؤں کی بیٹیاں بھی (حلال ہیں) جنھوں نے تمھارے ساتھ ہجرت کی ہے، اور ایمان والی عورت کو جو بغیر مہر کے اپنی ذات نبی (کے ساتھ نکاح کرنے) کے لیے (ہدیہ کے طور پر) پیش کر دیویں، شرط یہ ہے کہ نبی اس کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کریں (وہ بھی حلال ہے) یہ تمام احکام تمھارے (یعنی نبی کے) لیے خاص ہیں، دوسرے ایمان والوں کے لیے نہیں، پکی بات یہ کہ ان (عام مسلمانوں) پر جو احکام ہم نے ان کی بیویوں اور ان کی باندیوں کے بارے میں مقرر کیے ہیں وہ ہم کو معلوم ہیں (نبی کے لیے بعض احکام اس لیے خاص کیے) تا کہ تم پر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿٥٠﴾ ان (بیویوں) میں سے (اے نبی!) جس (کی باری) کو تم چاہو ملتوی کر دو اور جس کو چاہو اپنے پاس رکھو اور جن عورتوں کو (باری سے) الگ کر دیا ہو ان میں سے جس عورت کو بھی اپنے پاس واپس بلانا چاہو تو اس میں تمھارے لیے کوئی گناہ نہیں ہے[1]۔

---

① یعنی باری ضروری نہیں پھر بھی آپ ان کے یہاں رات گزارے۔

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَاۤ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا
فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿٥١﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ
بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿٥٢﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى ع
طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا
وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ

اس میں زیادہ امید ہے کہ ان (سب عورتوں) کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور ان (بیویوں) کو کوئی غم نہیں ہوگا① اور آپ ان کو جو کچھ بھی دوگے اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں گی اور (اے مسلمانو!) تمھارے دلوں کے اندر جو کچھ ہے② اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے اور بڑے حلم والے ہیں ﴿۵۱﴾ اس (یعنی اوپر جو بتائی گئیں یا موجودہ عورتوں) کے بعد دوسری عورتیں تمھارے لیے حلال نہیں ہیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ تم ان (موجودہ عورتوں) کے بدلے میں کسی دوسری عورت سے نکاح کرلو؛ اگرچہ ان (عورتوں) کی خوبی تم کو پسند آئی ہو③ مگر جو باندیاں تمھاری مالکی میں آئیں (وہ تمھارے لیے حلال ہے) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کی نگرانی کرنے والے ہیں ﴿۵۲﴾ اے ایمان والو! تم نبی کے گھروں میں (بغیر اجازت) داخل مت ہوؤ؛ الا یہ کہ تم کو کھانے کے لیے (آنے کی) اجازت دے دی گئی ہو، وہ بھی اس طرح (آؤ) کہ تم کو اس (کھانے) کے پکنے کے انتظار میں بیٹھے نہ رہنا پڑے؛ لیکن جب تم کو بلایا جاوے تب جاؤ، پس جب تم کھانہ کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور آپس میں باتوں میں جی لگا کر بیٹھے مت رہو،

① بغیر استحقاق کے کوئی چیز ملے تو خوشی ہوتی ہے اور استحقاق پر کوئی چیز نہ ملے تو رنج ہوتا ہے؛ اس لیے باری کا استحقاق ہی ختم کردیا۔ ② حضرت نبیِ کریم ﷺ کے لیے جو خصوصیات ہیں اس پر کوئی دل میں غلط خیال نہ لاوے، اپنے دل کو بے جا اشکالات والے، بے ادبی بھرے خیالات سے محفوظ رکھیں۔ ③ (دوسرا ترجمہ) ان (عورتوں) کا حسن تم کو پسند آئے۔
نوٹ: نکاح کی رغبت میں حسن و جمال کا پہلو بھی ہوتا ہے۔

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا

سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ

ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ

عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْۤ اٰبَآىِٕهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآىِٕهِنَّ وَلَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ

وَلَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآىِٕهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ

حقیقت میں تمھاری اس بات سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے، پس وہ (نبی) تم کو کہتے ہوئے شرماتے ہیں① اور اللہ تعالیٰ حق بات کہنے میں (کسی سے) نہیں شرماتے② اور جب تم ان (نبی کی بیویوں) سے کوئی سامان مانگنے جاؤ تو ان سے پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ طریقہ تمھارے دلوں کو اور ان کے دلوں کو پاک رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے③ اور تمھارے لیے بالکل جائز نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف دو اور تمھارے لیے نبی کے بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے، یہ (ان کی بیویوں سے نکاح کرنا) یقیناً اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت بڑا گناہ ہوگا ﴿۵۳﴾ اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا اس (چیز) کو چھپاؤ تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۵۴﴾ ان (نبی کی عورتوں) پر اپنے باپوں کے سامنے اور اپنے بیٹوں کے سامنے اور اپنے بھائیوں کے سامنے اور اپنے بھائیوں کے بیٹوں (بھتیجوں) کے سامنے (آنے میں) اور اپنی بہنوں کے بیٹوں (بھانجوں) کے سامنے (آنے میں) اور اپنی عورتوں (جن سے عام طور پر ملنا جلنا رہتا ہے) کے سامنے (آنے میں) اور اپنی باندیوں④ کے سامنے (بغیر پردہ آنے میں) کوئی گناہ کی بات نہیں ہے اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو،

① اس لیے وہ تمھارا لحاظ کرتے ہیں۔
② (دوسرا) کسی کا لحاظ نہیں کرتے۔
③ آج تک دل صاف رہے ہیں، آئندہ بھی رہے۔
④ ''مَا مَلَكَتْ'' کے لفظ میں غلام، باندی دونوں شامل ہے؛ لیکن غلام سے بالغ ہونے سے پہلے مراد لیا جائے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿٥٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ
اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾ ع
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ
جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٩﴾

یقین رکھو ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے ﴿٥٥﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود (یعنی رحمت) بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان (محمد ﷺ) پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو ﴿٥٦﴾ یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو (جان بوجھ کر) تکلیف دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتے ہیں اور اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کے لیے ایسا عذاب تیار کر کے رکھا ہے جو ان کو ذلیل کر کے رکھ دے گا ﴿٥٧﴾ اور جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو جنھوں نے کوئی گناہ کا کام نہیں کیا ہو (پھر بھی) تکلیف پہنچاتے ہیں تو ایسے لوگوں نے اپنے اوپر بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھالیا ہے[1] ﴿٥٨﴾

اے نبی! تم اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور (قیامت تک آنے والی تمام) ایمان والی عورتوں سے کہہ دو کہ: وہ اپنی چادریں (تھوڑی سی) اپنے (منہ کے) اوپر جھکا (یعنی لٹکا) لیا کریں، اس طریقے میں اس بات کی زیادہ امید ہے کہ وہ (آزاد عورت ہے یہ) پہچان لی جائیں گی؛ لہٰذا وہ ستائی نہیں جائیں گی اور اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿٥٩﴾

---

① جو مسلمان شرعی طور پر مستحق نہ ہو اس کو ایذا دینا حرام ہے۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝٦٠ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝٦١ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝٦٢ يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝٦٣ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝٦٤

اگر منافق لوگ اور جن کے دلوں میں (ناپاک شہوت کی) بیماری ہے وہ اور وہ لوگ جو مدینہ میں (یا کسی بھی شہر میں) جھوٹی خبریں پھیلایا کرتے ہیں① وہ (سب) اپنے کاموں سے رک نہیں گئے تو ہم تم کو ان پر ضرور مسلط کر دیں گے②، پھر وہ لوگ تھوڑے دن سے زیادہ تمھارے ساتھ اس (مدینہ) میں رہ نہیں سکیں گے ﴿٦٠﴾ ان پر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) لعنت کی گئی ہے، جہاں کہیں بھی وہ ملیں گے پکڑ لیے جائیں گے اور ان کو ایک ایک کر کے قتل کر دیا جاوے گا③ ﴿٦١﴾ اللہ تعالیٰ کا یہی دستور پہلے (زمانے میں) جو لوگ گزر گئے ان میں بھی جاری رہا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کے دستور (یعنی معمول) میں کوئی تبدیلی ہرگز نہیں پاؤ گے ﴿٦٢﴾ یہ (کافر) لوگ تم سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو تم (جواب میں) کہو کہ: اس (قیامت) کا علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے اور تم کو کیا خبر شاید کہ قیامت قریب ہی (آگئی) ہو ﴿٦٣﴾ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے④ اور ان کے لیے بھڑکتی آگ تیار کی ہے ﴿٦٤﴾

---

① جن افواہوں کی وجہ سے مسلمانوں میں تشویش اور پریشانی پھیل جائے وہ حرام ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) تو ہم ضرور ایسا کریں گے تم ان کے خلاف کھڑے ہوں گے۔
③ علانیہ بغاوت کی یہ سزا ہے۔
④ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ
يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا
وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا
كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ ٨ ع ١٠ ٥
وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾

اس (آگ) میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) وہ نہ (اپنا) کوئی حمایت کرنے والا، اور نہ کوئی مدد کرنے والا پائیں گے ﴿٦٥﴾ جس دن ان کافروں کے چہروں کو آگ میں الٹ پلٹ کیا جائے گا① تو وہ (کافر) لوگ کہیں گے: اے کاش کہ ہم نے (دنیا میں) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کا کہنا مان لیا ہوتا ﴿٦٦﴾ اور وہ (کافر) لوگ کہیں گے: اے ہمارے رب! یقیناً ہم نے (دنیا میں) اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تھا②، سو انھوں نے ہم کو (سیدھے) راستے سے گمراہ کر دیا ﴿٦٧﴾ (عام کافر لوگ کہیں گے:) اے ہمارے رب آپ ان (سرداروں) کو دوگنا (یعنی ڈبل) عذاب دیجیے اور ان پر ایسی لعنت کیجیے جو بڑی بھاری لعنت ہو③ ﴿٦٨﴾

اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنھوں نے (تہمت لگا کر) موسیٰ (علیہ السلام) کو ستایا تھا، پھر ان کی کہی بات سے④ اللہ تعالیٰ نے ان (موسیٰ علیہ السلام) کو بری کر دیا اور وہ (موسیٰ علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑے مرتبہ والے تھے ﴿٦٩﴾ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی بات بولو⑤ ﴿٧٠﴾

---

① جیسے کہ گوشت کو آگ پر بھوننے کے لیے الٹ پلٹ کیا جاتا ہے۔ ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ مجرموں کو آگ میں گھسیٹا جائے گا۔
② دنیوی بڑے جو گمراہی کے پیشوا ہوتے ہیں۔
③ سرداروں کو دوہری سزا دلوا کر دل کو ٹھنڈا کرنا ہے۔
④ یعنی جو تہمت لگائی تھی اس سے۔
⑤ ایسی سچی بات جس میں جھوٹ کا شائبہ نہ ہو۔ نرم کلام ہو، دل خراش نہ ہو، ہر بات سوچ کر بولے اور بول کر سوچے۔

يُّصۡلِحۡ لَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا
عَظِيۡمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا
وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ
الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ وَالۡمُشۡرِكٰتِ وَيَتُوۡبَ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ
وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۷۳﴾ ع۹

تو وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارے (فائدے کے) لیے تمھارے (نیک) کاموں کو سنوار دیں گے ① اور تمھارے گناہوں کو معاف کر دیں گے اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لی سو پکی بات یہ ہے کہ اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی ﴿۷۱﴾ یقین رکھو یہ امانت ② ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑ کے سامنے پیش کی تھی تو انھوں نے تو اس (کی ذمے داری) کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس (کی ذمہ داری) سے وہ سب ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا، یقیناوہ (انسان) بہت بڑا ظالم، بہت بڑا جاہل ہے ﴿۷۲﴾ (احکام نہ ماننے کا انجام یہ ہوا) کہ اللہ تعالیٰ عذاب دیں گے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور شرک کرنے والے مردوں کو اور شرک کرنے والی عورتوں کو اور اللہ تعالیٰ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو معاف کریں گے اور اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ ﴿۷۳﴾

---

① قبول کریں گے۔
② امانت سے مکمل شریعت مراد ہے۔

سُوْرَةُ السَّبَا

(مكية)

سورۂ سبا

یہ سورت مکی ہے، اس میں چون (۵۴) آیتیں ہیں۔ سورۂ لقمان کے بعد اور سورۂ زمر سے پہلے اٹھاون (۵۸) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں قومِ سبا اور ان کے حسین ترین اور سرسبز و شاداب ملک کا تذکرہ ہے۔

سبا ایک قوم کا نام ہے، یمن کے اطراف میں یہ لوگ آباد تھے، حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ سبا ایک شخص کا نام تھا، اس کے دس بیٹے تھے، پھر سبا ایک شہر اور پوری ایک قوم کا نام بھی بن گیا تھا، جس کو مأرب سے بھی یاد کرتے تھے، یہ یمن سے قریب تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ: سبا یہ ایک شخص کا لقب ہے اور نام عمر یا عبد شمس ہے، یہ عبد شمس بڑا فاتح تھا، بہت سے لوگوں کو گرفتار کر کے اس نے قیدی بنایا؛ اس لیے ''سَبْيٌ'' پر سے سبا ہو گیا۔

سبا کا ایک معنی تجارتی سفر کے بھی آتے ہے، اور سبا کی قوم تجارت میں بڑی ماہر قوم تھی۔

اٰيَاتُهَا ۵۴ (۳۴) سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ (۵۸) رُكُوْعَاتُهَا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ
وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۱ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ
السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝۲ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا
السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي
السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۳

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہیں کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کی مالکی ہے اور آخرت میں بھی تمام تعریفیں اسی (اللہ تعالیٰ) کی ہیں اور وہ بڑے حکمت والے، بڑے خبر رکھنے والے ہیں ﴿۱﴾ زمین میں جو چیز داخل ہوتی ہے اور جو چیز اس (زمین) سے نکلتی ہے اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے اور جو چیز اس (آسمان) میں چڑھتی ہے (اللہ تعالیٰ) ان سب کو جانتے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) سب سے زیادہ رحم کرنے والے، بہت زیادہ معاف کرنے والے ہیں ﴿۲﴾ اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ: ہم پر تو قیامت نہیں آئے گی، تو تم (ان کو ایسا) کہو: کیوں نہیں (آئے گی)؟ میرے رب جو تمام غیب کی باتوں کو جاننے والے ہیں ان کی قسم! وہ (قیامت) تم پر ضرور آئے گی① کوئی ذرہ برابر بھی چیز آسمانوں میں اور زمین میں اس (میرے رب) سے چھپتی نہیں ہے اور نہ تو اس (ذرہ) سے چھوٹی اور نہ تو (اس سے) بڑی کوئی بھی چیز مگر وہ کھلی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں (لکھی ہوئی) ہے ﴿۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) میرے رب کی قسم ہے! وہ (قیامت) تم پر ضرور آ کر رہے گی وہ (میرے اللہ تعالیٰ) تو غیب کی باتوں کو جاننے والے ہیں۔

لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④
وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑤ وَيَرَى
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ
الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑥ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ
كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑦ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ⑧

(قیامت اس لیے آئے گی) تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) ایمان والوں کو اور جنھوں نے نیک کام کیے ان کو بدلہ دیویں کہ جن کے لیے مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے ﴿۴﴾ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو ناکام① بنانے کے لیے کوشش کی تھی② ان کے لیے سخت قسم کا دردناک عذاب ہے ﴿۵﴾ (اے نبی!) جن لوگوں کو (آسمانی کتابوں کا) علم (یعنی سمجھ) دیا گیا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ تم پر تمھارے رب کی طرف سے جو (قرآن) اتارا گیا ہے وہ تو حق ہے اور وہ (قرآن) اس (اللہ تعالیٰ) کا راستہ بتلاتا ہے جو بڑے زبردست ہیں، تمام خوبیوں والے ہیں ﴿۶﴾ اور کافر لوگ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے: کیا ہم تم کو ایک ایسا آدمی (محمد ﷺ) بتائیں جو تم کو یہ (انوکھی) خبر دیتا ہو کہ جب تم (مر کے) بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے اس وقت تم کو نئے سرے سے پیدا ہونا ہے ﴿۷﴾ پتہ نہیں اس آدمی (یعنی محمد) نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا③ یا ان کو جنون ہو گیا ہے، (نہیں) بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ عذاب میں اور گمراہی میں دور جا کر کے پڑے ہیں ﴿۸﴾

---

① آیتوں پر فضول اعتراض کرتے یا دوسروں کو ایمان لانے سے روکنا۔
② (دوسرا ترجمہ) جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے بارے میں باطل کرنے کی کوشش کی تھی اسی طرح نبی کو ہرانے کی کوشش بھی مراد لی گئی ہے۔
③ منکرین کا یہ الزام تھا کہ مرنے کے بعد زندہ ہونے کی بات اللہ تعالیٰ نے نہیں کہی؛ بلکہ یہ خود اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں۔

اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿٩﴾

ع ٧

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ﴿١٠﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ

بھلا ان کے آگے اور پیچھے جو آسمان① اور زمین ہیں کیا انھوں نے اس کو نہیں دیکھا؟ اگر ہم چاہتے تو ان کو زمین میں دھنسا دیتے یا ہم ان پر آسمان سے کوئی ٹکڑا ہی گرا دیتے، یقیناً اس میں ہر اس بندے کے لیے (عبرت کی) بڑی نشانی ہے جو (اللہ تعالیٰ کی طرف) انابت رکھنے والا ہو ﴿٩﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے داوٗد (علیہ السلام) کو اپنی طرف سے ایک (خاص) فضل عطا کیا تھا، اے پہاڑو! تم تسبیح پڑھنے میں ان (داوٗد علیہ السلام) کے ساتھ ہو جاؤ② اور پرندوں کو بھی (ساتھ میں پڑھنے کا حکم دیا) اور ہم نے ان (داوٗد علیہ السلام) کے لیے لوہے کو نرم کر دیا③ ﴿١٠﴾ کہ (اے داوٗد!) تم پوری پوری (کشادہ) زرہیں بناؤ اور تم کڑیوں کو (مناسب) اندازے سے جوڑو④ اور تم نیک کام کرتے رہو، تم جو (نیک) کام کرتے ہو یقین رکھو وہ سب میں دیکھتا ہوں ﴿١١﴾ اور سلیمان (علیہ السلام) کے (حکم کے) آگے ہم نے ہواؤں کو تابع بنا دیا، اس کا صبح کا سفر ایک مہینے کی دوری کا ہوتا اور اس کا شام کا سفر ایک مہینے کی دوری کا ہوتا اور ہم نے ان کے لیے پگھلے تانبے کا چشمہ بہا دیا

---

① یعنی ہر طرف سے نظر آنے والا آسمان۔

② "اَوِّبِیْ" کا معنی دوہرانا، لوٹانا؛ یعنی داوٗد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ بھی وہی کلمات پڑھیں۔

③ حلال روزی کے لیے کچھ وقت طے کر لیں یہ بھی مناسب ہے، اشیائے ضروریہ کی ایجاد خود باری تعالیٰ نے نبیوں کو سکھلائی، یہ اس کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے، صنعت، حرفت، پیشوں سے برادریاں بنا کر کسی کی حقارت کرنا اور اونچے مرتبے والا سمجھنا غلط ہے۔ ④ ہنر، مصنوعات میں باطنی خوبی اور حسن ظاہری دونوں مطلوب اور اچھی چیز ہے؛ لیکن نیک اعمال اور ضروری دینی ذمے داری چھوڑ کر ہرگز نہیں۔

وَمِنَ الۡجِنِّ مَنۡ يَّعۡمَلُ بَيۡنَ يَدَيۡهِ بِاِذۡنِ رَبِّهٖ‌ؕ وَمَنۡ يَّزِغۡ مِنۡهُمۡ عَنۡ اَمۡرِنَا نُذِقۡهُ مِنۡ
عَذَابِ السَّعِيۡرِ ﴿۱۲﴾ يَعۡمَلُوۡنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِيۡبَ وَتَمَاثِيۡلَ وَجِفَانٍ كَالۡجَوَابِ
وَقُدُوۡرٍ رّٰسِيٰتٍ‌ؕ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا‌ؕ وَقَلِيۡلٌ مِّنۡ عِبَادِىَ الشَّكُوۡرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا
قَضَيۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَوۡتَ مَا دَلَّهُمۡ عَلٰى مَوۡتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الۡاَرۡضِ تَاۡكُلُ مِنۡسَاَتَهٗ‌ۚ فَلَمَّا
خَرَّ تَبَيَّنَتِ الۡجِنُّ اَنۡ لَّوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ الۡغَيۡبَ مَا لَبِثُوۡا فِى الۡعَذَابِ الۡمُهِيۡنِ ﴿۱۴﴾ لَقَدۡ
كَانَ لِسَبَاٍ فِىۡ مَسۡكَنِهِمۡ اٰيَةٌ‌ۚ جَنَّتٰنِ عَنۡ يَّمِيۡنٍ وَّشِمَالٍ‌ؕ كُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ رَبِّكُمۡ
وَاشۡكُرُوۡا لَهٗ‌ؕ بَلۡدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوۡرٌ ﴿۱۵﴾

اور کتنے جنات تھے جو اس کے رب کے حکم سے اس (سلیمان علیہ السلام) کے سامنے (الگ الگ) کام کرتے تھے اور جو بھی ان (جنات) میں سے ہمارے حکم سے (ہٹ کر) ٹیڑھا راستہ اپنائے گا ہم اس کو بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے ﴿۱۲﴾ وہ (جنات) اس (سلیمان) کے لیے جو وہ چاہے بنا دیا کرتے تھے: بڑی بڑی اونچی عمارتیں (قلعے) اور تصویریں (مجسمے) اور حوض جتنے بڑے بڑے لگن اور (بڑی بڑی) دیگیں جو (بہت بھاری ہونے کی وجہ سے) ایک ہی جگہ جمی ہوئی رہتی تھیں۔ داؤد کے گھر والو! تم (نعمتوں کے) شکر میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں بہت کم شکر کرنے والے ہوتے ہیں ﴿۱۳﴾ پھر جب ہم نے ان (سلیمان علیہ السلام) پر موت کا فیصلہ (جاری) کیا تو ان (جناتوں) کو ان (سلیمان علیہ السلام) کی موت کی خبر کسی نے نہیں دی؛ مگر زمین کے ایک کیڑے (گھن) نے (خبر دی) ① جو ان کی لکڑی کو کھا رہا تھا، سو جب وہ گر پڑے تو جناتوں کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب کی بات جانتے ہوتے تو ذلت والی تکلیف میں نہ رہتے ﴿۱۴﴾ پکی بات یہ ہے کہ سبا والوں کے لیے خود ان کی بستی میں (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عجیب) نشانی تھی، باغوں (باڑیوں) کی دو لائن تھی (شہر کی) داہنی طرف اور بائیں طرف، اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور تم اس (رب) کا شکر ادا کرو، پاکیزہ شہر ہے اور بہت معاف کرنے والے رب ہیں ﴿۱۵﴾

① بہت سی مرتبہ ضعیف کے ذریعے قوی کو علم حاصل ہوتا ہے۔

فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ
خَمْطٍ وَّأَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ﴿۱۶﴾ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ إِلَّا
الْكَفُوْرَ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا
فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا اٰمِنِيْنَ﴿۱۸﴾فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا
وَظَلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ﴿۱۹﴾

سو انھوں نے (ہدایت کی طرف) دھیان نہیں دیا[۱] تو ہم نے ان پر زوردار بند والا سیلاب چھوڑ دیا اور ہم نے ان کے دونوں طرف والے باغوں کو ایسے دو باغوں سے بدل دیا جس میں برے مزے والے پھل[۲] اور جھاؤ (کے درخت) اور تھوڑے سے بیریوں کے درخت تھے ﴿۱۶﴾ ان کی ناشکری کی وجہ سے ہم نے ان کو یہ سزا دی اور ہم صرف بڑے ناشکروں کو ہی (ایسی) سزا دیتے ہیں ﴿۱۷﴾ اور ہم نے ان (سبا والوں) کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت رکھی ہے[۳] بہت سی ایسی آبادیاں بسائی تھیں جو (راستے پر دور سے بھی) نظر آتی تھیں اور ہم نے ان میں سفر کی منزلیں (مرحلے) مناسب فاصلوں پر رکھی تھیں (اور ہم نے کہا تھا کہ) ان (بستیوں) میں (سے) رات اور دن امن سے سفر کرو ﴿۱۸﴾ تو وہ (سبا والے) کہنے لگے: اے ہمارے رب! تو ہمارے سفر کی منزلوں (مرحلوں) کو دور کر دے اور انھوں نے ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا، سو ہم نے ان کو کہانیاں (یعنی افسانہ) بنا ڈالا اور ہم نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے تتر بتر کر ڈالا۔ یقیناً اس واقعہ میں ہر ایک بڑے صبر کرنے والے، بڑے شکر کرنے والے کے لیے (عبرت کی بڑی) نشانیاں ہیں ﴿۱۹﴾

---

۱ (دوسرا ترجمہ) سبا والوں نے (ہدایت سے) منہ پھرا لیا۔
۲ (دوسرا ترجمہ) کانٹے والے، کڑوے درخت۔
۳ یعنی ملک شام۔

وَلَقَدۡ صَدَّقَ عَلَيۡهِمۡ اِبۡلِيۡسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوۡهُ اِلَّا فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ
عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّا لِنَعۡلَمَ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِالۡاٰخِرَةِ مِمَّنۡ هُوَ مِنۡهَا فِىۡ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى
كُلِّ شَىۡءٍ حَفِيۡظٌ ﴿۲۱﴾ ع ۴/۸
قُلِ ادۡعُوا الَّذِيۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمۡلِكُوۡنَ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى
الۡاَرۡضِ وَمَا لَهُمۡ فِيۡهِمَا مِنۡ شِرۡكٍ وَّمَا لَهٗ مِنۡهُمۡ مِّنۡ ظَهِيۡرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ
عِنۡدَهٗۤ اِلَّا لِمَنۡ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنۡ قُلُوۡبِهِمۡ قَالُوۡا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمۡ ؕ

اور پکی بات ہے کہ ابلیس نے ان لوگوں کے بارے میں اپنا (جو) خیال (قائم کیا تھا[۱] وہ بالکل) صحیح پایا، پس ایمان والوں کی ایک تھوڑی سی جماعت کے سوا (باقی) سب لوگ اس (ابلیس) کے پیچھے چل پڑے[۲] ﴿۲۰﴾ اور اس (ابلیس) کا ان پر کوئی زور نہیں تھا؛ مگر اس لیے کہ ہم جان لیویں کہ[۳] کون آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون ہے جو اس (آخرت) کے بارے میں شک میں (پڑا ہوا) ہے اور تمھارے رب تو ہر چیز کی پوری نگرانی کرتے ہیں ﴿۲۱﴾

(اے نبی!) تم کہہ دو کہ: پکارو ان کو جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ (خدا) سمجھ رکھا ہے وہ نہ آسمانوں میں ذرہ برابر کوئی اختیار رکھتے ہے اور نہ زمین میں اور ان دونوں (یعنی آسمانوں اور زمین کے تمام کاموں) میں (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) ان (جھوٹے معبودوں) کی کوئی شرکت نہیں ہے اور ان (جھوٹے معبودوں) میں سے کوئی بھی اس (اللہ) کی مدد کرنے والا نہیں ہے ﴿۲۲﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) کے پاس کوئی سفارش کام نہیں آئے گی؛ مگر یہ کہ (خود) اس (اللہ تعالیٰ) نے جس کے لیے (اس سفارش کی) اجازت دی ہو (اس کے لیے سفارش کام آسکتی ہے) یہاں تک کہ جب ان (فرشتوں) کے دلوں سے گھبراہٹ دور کردی جاتی ہے تو وہ (آپس میں ایک دوسرے سے) پوچھتے ہیں کہ تمھارے رب نے کیا حکم دیا؟

---

① یعنی اکثر انسانوں کو گمراہ کرنے کا جو عزم اس نے آسمان سے نکالے جاتے وقت کیا تھا ② یعنی ابلیس کی بات ماننے لگے۔
③ یعنی ابلیس کو صرف وسوسہ کے ذریعہ بہکانے کی صلاحیت اس لیے دی تھی؛ تاکہ ہم جان لیویں الخ۔

قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ
اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا
نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ
الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾

وہ (فرشتے) جواب دیتے ہیں کہ حق بات ہی کا (حکم دیا) اور وہ (اللہ تعالیٰ) سب سے اوپر
ہیں، سب سے بڑے ہیں① ﴿۲۳﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) پوچھو کہ آسمانوں اور زمین سے (پانی
برسا کر اور پھل، کھیتی اگا کر) تم کو کون روزی دیتا ہے؟ تم (خود ہی جواب میں) کہہ دو: اللہ تعالیٰ ہی
اور یقیناً ہم یا تم (دو میں سے کوئی ایک) ضرور ہدایت پر ہیں یا کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں ﴿۲۴﴾
(اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو: ہم نے جو جرم کیا اس کے بارے میں تم سے سوال نہیں کیا جائے گا
اور تم جو عمل کرتے ہو اس کے بارے میں ہم سے سوال نہیں کیا جائے گا ﴿۲۵﴾ (اے نبی!) تم (ان
سے) کہہ دو: (ایک وقت ضرور آوے گا جب) ہمارے رب ہم سب کو جمع کریں گے، پھر وہ ہمارے
درمیان حق (یعنی انصاف) کے ساتھ فیصلہ کریں گے اور وہی (اللہ تعالیٰ) سب سے بڑے فیصلہ
کرنے والے، بڑے جاننے والے ہیں ﴿۲۶﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: جن کو تم نے اس (اللہ تعالیٰ)
کے ساتھ شریک بنا کر (عبادت میں) ملا رکھا ہے انھیں (ذرا) مجھے بھی تو دکھاؤ، ہرگز (اس کا کوئی
شریک ہی) نہیں؛ بلکہ وہ اللہ تو بڑے زبردست ہیں، بڑے حکمت والے ہیں ﴿۲۷﴾

① [الف] اللہ تعالیٰ آسمان میں جب کوئی حکم جاری فرماتے ہیں تو سب فرشتوں پر ایسی ہیبت طاری ہو جاتی ہے کہ وہ گھبرا جاتے ہیں اور عرش کے اٹھانے والے فرشتوں سے لے کر سمائے دنیا تک تسبیح کا ماحول بن جاتا ہے، پھر جب وہ گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تب آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کونسا حکم جاری فرمایا؟ اسی طرح جب کسی کی سفارش کا حکم ملتا ہے تو اس حکم کو سن کر بھی گھبرا جاتے ہیں، نتیجہ یہ ہوا کہ ملائکہ جیسی مخلوق جب کسی حکم کے سنتے وقت یا سفارش کے حکم کے وقت ایسے گھبرا جاتے ہیں تو پھر بت کی کیا مجال کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کی سفارش کر سکیں۔ [ب] جس طرح کسی بڑے کی بات صحیح سمجھنے کے لیے یا یاد کرنے کے لیے چھوٹے لوگ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے تازہ حکم کے لیے آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا وَّلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿٢٨﴾
وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿٢٩﴾ قُلۡ لَّكُمۡ مِّيۡعَادُ يَوۡمٍ لَّا
تَسۡتَاۡخِرُوۡنَ عَنۡهُ سَاعَةً وَّلَا تَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ﴿٣٠﴾ وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ بِهٰذَا
الۡقُرۡاٰنِ وَلَا بِالَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ ؕ وَلَوۡ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوۡنَ مَوۡقُوۡفُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۖۚ يَرۡجِعُ
بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضِ اۨلۡقَوۡلَ ۚ يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لَوۡلَاۤ
اَنۡتُمۡ لَـكُنَّا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿٣١﴾ قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡۤا اَنَحۡنُ
صَدَدۡنٰكُمۡ عَنِ الۡهُدٰى بَعۡدَ اِذۡ جَآءَكُمۡ بَلۡ كُنۡتُمۡ مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿٣٢﴾

اور ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لیے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا ہی بنا کر بھیجا؛ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿٢٨﴾ اور وہ (کافر لوگ) کہتے ہیں کہ یہ (قیامت کا یا دنیوی عذاب کا) وعدہ کب (پورا) ہوگا؟ اگر تم سچے ہو (تو دکھاؤ) ﴿٢٩﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: تمھارے لیے ایک (خاص) دن کا وعدہ مقرر ہے، اس سے ایک گھڑی دیر بھی تم نہیں کروگے اور تم اس سے ایک گھڑی جلدی بھی نہیں کروگے ﴿٣٠﴾

اور کافر لوگ کہنے لگے: ہم اس قرآن پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور اس سے پہلی آسمانی کتابوں پر بھی (ایمان) نہیں (لائیں گے) اور اگر (اس منظر کو) آپ دیکھ لیں جب یہ ظالم لوگ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے، وہ آپس میں ایک دوسرے پر بات ڈالتے ہوں گے ① (دنیا میں) جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ بڑے بنے ہوئے لوگوں سے کہیں گے: اگر تم نہ ہوتے تو ہم یقیناً ایمان لانے والے ہوتے ﴿٣١﴾ بڑے بنے ہوئے لوگ کمزور سمجھے گئے لوگوں سے کہیں گے: جب تمھارے پاس (ہدایت) پہنچ چکی تھی تو کیا اس کے بعد ہم نے تم کو ہدایت (قبول کرنے) سے (زبردستی) روکا تھا؟ بلکہ (اصل) گنہگار تم ہی لوگ تھے ﴿٣٢﴾

① جب کوئی بات بگڑ جاتی ہے تو اس طرح ایک دوسرے پر الزام ڈالنے کی عادت ہے۔

وَقَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا بَلۡ مَكۡرُ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ اِذۡ تَاۡمُرُوۡنَنَاۤ
اَنۡ نَّكۡفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجۡعَلَ لَهٗۤ اَنۡدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ ؕ وَجَعَلۡنَا
الۡاَغۡلٰلَ فِىۡۤ اَعۡنَاقِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ هَلۡ يُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا
فِىۡ قَرۡيَةٍ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوۡا نَحۡنُ
اَكۡثَرُ اَمۡوَالًا وَّاَوۡلَادًا ۙ وَّمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِيۡنَ ﴿۳۵﴾ قُلۡ اِنَّ رَبِّىۡ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ
وَيَقۡدِرُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۶﴾ ع

اور جو لوگ (دنیا میں) کمزور سمجھے جاتے تھے وہ بڑے بنے لوگوں سے کہیں گے بلکہ (تمھارے) رات دن کی مکاری (تدبیر) ہی تو تھی جب تم ہم کو حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کریں اور ہم اس کے ساتھ (دوسروں کو) شریک مانیں اور جب وہ عذاب دیکھ لیں گے تو اپنی ندامت (پچھتاوا) چھپاویں گے اور ہم ان سب کافروں کے گلوں میں طوق ڈال دیں گے ① جو کام وہ لوگ کرتے تھے اسی کی سزا ان کو دی جائے گی ﴿۳۳﴾ اور ہم نے کسی بھی بستی میں کسی بھی ڈرانے والے کو بھیجا تو وہاں کے مال دار لوگ یہی کہنے لگے: جو (پیغام) تمھارے ساتھ بھیجا گیا ہے ہم تو اس کو مانتے ہی نہیں ﴿۳۴﴾ اور وہ (مال دار لوگ) کہنے لگے: ہمارے پاس تو مال و اولاد (تمھارے مقابلے میں) تو بہت زیادہ ہیں اور ہم کو (کبھی) عذاب نہیں دیا جائے گا ﴿۳۵﴾ (اے نبی! ان کو) تم کہہ دو: یقیناً میرے رب جس کے لیے چاہتے ہیں رزق پھیلا دیتے ہیں اور (جس کے لیے چاہتے ہیں اس کے لیے) تنگ کرتے ہیں؛ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿۳۶﴾

---

① ان کو زنجیر کے ذریعہ باندھ دیا جاوے گا، ہاتھ کڑیاں پہنادی جاوے گی، گلوں میں وزن دار بھاری چیزیں لٹکا دی جاوے گی جس سے وہ ادھر اُدھر نہیں ہو سکیں گے: بالکل جکڑے ہوئے قیدی کی طرح کردیے جاویں گے۔

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ
فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝۳۷ وَالَّذِيْنَ
يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝۳۸ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ
وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۳۹

اور تمھارا مال اور تمھاری اولاد کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تم کو ہمارے زیادہ نزدیک پہنچا دیویں؛ مگر یہ کہ جو آدمی ایمان لایا اور اس نے نیک کام کیا تو ایسے لوگوں کو ان کے اعمال کا دوگنا ثواب ملے گا اور وہ لوگ (جنت کے) بالا خانوں میں اطمینان سے رہیں گے ﴿۳۷﴾ اور جو لوگ ہماری آیتوں کو نا کام بنانے کی کوشش کرتے ہیں وہ لوگ عذاب میں پکڑے ہوئے لائے جائیں گے ﴿۳۸﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو: یقیناً میرے رب اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتے ہیں (اس کے لیے) رزق پھیلاتے ہیں ① اور جس کے لیے چاہتے ہیں تنگ کرتے ہیں، اور تم جو چیز بھی خرچ کرتے ہو تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس کی جگہ پر دوسری چیز (بدلے میں) دے دیتے ہیں ② اور وہ اللہ تعالیٰ بہترین رزق دینے والے ہیں ﴿۳۹﴾

---

① آیت نمبر ۳۵ جو اوپر ہے اس میں بھی یہی بات ہے اور یہاں ۳۹ نمبر کی آیت میں بھی ظاہراً یہی بات ہے۔ دونوں آیت کے مضمون میں فرق ہے، اوپر کافروں کے متعلق ہے جو دنیا کے مال اور اولاد پر فخر کرتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہم کو دنیا میں یہ سب ملا ہے اسی طرح آخرت میں بھی بہت سارا مال ملے گا، یہ غلط سوچ ہے۔ اور یہاں مومن کی حالت کا بیان ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مال کو اللہ تعالیٰ کے نام پر برابر خرچ کریں گے اور مال کے حقوق ادا کرنے سے اکتا نہیں جاویں گے، مال کی محبت دل میں اترنے نہیں دیں گے۔ یا اوپر عام انسانوں کے اعتبار سے ہے اور یہاں ایک فرد کے اعتبار سے۔ ② اللہ کے دین کے لیے مال، طاقت، وقت، صلاحیت، ذہن جو بھی استعمال کرو گے اس کا بہترین بدلہ دنیا آخرت میں اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے، نقد فائدہ یہ کہ جو چیز بھی اللہ کے واسطے لگائی اللہ تعالیٰ دنیا میں اس میں برکت عطا فرماتے ہیں۔ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک کام صدقہ ہے اور اپنے عیال پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے اور اگر کوئی اپنی آبرو بچانے کے لیے خرچ کرے وہ بھی صدقہ ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لیا ہے کہ اس کو اس کا بدلہ ملے گا؛ مگر جو فضول تعمیر یا کسی گناہ کے کام میں خرچ کیا ہو اس کے بدل کا وعدہ نہیں۔

وَيَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ جَمِيۡعًا ثُمَّ يَقُوۡلُ لِلۡمَلٰٓـئِكَةِ اَهٰٓؤُلَاۤءِ اِيَّاكُمۡ كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ﴿۴۰﴾ قَالُوۡا
سُبۡحٰنَكَ اَنۡتَ وَلِيُّنَا مِنۡ دُوۡنِهِمۡ ۚ بَلۡ كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ الۡجِنَّ ۚ اَكۡثَرُهُمۡ بِهِمۡ
مُّؤۡمِنُوۡنَ﴿۴۱﴾ فَالۡيَوۡمَ لَا يَمۡلِكُ بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ نَّفۡعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَنَقُوۡلُ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا
ذُوۡقُوۡا عَذَابَ النَّارِ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ
قَالُوۡا مَا هٰذَاۤ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيۡدُ اَنۡ يَّصُدَّكُمۡ عَمَّا كَانَ يَعۡبُدُ اٰبَآؤُكُمۡ ۚ وَقَالُوۡا مَا هٰذَاۤ
اِلَّاۤ اِفۡكٌ مُّفۡتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ ۙ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ﴿۴۳﴾

اور جس (قیامت کے) دن وہ (اللہ تعالیٰ) ان سب کو جمع کریں گے، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) فرشتوں سے پوچھیں گے: کیا یہ (کافر) لوگ (واقعۃً) تمھاری عبادت کیا کرتے تھے①؟ ﴿۴۰﴾ تو وہ (فرشتے) کہیں گے: آپ کی ذات تو (شرک سے) پاک ہے، ہمارا تعلق آپ ہی سے ہے، ان (کافر) لوگوں سے نہیں ہے؛ بلکہ وہ (کافر) تو جنّ (یعنی شیطان) کی پوجا کرتے تھے (اور) ان (کافروں) میں سے اکثر لوگ تو ان ہی پر اعتقاد رکھتے تھے ﴿۴۱﴾ سو آج تم آپس میں ایک دوسرے کو نہ تو نفع پہنچانے کا اور نہ تو نقصان (دور کرنے) کا اختیار رکھتے ہو اور ہم ظالموں سے کہیں گے: جس آگ کے عذاب کو تم جھٹلاتے تھے اس کا تم مزہ چکھو ﴿۴۲﴾ اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں صاف صاف تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ لوگ (ہمارے نبی کے بارے میں) یوں کہتے ہیں کہ تمھارے باپ دادے جس چیز کی پوجا کرتے تھے یہ آدمی (یعنی نبی) تم کو اس سے روک دینا ہی چاہتے ہیں اور (ساتھ میں) یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو بس من گھڑت جھوٹ ہے اور جب ان کافروں کے پاس حق (یعنی قرآن) پہنچا تو وہ اس کے بارے میں کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہے ﴿۴۳﴾

① مشرکین کو لاجواب کرنے کے لیے یہ سوال ہوگا۔

وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ۝۴۴ وَكَذَّبَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ
نَكِيْرِ ۝۴۵ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۣ ع
مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝۴۶ قُلْ مَا
سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۴۷

حالاں کہ ان (کافروں) کو ہم نے (قرآن سے پہلے) کوئی (آسمانی) کتابیں نہیں دی تھیں جن کو یہ لوگ پڑھتے پڑھاتے ہوں اور ہم نے تم سے پہلے ان (عرب والوں) کی طرف کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا تھا① ﴿۴۴﴾ اور ان سے پہلے (کافر) لوگوں نے (نبیوں کو) جھٹلایا تھا اور جو کچھ (سامان) ہم نے ان (پہلے لوگوں) کو دیا تھا اس کے دسویں حصہ کو بھی یہ (عرب کے کافر) پہنچے نہیں ہیں، سو ان (کافر) لوگوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تھا تو میرے انکار کی سزا کیسی (سخت) ہوئی؟ (ذرا دیکھو تو) ﴿۴۵﴾

(اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو کہ: میں تو تم کو ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ (کو خوش کرنے) کے لیے (اس کے نام پر) دو دو (مل کر) اور ایک ایک کھڑے ہو جاؤ② پھر تم غور کرو کہ تمھارے صاحب (یعنی محمد ﷺ) کو کوئی جنون نہیں ہے، وہ تو ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے تم کو ڈرانے والے ہیں ﴿۴۶﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو: (اس دعوت کے کام پر) میں تم سے کوئی بدلہ مانگوں تو وہ تم تمھارے پاس ہی رکھو③ میرا اجر تو (میرے) اللہ کے ذمے ہے اور تمام چیز اس کے سامنے ہے ﴿۴۷﴾

---

① کتاب اور نبی دونوں نعمتِ غیر مترقبہ تھی اس کی تو خوب قدر کرنی چاہیے۔
② یعنی اجتماعی طور پر اور انفرادی طور پر مستعد ہو کر غور کرو، زیادہ ہجوم میں یکسوئی ختم ہو جاتی ہے۔
③ یعنی وہ تمھارا ہی ہے، اس میں طلب اجر کی ممانعت بطور مبالغہ ہے۔

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ
وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ
رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾
وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾

تم (یہ) کہہ دو کہ: یقیناً میرا رب سچا دین اوپر سے بھیجتے ہیں① غیب کی باتوں کو وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۴۸﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: حق (یعنی سچا دین) آ گیا اور باطل (کسی چیز کو) شروع نہیں کر سکتا اور باطل (کسی چیز کو) دوبارہ نہیں کر سکتا ﴿۴۹﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: اگر میں گمراہ ہوں تو میرے گمراہ ہونے کا نقصان میری ذات پر ہی ہوگا اور اگر میں ہدایت (سیدھے راستے) پر ہوں تو اس وحی (یعنی قرآن کی برکت) سے جو میرے رب میری طرف بھیجتے ہیں②، یقیناً وہ (رب) بڑے سننے والے، بہت قریب ہیں ﴿۵۰﴾ اور اگر (اے نبی!) تم (کافروں کی) اس حالت کو دیکھ لو جب وہ گھبرائے پھرتے ہوں گے اور (بھاگ کر) بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا اور وہ بہت قریب کی جگہ سے پکڑ لیے جائیں گے③ ﴿۵۱﴾ اور وہ (یوں) کہتے ہوں گے: ہم اس (سچے دین) پر ایمان لے آئے: حالاں کہ اتنی دور کی جگہ سے ان کا ہاتھ (ایمان کو) کہاں سے حاصل کر سکتا ہے④ ﴿۵۲﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) میرے رب سچی بات (نبیوں کے دل میں) اوپر سے ڈالتے ہیں (تیسرا) میرے رب سچے دین کو غالب کر کے رہیں گے، ("یَقْذِفُ" کا معنی: پھینک مارنا؛ یعنی جس طرح بھاری چیز گرنے سے نازک چیز چورا ہو جاتی ہے اسی طرح حق کے مقابلے میں باطل پاش پاش ہو جاتا ہے اور حق بات وحی کے ذریعہ اوپر سے آتی ہے، یہ مراد بھی ہو سکتا ہے۔

② خود نبیٔ کریم ﷺ سے کہلوایا جا رہا ہے کہ میں جو ہدایت پر ہوں وہ میرے رب کی عنایت ہے۔

③ یعنی موت کے وقت یا قیامت کے میدان میں فوراً پکڑ لیے جائیں گے۔

④ ایمان کی جگہ دنیا تھی، اب آخرت میں پہنچنے کے بعد دنیا دور ہو گئی؛ اس لیے آخرت میں ہوتے ہوئے اتنی دور دنیا میں سے ایمان کیسے اٹھا سکیں گے۔

وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ

وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾ ع ۶ / ۱۲

حالاں کہ وہ پہلے سے (دنیا میں) اس (ایمان) کا انکار کر چکے اور دور کی جگہ سے نشانہ دیکھے بغیر پھینکا کرتے تھے① ﴿۵۳﴾ اور (اس وقت) جس کی وہ آرزو کرتے ہوں گے اس کے اور ان (کافروں) کے بیچ میں ایک آڑ کردی جائے گی، جیسا کہ ان کے جیسے لوگوں کے ساتھ پہلے ایسا ہی (برتاؤ) کیا گیا؛ کیوں کہ وہ لوگ ایسے شک میں پڑے ہیں جو ان کو چین لینے نہیں دیتا② ﴿۵۴﴾

① مطلب:

(۱) دنیا میں جب تھے تو دور ہی دور سے باتیں ہانکا کرتے تھے، بغیر تحقیق، بغیر دلیل محض اپنے خیالات سے باتیں کیا کرتے تھے جس کو بات ہانکنا کہتے ہیں۔

(۲) جو بات وہ زبان سے کہتے تھے وہ دل سے دور ہوتی تھی؛ یعنی دل میں اس بات کے متعلق عقیدہ نہیں ہوتا تھا۔

② [۱] قیامت کے دن ان کی چاہت جنت کی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی ہوگی یا ایمان لاکر نجات پانے کی ہوگی؛ لیکن ایمان اور جنت اور کافروں کے بیچ میں ایک آڑ کردی جائے گی وہ اس کو حاصل نہیں کرسکیں گے۔

[۲] موت کے وقت پر ان کی چاہت کی چیز دنیا کا سامان وہ ان سے جدا ہو جائے گا۔

سُوْرَةُ الْفَاطِر

(مكية)

سورۂ فاطر

یہ سورت مکی ہے، اس میں پینتالیس (۴۵) آیتیں ہیں۔ سورۂ فرقان کے بعد اور سورۂ مریم سے پہلے تینتالیس (۴۳) نمبر پر نازل ہوئی۔

فاطر: عدم سے وجود میں لانے والا۔ اللہ تعالیٰ نے عالمین کو عدم سے نکال کر وجود بخشا۔ اس سورت میں اللہ کے خالق ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کا ایک نام "سورۂ ملائکہ" بھی ہے، اس سورت میں ملائکہ کے خاص خاص حالات کا تذکرہ ہے۔

"الحمد للہ" سے شروع ہونے والی پانچ سورتوں میں یہ آخری سورت ہے۔

آیاتھا ۴۵	(۳۵) سُوْرَۃُ فَاطِرٍ مَکِّیَّۃٌ (۴۳)	رکوعاتھا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى
وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ①

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے ہیں، فرشتوں کو پیغام لانے کے لیے مقرر کیا① جو (فرشتے) دو دو اور تین تین اور چار چار پروں والے ہیں②، وہ (اللہ تعالیٰ اپنی) مخلوق میں جتنا چاہتے ہیں (اتنا) بڑھا دیتے ہیں③، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں ﴿۱﴾

---

① فرشتے کو رسول بنانا: (۱) فرشتے اللہ تعالیٰ کی وحی اور اللہ تعالیٰ کے احکام رسولوں تک پہنچاتے ہیں۔

(۲) عام مخلوق تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اللہ تعالیٰ کا عذاب پہنچانے کا واسطہ بھی فرشتے ہیں۔

② (تنبیہ) آیت میں لفظ "مثنیٰ، ثُلٰث" اور "رُباع" آیا ہے، اس کو بعض مفسرین نے "أَجْنِحَةً" کی صفت بتلایا ہے، اس لحاظ سے یہ ترجمہ ہے: یعنی فرشتوں میں سے بعض کے دو، بعض کے تین اور بعض کے چار پر ہیں، اس سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چار تو سمجھانے کی تعداد ہے؛ اس لیے کہ مسلم شریف کی حدیث میں حضرت جبریل علیہ السلام کے چھ سو پر کا ذکر آیا ہے۔

(دوسرا ترجمہ) جو فرشتے پروں والے ہیں (کبھی) دو دو اور (کبھی) تین تین اور (کبھی) چار چار (کی تعداد میں) آتے ہیں۔ بعض مفسرین نے لفظ "مثنیٰ" اور "ثلث" اور "رباع" کو "رُسُلا" کی صفت مانا ہے، اس لحاظ سے یہ دوسرا ترجمہ ہے؛ یعنی یہ فرشتے جب اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لیے دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو کبھی ایک ساتھ دو، کبھی ایک ساتھ تین اور کبھی ایک ساتھ چار آتے ہیں اور یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہاں بھی چار کا عدد ایک مثال ہے؛ ورنہ فرشتے اس سے بھی بڑی تعداد میں رسالت اور وحی پہنچانے کے لیے دنیا میں آتے ہیں، کبھی اکیلے بھی آتے ہیں۔

فائدہ: تبلیغِ دین کے لیے دو، دو، تین، تین، چار، چار ساتھی بھیج سکتے ہیں۔

③ مخلوق کی حسنِ صورت ہو یا حسنِ سیرت ہو اللہ تعالیٰ جتنا چاہے اضافہ فرماتے ہیں۔

مَا يَفۡتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَةٍ فَلَا مُمۡسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمۡسِكۡ ۙ فَلَا مُرۡسِلَ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ ؕ هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَيۡرُ اللّٰهِ يَرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ ﴿۳﴾ وَاِنۡ يُّكَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا ٝ وَلَا يَغُرَّنَّكُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ ﴿۵﴾

اللہ تعالیٰ جس رحمت کو لوگوں کے لیے کھول دیتے ہیں تو اس کو کوئی بند کرنے والا نہیں، اور جو (رحمت اللہ تعالیٰ) روک لیویں تو اس کو اس (اللہ) کے سوا کوئی بھیجنے (یعنی جاری کرنے) والا نہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے زبردست ہیں، بڑے حکمت والے ہیں ﴿۲﴾ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمھارے اوپر جو نعمت اتاری ہے اس کو یاد کرو، کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہو؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں الٹے پھرے جاتے ہو؟① ﴿۳﴾ اور (اے نبی!) اگر وہ (کافر لوگ) تم کو جھٹلا دیویں تو پکی بات تو یہ ہے کہ تم سے پہلے بہت سارے رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے اور تمام کام (آخر میں) اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاویں گے ﴿۴﴾ اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، سو تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور اللہ تعالیٰ کے نام سے وہ بڑا دھوکہ دینے والا② تم کو دھوکے میں نہ ڈالے③ ﴿۵﴾

---

① یعنی توحید چھوڑ کر بت پرستی میں لگ جاتے ہو۔

② شیطان جس کا کام ہی دھوکا دینے کا ہے۔

③ شیطان برے کاموں کو اچھا ثابت کرتا ہے اور کوشش یہ کرتا ہے کہ انسان گناہ کرتا رہے اور یوں سمجھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول اور اچھا ہوں، مجھے عذاب نہیں ہوگا، یہی شیطان کا دھوکا ہے۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ
السَّعِيْرِ ۝۶ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ڛ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ ع ۱ ۷ ۱۴
يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ڮ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا
يَصْنَعُوْنَ ۝۸ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا
بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۹

یقین رکھو شیطان تو تمھارا دشمن ہی ہے، اسی لیے تم (بھی) اس کو (اپنا) دشمن ہی سمجھو① وہ تو اپنے ماننے والوں کو اسی لیے دعوت دیتا ہے؛ تاکہ وہ بھڑکتی آگ (میں داخل ہونے) والے ہوجاویں ﴿۶﴾ جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے تو سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان کے لیے تو مغفرت ہے اور بڑا ثواب ہے ﴿۷﴾

بھلا بتاؤ! جس شخص کی نظر میں اس کے برے کام خوش نما بنا کر دکھائے گئے پھر وہ اس (برے عمل) کو اچھا سمجھتا ہو (ایسا شخص نیک آدمی جیسا کیسے ہوسکتا ہے؟) سو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کو گمراہ کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں اس کو ہدایت دیتے ہیں، اسی لیے ایسا نہ ہو کہ ان (کافروں) پر افسوس کرتے کرتے تمھاری جان ہی چلی جائے، جو کام وہ کرتے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۸﴾ وہی اللہ تعالیٰ ہے جو ہواؤں کو چلاتے ہیں، پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر ہم اس (بادل) کو ہانک کر (قحط سے) مرے ہوئے (یعنی سوکھے) شہر کی طرف لے جاتے ہیں، پھر ہم اس کے ذریعہ سے زمین کو (نئی) زندگی دیتے ہیں اس کے مرجانے کے بعد، اسی طرح (انسانوں کو قیامت میں) نئی زندگی دی جائے گی ﴿۹﴾

---

① انسان جس کو دشمن سمجھتا ہے اس کی طرف سے اچھی لگنے والی بات کو بھی مانتا نہیں کہ اس میں کوئی سازش چھپی ہوگی، ویسا برتاؤ شیطان کے ساتھ کرنا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ
الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ
هُوَ يَبُوْرُ ۝١٠ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا
تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ

جو شخص بھی عزت حاصل کرنا چاہتا ہے تو تمام عزتیں تو اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں، پاکیزہ کلمہ اسی کی طرف چڑھتا ہے اور نیک عمل اس (کلمہ) کو اوپر اٹھالیتا ہے① اور جو لوگ بری بری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور ان کی (بری) تدبیریں وہ (سب) برباد ہو جائیں گی ﴿١٠﴾ اور اللہ تعالیٰ نے تم (یعنی پہلے انسان) کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا اور کسی بھی مؤنث کو جو حمل رہتا ہے اور وہ مؤنث جو کچھ جنتی ہے وہ سب اس (اللہ تعالیٰ) کے علم سے ہوتا ہے،

---

① [١] کلمۂ طیب یعنی کلمۂ توحید اور دوسرے تسبیح اور ذکر کے کلمات عملِ صالح کے ذریعے اللہ کے یہاں مقبول ہوتے ہیں۔

[٢] جو شخص عملِ صالح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی زیادہ کرتا ہے تو یہ ذکر اس کے عمل کو قابلِ قبول بنادیتا ہے۔

[٣] اچھے کلمات اللہ تک پہنچتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتے ہیں۔

[٤] پاکیزہ کلام اچھے کام کو اونچا اور بلند کرتا ہے۔

[٥] اللہ تعالیٰ نیک عمل کو بلند کرتے ہیں اور قبولیت کی معراج پر پہنچاتے ہیں۔

[٦] حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جو شخص پانچ کلمات سبحان اللّٰہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر وتبارک اللّٰہ کہتا ہے تو کوئی ایک فرشتہ ان کو فوراً لے کر اپنے پروں کے نیچے چھپا کر اوپر چڑھ جاتا ہے اور ملائکہ کی جس جماعت کی طرف سے گزرتا ہے وہ ملائکہ ان کلمات کے قائل کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں، آخر رب العالمین کی بارگاہ میں ان کلمات کو وہ فرشتہ پیش کردیتا ہے اس کی تصدیق اللہ کی کتاب سے ہوتی ہے فرمایا ہے: إليه يصعد الكلم الطيب الخ۔

[٧] حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں: سبحان اللّٰہ اور لا الٰہ الا اللّٰہ اور اللّٰہ اکبر ان کلمات کی عرش کے اردگرد آہستہ آہستہ آواز ہوتی ہے جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے اور یہ کلمات اپنے کہنے والے کا اللہ تعالیٰ کے سامنے تذکرہ کرتے رہتے ہیں اور نیک اعمال خزانوں میں محفوظ رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو لوگ اللہ کا جلال اس کی تسبیح اس کی حمد اس کی بڑائی اس کی وحدانیت کا ذکر کرتے رہتے ہیں ان کے یہ کلمات عرش کے آس پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں، کیا تم نہیں چاہتے کہ کوئی تمھارا ذکر تمھارے رب کے سامنے کرتا رہے؟۔

وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۱﴾ وَمَا
يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ
تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ
لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ

اور کسی بھی بڑے عمر والے کو جتنی (زیادہ) عمر دی جاتی ہے ① اور کسی کی عمر میں جو کمی کی جاتی ہے وہ سب ایک کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے، حقیقت میں یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہیں ﴿۱۱﴾ اور دو سمندر برابر نہیں ہوتے، یہ (ایک) تو میٹھا ہے، پیاس بجھاتا ہے، اس کا پینا خوشگوار ہے ② اور یہ (دوسرا) کھارا، کڑوا ہے، (دونوں میں سے) ہر ایک سے تم تازہ (مچھلیوں کا) گوشت کھاتے ہو اور تم زیور نکالتے ہو جو تم کو پہننے کے کام آتا ہے ③ اور تم اس میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ جو (دریا میں) پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں؛ تاکہ تم اس (اللہ تعالیٰ) کا فضل (یعنی روزی) حاصل کرو اور تاکہ تم شکر کرنے والے بن جاؤ ﴿۱۲﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) رات کو دن میں داخل کرتے ہیں اور دن کو رات میں داخل کرتے ہیں اور اس (اللہ تعالیٰ) نے سورج اور چاند کو بھی کام میں لگا دیا (ان میں سے) ہر ایک مقرر وقت (یعنی قیامت) تک کے لیے چلتا رہے گا، یہی اللہ تعالیٰ ہے جو تمھارے رب ہیں، اسی کی حکومت ہے،

① [۱] لمبی عمر پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھی ہے اور کم عمری بھی لوحِ محفوظ میں لکھی ہے۔
[۲] ایک حدیث سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ زیادتی عمر سے مراد اولادِ صالح ہے جو اس کے لیے دعا کرے۔
[۳] کسی شخص کی عمر کتنے سال کی ہوگی پھر بعض نیکیوں کی وجہ سے اس کی عمر بڑھا دی جائے گی یا بعض گناہوں کی وجہ سے اس کی عمر کم کردی جائے گی یہ سب کچھ لوحِ محفوظ میں پہلے سے لکھا ہوتا ہے۔
② یعنی آسانی سے پیٹ میں اتر جاتا ہے اور طبیعت اس کو قبول بھی کر لیتی ہے۔
③ حلیۃ کا ترجمہ اکثر لوگوں نے موتی کا کیا ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ موتی مرد استعمال کر سکتے ہیں۔
اور عورت جو زیور بھی پہنے وہ مرد (شوہر) کی خوشی کا ذریعہ بنتا ہے۔

وَالَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مَا یَمۡلِکُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِیۡرٍ ﴿۱۳﴾ اِنۡ تَدۡعُوۡہُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡا
دُعَآءَکُمۡ ۚ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَکُمۡ ؕ وَیَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ یَکۡفُرُوۡنَ بِشِرۡکِکُمۡ ؕ وَلَا
یُنَبِّئُکَ مِثۡلُ خَبِیۡرٍ ﴿۱۴﴾ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ۚ وَاللّٰہُ ہُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ ﴿۱۵﴾ الثلثة ع ١٢
اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡہِبۡکُمۡ وَیَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیۡزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ
وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ وَاِنۡ تَدۡعُ مُثۡقَلَۃٌ اِلٰی حِمۡلِہَا لَا یُحۡمَلۡ مِنۡہُ شَیۡءٌ وَّلَوۡ کَانَ ذَا قُرۡبٰی ؕ

اوراس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر جن بتوں کو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں① ﴿۱۳﴾ اگر تم ان کو پکارو گے تو وہ تمھاری پکار سنیں گے ہی نہیں اور اگر (مان لو کہ) وہ سن بھی لیویں تو تم کو کوئی جواب نہیں دیں گے② اور قیامت کے دن وہ تمھارے شرک کرنے کا انکار کریں گے اور جس (اللہ تعالیٰ) کو تمام باتوں کی پوری خبر ہے اس کے جیسا تم کو کوئی (صحیح بات) نہیں بتائے گا ﴿۱۴﴾

اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو③ اور اللہ تعالیٰ تو وہی غنی ہے④، تمام خوبیوں والا ہے ﴿۱۵﴾ اگر وہ (اللہ تعالیٰ) چاہیں تو تم سب کو فنا کر دیویں اور (تمھاری جگہ) نئی مخلوق (پیدا کر کے) لے آویں ﴿۱۶﴾ اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے ﴿۱۷﴾ اور (قیامت کے دن) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور اگر جس پر (گناہ کا) بھاری بوجھ ہوگا وہ (کسی دوسرے کو) اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے پکارے گا تو بھی اس میں سے ذرہ بھی بوجھ نہیں اٹھایا جائے گا، چاہے (جس کو آواز دی) وہ اس کا رشتے دار ہی ہو (تو بھی اٹھانے نہیں آئے گا)،

---

① ایک چھلکے کے برابر کا بھی وہ اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ ''قطمیر'' کا دوسرا معنی کھجور کی گٹھلی کے بیچ کا دھاگا، مراد ہے معمولی چیز کے بھی وہ مالک نہیں ہیں۔ ② (دوسرا ترجمہ) تو تمھارا کہنا نہ کریں گے۔

③ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ محتاجی انسان میں ہے؛ اس لیے کہ انسان کو اپنی دنیوی ضروریات بھی پوری کرنی ہے اور امانتِ الٰہیہ؛ یعنی شریعت پر عمل کرنے کے لیے بھی وہ اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔

④ ویسے تو اللہ تعالیٰ کے سوا جو کوئی ہے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں؛ لیکن انسان ہی ایسا ہے کہ وہ غنی ہونے کا دعوے دار بنتا ہے، دنیا میں دوسری مخلوق میں یہ بات نہیں ہے؛ اس لیے خاص طور پر خطاب ہوا کہ اے لوگو! تم اپنی تمام تر ظاہری غنا کے باجود اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محتاج ہو۔

إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ
لِنَفْسِهِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿١٨﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا
النُّورُ ﴿٢٠﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ﴿٢١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ
يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ﴿٢٢﴾ إِنْ أَنتَ إِلَّا نَذِيرٌ ﴿٢٣﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ
بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾

یقینی بات ہے کہ تم تو ایسے ہی لوگوں کو ڈرا سکتے ہو جو اپنے رب سے بغیر دیکھے ہوئے ڈرتے ہیں اور انھوں نے نماز قائم کی اور جو آدمی بھی پاک صاف ہوگا تو وہ اپنے ہی فائدہ کے لیے پاک صاف ہوتا ہے اور (آخر میں سب کو) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿۱۸﴾ اور اندھا اور دیکھنے والا (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے ﴿۱۹﴾ اور اندھیریاں اور روشنی (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے① ﴿۲۰﴾ اور سایہ اور دھوپ (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے② ﴿۲۱﴾ اور زندہ لوگ اور مُردے (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے، یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں (اس کو بات) سناتے ہیں اور جو (مردے) قبر میں (مدفون) ہیں تم ان کو (بات) نہیں سنا سکتے③ ﴿۲۲﴾ تم تو صرف ڈرانے والے ہی ہو ﴿۲۳﴾ یقیناً ہم نے تم کو سچا دین لے کر خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا، اور کوئی امت ایسی نہیں ہے جس میں ڈرانے والا گزرا نہ ہو ﴿۲۴﴾ اور اگر وہ (کافر) تم کو جھٹلاویں تو ان سے پہلے جو (کافر) تھے انھوں نے بھی (پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا (اور) ان کے پاس ان کے پیغمبر کھلی کھلی دلیلیں اور صحیفے اور روشنی پھیلانے والی کتاب لے کر آئے ﴿۲۵﴾

---

① کفر کی قسمیں بہت ساری ہیں اس لیے ظلمات جمع ہے اور ایمان ایک ہے اس لیے نور واحد ہے۔

② جہنم کی دھوپ اور جنت کے سائے کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔

③ مسمع سے بہت سے مفسرین نے کفار کو مراد لیا ہے، جس طرح آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے اسی طرح کافروں کو بھی نہیں سنا سکتے۔

ع ۱۵ | ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ

الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ

وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

پھر (ان کے جھٹلانے پر) میں نے کافروں کو پکڑ لیا، سو میرے انکار کرنے کی سزا کیسی رہی؟ ﴿۲٦﴾

کیا تم نے یہ بات نہیں دیکھی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعے الگ الگ رنگ کے پھل نکالے اور پہاڑوں میں بھی سفید اور لال الگ الگ رنگ کے (الگ الگ) حصے (یعنی ٹکڑے یا گھاٹیاں) ہیں، (دوسرے) گہرے کالے رنگ کے بھی ہیں[۱] ﴿۲۷﴾ اور اسی طرح انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی الگ الگ رنگ کے ہیں[۲]، اللہ تعالیٰ سے ان کے بندوں میں سے علم والے ہی (خاص طور پر) ڈرتے ہیں[۳]،

---

① یعنی ایک ہی رنگ مثلاً لال تو اس میں بھی ہلکے اور گہرے الگ الگ رنگ ہوتے ہیں، یہ حال سفید اور کالے رنگ کا بھی ہے، ہم اللہ کی اس قدرت کا مشاہدہ کرتے ہی رہتے ہیں مثلاً پہاڑ زمین پھل الگ الگ رنگ کے بھی اور ایک ہی رنگ میں گہرے ہلکے رنگ کے بھی ہوتے ہیں۔ثمرات مختلفا الوانہا نحوی ترکیب کے اعتبار سے ''مختلفا'' منصوب ہے ''ثمرات'' کے ساتھ اور آگے پہاڑ کا تذکرہ آیا وہاں ''مختلف'' مرفوع ہے۔اس سے یہ نکتہ سمجھ میں آتا ہے کہ پہاڑ، انسان، اور جانوران کے رنگ عام طور پر ایک ہی حالت پر رہتے ہیں، بدلتے نہیں ہے، جب کہ پھل کے رنگ بہت ہی جلدی بدلتے رہتے ہیں، مثال کے طور پر آم شروع میں ہرا، پھر ہلکا سا پیلا، پھر گہرا پیلا ہونے کے بعد بھی اگر استعمال نہ کرو تو کالا۔

② ہمارے یہاں کے عام نسخوں میں ''کذلک'' پر وقف کی نشانی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ لفظ ''کذلک'' کا تعلق آیت کے پہلے حصے سے ہے اور بندے نے ترجمے میں اس کو ملحوظ رکھا ہے: یعنی پھل، پہاڑ، جانور، انسان وغیرہ کو الگ الگ رنگ پر پیدا کرنا یہ اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے، بعض روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ''کذلک'' کا تعلق آیت کے بعد والے حصے سے ہے، اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح پھل، پہاڑ، جانور اور انسان الگ الگ رنگوں کے ہیں اسی طریقے سے اللہ کی خشیت میں بھی الگ الگ درجے کے لوگ ہیں، کسی کو اللہ کی خشیت کا اعلیٰ درجہ ملا ہوا ہے، کسی کو کم درجہ ملا ہے ''انما'' کا لفظ خصوصیت کو بتاتا ہے یعنی خشیت کا تعلق علم سے ہے، جس کے پاس جس قدر علم ہوگا اس درجے کی اس کو خشیت حاصل ہونی چاہیے، علما کا وصف خاص خشیت ہے، ایسے غیر عالم میں بھی خشیت ہوسکتی ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) اللہ سے ان کے بندوں میں سے ایسے ہی لوگ ڈرتے ہیں (جو اللہ کی قدرت اور عظمت کا) علم رکھتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ غَفُوۡرٌ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَتۡلُوۡنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا
رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرۡجُوۡنَ تِجَارَةً لَّنۡ تَبُوۡرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمۡ اُجُوۡرَهُمۡ وَيَزِيۡدَهُمۡ
مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوۡرٌ شَكُوۡرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ مِنَ الۡكِتٰبِ هُوَ الۡحَقُّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيۡرٌۢ بَصِيۡرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ
اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۚ

یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تو بڑے زبردست ہیں، بہت معاف کرنے والے ہیں ﴿۲۸﴾ یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں① اور ان لوگوں نے نماز قائم کی اور جو روزی ہم نے ان کو دی ہے اس میں سے چھپ کر اور ظاہر کر کے وہ خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کی امید کرتے ہیں جس میں کبھی نقصان پہنچنے والا ہی نہیں ہے ﴿۲۹﴾ تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو ان کا پورا ثواب دیویں اور ان کو اپنے فضل سے (اور) زیادہ بھی دیویں، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) بہت معاف کرنے والے، بہت زیادہ قدر کرنے والے ہیں ﴿۳۰﴾ (اے نبی!) ہم نے جو کتاب وحی کے ذریعہ تم پر بھیجی ہے وہ تو بالکل سچی ہے (اور) اپنے سے پہلی (آسمانی) کتابوں کو سچا بتلاتی ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پوری خبر رکھتے ہیں، وہ ہر چیز کو دیکھتے ہیں ﴿۳۱﴾ پھر ہم نے (اس) کتاب کا وارث② اپنے ان بندوں میں سے ان کو بنایا جن کو ہم نے چن لیا تھا③

---

① مراد تلاوت پر مداومت اور عمل میں قرآن کی اتباع مراد ہے۔
② "ثم" عطف کے لیے آتا ہے؛ یعنی ثم سے پہلے اور ثم کے بعد دونوں اصل وصف میں مشترک ہونے کے باوجود آگے پیچھے ہیں، پہلی چیز مقدم اور بعد کی چیز موخر۔ (۱) آگے پیچھے ہونا کبھی زمانے کے اعتبار سے ہوتا ہے، کبھی مرتبہ اور درجہ کے اعتبار سے ہوتا ہے، یہاں دونوں چیزیں ہوسکتی ہیں۔ (۲) اول- آخر، مقدم- موخر، پہلے- بعد میں ہونا مرتبہ کے اعتبار سے: اس لیے کہ قرآن وحی کے ذریعے آپ ﷺ کے پاس بھیجا گیا، آپ کا درجہ اور مرتبہ سب سے اونچا ہے، بعد میں امتِ محمدیہ کو عطا ہوا، آپ ﷺ کو جو قرآن ملا وہ بعد کے لوگوں کے لیے میراث کے طور پر ملا۔
③ قرآن سب سے پہلے نبی ﷺ کو عطا کیا گیا، پھر امت کو یہ میراث بے مثال نصیب ہوئی، خوش نصیب ہیں وہ حضرات جو قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے کے لیے چن لیے گئے ہیں یہ انتخابِ الٰہیہ ہے، اللھم اجعلنا منھم فی الدنیا والاخرۃ۔

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ
ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ
ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا
الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا
فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾

سو ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جو (گناہ کر کے) اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں① اور ان میں بعض درمیانی درجے کے ہیں② اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نیک کاموں میں آگے بڑھ جانے والے ہیں③، یہی (اللہ تعالیٰ کا) بہت بڑا فضل ہے ﴿۳۲﴾ سدا بہار باغوں میں داخل ہوں گے، ان (باغوں) میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس اس (جنت) میں ریشمی ہوگا ﴿۳۳﴾ وہ (ان باغوں میں داخل ہو کر) کہیں گے: تمام تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے (ہمیشہ کے لیے) ہم سے (ہر قسم کا) غم دور کر دیا، یقیناً ہمارے رب بہت زیادہ معاف کرنے والے ہیں، بہت زیادہ قدر کرنے والے ہیں ﴿۳۴﴾ جس (اللہ تعالیٰ) نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ آباد رہنے کے گھر میں اتارا ہے جس میں ہم کو کوئی مشقت نہیں پہنچے گی اور اس میں کوئی تھکن بھی ہم کو نہیں لگے گی ﴿۳۵﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) اپنا ہی خود کا برا کرنے والے ہیں۔②(دوسرا ترجمہ) درمیانی چال چلنے والے ہیں۔

③ (۱) ظالم سے مراد وہ آدمی جو شریعت کے بعض فرض و واجب پر عمل نہ کرے، بعض حرام کام بھی کر لیوے۔

(۲) مقتصد یعنی درمیانی چال چلنے والا جو فرائض و واجبات پر عمل کرے، حرام سے بچے؛ لیکن سنت، مستحب چھوڑ دیوے، مکروہ کام بھی کر لیتا ہو۔

(۳) سابق بالخیرات جو تمام فرائض، واجبات، سنن و مستحبات ادا کرے، حرام اور مکروہ سے بچے؛ لیکن عبادت میں مشغول ہونے کی وجہ سے یا شک و شبہ کی وجہ سے بعض مباح کام چھوڑ دیوے۔ یہ تینوں قسم کے لوگ امتِ محمدیہ کے ہیں، تیسری قسم کے لوگ سابق بالخیرات بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے، دوسری قسم کے لوگوں سے ہلکا پھلکا حساب لیا جائے گا، ظالم قسم کے لوگوں پر رنج و غم ہوگا، پھر وہ سخت رنج و غم دور کر کے ان کو بھی جنت نصیب ہو جائے گی۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ
عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۳۶ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ
صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ
النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۳۷ ع

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۳۸ هُوَ الَّذِيْ
جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے تو جہنم کی آگ ہے، ان پر موت کا حکم نہیں دیا جائے گا① کہ وہ مر جائیں اور ان لوگوں سے وہاں کا عذاب ذرا بھی ہلکا نہیں کیا جائے گا، ہر بڑے ناشکرے کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں ﴿۳۶﴾ اور وہ اس (جہنم) میں چیخ و پکار کریں گے (اور کہیں گے:) اے ہمارے رب! ہم کو باہر نکال دیجیے (اور پہلے) جو کام کیا کرتے تھے اس کو چھوڑ کر نیک عمل کریں گے، (ان کو جواب ملے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس کو بھی سوچنا (اور سمجھنا) ہو وہ اس (عمر) میں سوچ لیوے اور تمھارے پاس (ہماری طرف سے) ڈرانے والا بھی پہنچا تھا② سو تم لوگ (عذاب کا) مزہ چکھو، سو ظالموں کے لیے تو کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوگا ﴿۳۷﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی غیب کی چیزوں کو جانتے ہیں، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) سینوں کی باتوں کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۳۸﴾ اسی (اللہ تعالیٰ) نے تم کو زمین میں (پہلے لوگوں کا) جانشین بنایا، سو جو آدمی بھی کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پر پڑے گا،

---

① (دوسرا ترجمہ) نہ تو ان کو موت ہی آوے گی۔

② یعنی (۱) حضور ﷺ (۲) حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم علما اور اولیا (۳) پوتے نواسے (۴) سفید بال (۵) امراض (۶) عمر کے مختلف مراحل یا موت کو یاد دلانے والی چیزیں، یہ سب چیزیں نذیر ہیں۔

وَلَا یَزِیۡدُ الۡکٰفِرِیۡنَ کُفۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ اِلَّا مَقۡتًا ۚ وَلَا یَزِیۡدُ الۡکٰفِرِیۡنَ کُفۡرُهُمۡ اِلَّا
خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقُوۡا
مِنَ الۡاَرۡضِ اَمۡ لَهُمۡ شِرۡکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمۡ اٰتَیۡنٰهُمۡ کِتٰبًا فَهُمۡ عَلٰی بَیِّنَتٍ
مِّنۡهُ ۚ بَلۡ اِنۡ یَّعِدُ الظّٰلِمُوۡنَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا اِلَّا غُرُوۡرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا ۬ۚ وَلَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَکَهُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیۡمًا
غَفُوۡرًا ﴿۴۱﴾ وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَیۡمَانِهِمۡ لَئِنۡ جَآءَهُمۡ نَذِیۡرٌ لَّیَکُوۡنُنَّ اَهۡدٰی مِنۡ
اِحۡدَی الۡاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ نَذِیۡرٌ مَّا زَادَهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرَا ﴿۴۲﴾

اور (ان) کافروں کے لیے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے رب کے پاس ناراضگی ہی زیادہ ہوگی اور کافر لوگوں کو ان کے کفر کی وجہ سے نقصان ہی زیادہ ہوگا ﴿۳۹﴾ (اے نبی) تم (ان کافروں سے) کہہ دو کہ: تم ذرا دیکھو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے جن (من گھڑت) شریکوں کی تم پوجا کرتے ہو، ذرا مجھے دکھاؤ انھوں نے زمین کا کونسا حصہ پیدا کیا یا آسمانوں (کو پیدا کرنے) میں ان کی شرکت ہے؟ یا (پھر) ہم نے ان کو کوئی کتاب دے رکھی ہے کہ ① جس کی کھلی دلیل (سند) پر یہ لوگ (قائم) ہیں②؛ بلکہ یہ ظالم لوگ (آپس میں) ایک دوسرے کو دھوکے ہی دھوکے کا وعدہ کرتے ہیں ﴿۴۰﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو روکے رکھا ہے کہ وہ (اپنی جگہ سے) ہٹ نہ جائیں اور اگر وہ دونوں (اپنی جگہ سے) ہٹ جائیں تو اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی ان دونوں کو روک نہیں سکتا، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) تو بڑے حلم والے ہیں، بہت زیادہ معاف کرنے والے ہیں ﴿۴۱﴾ اور وہ (مکہ کے کافر) لوگ (نبیٔ کریم ﷺ کے آنے سے پہلے) اللہ تعالیٰ کے نام سے بڑی پکی قسمیں کھاتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا (نبی) آگیا تو وہ ہر ایک دوسری امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں گے، سو جب ان کے پاس ڈرانے والے (یعنی حضرت محمد ﷺ) آگئے تو ان کی نفرت ہی زیادہ ہوگئی ﴿۴۲﴾

---

① جس میں شرک کا ثبوت ہو۔ ② (دوسرا ترجمہ) کھلی ہدایت پر یہ لوگ قائم ہیں۔

اِسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ
يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ڬ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ
تَحْوِيْلًا ﴿٤٣﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي
الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰي
ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ
بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿٤٥﴾ ع ٥ ١٧

(دنیا کی) زمین میں خود کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے① اور (حق کے مقابلے میں) بری بری چالیں چلنے کی وجہ سے؛ حالاں کہ بری چال خود اس (بری) چال (چلنے) والے ہی کو گھیرے میں لیتی ہے، کیا وہ لوگ پچھلے لوگوں کے (ساتھ جیسا) دستور (یعنی عذاب ہوا اسی) کا انتظار کررہے ہیں؟ سو تم اللہ تعالیٰ کے دستور میں بالکل تبدیلی نہیں پاؤ گے اور تم اللہ تعالیٰ کے دستور کو ٹلتا ہوا نہیں پاؤ گے②﴿۴۳﴾ اور کیا ان لوگوں نے زمین (یعنی ملکوں) میں سفر نہیں کیا جس سے وہ یہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر گئے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا؛ حالاں کہ وہ ان (مکہ کے کافروں) سے بہت زیادہ طاقت والے تھے اور اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی چیز عاجز نہیں کرسکتی، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے جاننے والے، پورے پوری قدرت والے ہیں﴿۴۴﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ انسانوں کو ان کے کئے ہوئے (برے) کاموں کی وجہ سے پکڑنے لگتے تو اس (زمین) کی پیٹھ پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑتے (بلکہ گناہوں کی وجہ سے سب کو ہلاک کرڈالتے)؛ لیکن وہ (اللہ) ایک مقرر وقت تک ان کو مہلت دیتے رہتے ہیں، پھر جب ان کا مقرر وقت آجائے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں کو دیکھ لیں گے③﴿۴۵﴾

---

① دوسرا ترجمہ: ملک میں تکبر کرتے ہوئے۔

② تبدیل: یعنی عذاب کو کسی چیز سے بدلا نہیں جاتا۔ تحویل: مجرم کی طرف سے کسی غیر مجرم کی طرف پھیرا نہیں جائے گا۔

③ یعنی کافروں اور نافرمانوں کو سزا دیں گے۔

سُوْرَةُ يٰس

(مكية)

سورۂ یاسین

یہ سورت مکی ہے، اس میں تراسی (۸۳) آیتیں ہیں۔ سورۂ جن کے بعد اور سورۂ فرقان سے پہلے اکتالیس (۴۱) نمبر پر نازل ہوئی۔

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یسین قلب القرآن ہے؛ یعنی سورۂ یاسین قرآن کا دل ہے۔ ایک حدیث میں اس کا نام "عظیمہ" بھی آیا ہے۔

اس سورت کے شروع میں "یس" کا لفظ آیا ہے۔ ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جو آدمی ایک مرتبہ "سورۂ یس" پڑھے اس کو دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ جو آدمی رات میں اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے سورۂ یس پڑھے تو اس رات میں اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ جس کا آخری وقت چل رہا ہو اس کے پاس پڑھنے سے روح نکلنے میں آسانی کر دی جاتی ہے۔ جو صبح پڑھے اس دن کی آسانیاں اور رات میں پڑھے تو رات کی آسانیاں اس کو ملے گی۔

حضرت عطا بن ابی رباحؒ فرماتے ہیں کہ: مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی دن کے شروع حصہ میں یٰس پڑھے گا، اس کی تمام حاجتیں پوری کی جائیں گی۔

امام مالکؒ نے "کسی کا نام یس" رکھنے کو پسند نہیں کیا ہے؛ اس لیے کہ ان کے نزدیک یہ اسمائے الٰہیہ میں سے ہے اور اس کے صحیح معنی معلوم نہیں، اس لیے ممکن ہے کہ کوئی ایسے معنی ہو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں، جیسے خالق، رازق وغیرہ؛ البتہ اس لفظ کو "یاسین" کے رسم الخط سے لکھا جائے تو یہ کسی انسان کا نام رکھنا جائز ہے؛ کیوں کہ قرآن میں آیا ہے "سلام علی اٰل یاسین" (ابن عربی) آیتِ مذکورہ کی معروف قرأت "اِلیاسین" ہے؛ مگر بعض قرأتوں میں "آل یاسین" بھی آیا ہے۔

ہجرت کے موقع پر نبیٔ کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلایا، اپنے دستِ بابرکت میں ایک مٹھی مٹی لی، سورۂ یس پڑھنا شروع کی "فھم لا یبصرون" تک پہنچے تو مٹی کافروں کی طرف اڑا دی، اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، آپ ﷺ صحیح سلامت نکل گئے۔

اٰیَاتُهَا ۸۳ | (۳۶) سُوْرَةُ یٰسٓ مَکِّیَّةٌ (۴۱) | رُکُوْعَاتُهَا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴﴾ تَنْزِيْلَ
الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ
عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ
فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ
فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

یٰس ﴿۱﴾ قسم ہے حکمت سے بھرے ہوئے قرآن کی!① ﴿۲﴾ یقیناً تم تو رسولوں میں سے ہو ﴿۳﴾ بالکل سیدھے راستے پر (ہو) ﴿۴﴾ (یہ قرآن) بڑے زبردست، بڑے رحم کرنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارا جارہا ہے ﴿۵﴾ تاکہ تم ایک ایسی قوم کو (عذاب سے) ڈراؤ جن کے باپ دادے (قریب میں کسی رسول کے ذریعے) ڈرائے نہیں گئے تھے؛ اس لیے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ﴿۶﴾ ان میں سے اکثر لوگوں کے بارے میں (عذاب کی) بات پکی ہو چکی ہے؛ اس لیے وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے ﴿۷﴾ یقیناً ہم نے ان کے گلوں میں طوق ڈال دیے ہیں، سو وہ ان کی ٹھوڑیوں تک (پہنچے ہوئے) ہیں اس وجہ سے ان کے سر اوپر کی طرف اٹھے ہوئے رہ گئے ہیں ﴿۸﴾ اور ہم نے ان کے آگے ایک آڑ بنادی اور ان کے پیچھے ایک آڑ (دیوار کھڑی) کردی ہے، پھر ہم نے ان کو (ہر طرف سے) ڈھانک لیا ہے جس کے نتیجے میں ان کو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا ہے ﴿۹﴾ اور تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ ان کے بارے میں (دونوں بات) برابر ہیں کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے ﴿۱۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اس قرآن کی قسم جس کی دلیلیں بہت پکی ہیں۔

إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّأَجْرٍ
كَرِيْمٍ ۝۱۱ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ
إِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۲ ع ۱۲/۱۸
وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا أَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ إِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۳ إِذْ أَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمُ
اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا إِنَّآ إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝۱۴ قَالُوْا مَآ أَنْتُمْ إِلَّا
بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ أَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝۱۵

تم تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہو جو نصیحت پر چلے اور بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرے ①، سو تم اس کو مغفرت کی اور عزت والے ثواب (یعنی بدلے) کی خوش خبری سنا دو ﴿۱۱﴾ یقیناً ہم ہی (قیامت کے دن) مردوں کو زندہ کریں گے اور جو (عمل) انھوں نے آگے بھیج دیے اس کو اور (جو) ان کے نشانات (یعنی اثرات ہیں ان) کو ② ہم لکھتے جاتے ہیں اور کھلی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں ہم نے ہر چیز کا احاطہ (ضبط) کرلیا ہے ﴿۱۲﴾

اور (اے نبی!) تم ان کے سامنے گاؤں کے لوگوں کی مثال (یعنی قصہ) بیان کرو، جب اس (گاؤں) میں بہت سارے رسول آئے تھے ③ ﴿۱۳﴾ جب ہم نے ان کے پاس (شروع میں) دو (رسول) بھیجے تھے ④ تو ان (گاؤں والے) لوگوں نے دونوں کو جھٹلا دیا تو ہم نے ایک تیسرے (رسول) کے ذریعہ ان کی تائید کی تو یہ (تینوں) کہنے لگے: یقین رکھو، ہم سب کو تمھارے پاس بھیجا گیا ہے ﴿۱۴﴾ وہ (گاؤں والے) کہنے لگے: حقیقت میں تم ہمارے جیسے (معمولی) آدمی ہو اور رحمٰن نے کوئی بھی چیز نہیں اتاری، تم تو جھوٹ ہی بولتے ہو ﴿۱۵﴾

---

① صفتِ رحمٰن جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کمالِ ایمان ہے۔
② مسجد کی طرف جانے والے قدم کے نشانات یا اعمال کے نتائج جو بعد میں ظاہر ہو "آثار خیر" ہیں۔
③ (دوسرا ترجمہ) جب اس گاؤں میں بہت سارے (اللہ تعالیٰ کے) بھیجے ہوئے لوگ آئے تھے۔ یعنی نبی یا نبی کے جانشین تھے۔ ④ مشائخ اپنے متعلقین کو مختلف شہروں میں احیائے ذکر اور دعوتِ توحید کے لیے بھیجیں۔

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّاۤ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ۝١٦ وَمَا عَلَيْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۝١٧ قَالُوْۤا اِنَّا
تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝١٨ قَالُوْا
طَآىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۝١٩ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا
الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ۝٢٠ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا
وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۝٢١

یہ کہنے لگے: ہمارے رب تو جانتے ہیں کہ یقیناً ہم کو تمھاری طرف (رسول بنا کر) بھیجا گیا ہے ﴿۱۶﴾ ہماری ذمے داری تو صرف (یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات) صاف صاف پہنچا دینا ہے ﴿۱۷﴾ وہ (گاؤں والے) کہنے لگے: ہم نے تمھارے اندر نحوست دیکھی ہے، اگر تم (اپنے اس دعوے سے) رک نہیں گئے تو ہم تم پر ضرور پتھر برسائیں گے اور تم کو ہماری طرف سے دردناک سزا ملے گی ﴿۱۸﴾ وہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے لوگ) کہنے لگے: تمھاری نحوست (کی وجہ) تمھارے ساتھ (تو لگی ہوئی) ہے کیا (تم یہ سلوک) اس لیے (کر رہے ہو) کہ تم کو نصیحت کی گئی ہے ①؛ بلکہ تم تو حد سے آگے بڑھنے والے لوگ ہو ﴿۱۹﴾ (یہ بات پھیل گئی تو) اور شہر کے کنارے سے ② ایک (مسلمان) آدمی دوڑتا ہوا آیا (اور) کہنے لگا: اے میری قوم! تم (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) بھیجے ہوئے لوگوں کے راستے پر چلو ﴿۲۰﴾ تم ان لوگوں کے راستے پر چلو جو تم سے (تبلیغ پر) کوئی بدلہ نہیں مانگتے اور وہ لوگ خود صحیح راستے پر ہیں ﴿۲۱﴾

① (دوسرا ترجمہ) کیا اس بات کو تم نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کی جائے (نصیحت جو باعث سعادت ہے اس کو نحوست سمجھتے ہو۔ جس کو تم نحوست سمجھتے ہو وہ تو اللہ کے داعی کی بات نہ ماننے سے ہے)۔

② قدیم زمانے سے عام طور پر یہ مشاہدہ رہا ہے کہ شہر کے کنارے پر رہنے والوں کو شہر کی گندی سیاست اور برے ماحول کا اثر نہیں ہوتا ہے، دیکھا یہ گیا ہے کہ وہاں رہنے والے بھولے بھالے اور مخلص ہوا کرتے ہیں؛ اگرچہ اس دور میں اس سلسلے میں کمی ہوتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ المدینۃ: بڑا شہر، اور قریۃ: مطلق آبادی پر بولا جاتا ہے۔

وَمَالِيَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِيۡ فَطَرَنِيۡ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿٢٢﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنۡ يُّرِدۡنِ
الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ عَنِّيۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَيۡـًٔا وَّلَا يُنۡقِذُوۡنِ ﴿٢٣﴾ اِنِّيۡۤ اِذًا لَّفِيۡ ضَلٰلٍ
مُّبِيۡنٍ ﴿٢٤﴾ اِنِّيۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّكُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ ﴿٢٥﴾ قِيۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيۡتَ قَوۡمِيۡ
يَعۡلَمُوۡنَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِيۡ رَبِّيۡ وَجَعَلَنِيۡ مِنَ الۡمُكۡرَمِيۡنَ ﴿٢٧﴾ وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰى قَوۡمِهٖ مِنۡ
بَعۡدِهٖ مِنۡ جُنۡدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنۡزِلِيۡنَ ﴿٢٨﴾ اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا
هُمۡ خٰمِدُوۡنَ ﴿٢٩﴾ يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ ۚ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿٣٠﴾

اور میں اس (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کیوں نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم سب کو اسی کی طرف واپس بھیجا جائے گا ﴿٢٢﴾ کیا میں اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر ایسوں کو معبود مانوں کہ اگر (اللہ) رحمٰن مجھے کوئی تکلیف (پہنچانے) کا ارادہ کریں تو ان (جھوٹے معبودوں) کی سفارش مجھے کچھ بھی کام نہیں آئے گی اور وہ مجھ کو چھڑا بھی نہیں سکیں گے ﴿٢٣﴾ (اگر میں ایسا کروں گا) تب تو یقیناً میں کھلم کھلی گمراہی میں پڑ جاؤں گا ﴿٢٤﴾ یقیناً میں تو تمھارے رب پر ایمان لا چکا ہوں، اب تم میری بات سن لو① ﴿٢٥﴾ اس کو کہا گیا②: تو جنت میں داخل ہو جا (تو جنت کی نعمتیں دیکھ کر) اس نے کہا: اے کاش! میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی ﴿٢٦﴾ کہ میرے رب نے مجھ کو معاف کر دیا اور مجھے عزت والے لوگوں میں شامل کر دیا ﴿٢٧﴾ اور اس (شخص) کے (شہید ہونے کے) بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی (فرشتوں کا) لشکر نہیں اتارا اور ہم کو اتارنے کی ضرورت بھی نہیں تھی ﴿٢٨﴾ وہ (سزا) تو صرف ایک بھیانک آواز تھی جس سے وہ ایک دم بجھ کر (یعنی ٹھنڈے پڑ کر) رہ گئے③ ﴿٢٩﴾ بندوں پر کیا ہی افسوس ہے!④ (جب بھی) کوئی رسول ان کے پاس آیا تو وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے تھے ﴿٣٠﴾

---

① قوم کو خطاب یا رسولوں کو شاہد بنانے کے لیے خطاب۔ ② یعنی بستی والوں نے اس کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو کہا گیا ہے۔ ③ حیات سے بدن میں حرارت ہے حیات ختم تو حرارت ختم۔
④ بعض نے "العباد" سے رسولوں کو مراد لیا ہے، مطلب ہوگا: یحسرۃ علینا من مخالفۃ العباد۔ بعض نے کفار کو مراد لیا ہے۔

اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِنْ كُلٌّ لَّمَّا
جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ ۚۖ اَحْیَیْنٰهَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا
فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ جَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ وَّ فَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ ﴿۳۴﴾
لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَ مَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

ع ۲

کیاانھوں نے (یہ) نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے قوموں (کے لوگوں) کو ہلاک کردیا کہ وہ ان کے پاس (دنیامیں) لوٹ کر واپس نہیں آئے ﴿۳۱﴾ اور (پھر آخرت میں) یہ جتنے لوگ ہیں ان سب کو (پکڑکر) ہمارے پاس ضرور حاضر کیا جائے گا ﴿۳۲﴾

اوران کے لیے (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی (ایک نشانی مردہ (یعنی خشک) زمین ہے، ہم نے اس (زمین) کو (بارش سے) زندہ کردیا اور ہم نے اس (زمین) سے (مختلف) اناج نکالے سو اس میں سے وہ لوگ کھاتے ہیں ﴿۳۳﴾ اور ہم نے اس (زمین) میں کھجور اور انگوروں کے باغات بنادیے اور ہم نے اس میں چشمے جاری کردیے ﴿۳۴﴾ تاکہ وہ (لوگ) اس (باغ) کے پھلوں میں سے کھاویں؛ حالاں کہ اس (اناج اور پھلوں) کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا①، کیا پھر بھی وہ لوگ شکر ادانہیں کرتے؟ ﴿۳۵﴾

---

① بعض مفسرین نے "ما" کو نفی کے لیے نہیں؛ بلکہ "الذی" اسم موصول کے معنی میں بتلایا ہے، تب آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا: ہم نے یہ سب چیزیں اس لیے پیدا کی؛ تاکہ لوگ ان کے پھل کھاویں اور انسانوں کے ہاتھوں نے جو چیز بنائی ہے (اس کو بھی کھاویں)۔ اس تفسیر سے ایک بات یہ سمجھ میں آئی کہ پھلوں میں سے انسان قسم قسم کے حلوے، اچار چٹنی تیار کرتا ہے، پھلوں میں سے تیل نکالتا ہے، مختلف پھلوں سے جام اور مربے تیار کرتا ہے، ان سب چیزوں کو بنانے کا سلیقہ اللہ نے انسان کو سکھایا ہے۔

نکتہ: دنیا میں جتنے بھی جانور ہیں ان میں سے بعض جانور نباتات، گھاس، پھوس اور پھل کھاتے ہیں اور کچھ جانور گوشت وغیرہ کھاتے ہیں؛ لیکن تمام ہی جانور مفرد غذائیں کھاتے ہیں کہ گھاس والے جانور صرف گھاس اور گوشت والے جانور صرف گوشت کھاتے ہیں، جبکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ سلیقہ عطا فرمایا کہ یہ مختلف چیزوں کو ملا کر اپنی غذا تیار کرتا ہے اور ایک ہی چیز میں سے متعدد قسم کے کھانے بنالیتا ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ انسانوں کو یہ سب چیزیں سکھلائیں۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا
یَعْلَمُوْنَ۝۳۶ وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ۝۳۷ وَالشَّمْسُ
تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے ① اس میں سے جس کو زمین اُگاتی ہے اور خود ان انسانوں کے بھی اور ان چیزوں کے بھی جن کی (عام) لوگوں کو (ابھی تک) خبر بھی نہیں ہے ﴿۳۶﴾ اور ان (لوگوں) کے لیے (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی) ایک (اور) نشانی رات ہے کہ ہم اس پر سے دن کو کھینچ کر اتار لیتے ہیں پھر تب ہی وہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں ﴿۳۷﴾ اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے ②۔

---

① قرآن میں یہاں ''أزواج'' کا لفظ آیا ہے، اس کا مطلب ہوتا ہے ''جوڑا'' یعنی ایک دوسرے کے متقابل چیزیں جیسے مرد، عورت، نر، مادہ، اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انسانوں کی طرح زمین سے اگنے والی چیزوں میں مذکر اور مؤنث کا سلسلہ ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دوسری تمام مخلوقات میں بھی اس طرح جوڑے ہوں۔

بعض حضرات نے ''أزواج'' کا مطلب ''اقسام'' لیا ہے، انسان میں رنگ کے اعتبار سے، جسم کی شکل وصورت کے اعتبار سے، زبان کے اعتبار سے الگ الگ قسمیں پائی جاتی ہے، اسی طرح زمین سے جو پھل اور اناج پیدا ہوتے ہیں ان میں بھی الگ الگ بہت ساری قسمیں پائی جاتی ہیں، زمین، پہاڑ اور سمندروں میں ایسی بہت ساری مخلوقات ہیں جن کو ابھی تک انسان جانتا بھی نہیں ہے، ان میں بھی بہت ساری قسمیں اور جوڑ پائی جاتی ہوں۔

② حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورج روزانہ چلتا رہتا ہے اور ہر روز عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ کرتا ہے اور نئے دورے کی اجازت مانگتا ہے، اجازت ملتے ہی نیا دور فوراً شروع کرتا ہے اور ذرہ برابر بھی وقفہ نہیں لیتا، اسی طرح اس کا سلسلہ جاری رہے گا، جیسے ایک ٹرین ہوتی ہے چلتی بھی رہتی ہے اور سگنل لائٹ کے کلر کی تبدیلی سے اجازت بھی پاتی رہتی ہے۔ قیامت کے بالکل قریب سورج اپنے معمول کے مطابق ایک روز سجدہ کر کے نئے دورے کی اجازت مانگے گا تو اس کو نئے دورے کی اجازت نہیں ملے گی اور اس کو حکم ہوگا کہ جس طرف سے تو آیا ہے اسی طرف سے لوٹ جا، ڈوبنے کی جگہ مغرب کی جانب سے پھر طلوع ہوجا اور یہ چیز قیامت کی آخری بڑی نشانیوں میں سے ہوگی اس کے بعد کسی کافر کا ایمان اور گنہگار کی توبہ قبول نہیں ہوگی (یہ مستقرِ مکانی ہوا اور مستقرِ زمانی یعنی قیامت تک چلتا رہے گا)

دوسرا مطلب آیت کا یہ بھی ہے کہ سورج کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک راستہ متعین کیا گیا ہے، سورج اپنے اسی متعین مدار میں ایک مضبوط نظام سے چل رہا ہے، جس دن قیامت آئے گی اس کے چلنے کا نظام ختم ہوجائے گا، گویا قیامت کے آنے تک وہ اللہ کی طرف سے بنائے ہوئے نظام کے مطابق برابر چلتا رہے گا۔

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٣٨﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ
الْقَدِيْمِ ﴿٣٩﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ
فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿٤١﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ
مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِلَّا
رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿٤٤﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٤٦﴾

یہ اس (اللہ تعالیٰ) کا مقرر کیا ہوا انظام ہے جو بڑے زبردست ہیں، بڑے جاننے والے ہیں ﴿٣٨﴾ اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کردی ہیں، یہاں تک کہ (جب مہینے کا آخر ہوتا ہے تب) وہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) ہوکر رہ جاتا ہے ﴿٣٩﴾ سورج سے یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ چاند کو پکڑ لیوے اور رات دن سے آگے نہیں نکل سکتی اور (ان میں سے) ہر ایک، ایک (دائرہ کے) چکر (یعنی کھلی فضا) میں تیرتے رہتے ہیں ﴿٤٠﴾ اور ان کے لیے (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی) ایک نشانی ہے، یہ کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی پر سوار کیا① ﴿٤١﴾ اور ہم نے ان کے لیے اس (کشتی) جیسی (دوسری) چیزیں بھی پیدا کردیں جن پر وہ (لوگ) سوار ہوتے ہیں② ﴿٤٢﴾ اور اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کردیں، سو نہ ان کی فریاد کو پہنچنے والا کوئی ہو اور نہ ان کو (ڈوبنے سے) بچایا جا سکے ﴿٤٣﴾ مگر ہماری مہربانی سے اور (زندگی کے) ایک مقرر وقت تک مزہ اٹھانے کا ان کو موقع دیا گیا ہے (وہاں تک وہ بچے ہوئے ہیں) ﴿٤٤﴾ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اس (عذاب) سے بچو جو تمھارے آگے ہے اور جو تمھارے پیچھے ہے؛ تا کہ تم پر رحم کیا جائے③ ﴿٤٥﴾ ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی بھی نشانی آتی ہے تو وہ اس سے منہ پھرا لیتے ہیں④ ﴿٤٦﴾

---

① معلوم ہوا کہ ہر طرح کی کشتی پر سواری اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) اور ہم نے ان کے لیے ایسی چیزیں بھی بنادی ہیں جن پر وہ (آئندہ) سواری کریں گے (یعنی ہوائی جہاز، ٹرین وغیرہ)۔ ③ تو وہ لوگ ایسی بات کو سنتے ہی نہیں۔
④ بعض نے حکم کا ترجمہ کیا ہے یعنی رب کی طرف سے پہنچنے والے ہر حکم کو ٹال دیتے ہیں، مانتے نہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنُطْعِمُ
مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۳ ۱۸ ۳
وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ
بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا
صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو روزی تم کو دی ہے اس میں سے کچھ (غریبوں پر بھی) خرچ کرو تو یہ کافر لوگ ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ: (اے ایمان والو!) کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانا کھلائیں جن کو اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو کھانا کھلاتے، تم لوگ تو محض کھلم کھلی گمراہی میں پڑے ہو ﴿۴۷﴾ اور وہ (کافر) لوگ کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ) یہ (قیامت کا) وعدہ کب پورا ہوگا①؟ ﴿۴۸﴾ وہ لوگ تو صرف ایک بھیانک آواز② کا انتظار کر رہے ہیں کہ جب وہ آپس میں جھگڑتے ہوں گے③ ایسی حالت میں وہ ان کو (آکر) پکڑے گی ﴿۴۹﴾ سو وہ لوگ وصیت بھی نہیں کر سکیں گے اور اپنے گھر والوں کے پاس واپس لوٹ کر جا بھی نہیں سکیں گے ﴿۵۰﴾

اور صور پھونک دیا جائے گا تو وہ یکایک (اپنی) قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف تیزی سے چلنے لگیں گے ﴿۵۱﴾ وہ (کافر) لوگ کہیں گے کہ: ہائے ہماری بربادی، (آج) ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے کس نے اٹھا (کر کھڑا کر) دیا؟ (ان کو جواب ملے گا) کہ یہ تو وہ (قیامت) ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے بالکل سچ کہا تھا ﴿۵۲﴾ وہ تو ایک زوردار آواز ہوگی کہ جس کے بعد وہ سب (اچانک) ہمارے سامنے (قیامت کے میدان میں) حاضر کر دیے جائیں گے ﴿۵۳﴾

---

① انکار اور استہزا کے طور پر سوال ہے۔ ② چنگھاڑ یعنی پہلی مرتبہ صور پھونکا جانا۔
③ (دوسرا ترجمہ) حجت بازی کرتے ہوں گے۔

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۵۴ اِنَّ اَصْحٰبَ
الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝۵۵ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ
مُتَّكِـُٔوْنَ ۝۵۶ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝۵۷ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝۵۸
وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝۵۹ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا
الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۶۰ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۶۱ وَلَقَدْ
اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۲ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ ۝۶۳ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۶۴

سو آج کے دن کسی بھی نفس پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا اور تم لوگ جو کام کرتے تھے تم کو صرف اسی
(کام) کا بدلہ دیا جائے گا ﴿۵۴﴾ یقیناً جنت والے آج ایک مشغلے میں لذت لے رہے ہوں گے ①
﴿۵۵﴾ وہ اور ان کی بیویاں (گھنے) سایوں میں تختوں پر تکیوں سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوں گے
﴿۵۶﴾ ان کے لیے اس (جنت) میں میوے ہوں گے اور جو چیز بھی وہ منگوائیں گے وہ سب ان کو
مل جائے گی ﴿۵۷﴾ رحمت والے رب کی طرف سے ان کو سلام کہا جائے گا ② ﴿۵۸﴾ اور اے
گنہگارو! آج تم (مومنوں سے) الگ ہوجاؤ ﴿۵۹﴾ اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تم کو تاکید سے
کہہ نہیں دیا تھا کہ تم لوگ شیطان کی عبادت مت کرو یقیناً وہ تو تمھارا کھلم کھلا دشمن ہے؟ ﴿۶۰﴾ اور یہ کہ تم
میری ہی عبادت کرتے رہو، یہی سیدھا راستہ ہے ﴿۶۱﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ اس (شیطان) نے تم
میں سے بہت ساری مخلوق کو گمراہ کر ڈالا تھا، کیا پھر بھی تم لوگ سمجھتے نہیں تھے؟ ﴿۶۲﴾ یہی جہنم ہے
جس کا تم سے (کفر کی وجہ سے) وعدہ کیا گیا تھا ③ ﴿۶۳﴾ آج تمھارے کفر کی وجہ سے تم سب اس
میں داخل ہوجاؤ ﴿۶۴﴾

① دنیا میں انسان اطاعت، عبادت، ضروریات میں مشغول ہوتا ہے، بیکاری دل کو گھبرانے والی چیز ہے؛ لیکن جنت میں
تفریحات کی مشغولی اتنی ہوگی کہ دل گھبرائے گا نہیں؛ بلکہ عمدہ لذت دار مشغولیات ہوں گی۔
② اللہ تعالیٰ فرمائیں گے السلام علیکم یا اہل الجنۃ!۔ ③ (دوسرا ترجمہ) جس سے تم کو ڈرایا گیا تھا۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا

يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾

وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾ ع

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾

آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور جو (گناہ) وہ کماتے تھے ان کے پاؤں اس کی گواہی دیں گے ﴿۶۵﴾ اور اگر ہم چاہیں تو (آج دنیا ہی میں) ان کی آنکھیں بالکل مٹا دیویں، پھر راستے (کی تلاش) میں وہ دوڑیں گے؛ لیکن ان کو کہاں سے دکھائی دے گا؟ ﴿۶۶﴾ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی اپنی ہی جگہ پر ہم صورتیں مسخ کر دیویں① پھر نہ وہ آگے چل سکیں اور نہ پیچھے لوٹ کے آسکیں ﴿۶۷﴾

اور جس کو ہم (لمبی) عمر دیتے ہیں تو اس کو تخلیق② میں الٹا کر دیتے ہیں، کیا پھر بھی وہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں؟ ﴿۶۸﴾ اور ہم نے اس (نبی) کو شاعری نہیں سکھائی اور وہ (شاعری) ان کے شایانِ شان بھی نہیں (ان کو جو سکھایا گیا ہے) وہ تو خالص نصیحت ہے اور قرآن ہے جو (احکام اور حقائق) کھول کھول کر بتلا دیوے ﴿۶۹﴾ تاکہ وہ (قرآن سنا کر کے) جو زندہ ہو③ اس کو ڈرا دیویں اور کافروں پر الزام (حجت) ثابت ہو جائے ﴿۷۰﴾ اور کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہمارے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ہم نے ان کے لیے چوپائے پیدا کر دیے اور وہ ان کے مالک بنے ہوئے ہیں④ ﴿۷۱﴾

---

① یعنی ان کی صورت بدل ڈالیں؛ یعنی اپاہج کی طرح کر ڈالیں۔

② تخلیق یعنی پیدائش، طبعی حالت۔ لمبی عمر سے ہر اعلیٰ عمدہ چیز میں کمی آتی ہے، جسمانی قوت میں کمی، اعضا کے فوائد میں کمی؛ البتہ قرآن وحدیث کی خدمت کی برکت سے عقل وفہم میں برکت ہوتی ہے۔

③ قلب میں ایمان کی برکت سے جو روحانی حیات ہوتی ہے وہ مراد ہے۔

④ دوسرا ترجمہ ”قابو میں کرتے ہیں“۔ انسان کا بڑے بھاری جانوروں کو قابو کرنا یہ بھی ایک نعمت ہے۔

وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿٧٨﴾

اور ان (چوپایوں) کو ہم نے ان کے قابو میں دے دیا ہے، سو ان میں سے بعض ان کی سواریاں ہیں اور ان میں سے بعض کو وہ کھاتے ہیں ﴿۷۲﴾ اور ان کے لیے ان (جانوروں) میں (دوسرے) فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں اور پینے کی چیزیں بھی (ان کو ملتی ہیں) کیا پھر بھی وہ لوگ شکر نہیں کرتے؟ ﴿۷۳﴾ اور ان کافروں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس امید پر دوسرے معبود بنا رکھے ہیں کہ (ان سے) ان کو مدد ملے ﴿۷۴﴾ ان (معبودوں) میں ان (کافروں) کی مدد کرنے کی طاقت ہی نہیں اور وہ (بت قیامت میں) ان (کافروں) کے لیے (مخالف) لشکر بن کر حاضر کر دیے جائیں گے ﴿۷۵﴾ اس لیے (اے نبی!) ان کی بات سے تم غمگین نہ ہو، جو چیز وہ لوگ چھپاتے ہیں اور جو چیز وہ لوگ ظاہر کرتے ہیں یقیناً ہم اس کو جانتے ہیں ﴿۷۶﴾ اور کیا انسان نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو (منی کے) ایک قطرے سے پیدا کیا①، پھر تب ہی وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا بن گیا② ﴿۷۷﴾ اور ہمارے بارے میں وہ عجیب بات بناتا ہے③ اور وہ اپنی پیدائش کو بھول گیا④ (اور) کہتا ہے کہ پرانی (کھوکھلی) ہو چکی ہڈی کو کون زندہ کرے گا؟⑤ (یہ سوال کرتے وقت وہ اپنی پیدائش کو بھول گیا) ﴿۷۸﴾

① دل کی بات بیان کر سکے اس قابل بنایا۔ ② اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرنے لگا۔
③ (دوسرا ترجمہ) ہمارے بارے میں وہ (عجیب) مثال بولتا ہے۔
④ کہ ہم نے اس کو ناپاک منی کے قطرے سے بنایا اور پھر کامل انسان بنایا۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) (کافر انسان) کہتا ہے کہ کون ہڈیوں کو زندہ کرے گا؛ حالاں کہ وہ تو پرانی (کھوکھلی) ہو چکی ہوگی۔

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۨ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ
مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ
اَرَادَ شَـيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ
وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

توتم (اس کو جواب میں) کہو کہ: وہ (اللہ تعالیٰ) جس نے اس کو پہلی بار پیدا کیا تھا وہی اس کو زندہ کریں گے، اور وہ پیدا کرنے کا ہر کام جانتے ہیں① ﴿۷۹﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جو تمھارے لیے ہرے درخت میں سے آگ پیدا کرتے ہیں②، پھر تم اس (درخت کی آگ) سے (دوسری) آگ سلگاتے ہو ﴿۸۰﴾ اور کیا جس (اللہ تعالیٰ) نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس بات کی قدرت نہیں رکھتے کہ وہ ان جیسے (دوسرے انسانوں) کو پیدا کردیں؟ کیوں نہیں؟ وہ تو بہت بڑے پیدا کرنے والے ہیں، بڑے جاننے والے ہیں ﴿۸۱﴾ اس (اللہ تعالیٰ) کا حکم (یعنی معمول) یہی ہے کہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو اس (چیز) کو کہتے ہیں کہ "ہوجا" تو (اسی وقت) وہ (چیز) ہو جاتی ہے ﴿۸۲﴾ وہ (اللہ تعالیٰ تو) پاک ہے جس کے قبضے میں ہر چیز کی حکومت ہے اور تم سب کو اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف لے جایا جائے گا۔ ﴿۸۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) وہ ہر قسم کا پیدا کرنا جانتے ہیں] (تیسرا) اور وہ (اللہ) ہر مخلوق کو خوب اچھے طریقے سے جانتے ہیں۔
② اگر ہم غور کریں تو ہر درخت کا آخری انجام آگ ہے؛ اس لیے کہ ہر درخت میں سے جو چیز بھی بنتی ہے وہ کبھی نہ کبھی جل کر یا جلا کر راکھ بنادی جاتی ہے، گویا آج کا ہرا بھرا درخت ایک نہ ایک روز آگ بن کے جلنے والا ہے۔
(عرب میں "مَرَخ" اور "عَفَار" نام کے درخت بھی ہوتے ہی۔ ہرے بھرے درخت کی لکڑیاں رگڑ رگڑ کر اس میں سے آگ نکلتی ہے)۔

سُورَةُ الصَّافَّات

(مكية)

سورۂ صافات

یہ سورت مکی ہے، اس میں ایک سو بیاسی (۱۸۲) آیتیں ہیں۔ سورۂ انعام کے بعد اور سورۂ لقمان سے پہلے چھپن (۵۶) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں اللہ کا حکم سننے کے انتظار میں یا عبادت کے لیے صفوں میں مل مل کر کھڑے رہنے والے فرشتوں کی قسم کھائی گئی ہے جیسے انسان جہاد کی صفوں میں اور نماز کی صفوں میں کھڑا رہتا ہے۔

نماز کے بعد اور مجلس کے بعد اس سورت کی آخری آیتیں: سبحان ربک رب العزة الخ پڑھنے کی فضیلت: الگ الگ تفسیر میں امام بغوی کے حوالے سے حضرت علیؓ کا یہ قول منقول ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ قیامت کے روز اسے بھرپور پیمانے سے اجر (بدلہ اور ثواب) ملے اسے چاہیے کہ وہ اپنی ہر مجلس کے اخیر میں یہ دعا پڑھے۔ (خاص خاص فضیلتوں والی مسنون دعائیں: ص: ۹۳)

اٰيَاتُهَا ١٨٢ | (٣٧) سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰتِ مَكِّيَّةٌ (٥٦) | رُكُوْعَاتُهَا ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿١﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿٢﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿٣﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ؕ﴿٤﴾ رَبُّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ؕ﴿٥﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ
الْكَوَاكِبِ ۙ﴿٦﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ﴿٧﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى
وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۖ﴿٨﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قسم ہے قطار میں کھڑے ہو کر صف باندھنے والوں (یعنی فرشتوں) کی ﴿١﴾ پھر ان کی جو روک ٹوک کرتے ہیں① ﴿٢﴾ پھر (اللہ تعالیٰ کے) ذکر کی تلاوت کرنے والوں کی② ﴿٣﴾ یقین رکھو کہ تمھارے معبود تو ایک ہی ہیں ﴿٤﴾ آسمانوں کے اور زمین کے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کے رب ہیں اور (جہاں سے سورج اور دوسرے ستارے نکلتے ہیں ان) مشرقوں کے رب ہیں③ ﴿٥﴾ یقیناً ہم نے نزدیک والے آسمان کو④ ستاروں کی رونق سے سجا دیا ﴿٦﴾ اور ہر شریر شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے ﴿٧﴾ اوپر کے جہاں کی وہ باتیں سن نہیں سکتے⑤ اور (جب کبھی قریب جا کر سننے کی کوشش کرتے ہیں تب) ہر طرف سے ان پر مار پڑتی ہے ﴿٨﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جو جھڑک کر کے ڈانٹنے والے ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) یاد کر کر کے پڑھنے والوں کی۔ (ملائکہ اللہ کا حکم سننے یا عبادت کے لیے صف میں کھڑے رہتے ہیں اور شیاطین کو عالم بالا تک آنے سے روکتے ہیں، حصولِ برکت کے لیے آسمانی کتابیں پڑھتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، اسی طرح غازی صفوں میں مقابلہ کے لیے تیار کھڑے رہ کر دشمنوں کو روک دیتا ہے اور ہر وقت احکامِ الٰہی کی تعمیل اور ذکر تلاوت میں رہتا ہے، اسی طرح پرندے بھی فضا میں پر پھیلاتے ہیں اور معلق ہوتے ہیں یہ بھی اللہ کی عجیب وغریب قدرت ہے۔

③ [١] اس سے ایک مراد یہ ہے کہ الگ الگ ستاروں کی نکلنے کی الگ الگ جگہیں [٢] سورج روزانہ الگ الگ جگہوں سے نکلتا ہے۔ ④ (دوسرا ترجمہ) دنیا سے نظر آنے والے آسمان کو۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) اوپر کی مجلس کی وہ باتیں سن نہیں سکتے (یعنی مار پڑنے کے ڈر سے دور ہی رہتے ہیں)۔

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ﴿٩﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿١٠﴾
فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿١١﴾ بَلْ
عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿١٢﴾ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿١٣﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿١٤﴾ وَقَالُوْٓا
اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿١٦﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا
الْاَوَّلُوْنَ ﴿١٧﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿١٩﴾

(اور شیطانوں کو) بھگا دیا جاتا ہے اور ان کے لیے (آخرت میں) ہمیشہ عذاب ہوگا ﴿۹﴾ البتہ جو کوئی (شیطان) کوئی خبر اچک کر کے بھاگتا ہے تو ایک چمکتا ہوا شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے ﴿۱۰﴾ اب ذرا تم ان (کافروں) کو پوچھو: کیا ان کو پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا ہماری پیدا کی ہوئی دوسری مخلوق کو؟① حقیقت میں ہم نے ہی ان (انسانوں) کو چپکتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے ﴿۱۱﴾ بلکہ (اے نبی!) تم تو (ان ایمان کا انکار کرنے والے کی باتوں پر) تعجب کرتے ہو اور وہ (تمھاری باتوں کا) مذاق اڑاتے ہیں ﴿۱۲﴾ اور جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو وہ نصیحت مانتے نہیں ہیں ﴿۱۳﴾ اور جب وہ لوگ کسی آیت (یعنی معجزہ) کو دیکھتے ہیں تو (اور زیادہ) مذاق اڑاتے ہیں ﴿۱۴﴾ اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو کھلم کھلا جادو ہی ہے ﴿۱۵﴾ کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہم مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم کو پھر سے زندہ کیا جائے گا؟ ﴿۱۶﴾ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادوں کو بھی (دوبارہ زندہ کیا جائے گا)؟ ﴿۱۷﴾ تو تم (ان کو) کہو: ہاں! اور (تمھاری حالت یہ ہوگی کہ) تم ذلیل بھی ہوں گے② ﴿۱۸﴾ یقیناً وہ تو ایک زوردار آواز ہوگی جس کے بعد وہ سب (زندہ ہو کر) اچانک دیکھنے لگیں گے③ ﴿۱۹﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) یا جتنی مخلوق ہم نے بنائی ہے ان کو۔ ②یعنی دوسری مرتبہ زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے تب۔
③(۱) دنیا کی طرح آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ دیکھنے کی طاقت عطا کریں گے (۲) قیامت کے دن کا منظر ایسا حیران کرنے والا ہوگا کہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں گے، جیسے دنیا میں کوئی خطرناک چیز پیش آتی ہے تو انسان حیران ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے، اس طرح وہاں بھی لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں گے۔

ع ٢١/٥ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ⑳ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ㉑
اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ㉒ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ
الربع اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ㉓ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ㉔ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ㉕ بَلْ هُمُ
الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ㉖ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ㉗ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ
كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ㉘ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ㉙ وَمَا كَانَ لَنَا
عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ㉚

اور وہ کہنے لگیں گے: ہائے افسوس! یہ حساب (یعنی بدلہ) کا دن ہے ﴿٢٠﴾ (ان کو کہا جائے گا) یہ تو فیصلے کا دن ہے جس کو تم (دنیا میں) جھٹلایا کرتے تھے ﴿٢١﴾ (فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ) تم ظالموں کو اور ان کی بیویوں کو① اور جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے ان سب کو جمع کر کے لے آؤ سو ان کو جہنم کا راستہ دکھاؤ② ﴿٢٢﴾ ﴿٢٣﴾ اور ان کو ذرا کھڑا رکھو؛ کیوں کہ ان سے پوچھا جائے گا③ ﴿٢٤﴾ (اے مجرمو!) تم کو کیا ہو گیا کہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ ﴿٢٥﴾ بلکہ وہ تو آج آپس میں ایک دوسرے کو پکڑواتے ہوں گے④ ﴿٢٦﴾ اور وہ ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے آپس میں سوال جواب کرنے لگیں گے ﴿٢٧﴾ وہ (ماتحت لوگ سرداروں سے) کہیں گے کہ: یقیناً تم لوگ ہم پر پوری طاقت کے ساتھ (گمراہ کرنے کے لیے چڑھ کر) آئے تھے⑤ ﴿٢٨﴾ تو وہ (سردار لوگ) کہیں گے: بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے ﴿٢٩﴾ اور ہمارا تمھارے اوپر کوئی زور ہی نہیں تھا؛ بلکہ تم ہی حد سے نکل جانے والے لوگ تھے ﴿٣٠﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ان کے ساتھیوں کو۔ یعنی ہم مشرب لوگوں کو۔
② (دوسرا ترجمہ) ان کو جہنم کے راستے کی طرف چلاؤ۔ ان کے باطل معبود بت اور شیطان سب کو مشرکوں کے ساتھ جمع کیا جائے گا، اس وقت بے بسی ظاہر ہوگی کہ کوئی بت کسی مشرک کی مدد نہیں کر سکے گا۔
③ جب پل صراط کے قریب فرشتے ان کو پہنچائیں گے تب ان کو روک کر سوال و جواب کیے جائیں گے۔
④ (دوسرا ترجمہ) بلکہ وہ آج کے دن سر جھکا کر کھڑے ہوں گے۔
⑤ بعض نے ''یمین'' کو قسم کے معنی میں لیا ہے؛ یعنی رسول کی تعلیم غلط ہے اس بات کی تم قسم کھا کر آتے تھے۔

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ إِنَّا لَذَآئِقُونَ ﴿٣١﴾ فَأَغْوَيْنَٰكُمْ إِنَّا كُنَّا غَٰوِينَ ﴿٣٢﴾ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ
فِي ٱلْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٣٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوٓا۟ إِذَا قِيلَ لَهُمْ
لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ ۙ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوٓا۟ ءَالِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍۭ ﴿٣٦﴾ بَلْ
جَآءَ بِٱلْحَقِّ وَصَدَّقَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا۟ ٱلْعَذَابِ ٱلْأَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ
إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ﴿٤١﴾

سو ہم سب پر ہمارے رب کی بات ثابت ہوگئی ہے کہ ہم سب کو (جہنم میں عذاب کا) مزہ چکھنا ہی ہے ﴿۳۱﴾ سو ہم نے تم کو گمراہ کیا تھا (جیسے) ہم خود بھی گمراہ تھے ﴿۳۲﴾ سو وہ سب کے سب (یعنی سردار اور عوام) اس دن عذاب میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں گے ﴿۳۳﴾ یقیناً ہم (ایسے) گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں ﴿۳۴﴾ یقیناً ان کی حالت ایسی تھی کہ جب ان کو کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو وہ لوگ تکبر کرتے تھے① ﴿۳۵﴾ اور وہ تو (یوں) کہتے تھے کہ: کیا ہم ایک دیوانے، شاعر (کے کہنے) کی وجہ سے ہمارے معبودوں کو چھوڑ دیویں؟ ﴿۳۶﴾ حالاں کہ وہ (نبی) تو سچا دین لے کر آئے ہیں اور (دوسرے) سب رسولوں کو سچا بتاتے ہیں ﴿۳۷﴾ یقیناً تم لوگ دردناک عذاب (کا مزہ) چکھ کر رہو گے ﴿۳۸﴾ اور تم جو کام کرتے تھے تم کو ان ہی کاموں کی سزا دی جائے گی ﴿۳۹﴾ مگر اللہ تعالیٰ کے جو خاص چنے ہوئے بندے ہیں② ﴿۴۰﴾ یہ وہ ہیں کہ ان کے لیے مقرر کی ہوئی روزی ہے③ ﴿۴۱﴾

① (دوسرا ترجمہ) اکڑ دکھاتے تھے۔ ② یعنی وہ عذاب سے بچے رہیں گے۔
③ (دوسرا ترجمہ) ان کے لیے ایسی روزی ہے جن کا حال (قرآن میں) معلوم (ہو چکا) ہے۔ ایسا رزق جس کی خصوصیت معلوم ہے، اور جنت کی روزی کی خصوصیت: (۱) لازوال ہے؛ یعنی کبھی فنا نہیں ہوگی (۲) وہ لذت دینے والی روزی ہے (۳) قرآن کی الگ الگ سورتوں کے اندر اس کی خصوصیت بیان کی گئی ہے (۴) صبح وشام روزی دینے کے وقت متعین اور جانے ہوئے ہیں، باقی جس کو جب چاہے جو چاہے وہ نعمت ملے گی (۵) رزق معلوم کا ایک مطلب ہے: یقینی اور دائمی روزی، جنت میں یقینا روزی ملے گی اور ہمیشہ روزی ملے گی، دنیا کی طرح بے یقینی نہیں ہوگی۔

فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۴﴾ یُطَافُ
عَلَیْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍۭ ﴿۴۵﴾ بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا
یُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ فَاَقْبَلَ
بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾

میوے ہیں① اور نعمتوں کے باغات میں ان کی پوری پوری عزت ہوگی ﴿۴۲﴾ ﴿۴۳﴾ (اونچے)
تختوں پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے② ﴿۴۴﴾ صاف سفید رنگ کی (بہتی)
شراب کے پیالے ان کے سامنے (خادم لوگ لے کر) گھومتے ہوں گے ﴿۴۵﴾ پینے والوں کے
لیے مزیدار ہوگی ﴿۴۶﴾ اس کی وجہ سے سر بھی نہیں چکرائے گا اور اس کو پی کر وہ عقل بھی نہیں
کھو بیٹھیں گے③ ﴿۴۷﴾ اور ان کے پاس نیچی④ نظروں والی بڑی آنکھوں والی (حوریں)
ہوں گی ﴿۴۸﴾ ایسا لگے گا کہ وہ (حوریں) چھپے ہوئے انڈے ہیں⑤ ﴿۴۹﴾ پھر وہ (جنتی لوگ)
ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے آپس میں سوال (یعنی بات چیت) کریں گے⑥ ﴿۵۰﴾

---

① جنت میں روزی لذت اور مزہ حاصل کرنے کے لیے ہوگی، بھوک کے مٹانے کے لیے نہیں ہوگی۔

② (۱) جنت میں محفل لگانے کے لیے ایسی کرسیوں کا نظام ہوگا یا وہ مجلس اتنی چوڑی ہوگی کہ کسی کی کسی طرف پیٹھ نہ ہو، وہ کیسی ہوگی وہ تو اللہ ہی جانتے ہیں (۲) اللہ تعالیٰ جنت والوں کو دیکھنے، سننے اور بولنے کی ایسی طاقت دیں گے کہ دور بیٹھے ہوئے ایسے آرام سے اور بے تکلف بات کریں گے جیسے نزدیک میں بیٹھے ہوں (اس طرح کا منظر مانڈوگڑھ (Mandu) میں دیکھا ہے تو جنت میں تو کیسا ہوگا! سبحان اللہ!)۔

③ درد سر، پیٹ کا درد، بدبو، گندگی، عقل کا بہک جانا، آفت ایسی کوئی چیز جنت کی شراب میں نہیں ہوگی۔

④ (۱) شرم حیا سے ان کی نظریں نیچی رہے گی (۲) جن کی نظر شوہر کے سوا کسی طرف نہ اٹھے ویسی (۳) اپنے حسن و جمال کی وجہ سے اپنے شوہر کی نظر نیچی کر دے گی کہ کسی دوسرے کی طرف اٹھنے ہی نہ دے گی۔

نوٹ: جنت کی عورتیں نیچی نظر والی، تو پھر دنیا کی عورتوں کے لیے بھی اسی وصف میں دنیا و آخرت کی جنت ہے۔

⑤ [۱] بعض مفسرین نے شترمرغ کے انڈے مراد لیے ہیں جو نہایت خوبصورت ہوتے ہیں ان کے ساتھ تشبیہ دینی ہے۔

[۲] ایسی سفیدی جس میں زردی بھی ہو؛ جیسے: دیسی مرغیوں کے انڈے میں ہوتا ہے، ایسا رنگ مراد ہے۔

[۳] انڈے کے چھلکے کے نیچے ایک جھلی ہوتی ہے جو نرم و نازک ہوتی ہے، نرمی اور نزاکت میں تشبیہ دینا ہے۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) آپس میں حالات پوچھیں گے۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ﴿۵۱﴾ یَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا
وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ
سَوَآءِ الْجَحِیْمِ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ﴿۵۶﴾ وَ لَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ
الْمُحْضَرِیْنَ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا
لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَیْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ
الزَّقُّوْمِ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِیْنَ﴿۶۳﴾

تو ان (جنت والوں) میں سے ایک کہنے والا (اپنی مجلس والوں سے) کہے گا کہ: میرا تو ایک (دنیا میں) ساتھی تھا ﴿۵۱﴾ وہ (مجھ کو تعجب سے یوں) کہا کرتا تھا کہ کیا تو بھی (آخرت کو) سچا ماننے والوں میں سے ہے؟ ﴿۵۲﴾ (اور وہ مجھے یوں بھی کہتا تھا کہ) کیا ہم لوگ جب مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تب کیا ہم کو (ہمارے کاموں کا دوبارہ زندہ کر کے) بدلہ دیا جائے گا؟ ﴿۵۳﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) فرمائیں گے: کیا تم (اس ساتھی کو) جھانک کر دیکھو گے؟ ﴿۵۴﴾ تو وہ (جنتی دوست) جھانک کر کے دیکھے گا تو وہ اس کو جہنم کے بیچوں بیچ پڑا دیکھے گا ﴿۵۵﴾ تو وہ (جنتی) کہے گا: اللہ تعالیٰ کی قسم! کہ تو تو مجھ کو بالکل ہلاک ہی کر ڈالتا ﴿۵۶﴾ اور اگر میرے رب کا میرے اوپر فضل نہ ہوتا تو میں بھی پکڑ کر (جہنم میں) لایا جاتا ﴿۵۷﴾ [1] کیا سوائے پہلی مرتبہ (دنیا میں) ہمارے مر چکنے کے اب ہم کو مرنا نہیں ہے؟ اور ہم کو عذاب نہیں ہوگا [2]؟ ﴿۵۸﴾، ﴿۵۹﴾ (جنتی نعمتیں جنت میں ملیں وہ) حقیقت میں یہی بہت بڑی کامیابی ہے ﴿۶۰﴾ اس جیسی کامیابی (حاصل کرنے) کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے ﴿۶۱﴾ کیا یہ مہمانی اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟ ﴿۶۲﴾ یقیناً ہم نے اس (درخت) کو ظالموں کے لیے ایک فتنہ [3] بنا دیا ہے ﴿۶۳﴾

---

① پھر وہ جنتی خوشی سے اپنے دوسرے مجلس کے ساتھی سے کہے گا۔
② اللہ تعالیٰ نے جو تمام تکلیفوں سے بچا لیا اور جنت ملی اس پر خوشی کے جوش میں یہ باتیں کہی جاویں۔
③ یعنی عذاب کا ذریعہ یا امتحان کا ذریعہ۔ (وہ یوں کہتے تھے کہ جہنم کی آگ میں درخت کیسے زندہ رہے گا؟)

اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ
لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِــُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ
اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ
يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾ ع
وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾
وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾

یقیناً وہ ایک ایسا درخت ہے جو جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے ﴿۶۴﴾ اس کا خوشہ ایسا ہے جیسے کہ شیطانوں کے سر ہوتے ہیں ﴿۶۵﴾ سو وہ (جہنمی لوگ) اس (زقوم) کو کھائیں گے اور اس سے (اپنے) پیٹوں کو بھریں گے ﴿۶۶﴾ یقیناً پھر ان لوگوں کو اس (زقوم) کے اوپر سے سخت کھولتا ہوا پانی (یعنی پیپ) ملا کر دیا جائے گا ﴿۶۷﴾ (ان سب تکلیف کے بعد عذاب ختم نہ ہوگا؛ بلکہ) پھر جہنم کی (آگ کی) طرف وہ لوگ ضرور لوٹیں گے[1] ﴿۶۸﴾ (سزا کی وجہ یہ ہوگی) کہ انھوں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہی کی حالت میں پایا ﴿۶۹﴾ پھر وہ انہی کے قدم کے نشان پر تیزی سے دوڑتے ہوئے چلے گئے ﴿۷۰﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ان سے پہلے اگلوں کے اکثر لوگ گمراہ ہو چکے ہیں ﴿۷۱﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم ان میں ڈرانے والے بھیجتے ہی رہے ﴿۷۲﴾ سو تم دیکھو کہ ڈرائے گئے لوگوں کا انجام کیسا ہوا؟ ﴿۷۳﴾ مگر اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے (وہ عذاب سے محفوظ رہے) ﴿۷۴﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ نوح (علیہ السلام) نے ہم کو پکارا تو ہم (ان کی پکار کا) بہت ہی اچھا جواب دینے والے تھے ﴿۷۵﴾ اور ہم نے اس (نوح) کو اور اس کے اہل کو بڑی گھبراہٹ سے بچا لیا ﴿۷۶﴾ اور ہم نے اس (نوح) کی اولاد (یعنی نسل) کو ہی باقی رکھا[2] ﴿۷۷﴾

---

(۱) یعنی ان کا آخری ٹھکانا جہنم ہی ہوگا، اس سے چھوٹ نہ پاویں گے۔

(۲) حضرت نوح (علیہ السلام) کے تین بیٹے سام، حام، یافث سے پوری دنیا کی انسانیت چلی۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٧٨﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٩﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٨٢﴾ وَاِنَّ مِنْ
شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿٨٣﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٤﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا
تَعْبُدُوْنَ ﴿٨٥﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَنَظَرَ
نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿٨٨﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿٩٠﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ
فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿٩٢﴾

اور (نوح علیہ السلام کے) بعد میں آنے والے لوگوں میں ہم نے اس کے لیے یہ بات باقی رہنے دی کہ ﴿۷۸﴾ (وہ ایسا کہتے رہیں) نوح (علیہ السلام) پر تمام عالموں میں سلام ہو ﴿۷۹﴾ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ﴿۸۰﴾ یقیناً وہ (نوح علیہ السلام) ہمارے ایمان لانے والے بندوں میں سے تھے ﴿۸۱﴾ پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا ﴿۸۲﴾ اور یقیناً اس (نوح) کے طریقوں پر چلنے والوں میں ابراہیم (علیہ السلام) بھی تھے ﴿۸۳﴾ جب کہ وہ (ابراہیم علیہ السلام) اپنے رب کے پاس صاف ستھرا دل لے کر آئے ﴿۸۴﴾ جب کہ اس (ابراہیم) نے اپنے ابا اور اپنی قوم سے کہا: تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ ﴿۸۵﴾ کیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جھوٹے بنائے ہوئے معبودوں کو تم لوگ چاہتے ہو ﴿۸۶﴾ سو تمام عالموں کے رب کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟ ﴿۸۷﴾ سو اس (ابراہیم علیہ السلام) نے ستاروں کی طرف ایک نظر ڈال کر دیکھا ﴿۸۸﴾ سو اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا: میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے[1] ﴿۸۹﴾ پھر قوم کے لوگ پیٹھ پھرا کر اس (ابراہیم علیہ السلام) کے پاس سے چلے گئے[2] ﴿۹۰﴾ پھر وہ (ابراہیم) ان کے (بنائے ہوئے) بتوں (کے مندر) میں چپکے سے چلے گئے، سو اس (ابراہیم) نے بتوں سے کہا: تم (یہ چڑھاوے) کھاتے کیوں نہیں ہو؟ ﴿۹۱﴾ تم کو کیا ہو گیا، بولتے (کیوں) نہیں؟ ﴿۹۲﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) میں بیمار ہونے والا ہوں۔

② یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عذر سن کر ان کو چھوڑ کر کے قوم کے لوگ میلے میں چلے گئے۔

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا
بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ
مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى
فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ

پھر پوری طاقت سے مارتے ہوئے ان (بتوں) پر ٹوٹ پڑے① ﴿۹۳﴾ پھر وہ (ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے) لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے② آئے ﴿۹۴﴾ اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا: جن کو تم خود تراشتے ہو، کیا تم انہی کی عبادت کرتے ہو؟ ﴿۹۵﴾ حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو (بھی) اور جو کچھ تم بناتے ہو اس کو (بھی) پیدا کیا ﴿۹۶﴾ (قوم کے) لوگوں نے کہا کہ: اس (ابراہیم) کے لیے ایک عمارت بناؤ اور اس (ابراہیم) کو آگ کے ڈھیر میں پھینک دو ﴿۹۷﴾ پھر انھوں نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کے خلاف ایک برا منصوبہ بنانے کا ارادہ کیا؛ لیکن ہم نے ان کو نیچا کر کے دکھا دیا ﴿۹۸﴾ اور ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: میں تو اپنے رب کی طرف ہجرت کر کے جا رہا ہوں، وہی مجھ کو (دوسری اچھی جگہ جانے کا) ضرور راستہ بتلائیں گے ﴿۹۹﴾ اے میرے رب! مجھ کو کوئی نیک بیٹا عطا کیجیے③ ﴿۱۰۰﴾ پس ہم نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کو ایک تحمل کرنے والے بیٹے کی خوش خبری دی④ ﴿۱۰۱﴾ پھر وہ لڑکا جب اس (ابراہیم علیہ السلام) کے ساتھ چلنے پھرنے کے لائق ہوگیا⑤ تو (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا: اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں تو سوچ لو تمھاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا کہ: اے میرے ابا! آپ کو جو حکم دیا جا رہا ہے اس کو کر ڈالیے،

① (دوسرا ترجمہ) پھر ان پر پوری قوت کے ساتھ جا پڑے اور مارنے لگے۔ آیت میں ’’یمین‘‘ کا لفظ ہے، بعض حضرات نے اس کا ترجمہ داہنے ہاتھ سے بتوں کو مارنے سے کیا ہے۔ ہر نیک عمل داہنے ہاتھ سے کرنے کی طرف اشارہ نکل سکتا ہے۔
② گھبراتے ہوئے غصہ میں۔ ③ یہ دعا عراق سے ملک شام پہنچ جانے کے بعد مانگی ہے۔
④ حلیم کا ایک معنی ہے باوقار، جو آدمی غضب کی وجہ سے جوش میں نہ آوے؛ بلکہ طبیعت اور نفس کو قابو میں رکھے۔ اس سے حضرت اسماعیل علیہ السلام مراد ہے۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) کام میں مدد کرنے کے لائق ہوگیا۔

سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ
يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا
الْمُبِيْنُ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ﴿۱۰۹﴾
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ
الصّٰلِحِيْنَ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ﴿۱۱۳﴾ ع

ان شاءاللہ! آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے ﴿۱۰۲﴾ سوجس وقت (اللہ تعالیٰ کا) حکم پورا کرنے کے لیے وہ دونوں (باپ اور بیٹے) تیار ہو گئے اور اس (ابراہیم علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو (ذبح کرنے کے لیے) پیشانی کے بل پچھاڑ دیا① ﴿۱۰۳﴾ اور ہم نے اس کو آواز لگائی کہ: اے ابراہیم! (شاباش) ﴿۱۰۴﴾ تم نے تو خواب پوری طرح سچا کر کے دکھا دیا، یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں② ﴿۱۰۵﴾ یقیناً وہ تو ایک کھلا ہوا امتحان تھا ﴿۱۰۶﴾ اور ہم نے ایک بڑا جانور③ ذبح کرنے کے واسطے دے کر اس (بچے) کو بچا لیا ﴿۱۰۷﴾ اور (اس ابراہیم علیہ السلام کے) بعد میں آنے والے لوگوں میں ہم نے اس کے لیے یہ بات باقی رہنے دی ﴿۱۰۸﴾ کہ (وہ ایسا کہتے رہیں کہ) ابراہیم پر سلام ہو ﴿۱۰۹﴾ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ﴿۱۱۰﴾ یقیناً وہ (ابراہیم علیہ السلام) ہمارے ایمان لانے والے بندوں میں سے تھے ﴿۱۱۱﴾ اور ہم نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحاق (جیسے بیٹے) کی خوش خبری دی، جو نیک لوگوں میں سے نبی ہوں گے ﴿۱۱۲﴾ اور ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) پر اور اسحاق (علیہ السلام) پر برکت اتاری اور ان دونوں کی اولاد میں سے کچھ لوگ تو نیک عمل کرنے والے تھے اور کچھ لوگ (گناہ کر کے) اپنی جان پر کھلا ظلم کرنے والے تھے ﴿۱۱۳﴾

① پیشانی کا ایک کنارہ زمین سے چھونے لگا۔ (دوسرا ترجمہ) کروٹ پر لٹا دیا۔ ② علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں یہ نہیں دیکھا تھا کہ "أني ذبحتك" کہ میں نے اسماعیل کو ذبح کر دیا؛ بلکہ یہ دیکھا تھا کہ "أني أذبحک" کہ میں ذبح کر رہا ہوں یعنی ذبح کا جو فعل ہے "گردن پر چھری چلانا" وہ کر رہا ہوں، سو بیداری میں اتنا کرنے سے جتنا خواب میں دیکھا تھا حکم پورا ہو گیا اور آپ سچے ثابت ہو گئے۔ ③ عظیم کہنے کی وجہ: (۱) اس جانور کی دو مرتبہ قربانی کی گئی: پہلی مرتبہ ہابیل نے کی تھی اور دوسری مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی (۲) وہ جنت سے اتارا گیا تھا۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّیْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۱۵﴾
وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِیْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَیْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِیْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَیْنٰهُمَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِمَا فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ
الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ
الْخٰلِقِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) پر (بھی) احسان کیا ﴿۱۱۴﴾
اور ہم نے ان دونوں (موسیٰ اور ہارون علیہما السلام) کو اور ان دونوں کی قوم (بنی اسرائیل) کو بڑی
مصیبت (یعنی گھبراہٹ) سے بچالیا① ﴿۱۱۵﴾ اور ہم نے ان کی مدد کی، جس کے نتیجے میں وہی لوگ
غالب آگئے ﴿۱۱۶﴾ اور ہم نے ان دونوں کو ایسی کتاب دی جو بالکل ظاہر تھی ﴿۱۱۷﴾ اور ہم نے ان
دونوں کو سیدھا راستہ سمجھا دیا② ﴿۱۱۸﴾ اور (موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کے) بعد میں آنے والے لوگوں
میں ہم نے ان دونوں کے لیے یہ بات باقی رہنے دی ﴿۱۱۹﴾ (کہ وہ ایسا کہتے رہیں) کہ: موسیٰ اور
ہارون پر سلام ہو ﴿۱۲۰﴾ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ﴿۱۲۱﴾ یقیناً وہ
دونوں (موسیٰ اور ہارون علیہ السلام) ہمارے (کامل) ایمان لانے والے بندوں میں سے تھے ﴿۱۲۲﴾
اور یقیناً الیاس (علیہ السلام) بھی رسولوں میں سے تھے ﴿۱۲۳﴾ جب اس نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم
لوگ (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے نہیں ہو؟ ﴿۱۲۴﴾ کیا تم بعل (دیوتا) کو پکارتے ہو اور سب سے اچھے
بنانے والے (اللہ تعالیٰ) کو تم لوگ چھوڑ دیتے ہو؟ ﴿۱۲۵﴾ اللہ تعالیٰ تو تمھارے رب ہیں اور
تمھارے اگلے باپ دادوں کے (بھی) رب ہیں ﴿۱۲۶﴾ سو ان لوگوں نے اس (الیاس علیہ السلام) کو
جھٹلا دیا، سو یقیناً وہ سب (قیامت میں) پکڑ کے حاضر کر دیے جائیں گے ﴿۱۲۷﴾

① فرعون کی طرف سے زیادتیاں۔ ② (دوسرا ترجمہ) سیدھے راستے پر قائم رکھا۔

إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰىٓ إِلْ يَاسِينَ ﴿۱۳۰﴾ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۱﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۲﴾ وَإِنَّ لُوطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۳﴾ إِذْ نَجَّيْنٰهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿۱۳۴﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغٰبِرِينَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿۱۳۶﴾ وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِينَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۱۳۸﴾ ع ۴۵ ۸

مگر اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے (وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے) ﴿۱۲۸﴾ اور (الیاس علیہ السلام کے) بعد میں آنے والے لوگوں میں ہم نے اس کے لیے یہ بات باقی رہنے دی ﴿۱۲۹﴾ (کہ وہ ایسا کہتے رہیں) کہ: الیاسین پر سلام ہو① ﴿۱۳۰﴾ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ﴿۱۳۱﴾ یقیناً وہ (الیاس علیہ السلام) ہمارے (کامل) ایمان لانے والے بندوں میں سے تھے ﴿۱۳۲﴾ اور یقیناً لوط (علیہ السلام) بھی رسولوں میں سے تھے ﴿۱۳۳﴾ (وہ واقعہ یاد کرو) جب ہم نے اس (لوط علیہ السلام) کو اور اس کے سب گھر والوں کو (عذاب سے) بچا لیا ﴿۱۳۴﴾ مگر ایک بڑھیا② جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی ﴿۱۳۵﴾ پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا ﴿۱۳۶﴾ اور یقیناً (اے مکہ والو!) تم اس (لوط علیہ السلام کی ہلاک کی ہوئی بستیوں سے کبھی تو) صبح کے وقت ان پر گزرتے ہو ﴿۱۳۷﴾ اور (کبھی تو) رات کے وقت (گزرا کرتے ہو)③، پھر بھی کیا تم سمجھتے نہیں ہو④ ﴿۱۳۸﴾

①: [۱] الیاسین سے مراد خود حضرت الیاس علیہ السلام ہے اور سابقہ آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ عربوں کی عادت ہے کہ جب عجمی نام عربوں میں آتے ہیں تو ''یا'' اور ''نون'' بڑھا دیتے ہیں تو الیاس عجمی نام ہے یا اور نون بڑھ گیا تو الیاسین ہو گیا جیسے سینا سے سینین ہو گیا۔

[۲] ان کے ابا کا نام یاسین ہے اور ایک قرأت میں آل یاسین آیا ہے؛ اس لیے معنیٰ ہو گا کہ یاسین کی اولاد، اس لیے مراد حضرت الیاس علیہ السلام ہی ہوئے۔

[۳] الیاسین سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام کو ماننے والے لوگ۔

② یعنی ان کی بیوی۔

③ مکہ سے جو قافلے تجارت کے لیے ملک شام جاتے تھے ان کے چلنے کی ترتیب ایسی ہوتی کہ جاتے وقت عام طور پر صبح کے وقت قوم لوط کے کھنڈرات سے گزرتے اور واپسی میں عام طور پر رات کے وقت وہاں سے گزرتے۔

④ کہ کفر کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا ہے۔

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾

اور یقیناً یونس (علیہ السلام) بھی رسولوں میں سے تھے ﴿۱۳۹﴾ جب وہ (اپنی قوم سے) بھاگ کر① (مسافروں سے) بھری ہوئی کشتی میں پہنچ گئے ﴿۱۴۰﴾ پھر وہ (یونس علیہ السلام کشتی والوں کے ساتھ) قرعہ ڈالنے میں شریک ہوئے تو (ہر مرتبہ قرعہ میں) یونس ہار گئے② ﴿۱۴۱﴾ سو مچھلی نے ان (یونس علیہ السلام) کو نگل لیا اور وہ (یونس علیہ السلام اجتہادی غلطی کی وجہ سے) اپنے اوپر ملامت کر رہے تھے ﴿۱۴۲﴾ سو وہ (یونس علیہ السلام) اگر اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہ کرتے ﴿۱۴۳﴾ تو (مردوں کو) دوسری مرتبہ زندہ کیے جانے کے دن تک اسی (مچھلی) کے پیٹ میں رہتے③ ﴿۱۴۴﴾ سو ہم نے ان (یونس علیہ السلام) کو کھلے میدان میں ڈال دیا اور وہ تو بالکل بیمار (یعنی ایسے کمزور کہ بدن پر بال بھی نہ) تھے ﴿۱۴۵﴾ اور ہم نے اس پر بیل والا درخت اگا دیا④ ﴿۱۴۶﴾ اور ہم نے ان (یونس علیہ السلام) کو ایک لاکھ بلکہ (ایک) لاکھ سے بھی زیادہ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا⑤ ﴿۱۴۷﴾

---

① حضرت یونس علیہ السلام وحی کے انتظار کے بغیر روانہ ہوئے اسی کو بھاگنے سے تعبیر کیا؛ اس لیے کہ نبی کو ہجرت کے لیے بھی اللہ کی طرف سے ہجرت کے حکم کی ضرورت پڑتی ہے۔

② تو یونس ہی خطاوار نکلے۔ ③ یعنی مچھلی کی خوراک بن جاتے۔

④ بیلیوں کا تنہ نہیں ہوتا؛ لیکن یہاں اللہ کی قدرت سے کدو کی بیلی درخت کی شکل میں تنے والی اگ گئی اور بعض مفسرین لکھتے ہے کہ کدو کی بیل کسی درخت پر چڑھ کے ٹھنڈا سایہ کر رہی تھی۔

⑤ (۱) عاقل بالغ لاکھ اور بچوں کو بھی شمار کر لیوے تو زیادہ (۲) کسر کے بغیر ایک لاکھ، کسر کے ساتھ لاکھ سے زیادہ (۳) یا یہ کلام عام آدمی کی بول چال پر تنزل سے ہے کہ عام آدمی وہاں کے باشندوں کو دیکھے تو کہے: ایک لاکھ ہے یا اس سے زیادہ ہے۔

فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿١٤٨﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿١٤٩﴾ اَمْ
خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿١٥٠﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿١٥١﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ
وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٥٢﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿١٥٣﴾ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿١٥٤﴾
اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٥٥﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥٦﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٥٧﴾
وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿١٥٨﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٥٩﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٦٠﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿١٦١﴾ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ
بِفٰتِنِيْنَ ﴿١٦٢﴾

سو وہ سب ایمان لے آئے، اسی لیے ایک زمانے تک ہم نے ان کو (زندگی سے) فائدہ اٹھانے کا موقع دیا ﴿١٤٨﴾ سو (اے نبی!) تم ان (مکہ کے مشرکین) سے پوچھو کہ: کیا تمھارے رب کے یہاں بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے ہیں؟ ﴿١٤٩﴾ یا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا اور (ان کے بننے کے وقت) وہ دیکھ رہے تھے؟ ﴿١٥٠﴾ (نعوذ باللہ) سن لو! وہ اپنی من گھڑت بات کی وجہ سے کہتے ہیں ﴿١٥١﴾ کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ہے اور یقیناً وہ (مشرک) لوگ بالکل جھوٹے ہیں ﴿١٥٢﴾ کیا اس (اللہ تعالیٰ) نے بیٹوں کے بجائے بیٹیاں پسند کی؟ ﴿١٥٣﴾ تم کو کیا ہوگیا؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟ ﴿١٥٤﴾ بھلا کیا تم (اتنا بھی) دھیان نہیں دیتے؟ ﴿١٥٥﴾ یا تمھارے پاس کوئی کھلی ہوئی سند (دلیل) ہے؟ ﴿١٥٦﴾ سو اگر تم سچے ہو تو اپنی کتاب لا کر دکھاؤ ﴿١٥٧﴾ اور ان کافروں نے اس (اللہ تعالیٰ) اور جنوں کے درمیان نسبی رشتے داری بنا رکھی ہے اور پکی بات یہ ہے کہ (کافر) جنوں کو یہ بات معلوم ہے کہ وہ لوگ (مجرم بن کر) پکڑ کے حاضر کر دیے جائیں گے ﴿١٥٨﴾ جو باتیں یہ لوگ (اللہ تعالیٰ کے بارے میں) بتلاتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ (کی ذات) پاک ہے ﴿١٥٩﴾ مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے (وہ پکڑ سے محفوظ رہیں گے) ﴿١٦٠﴾ اس لیے کہ تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو (وہ سب مل کر) ﴿١٦١﴾ (کسی کو) اس (اللہ تعالیٰ) کے بارے میں گمراہ نہیں کر سکتے① ﴿١٦٢﴾

① (دوسرا ترجمہ) کسی کو اللہ تعالیٰ (کی عبادت) سے پھیر نہیں سکتے (تیسرا) کسی کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے بہکا کر نہیں لے سکتے۔

اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾
وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾
لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا
لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾

مگر وہ شخص جو (اللہ تعالیٰ کے علم میں) جہنم میں جلنے ہی والا ہے ﴿۱۶۳﴾ اور (فرشتے تو یہ کہتے ہیں کہ) ہم میں سے ہر ایک کا ایک ٹھکانہ (یعنی مقام) مقرر ہے① ﴿۱۶۴﴾ اور ہم تو (اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اور اللہ تعالیٰ کا حکم سننے کے لیے) صف میں کھڑے رہتے ہیں② ﴿۱۶۵﴾ اور ہم لوگ تو تسبیح ہی کرتے رہتے ہیں ﴿۱۶۶﴾ اور وہ (کافر) لوگ (پہلے تو ایسا) کہتے تھے: اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں جیسی نصیحت (کی کتاب) ہوتی③ تو (نصیحت حاصل کر کے) ہم بھی ضرور اللہ کے خاص بندے ہوجاتے ﴿۱۶۷﴾ ﴿۱۶۸﴾ ﴿۱۶۹﴾ سو ان لوگوں نے تو اس (قرآن یا نبی) کا انکار کیا تو تھوڑے ہی دنوں میں (اس کا انجام) معلوم ہوجائے گا ﴿۱۷۰﴾ اور پکی بات ہے کہ ہمارے پیغمبر بندوں کے بارے میں ہماری پہلے سے یہ بات طے ہوچکی ہے ﴿۱۷۱﴾ کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی ﴿۱۷۲﴾ اور یقیناً ہمارا لشکر ہی④ غالب ہو کر رہنے والا ہے ﴿۱۷۳﴾

---

① ہر ایک اپنے مقرر مقام پر احکامِ الٰہی کی بجا آوری میں مشغول ہے، اپنی رائے سے کچھ نہیں کرتے۔

② وما منا - إلى قوله - لنحن المسبحون: ان تین آیتوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فرشتوں کی طرف سے یہ بات نقل کی گئی ہے: (۱) ہر فرشتے کے لیے ایک حد ہے، کوئی فرشتہ اس سے آگے نہیں بڑھتا۔

(۲) فرشتوں کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے بڑھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۳) فرشتے صف میں ہیں، کوئی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں، کوئی اللہ تعالیٰ کا حکم سننے کے لیے اور بہت سارے فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں لگے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ: پہلے لوگ صف میں منتشر ہو کر نماز پڑھتے تھے، اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے صف بنانے کا حکم دیا۔

③ (دوسرا ترجمہ) اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں کے کچھ حالات آئے ہوتے۔

④ وہ ایمان والے جو پوری زندگی نفس اور شیطان سے مقابلہ کرے، اعدائے دین سے مقابلہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کا لشکر ہے۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾
فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّاَبْصِرْ
فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٩﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٢﴾ ع ٣

سو(اے نبی!) تم ایک وقت تک ان (کافر لوگوں) سے بے پرواہ ہوجاؤ① ﴿١٧٤﴾ اور ان (کافروں) کو دیکھتے رہو، سو آگے وہ خود بھی (اپنا انجام) دیکھ لیں گے ﴿١٧٥﴾ کیا بھلا! ہمارے عذاب کے بارے میں وہ لوگ جلدی مچا رہے ہیں؟ ﴿١٧٦﴾ پھر جب وہ (عذاب) ان کے آنگن میں اتر آئے گا② تو جن کو (پہلے سے) ڈرایا گیا تھا ان کی صبح بہت بری ہوگی ﴿١٧٧﴾ اور (اے نبی!) تم ایک وقت تک ان کافروں سے دھیان ہٹالو ﴿١٧٨﴾ اور (اے نبی! ان کافروں کو) دیکھتے رہو، آگے وہ خود بھی (اپنا انجام) دیکھ لیں گے③ ﴿١٧٩﴾ تمھارے رب جو عزت والے ہیں پاک ہیں ان سب باتوں سے جو یہ لوگ بناتے ہیں④ ﴿١٨٠﴾ اور رسولوں پر سلامتی اترے ﴿١٨١﴾ اور تمام تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے جو تمام عالموں کے رب ہیں ﴿١٨٢﴾

---

① یعنی ان کی مخالفت اور ایذا رسانی کا خیال نہ کرو (دوسرا ترجمہ) دھیان ہٹالو۔
② سامنے آجانا مراد ہے۔
③ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے کہ دنیا میں نبی کو فتح دیں گے، آخرت میں نبی کو ثواب دیں گے، اور دشمنوں کو اللہ تعالیٰ عذاب میں پکڑیں گے، وہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضرور پورا ہو کر کے رہے گا۔
④ غلبہ، عزت، قوت، عظمت: اس کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف بتا رہی ہے کہ عزت اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے، اور نبی اور کامل ایمان والے ان کو بھی واقعی عزت حاصل ہے۔

آخری تین آیتوں میں پوری سورت کے تمام اصولی مضامین کا خلاصہ ہے:
(١) اللہ تعالیٰ کی ذات ہر ایک عیب اور کمیوں سے پاک ہے۔
(٢) تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ میں جمع ہیں۔
(٣) نبیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام آتا ہے جو نبیوں کی عظمت کی دلیل ہے۔

سُورَةُ صٓ

(مكية)

سورۂ ص

یہ سورت مکی ہے، اس میں اٹھاسی (۸۸) یا (۸۶) آیتیں ہیں۔ سورۂ قمر کے بعد اور سورۂ اعراف سے پہلے اڑتیس (۳۸) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت کے شروع میں حروفِ مقطعات میں سے ''ص'' آیا ہے۔

اس سورت کا ایک دوسرا نام ''سورۂ داوٗد'' بھی ہے، اس میں حضرت داوٗد ﷺ کا تذکرہ ہے۔

اٰیَاتُھَا ٨٨ (٣٨) سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ (٣٨) رُكُوْعَاتُھَا ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ۝١ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝٢ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ
قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝٣ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ
مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝٤ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا
لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝٥ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا
لَشَیْءٌ يُّرَادُ ۝٦ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝٧

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

ص، نصیحت سے بھرے ہوئے قرآن کی قسم!① ﴿١﴾ بلکہ یہ کافر لوگ تو گھمنڈ میں اور (حق کی) مخالفت (کرنے) میں (پڑے ہوئے) ہیں ﴿٢﴾ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر ڈالا تو وہ لوگ (ہلاک ہوتے وقت) چیختے (یعنی پکارتے) رہے جب کہ (عذاب آگیا تب) چھٹکارے کا وقت رہا ہی نہیں ﴿٣﴾ اور ان (مکہ کے قریشی) لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس ایک ڈرانے والا انہی میں سے آگیا اور کافر لوگ کہنے لگے کہ: یہ تو بڑا جھوٹا جادوگر ہے ﴿٤﴾ کیا اس نے سارے معبودوں کے بجائے ایک ہی معبود کر ڈالا②؟ یقیناً یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے ﴿٥﴾ اور ان (قریش) کے سردار (ایسا کہہ کر مجلس سے اٹھ کر) چل دیے کہ چلو! اور تم اپنے معبودوں (کی عبادت) پر جمے رہو، یقیناً یہ تو ایک ایسی بات ہے کہ اس کے پیچھے کچھ دوسرا ہی ارادہ ہے③ ﴿٦﴾ یہ (ایک معبود والی) بات پچھلے مذہب میں ہم نے (کبھی) نہیں سنی، یہ تو من گھڑت بات ہے ﴿٧﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) سمجھانے والے قرآن کی قسم۔
②یعنی ایک کے سوا سارے معبودوں کی عبادت کی نفی کر ڈالی۔
③(دوسرا ترجمہ) اس میں ضرور کوئی دوسری ہی غرض ہے۔

ءَ اُنۡزِلَ عَلَیۡهِ الذِّکۡرُ مِنۡۢ بَیۡنِنَا ؕ بَلۡ هُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّنۡ ذِکۡرِیۡ ۚ بَلۡ لَّمَّا یَذُوۡقُوۡا عَذَابِ ﴿۸﴾ اَمۡ عِنۡدَهُمۡ خَزَآئِنُ رَحۡمَةِ رَبِّکَ الۡعَزِیۡزِ الۡوَهَّابِ ﴿۹﴾ اَمۡ لَهُمۡ مُّلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَهُمَا ۟ فَلۡیَرۡتَقُوۡا فِی الۡاَسۡبَابِ ﴿۱۰﴾ جُنۡدٌ مَّا هُنَالِکَ مَهۡزُوۡمٌ مِّنَ الۡاَحۡزَابِ ﴿۱۱﴾ کَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّ عَادٌ وَّ فِرۡعَوۡنُ ذُو الۡاَوۡتَادِ ﴿۱۲﴾

یا ہم سب کو چھوڑ کر (یہ) نصیحت کی بات اسی (شخص) پر اتاری گئی؛ بلکہ وہ (کافر) لوگ تو میری نصیحت (قرآن) کے بارے میں شک (یعنی انکار) میں (پڑے ہوئے) ہیں؛ بلکہ بات ایسی ہے کہ انھوں نے ابھی میرے عذاب کا مزہ چکھا ہی نہیں ہے ﴿۸﴾ کیا تمھارے رب جو بڑے زبردست ہیں، بہت بخشنے والے ہیں اس کی رحمت کے تمام خزانے ان کے پاس ہیں؟① ﴿۹﴾ کیا ان لوگوں کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کی حکومت ہے؟ (اگر ایسی ہی کوئی بات ہے) تو رسیاں باندھ کر ان کو (آسمان پر) چڑھ جانا چاہیے② ﴿۱۰﴾ (ان کی حقیقت یہ ہے کہ نبیوں کی مخالف) جماعتوں میں سے (مکہ والوں کا) بھی ایک لشکر ہے جو یہاں پر ہی ہرا دیا جائے گا ﴿۱۱﴾ ان (مکہ والوں) سے پہلے نوح (علیہ السلام) کی قوم نے اور (قومِ) عاد نے اور میخوں والے فرعون نے (نبیوں کو) جھٹلایا تھا③ ﴿۱۲﴾

---

① ان خزانوں میں نبوت بھی ہے، کیا (بالفرض) نبوت کی تقسیم ان کے حوالے ہوگئی تو وہ کہہ سکیں کہ ہم نے کسی بشر کو نبوت نہیں دی، جب کہ ان کو نبوت کی تقسیم کا حق نہ ملا تو وہ ایسا کہہ بھی نہیں سکتے۔

② (دوسرا ترجمہ) سیڑھی لگا کے ان کو آسمان پر چڑھ جانا چاہیے۔

③ آیت میں فرعون کو میخوں والا کہا گیا ہے، اس کا مطلب:

[۱] جب کسی کو سزا دینا ہوتا تھا تو فرعون اس کو چت لٹا کر اس کے چاروں ہاتھ پاؤں میں میخیں (کیلے) گاڑ دیتا تھا، اپنی بیوی حضرت آسیہ جب ایمان لائی تو ان کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ظلم کیا تھا۔

[۲] رسی اور میخوں سے کوئی کھیل کھیلنے کا ان کے یہاں عام رواج تھا۔

[۳] بڑی مضبوط عمارتیں بھی مراد لی گئی ہیں۔ "ذوالاوتاد" کا دوسرا ترجمہ ہے: فرعون کی حکومت کے کھونٹیں گڑھ گئے تھے، یعنی اس کی حکومت بہت مضبوط ہوگئی تھی۔

وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الْاَحْزَابُ ﴿١٣﴾ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ
فَحَقَّ عِقَابِ ﴿١٤﴾ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿١٥﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَا ع ۱۰
عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿١٦﴾ اِصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا
الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿١٧﴾

اور (قومِ) ثمود نے اور لوط (علیہ السلام) کی قوم نے اور ایکہ (یعنی گھنے جنگل) والوں نے (نبیوں کو جھٹلایا تھا)① وہ تو (بڑے مخالف) لشکر تھے ﴿۱۳﴾ یہ جتنے بھی تھے ان سب نے ہی رسولوں کو جھٹلایا تو میرا عذاب (ان پر) اترا ﴿۱۴﴾

اور یہ (مکہ کے لوگ) بس ایک بھیانک آواز کا انتظار کر رہے ہیں جو (ایک مرتبہ شروع ہو جانے کے بعد) بیچ میں ذرہ بھی رکے گی نہیں② ﴿۱۵﴾ اور وہ (کافر) لوگ (مذاق کے طور پر) کہنے لگے: اے ہمارے رب! ہمارا (عذاب کا) حصہ حساب کے دن (آنے) سے پہلے ہی ہم کو دے ﴿۱۶﴾ (اے نبی!) وہ لوگ جو (تکلیف دینے والی باتیں) کہہ رہے ہیں ان پر تم صبر کرو اور ہمارے بندے داوٗد (علیہ السلام) کو یاد کرو جو (عبادت میں) بڑے طاقت (یعنی ہمت) والے تھے یقیناً وہ بہت لَو لگانے والے تھے ﴿۱۷﴾

---

① آیت نمبر (۱۱) میں "مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ" کا جو لفظ ہے: یعنی تباہ و برباد ہونے والے لشکر، اس سے مراد قومِ نوح، قومِ عاد، قومِ فرعون ہیں، یہ بات "اُولٰۗىِٕكَ الْاَحْزَابُ" کے ذریعہ سے بتلائی گئی۔

بعض حضرات نے "اُولٰۗىِٕكَ الْاَحْزَابُ" کو الگ ہی بتلایا ہے: یعنی طاقت، قوت، شان و شوکت کے اعتبار سے اگر کوئی جماعت جماعت کہلانے کے قابل ہے یا کوئی لشکر لشکر کہلانے کے قابل ہے تو یہی قومِ نوح، قومِ عاد، قومِ فرعون، قومِ ثمود، قومِ لوط اور ایکہ والے ہیں، ان کے مقابلے میں مکہ کے کافروں کی کوئی حیثیت نہیں؛ لیکن جب ان طاقت والی جماعتوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو اگر یہ مکہ والے نافرمانی کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کو بھی پکڑ ہی لے گا۔

② تھن میں سے ایک مرتبہ دودھ دوہ لینے کے بعد دوبارہ دودھ بھر جائے اتنے سے معمولی سے وقفے کو "فواق" کہتے ہیں، مراد یہاں مسلسل بھیانک آواز کا ہونا ہے۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۱۸ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗ
اَوَّابٌ ۱۹ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۲۰ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا
الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۲۱ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ
خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ
الصِّرَاطِ ۲۲ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ
اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۲۳ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ

یقیناً ہم نے پہاڑوں کو (داوٗد علیہ السلام کے) تابع کر دیا تھا جو شام کو اور سورج نکلنے کے وقت ان کے
ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے ﴿۱۸﴾ اور پرندوں کو بھی (داوٗد علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا) جو (ان کے
پاس) جمع ہو جاتے تھے، وہ سب ان کے ساتھ (مل کر اللہ تعالیٰ کا) خوب ذکر کرتے تھے ﴿۱۹﴾ اور
ہم نے ان (داود علیہ السلام) کی حکومت کو خوب مضبوط کیا تھا اور ہم نے ان کو حکمت اور (بڑی خوبی سے)
بات کا فیصلہ کرنا① عطا کیا تھا۔ ﴿۲۰﴾ اور کیا تم کو مقدمہ والوں کی خبر پہنچی؟ جب وہ عبادت کرنے کی
جگہ کی دیوار پر چڑھ کر داوٗد (علیہ السلام) کے پاس پہنچ گئے ﴿۲۱﴾ سو وہ (داوٗد علیہ السلام) تو ان سے گھبرا
گئے، تو وہ کہنے لگے: تم گھبراؤ مت، ہم تو ایک جھگڑے کے دو فریق ہیں، ہم میں سے ایک نے
دوسرے پر زیادتی کی ہے تو تم ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دو اور (بے انصافی کر کے ہم پر)
زیادتی مت کرو② اور ہم کو صحیح راستہ بتلا دو ﴿۲۲﴾ یقیناً یہ میرا بھائی ہے، اس کے پاس تو ننادوے
دنبیاں ہیں اور میرے پاس تو ایک ہی دنبی ہے، سو یہ (بھائی) کہتا ہے کہ وہ (ایک دنبی) بھی میرے
حوالے کر دے اور بات میں مجھ پر زبردستی کرتا ہے③ ﴿۲۳﴾ (داوٗد علیہ السلام نے) کہا: یہ جو تیری دنبی
کو اپنی دنبیوں میں ملانے کا سوال کرتا ہے تو اس میں واقعۃً وہ تجھ پر ظلم کرتا ہے،

① (دوسرا ترجمہ) فیصلہ کرنے کی طاقت (تیسرا ترجمہ) فیصلہ کرنے والی تقریر۔ بعض نے اس کا ترجمہ ''زورِ بیان، خطابت کی قوت'' سے بھی کیا ہے۔ یعنی ایسی واضح تقریر جو معاملے کا دوٹوک فیصلہ کر دیوے۔

② (دوسرا ترجمہ) ٹالنے کی بات مت کرو۔ ③ (دوسرا ترجمہ) اپنی تیز بات سے مجھ کو دبا لیتا ہے۔

وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ ﴿٢٤﴾ فَغَفَرْنَا السجدة

لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٢٥﴾ يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي

الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ

الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿٢٦﴾ ع ١٢

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ

لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴿٢٧﴾

اور بہت سارے لوگ جن کے درمیان شرکت ہوا کرتی ہے وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی ہی کیا کرتے ہیں؛ مگر یہ کہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے (وہ زیادتی نہیں کرتے) اور ایسے لوگ بہت کم ہیں اور داوٗد (علیہ السلام) کو خیال آیا کہ ہم نے ان کی آزمائش کی تو انھوں نے اپنے رب سے معافی مانگی اور جھک کر (سجدے میں) گر گئے اور (اللہ تعالیٰ کی طرف) انابت کی ﴿۲۴﴾ پھر ہم نے اس (داوٗد علیہ السلام) کو اس معاملے میں معاف کر دیا اور یقیناً اس (داوٗد علیہ السلام) کے لیے ہمارے پاس خاص قربت کا مقام ہے اور بہترین ٹھکانہ (جنت) ہے ﴿۲۵﴾ اے داوٗد! یقیناً ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ (نائب) بنایا ہے، اس لیے تم لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرو اور تم خواہش پر مت چلو① ورنہ وہ (خواہش پر چلنا) تم کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دے گا، یقیناً جو لوگ اللہ کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے؛ اس لیے کہ انھوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ﴿۲۶﴾

اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے ان کو ہم نے فضول② پیدا نہیں کیا (ان چیزوں کا بے کار ہونا) یہ تو کافروں کا خیال ہے، سو ان کافروں کے لیے آگ کی (شکل میں) بڑی بربادی ہے ﴿۲۷﴾

---

① یعنی آج تک آپ نے نفسانی چاہت کی اتباع نہیں کی ہے آئندہ بھی اسی طرح رہنا ہے۔

② یعنی بے کار، مقصد اور حکمت سے خالی۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ
الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا
الْاَلْبَابِ ﴿٢٩﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ
بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ حَتّٰى
تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾

کیا جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان لوگوں کو ہم ایسے لوگوں کے برابر کر دیں گے جو زمین میں فساد کرتے تھے؟ کیا ہم تقویٰ والوں کو برے کام کرنے والوں (یعنی فاجروں) کے برابر کر دیں گے؟① ﴿٢٨﴾ یہ کتاب ہے جو ہم نے تم پر اتاری جو بہت ہی برکت والی ہے؛ تا کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور عقل والے لوگ نصیحت قبول کر لیں ﴿٢٩﴾ اور ہم نے داوٗد (علیہ السلام) کو سلیمان (علیہ السلام جیسا بیٹا) عطا کیا، وہ بہت اچھے بندے تھے، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ کی طرف) بہت زیادہ لو لگانے والے تھے ﴿٣٠﴾ جب کہ شام کے وقت عمدہ نسل کے اچھی قسم کے (خاص) گھوڑے ان کو دکھانے کے لیے لائے گئے ﴿٣١﴾ تو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ: میں میرے رب کے ذکر (یعنی فرض یا نفل نماز یا شام کے وقت کے وظیفے) سے اس مال کی محبت میں لگ کر غافل ہو گیا، یہاں تک کہ وہ (سورج) پردے (یعنی مغرب) میں چھپ گیا② ﴿٣٢﴾

---

① جو آدمی کھلم کھلا گناہ کے کام کرتا ہو وہ فاجر ہوتا ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: میں نے اس مال سے محبت اپنے رب کی یاد ہی کی وجہ سے اختیار کی ہے، یہاں تک کہ وہ سب گھوڑے روپوش ہو گئے (یعنی پردے میں چلے گئے)۔

شعر:

نہ مردست آں کہ دنیا دوست دارد	اگر دارد برائے دوست می دارد

یعنی اللہ والا وہ نہیں جو دنیا کو دوست رکھتا ہو، اگر دنیا کو دوست رکھتا بھی ہے تو حقیقی دوست اللہ تعالیٰ کے خاطر رکھتا ہے۔ (اس شعر کا پس منظر اور واقعے کے لیے دیکھیں ''دیکھی ہوئی دنیا، جلد: اول'')

رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾

(توسلیمان علیہ السلام نے کہا) ان (گھوڑوں) کو میرے پاس واپس لاؤ، تو اس (سلیمان علیہ السلام) نے ان (گھوڑوں) کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا① ﴿۳۳﴾ اور پکی بات ہے کہ ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کا امتحان لیا اور ہم نے ان کی کرسی پر ایک دھڑ لا کر کے ڈال دیا تھا، پھر سلیمان (علیہ السلام) نے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہلے سے بھی زیادہ) انابت کی ﴿۳۴﴾ اس (سلیمان علیہ السلام) نے دعا مانگی: اے میرے رب! آپ مجھ کو معاف کر دیجیے اور آپ مجھ کو ایسی حکومت عطا کر دیجیے جو میرے بعد کسی کے لیے مناسب نہ ہو② یقیناً آپ ہی بہت زیادہ دینے والے ہیں ﴿۳۵﴾ سو ہم نے ہوا کو ان (سلیمان علیہ السلام) کے قابو میں کر دیا جو ان (سلیمان علیہ السلام) کے حکم سے وہ جہاں بھی پہنچنا چاہتے تھے نرم نرم چلتی تھی ﴿۳۶﴾ اور (اسی طرح ہم نے) شریر جنات بھی (تابع کر دیے) جو عمارت بنانے والے بھی③ اور غوطہ لگانے والے بھی تھے ﴿۳۷﴾ اور دوسرے بہت سارے (جنات) زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے ﴿۳۸﴾

---

① یعنی سب کو قتل کروا ڈالے، اللہ تعالیٰ کی یاد سے جو چیز غفلت کا ذریعہ بنے اس کو اب ہٹا دو؛ اس لیے بھی کہ ان کی شریعت میں گھوڑوں کی قربانی جائز تھی۔ (دوسرا ترجمہ) تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ: ان سب گھوڑوں کو میرے پاس واپس لاؤ، تو وہ حضرت سلیمان علیہ السلام ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھرانے لگے۔ اور یہ عمل جہادی گھوڑوں سے محبت کی وجہ سے ہے چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کا ذریعہ ہے، (جو چیز دین کے کاموں میں معاون ہوں ان سے محبت بھی عبادت ہے)۔ ② (دوسرا ترجمہ) کسی کو میسر نہ ہو۔ (تیسرا ترجمہ) کسی کے لائق نہ ہو۔ لگتا ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ایسی وسیع حکومت مقدر تھی؛ اس لیے اس کی دعا کا الہام آپ کے قلب میں کیا گیا؛ گویا اللہ تعالیٰ کی اجازت پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی۔ اس میں دعا مانگنے کا ادب بتایا کہ پہلے استغفار پھر سوال کرے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دنیا و آخرت میں مرتبہ کی بلندی کے لیے استغفار کیا تھا؛ ورنہ نبی گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ ③ "بَنَّاء": عمارت بنانے والا، معمار۔ فعّال کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے؛ مگر اسمِ فاعل کے معنی میں ہے۔

هٰذَا عَطَاۤؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۝٣٩ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ۝٤٠ ع
وَاذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ۝٤١ اُرْكُضْ
بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ۝٤٢ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً
مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ۝٤٣ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا
وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ۝٤٤ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ۝٤٥

(سلیمان!) یہ ہماری بخشش ہے، چاہے تو احسان کرکے (کسی کو کچھ) دے دو یا (اپنے پاس ہی سب کچھ) رکھ چھوڑو، (تم سے) کوئی حساب نہیں ہوگا① ﴿٣٩﴾ یقیناً ان کے لیے ہمارے پاس ایک خاص (نزدیکی کا) مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانہ (ہے) ﴿٤٠﴾

اور تم ہمارے بندے ایوب (علیہ السلام) کو (بھی تو) یاد کرو، جب انھوں نے اپنے رب کو آواز دی کہ: (اے اللہ)! شیطان نے مجھ کو تو دکھ اور تکلیف پہنچا رکھی ہے② ﴿٤١﴾ (ہم نے حکم دیا کہ زمین پر) تم اپنا پیر مارو، یہ ٹھنڈا پانی ہے جو نہانے اور پینے کے کام میں آئے گا ﴿٤٢﴾ اور ہم نے ان (ایوب علیہ السلام) کو ان کے گھر والے دے دیے اور ان کے ساتھ اتنے ہی دوسرے بھی (عطا کیے) یہ ہماری طرف سے ایک رحمت تھی اور عقل والوں کے لیے ایک نصیحت تھی ﴿٤٣﴾ اور (اے ایوب!) تم تنکوں کا ایک مٹھا اپنے ہاتھ میں لے لو، سو اس سے (اپنی بیوی کو) مار دو اور (اپنی) قسم کو مت توڑو، یقیناً ہم نے ان (ایوب علیہ السلام) کو صبر کرنے والا پایا، (حقیقت میں) وہ بہت ہی اچھے بندے تھے، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ کی طرف) بہت زیادہ لو لگانے والے تھے ﴿٤٤﴾ اور تم ہمارے بندے ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو، جو (نیک کام کرنے اور خیرات کرنے والے) ہاتھوں والے اور آنکھوں (سے دیکھنے) والے تھے ﴿٤٥﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) تم پر حساب کی کوئی ذمے داری نہیں۔ ②کاملین پر شیطان اثر ڈالتا ہے؛ لیکن وہ ان کو معصیت تک لے جا سکتا نہیں۔ ''نصب'' سے جسمانی تکلیف اور ''عذاب'' سے اہل اور مال کا نقصان مراد ہے۔

إِنَّآ أَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ﴿۴۷﴾

وَاذْكُرْ إِسْمٰعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ

لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٔينَ فِيهَا

يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا

مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ إِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ۚ وَإِنَّ الثلثة

لِلطّٰغِينَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوقُوهُ

حَمِيمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ أَزْوٰجٌ ﴿۵۸﴾

یقیناً ہم نے ان کو ایک خاص (امتیازی) صفت کے لیے چن لیا تھا جو آخرت کے گھر کی یاد تھی ﴿۴۶﴾ اور یقیناً وہ لوگ ہمارے نزدیک چنے ہوئے، بہترین (دین دار) بندوں میں سے تھے ﴿۴۷﴾ اور تم اسماعیل کو اور یسع کو اور ذوالکفل کو (ذرا) یاد تو کرو، اور وہ سب بہترین (بڑی خوبی) لوگوں میں سے تھے ﴿۴۸﴾ یہ (جو مضمون نبیوں کے واقعات کے ذریعہ سنایا گیا) ایک نصیحت ہے اور یقین رکھو کہ تقویٰ والوں کے لیے تو ضرور اچھا ٹھکانہ ہے ﴿۴۹﴾ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغیچے کہ ان (جنتیوں) کے لیے (ان کے) دروازے پوری طرح کھول دیے گئے ہیں ﴿۵۰﴾ ان میں وہ تکیہ لگا کر بیٹھیں گے اور بہت سارے میوے اور پینے کی چیزیں وہ ان میں منگواتے ہوں گے ﴿۵۱﴾ اور ان کے پاس نیچی نظروں والی ہم عمر عورتیں ہوں گی① ﴿۵۲﴾ یہ ہے وہ (نعمتوں بھری زندگی) جس کا تم کو حساب کے دن (کے آنے) پر وعدہ کیا گیا ہے ﴿۵۳﴾ یقیناً یہ ہماری دی ہوئی روزی ہے جو کبھی بھی ختم ہونے والی نہیں ہے ﴿۵۴﴾ یہ (نیک لوگوں کے انجام کا بیان) ہو گیا اور یقیناً (دوسری طرف) شرارت کرنے والوں کا بہت برا ٹھکانہ ہوگا ﴿۵۵﴾ (یعنی) جہنم میں وہ داخل ہوں گے سو وہ رہنے کی بہت بری جگہ ہے ﴿۵۶﴾ یہ ہے گرم (کھولتا ہوا) پانی اور پیپ، سو اب وہ اس کا مزہ چکھیں ﴿۵۷﴾ اور اسی طرح کی الگ الگ قسم کی دوسری چیزیں بھی ہوں گی ﴿۵۸﴾

① مقامِ ترغیب میں ذکر کیا، معلوم ہوا جائز عورت کی طرف رغبت کمال اور حبِ الٰہی کے منافی بھی نہیں ہے۔

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِی النَّارِ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِیًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ ع ۴ ۱۴

یہ ایک (دوسری) فوج ہے جو تمھارے ساتھ (عذاب میں) گھسنے کے لیے آ رہی ہے① ان کو جگہ نہ ملے②، یقیناً وہ تو آگ میں گھسنے ہی والے ہیں③ ﴿۵۹﴾ تو وہ (عوام اپنے لیڈروں سے) کہیں گے: بلکہ تم ہی لوگوں کا برا ہووے، تم ہی لوگ تو یہ (عذاب) ہمارے لیے آگے لائے ہو④، سو (اب تو) بہت بری جگہ میں رہنا ہے ﴿۶۰﴾ وہ (عام لوگ) کہیں گے: اے ہمارے رب! جو آدمی بھی ہمارے لیے یہ (عذاب) آگے لایا ہے سو اس کو جہنم میں دوگنا عذاب دیجیے ﴿۶۱﴾ اور وہ (جہنمی آپس میں ایک دوسرے سے) کہیں گے: کیا بات ہے (یہاں جہنم میں) ہم کو وہ لوگ نظر نہیں آتے جن کو ہم (دنیا میں) برے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے⑤ ﴿۶۲﴾ کیا ہم نے ان کا (ناحق) مذاق اڑایا تھا یا ان (کو دیکھنے) سے (ہماری) نظریں غلطی کر رہی ہیں⑥ ﴿۶۳﴾ یقینا جہنم والوں کا آپس میں لڑنا جھگڑنا یہ بالکل سچی بات ہے (جو ہو کر رہے گی) ﴿۶۴﴾

① جب کہ لیڈر لوگ جہنم میں پہلے سے گر چکے ہوں گے، پھر ان کے ماننے والے جب جہنم کی طرف آتے ہوئے نظر آئیں گے تو یہ لیڈر لوگ آپس میں بات کریں گے۔

② (دوسرا ترجمہ) ان کا برا ہووے (تیسرا ترجمہ) ان پر اللہ تعالیٰ کی مار ہو۔

③ (دوسرا ترجمہ) یقیناً وہ سب آگ میں (گھس کر) جلنے والے ہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) تم (لیڈر لوگوں ہی) نے تو اس عذاب کو ہمارے لیے پہلے سے تیار کیا ہے۔

⑤ کافروں کا یہ جملہ مسلمانوں کے متعلق ہوگا جن کو بلاوجہ دنیا میں شریر، فتنین، دہشت گرد کے القاب دیا کرتے تھے۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) یا ہماری نظریں ان کو دیکھنے سے چکرا گئی ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾

(اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو: یقیناً میں تو ایک ڈرانے والا (نبی) ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلے ہیں، (سب پر) غالب ہیں ﴿۶۵﴾ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کے رب ہیں، بڑے زبردست ہیں، بہت زیادہ معاف کرنے والے ہیں ﴿۶۶﴾ (اے نبی!) تم کہو (کہ): وہ① بہت بڑے واقعے کی خبر ہے ﴿۶۷﴾ تم تو اس (خبر) سے منہ پھراتے ہو② ﴿۶۸﴾ مجھ کو تو اوپر کی مجلس کی (بات چیت کی وحی سے پہلے) کوئی خبر ہی نہیں تھی، جبکہ وہ (فرشتے اللہ تعالیٰ سے) سوال وجواب کررہے تھے③ ﴿۶۹﴾ میرے پاس تو وحی صرف اس لیے آتی ہے کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں ﴿۷۰﴾ (وہ وقت تو ذرا یاد کرو) جب تمھارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ④: میں ایک بشر مٹی سے بنانے (ہی) والا ہوں ﴿۷۱﴾ سو جب میں اس (بشر) کو پورا بنادوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدے میں گر پڑو ﴿۷۲﴾ سو (جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو بنالیا تو) سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا ﴿۷۳﴾

---

① یعنی مجھے توحید اور احکام سکھانے کے لیے رسول بنا کر بھیجنا، (یہ اس کا ایک مطلب ہے)۔

② (دوسرا ترجمہ) بے پرواہ ہوتے ہو۔

③ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت ملائکہ نے تحقیق حال کے لیے جو سوال جواب کیے تھے اس کی طرف اشارہ ہے ظاہر ہے اس واقعہ کے وقت حضرت نبی کریم ﷺ موجود نہ تھے پھر بھی اس کی خبر دیتے ہیں یہ آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔

④ آیت نمبر ۶۹ کے مطابق اللہ تعالیٰ سے فرشتوں کی بات چیت اس وقت ہوئی تھی۔

اِلَّآ اِبۡلِيۡسَ ؕ اِسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝۷۴ قَالَ يٰۤاِبۡلِيۡسُ مَا مَنَعَكَ اَنۡ تَسۡجُدَ
لِمَا خَلَقۡتُ بِيَدَىَّ ؕ اَسۡتَكۡبَرۡتَ اَمۡ كُنۡتَ مِنَ الۡعَالِيۡنَ ۝۷۵ قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ ؕ
خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ ۝۷۶ قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّكَ رَجِيۡمٌ ۝۷۷ وَّاِنَّ
عَلَيۡكَ لَعۡنَتِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۝۷۸ قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ ۝۷۹ قَالَ فَاِنَّكَ
مِنَ الۡمُنۡظَرِيۡنَ ۝۸۰ اِلٰى يَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ ۝۸۱ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغۡوِيَنَّهُمۡ
اَجۡمَعِيۡنَ ۝۸۲ اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ۝۸۳

مگر ابلیس نے (سجدہ نہیں کیا) کہ اس نے تکبر کیا اور کفر کرنے والوں میں سے ہوگیا ﴿۷۴﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابلیس! جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اس کو سجدہ کرنے سے تجھ کو کس چیز نے روکا؟ کیا تو نے تکبر کیا یا تو (حقیقت میں) بڑے درجے کے لوگوں میں سے تھا؟ ﴿۷۵﴾ اس (ابلیس) نے کہا کہ: میں تو اس (آدم) سے بہتر ہوں، تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس (آدم) کو مٹی سے پیدا کیا ﴿۷۶﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو تو یہاں (آسمان) سے نکل[1] کیوں کہ تو مردود ہے ﴿۷۷﴾ اور یقین رکھ، تیرے اوپر بدلے کے دن تک میری لعنت ہے ﴿۷۸﴾ اس (ابلیس) نے کہا: اے میرے رب سو مجھے اس دن تک (کے لیے جینے کی) مہلت دے دیجیے جب مردے دوبارہ زندہ کیے جائیں گے ﴿۷۹﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: یقیناً تجھ کو مہلت دے دی گئی ہے ﴿۸۰﴾ مقرر وقت کے دن تک[2] ﴿۸۱﴾ ابلیس نے کہا کہ: (میں) تو تیری عزت کی قسم (کھاتا ہوں) میں ان سب لوگوں کو (دنیا میں) ضرور گمراہ کروں گا ﴿۸۲﴾ مگر ان میں سے تیرے چنے ہوئے بندے ہیں (وہ محفوظ رہیں گے) ﴿۸۳﴾

---

① یعنی جنت اور دوسرے مراتب فائقہ، مقاماتِ عالیہ سے نکال دیا گیا۔ ایک مطلب: خوب صورت بناوٹ سے نکل جا؛ اس لیے وہ کالا بدصورت ہوگیا۔ ② (دوسرا) اس وقت کے دن تک جو معلوم ہے؛ یعنی پہلا صور پھونکا جائے وہاں تک۔

قَالَ فَالۡحَقُّ ۫ وَالۡحَقَّ اَقُوۡلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكَ وَمِمَّنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۸۵﴾
قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ ﴿۸۶﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ
لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِيۡنٍ ﴿۸۸﴾ ع۵

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: تو یہی ٹھیک بات ہے[1] اور میں سچی بات ہی کہتا ہوں ﴿۸۴﴾ تجھ سے اور جو ان میں سے تیرے راستے پر چلے ان سب سے میں جہنم کو ضرور بھر دوں گا ﴿۸۵﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہو: میں تم سے اس (دعوت کے کام) پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا ہوں اور میں بناوٹ کرنے والے لوگوں میں سے بھی نہیں ہوں[2] ﴿۸۶﴾ یہ (قرآن) تو تمام عالموں کے لیے نصیحت ہے ﴿۸۷﴾ اور تھوڑے وقت کے بعد ہی (مرنے پر) تم کو اس کی (صحیح) حقیقت ضرور معلوم ہو جائے گی[3] ﴿۸۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) میں بالکل حق ہوں۔

② (دوسرا ترجمہ) میں قرآن کو اپنی طرف سے گھڑنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ (تیسرا ترجمہ) جس کا حکم نہیں دیا گیا اس کی دعوت دینے والا نہیں ہوں۔ (چوتھا ترجمہ) میں جھوٹ بولنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

③ کہ قرآن حق تھا اور اس کو نہ ماننا بہت بڑی غلطی تھی؛ لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

سُوْرَةُ الزُّمَر

(مكية)

سورۂ زمر

یہ سورت مکی ہے، اس میں پچھتر (۷۵) آیتیں ہیں۔ سورۂ سبا کے بعد اور سورۂ غافر سے پہلے انسٹھ (۵۹) نمبر پر نازل ہوئی۔

زمر: جتھے اور گروہ کو کہتے ہیں، چھوٹی جماعتوں کو بھی کہتے ہیں۔ اس سورت میں جنت اور جہنم میں جانے والی جماعتوں کا تذکرہ ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ سونے سے پہلے سورۂ زمر اور سورۂ بنی اسرائیل کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

اس سورت کا ایک نام ''سورۂ غرف'' بھی منقول ہے، اس سورت میں تقویٰ والوں کے لیے جنت کے بالاخانوں کا تذکرہ ہے۔

اس سورت کی ایک آیت ''وماقدروا اللّٰہ حق قدرہ'' جو غرق سے حفاظت ہے، اس کا عمل پہلے سورۂ ہود میں گزر چکا ہے۔

آيَاتُهَا ٧٥ | (٣٩) سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ (٥٩) | رُكُوْعَاتُهَا ٨

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝١ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ
اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝٢ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ
مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ
يَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝٣ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا
لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝٤

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

کتاب (قرآن) کا اتارا جانا بڑے زبردست، بڑے حکمت والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ﴿۱﴾ یقیناً ہم نے تمھاری طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری، سو تم اللہ تعالیٰ کی (اس طرح) عبادت کرو کہ خالص بندگی اسی کے واسطے ہو[1] ﴿۲﴾ سنو! خالص بندگی تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے[2] اور جن لوگوں نے اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا حمایتی پکڑ رکھے ہیں (اور وہ یوں کہتے ہیں کہ:) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ تعالیٰ کی طرف قریب کے درجے میں پہنچا دیویں، جس چیز میں وہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اس میں یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کریں گے، جو آدمی جھوٹا اور سخت کافر ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے کو ہدایت نہیں دیتے ﴿۳﴾ اگر اللہ تعالیٰ اولاد بنانے کا ارادہ کرتے تو وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتے ضرور پسند کر لیتے، اس کی ذات تو پاک ہے، وہی اللہ تعالیٰ اکیلے ہیں، جو (سب پر) غالب ہیں ﴿۴﴾

---

① انسانوں کا دنیا میں وجود باری تعالیٰ کے کرم ہی سے ہے۔

② دین کے معنی اس جگہ عبادت و اطاعت، جس کا خلاصہ ہے شریعت کے تمام احکام کی پابندی۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۵﴾ خَلَقَكُمْ
مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۖ

اسی (اللہ تعالیٰ) نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا کیا رات (کی تاریکی) کو دن پر لپیٹتے ہیں اور دن (کی روشنی) کو رات پر لپیٹتے ہیں① اور سورج اور چاند کو کام میں لگایا ہوا ہے، ہر ایک، ایک مقرر وقت کے لیے چلتا رہے گا، سن لو وہی اللہ تعالیٰ بڑے زبردست، بہت معاف کرنے والے ہیں ﴿۵﴾ اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو ایک شخص② سے پیدا کیا، پھر اس میں سے اس کا جوڑا بنایا اور تمھارے لیے جانوروں کے آٹھ جوڑے پیدا کیے③،

---

① تکویر کا معنی ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز پر ڈال کر چھپا دینا۔ مطلب یہ ہے کہ سورج کے ڈوبنے کے وقت مشرق کی طرف دیکھو تو ایسا لگے گا کے مشرق کے کنارے سے اندھیرے کی ایک چادر اٹھتی ہوئی چلی آرہی ہے اور اس نے اپنے آگے سے دن کی روشنی کو صف کی طرح لپیٹنا شروع کر دیا ہے اور لپیٹتے لپیٹتے روشنی کو بالکل ختم کر دیتی ہے، پھر صبح صادق کے وقت دیکھو تو دن کا اجالا نکلتا ہے اور رات کی اندھیری کو مشرق سے مغرب کی طرف دھکیلتا ہوا چلا جاتا ہے۔

② یعنی حضرت آدم علیہ السلام۔

③ آیت میں ''انزل'' ہے:

[۱] جانور کی تخلیق میں پانی کا دخل ہے جو آسمان سے برستا ہے۔

[۲] جانوروں کی اصل بھی جنت میں پیدا کی گئی پھر دنیا میں اتارے گئے۔

[۳] اللہ اپنی قدرت سے جانور پیدا فرمائے پھر انسان کو عطا فرمائے۔

[۴] تمھارے فائدہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے جانور بنائے۔

[۵] اللہ تعالیٰ کا فیصلہ لوحِ محفوظ سے جاری ہوتا ہے اس کو آسمان سے اتارنا کہہ دیا جاتا ہے۔

[۶] جانوروں کی تخلیق کے ظاہری اسباب بھی اللہ تعالیٰ ہی نے بنائے۔

[۷] ایک مطلب یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت میں جانور بھی پیدا فرما دیے تھے، پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں اتارا گیا تو ان کے ساتھ جانوروں کو بھی اتارا گیا۔

ثمانیۃ ازواج: ان آٹھ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسانوں کو زیادہ کام آتے ہیں۔

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ

لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا

يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ

وہی (اللہ تعالیٰ) تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹ میں ایک مرحلے کے بعد دوسرے مرحلے سے (گزرتے ہوئے) تین اندھیریوں میں پیدا کرتے ہیں① وہی اللہ تعالیٰ تمھارے رب ہیں، انہی کی حکومت ہے، ان کے سوا کوئی معبود نہیں ہے②، پھر تم کہاں پھرے جا رہے ہو③؟ ﴿٦﴾ اگر تم کفر کرو گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ تو تمھاری پرواہ نہیں کرتے④ اور اپنے بندوں کے لیے وہ کفر کو پسند نہیں کرتے اور اگر تم شکر کرو گے تو اس کو تمھارے لیے پسند کریں گے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا⑤،

①: [۱] ماں کا پیٹ [۲] رحم دانی [۳] جھلی، یہ تین سے مراد ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ اس بات پر قدرت رکھتے تھے کہ بچے کو ماں کے پیٹ میں ایک وقت میں پورا پیدا فرما دیتے؛ لیکن آہستہ آہستہ تدریجی طور پر پیدا کیا؛ تاکہ عورت اس کا بوجھ اٹھانے کی عادی بن جائے اور آسانی بھی ہو جائے۔

(۲) ایک چھوٹی دنیا عورت کے پیٹ میں تیار ہو رہی ہے اور جس میں سینکڑوں نازک مشینیں لگی ہیں، بال کے برابر خون کی رگیں جس کو بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تین اندھیریوں کا نظام بنایا، دنیا میں صنعت کے لیے سب سے اول روشنی مطلوب ہوتی ہے؛ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ تین اندھیریوں میں عجیب وغریب صنعت سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا۔

②یعنی یہ تمام کام کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔ ذلکم مبتدا ہے، لفظِ اللّٰہ اس کی پہلی خبر ہے، ربکم دوسری خبر ہے، له الملک تیسری خبر ہے، لا الٰه الا ھو چوتھی خبر ہے۔

③فانی تصرفون میں فا سببیہ ہے اور انی استفہام تعجب کے لیے آیا ہے۔

④یعنی اگر تم کفر کرو گے تو کفر کا وبال تم ہی پر پڑے گا، اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ تمھارے اور تمھارے ایمان کے محتاج نہیں ہیں۔

کفر سے بندوں کو نقصان پہنچتا ہے؛ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتے، شکر کا فردِ اعظم ایمان ہے اور ایمان میں بندوں کا نفع ہے؛ اس لیے اللہ تعالیٰ کو ایمان پسند ہے۔

⑤ کسی کا کفر کسی کے اعمال نامہ میں داخل ہو جائے ایسا نہیں ہوگا، ہر ایک کو اپنے کفر اور اپنی بد اعمالی کی سزا بھگتنی ہوگی۔

ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ﴿۷﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِیْبًا اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ
نَسِیَ مَا کَانَ یَدْعُوْۤا اِلَیْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ قُلْ
تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِیْلًا ۖۗ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ﴿۸﴾ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا
وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ
لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۹﴾ ع ۱۵

پھر تم کو اپنے رب کے پاس واپس لوٹ کر کے جانا ہے، پھر جو کام تم (دنیا میں) کرتے تھے وہ (یعنی اس کی حقیقت) تم کو بتلادیں گے، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) سینوں کی باتوں کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿۷﴾ اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو اسی سے لو لگا کر پکارتا ہے، پھر جب وہ (اللہ تعالیٰ) اس (انسان) کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ (انسان) اس (تکلیف) کو بھول جاتا ہے جس کے لیے پہلے (اس کو) پکار رہا تھا[1] اور اللہ تعالیٰ کے لیے شریکوں کو گھڑ لیتا ہے؛ تاکہ وہ (دوسروں کو بھی) اس (اللہ تعالیٰ) کے راستے سے گمراہ کردے (اس سے) تم کہہ دو کہ: تو اپنے کفر سے تھوڑا سا مزہ اڑا لے، یقیناً تو آگ والوں میں سے ہوگا ﴿۸﴾ کیا بھلا جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرتا ہے[2]، کبھی سجدہ میں ہوتا ہے اور کبھی کھڑا ہوا ہوتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے[3] اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے (کیا یہ آدمی مشرک کے برابر ہوسکتا ہے؟) (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: کیا جو لوگ جانتے ہیں اور جو لوگ جانتے نہیں ہیں وہ برابر ہوسکتے ہیں[4]؟ عقل والے لوگ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں ﴿۹﴾

---

① دوسری تفسیر یہ ہے کہ "نَسِیَ ما کان" میں "ما" کو "مَن" کے معنی میں لیا جائے، اس صورت میں ترجمہ ہوگا: جس اللہ تعالیٰ کو پکارتا تھا اس کو بھول جاتا ہے۔

② قانت کا معنی ہے: (۱) اطاعت گزار۔ (باقی اگلے صفحے پر) =

(۲) جونماز میں اپنی نگاہ نیچی رکھتا ہو، ادھر ادھر نہ دیکھے اور کپڑوں سے نہ کھیلے، اپنے اختیار سے دنیا کی کسی چیز کو نماز میں یاد نہ کرے۔

رات کی عبادت کے فوائد:

(۱) اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب ملتا ہے۔

(۲) ذہنی وقلبی سکون ملتا ہے۔

(۳) ایک خاص قسم کی خوشی ملتی ہے، جب بندہ رات میں عبادت کرتا ہے تو فرشتے آپس میں خصومت کرتے ہیں، ہر فرشتہ یہ کوشش کرتا ہے کہ اس عمل کو میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جانے والا بنوں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جو آدمی چاہتا ہے کہ اللہ پاک قیامت کے دن اس کے ساتھ آسانی فرماوے تو اس کو چاہیے کہ رات کی اندھیری میں سجدہ اور قیام کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو پائے۔

أناء اللیل کا ایک دوسرا مطلب ہے: مغرب اور عشا کے درمیان کا وقت، اور اس وقت چھ رکعت نماز پڑھی جاتی ہے جس کو ہمارے عرف میں ''اوّابین'' کہتے ہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) آخرت کے عذاب سے چوکنا رہتا ہے۔ دوسری توجیہ: اپنے اعمال کی کوتاہی پر نظر رکھے۔

④ یہاں وہ علم مراد ہے جس کے تقاضے پر آدمی عمل کرتا ہو۔ جس کے پاس علم نہیں ہے وہ جہالت والا ہے، اسی طرح جس کے پاس علم ہے اور وہ عمل سے اعراض کرتا ہے وہ بھی جہالت والا ہے، مؤمن بندے کو ایک طرف آخرت کا خوف ہو، دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید بھی ہو، یہ دونوں چیزیں جمع ہوتی ہیں تو انسان کا کام بن جاتا ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ⑪ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ⑫

اے نبی! تم کہہ دو: اے میرے ایمان والے بندو! تم اپنے رب سے ڈرو، جو لوگ اس دنیا میں اچھے کام کیا کرتے ہیں ان کے لیے (دنیا اور آخرت میں) بھلائی (ہی بھلائی) ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین تو (بہت) کشادہ ہے① اور صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بے حساب ملتا ہے②﴿۱۰﴾ (اے نبی!) تم کہو کہ: مجھ کو تو یہ حکم ہوا ہے کہ میں اسی اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں کہ خالص بندگی انہی کے واسطے ہو (یعنی اس میں شرک بالکل نہ ہو)﴿۱۱﴾ اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان بن کر رہوں③﴿۱۲﴾

---

① وطن میں نیکی کرنے سے رکاوٹ ہو تو دوسری جگہ جاؤ۔

② (۱) صبر کرنے والوں کو ثواب کسی مقررہ اندازے اور پیمانے سے نہیں؛ بلکہ بے حساب دیا جائے گا۔

(۲) صبر کرنے والوں کو مانگے بغیر ہی ان کا ثواب دیا جائے گا۔

صابرون: (۱) جو دنیا کی مصیبت، رنج وغم پر صبر کرتے ہیں (۲) گناہوں سے بچنے کے لیے اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھتے ہیں (۳) نیک کام کرنے کے لیے صبر کرتے ہیں (۴) دین پر قائم رہتے ہیں اور دین کے دشمنوں کی تکلیف سے تنگ آ کر دین کو چھوڑتے نہیں ہیں (۵) جنھوں نے دین کے خاطر، گناہوں سے بچنے کے خاطر رشتے داروں کو اور وطن کو چھوڑا اور اس پر صبر کیا وہ لوگ مراد ہیں۔

③ عالمِ شہادت میں اس امت کے اعتبار سے حضرت نبیٔ کریم ﷺ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم بردار بندے ہیں، اور عالمِ غیب میں اولین اور آخرین کے اعتبار سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم بردار بندے ہیں، پہلے خود اپنے نفس کو تبلیغ کرنے کا حکم دیا گیا، اور اس اسلوب سے دوسروں کو اسلام کی طرف مائل کرنا مقصود ہے، میں تم کو اس چیز کی دعوت دے رہا ہوں جو تمھارے لیے بہتر ہے، اگر یہ بہتر نہ ہوتا تو میں اپنے لیے اس کو اختیار نہ کرتا۔

آیت نمبر ۱۱، ۱۲، دونوں آیت میں اُمرت ہے، سمجھ میں یہ آتا ہے کہ پہلے اُمرت سے خبر دینا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اخلاص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں، دوسرے اُمرت میں یہ بتلانا ہے کہ عبادت اور اخلاص صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، دوسرے کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔

قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٣﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿١٤﴾
فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿١٥﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ
وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿١٦﴾ وَالَّذِيْنَ
اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾

(ان سے یہ بھی) تم کہہ دو: اگر (جو) میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ﴿۱۳﴾ تم کہو کہ: میں اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت اس طرح کرتا ہوں کہ اپنی عبادت خالص اسی کے لیے ہو ﴿۱۴﴾ سو تم اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر جس کی چاہو عبادت کرو① تم کہہ دو کہ: (یقینی بات ہے کہ) قیامت کے دن وہی لوگ نقصان میں ہوں گے جن لوگوں نے کہ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو نقصان میں ڈال دیا، سن لو! یہی کھلم کھلا نقصان ہے② ﴿۱۵﴾ ان کے لیے ان کے اوپر سے بھی آگ کے بادل (یعنی سائبان) ہیں اور ان کے نیچے بھی (ویسے ہی) بادل (یعنی سائبان) ہیں③، یہی وہ (عذاب) ہے کہ اللہ تعالیٰ جس سے اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں④، اے میرے بندو! لہٰذا تم مجھ سے ہی ڈرتے رہو ﴿۱۶﴾ اور جن لوگوں نے اپنے آپ کو شیطانوں کو پوجنے سے بچالیا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف انابت کی انہی لوگوں کے لیے خوش خبری ہے؛ لہٰذا تم میرے ان بندوں کو خوش خبری سنا دو ﴿۱۷﴾

---

① اس میں نہ ماننے والوں کو بطور تنبیہ ڈانٹ کر یہ بات کہی جارہی ہے۔

② خسران کی دو صورتیں ہیں: (۱) انسان خود گمراہ ہے اور اس کی گمراہی کی وجہ سے اہل وعیال بھی گمراہ ہوئے؛ لہٰذا تمام جہنمی ہوئے۔ (۲) انسان خود گمراہ ہے اور اس کے اہل جنتی ہیں، یہ انسان گمراہی کی وجہ سے جہنم میں جائے گا، اہل وعیال جنت میں جائیں گے، یہ ہمیشہ کی جدائی ہوگئی، اور حقیقت میں قیامت کا نقصان نقصان ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

③ اوپر بھی آگ ہوگی، نیچے بھی گہرائی تک آگ کا بستر ہوگا، آیت میں فرش کو ''ظلل'' یعنی سائبان فرمایا گیا؛ چوں کہ اوپر والے جہنمی کا جو فرش ہے نیچے والے جہنمی کے لیے سائبان ہوگا۔ ④ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہم کو ڈرایا، خیر خواہ بری چیزوں سے ڈراتا ہے اور بدخواہ بری چیزوں کی طرف جانے دیتا ہے۔

الَّذِيۡنَ يَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ فَيَتَّبِعُوۡنَ اَحۡسَنَهٗ ؕ اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ هَدٰٮهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓـئِكَ
هُمۡ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿١٨﴾ اَفَمَنۡ حَقَّ عَلَيۡهِ كَلِمَةُ الۡعَذَابِ ؕ اَفَاَنۡتَ تُنۡقِذُ مَنۡ فِى
النَّارِ ﴿١٩﴾ لٰـكِنِ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ لَهُمۡ غُرَفٌ مِّنۡ فَوۡقِهَا غُرَفٌ مَّبۡنِيَّةٌ ۙ تَجۡرِىۡ مِنۡ
تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۬ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخۡلِفُ اللّٰهُ الۡمِيۡعَادَ ﴿٢٠﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيۡعَ فِى الۡاَرۡضِ ثُمَّ يُخۡرِجُ بِهٖ زَرۡعًا مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيۡجُ فَتَرٰٮهُ
مُصۡفَرًّا ثُمَّ يَجۡعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَذِكۡرٰى لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ ﴿٢١﴾ ع ١٦

جو دھیان سے (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی) بات کو سنتے ہیں، پھر اس میں سے اچھی اچھی باتوں پر وہ لوگ چلتے ہیں① انہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور وہی لوگ عقل والے ہیں ﴿۱۸﴾ کیا بھلا جس (شخص) پر عذاب کی بات طے ہو چکی ہے، جو شخص آگ میں پڑ چکا ہو کیا پھر تم اس کو بچاؤ گے؟ ﴿۱۹﴾ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں تو ان کے (رہنے کے) لیے ایسے بالا خانے② ہیں کہ جن کے اوپر دوسرے بالا خانے بنے ہوئے ہیں، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتے ﴿۲۰﴾ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی آسمان سے پانی اتارا، پھر اس (پانی) کو زمین کے چشموں میں داخل کر دیا③ پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے ایسی کھیتیاں نکالتے (یعنی اگاتے) ہیں کہ اس کے الگ الگ رنگ ہوتے ہیں، پھر وہ (کھیتی جب پکنے لگتی ہے تب) سوکھ جاتی ہے، پھر تم اس کو دیکھو گے کہ وہ پیلی پڑ رہی ہے، پھر (اللہ تعالیٰ) اس کو چورا چورا کرتے ہیں، یقیناً اس میں عقل والوں کے لیے بڑی نصیحت ہے ﴿۲۱﴾

---

① اللہ تعالیٰ کا ہر حکم اچھا ہی ہے۔

② یعنی اوپر رہنے کی منزل۔

③ (دوسرا ترجمہ) زمین کے چشموں میں چلایا۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ

کیا بھلا وہ آدمی جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہو① سو وہ اپنے رب کی طرف سے دی ہوئی روشنی میں آچکا ہو②، سو جن کے دل اللہ کے ذکر (یعنی احکام) کے بارے میں③ سخت ہوتے ہیں④ ایسے ہی لوگوں کے لیے بڑی بربادی ہے، وہی لوگ کھلم کھلا گمراہی میں پڑے ہیں ﴿۲۲﴾ اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام (قرآن) اتارا ہے⑤، جو ایسی کتاب ہے جس کی باتیں آپس میں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں⑥ (اس کی بعض باتیں سمجھانے کے لیے) بار بار دہرائی جاتی ہیں⑦

---

① شرحِ صدر: [۱] نورِ ایمانی کی وجہ سے قلب میں وسعت پیدا ہوجاتی ہے، احکامِ الٰہیہ کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا آسان ہوتا ہے۔ [۲] اسلام کی حقانیت کا یقین۔ [۳] آسمان اور زمین کو دیکھ کر دل سے سوچ کر عبرت حاصل کرے۔ [۴] کتاب اللہ میں نازل شدہ احکام پر غور کر کے استفادہ کرے۔

اس آیت کے مصداق سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

② کیا وہ آدمی اور جس کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

③ گویا 'مِن'، 'عَن' کے معنی میں ہے اور اس سے اعراض کے معنیٰ نکلتے ہیں اور بعض نے مِن کو علت کے معنی میں لیا ہے اللہ کے ذکر کی وجہ سے ان کے دل سخت ہوگئے اور یہ سختی ان کے قلوب فاسد ہونے کی وجہ سے آئی جیسے کہ بعض عمدہ غذا بھی بعض مریضوں کے لیے بیماری بڑھنے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔

④ یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ان کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ (اسی طرح جس کے دل سخت ہوتے ہیں ان کے سامنے شرعی حکم کی بات کرو تو وہ اس کو پسند نہیں کرتے۔

⑤ لفظ اللہ کو مقدم کرنے کا فائدہ: (۱) اللہ تعالیٰ کی طرف قرآن کے نازل کرنے کی نسبت پکی ہوگئی (۲) قرآن کی عظمتِ شان کا اظہار ہوگیا (۳) قرآن کے حسن کی شہادت دے دی گئی۔

⑥ قرآن کی آیتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں، مضامین میں کوئی اختلاف اور تعارض نہیں ہے؛ بلکہ بہت سی آیتیں ایسی ہیں کہ ایک آیت کو دوسری آیت کے ساتھ ملانے سے صحیح تفسیر سامنے آجاتی ہے۔

⑦ قرآن میں بہت سے احکام موعظت، قصوں کو مختلف پیرایوں میں دہرایا گیا (۲) تلاوت میں آیتیں بار بار دہرائی جاتی ہیں (۳) ایک ہی طرح کے مضمون کا سلسلہ بار بار آتا ہے (۴) بعض جگہ ایک نوعیت کے مضمون کے ساتھ دوسرے جملے میں اس کے مقابل کی نوعیت کا مضمون آجاتا ہے جیسے جنت، جہنم، عذاب، رحمت۔

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ
اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ
يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ
تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾
فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾

جس سے وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کی کھال پر (ان کے) بال کھڑے ہوجاتے ہیں① پھران کی کھالیں (یعنی بدن) اوران کے دل نرم ہوکر کے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف لگ جاتے ہیں② یہی (قرآن) اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے جس کے ذریعے وہ جس کو بھی چاہتے ہیں ہدایت پر لاتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردیتے ہیں سو اس کے لیے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے ﴿۲۳﴾ بھلا (اس شخص کی کتنی بری حالت ہوگی) جو اپنے چہرے سے ہی قیامت کے دن برے عذاب کو روکنا چاہے گا③ اور ظالموں سے کہا جائے گا جو تم (برے کام) کماتے تھے اس کا مزہ چکھو ﴿۲۴﴾ جو لوگ ان سے پہلے تھے انھوں نے بھی (حق کو) جھٹلایا، پھران کے پاس ایسی جگہ سے عذاب آپہنچا کہ ان کو خیال بھی نہیں تھا ﴿۲۵﴾ سو اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے، کاش کہ وہ لوگ جان لیتے! ﴿۲۶﴾

① قرآن کی آیتیں: خاص کر عذاب، جہنم، عظمتِ الٰہی کے مضامین والی آیتوں کو سن کر دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا ہوتا ہے، بدن پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، رعب کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، جب رحمت اور عام مغفرت اور جنت کی آیتیں سنتے ہیں تو سکون اور اطمینان پیدا ہوجاتا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں اللہ والوں کی صفات: (۱) قرآن سن کر ان کے دل نرم ہوجائیں (۲) اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف جھک جائیں (۳) ان کے دل میں ڈر آجائے (۴) آنکھ میں سے آنسو نکلنے لگے (۵) طبیعت میں سکون پیدا ہوجائے۔

② (دوسرا ترجمہ) پھران کی کھالیں (یعنی جسم) نرم ہوجاتی ہیں اور ان کے دل اللہ کی یاد میں لگ جاتے ہیں۔

③ دنیا میں ہاتھ پاؤں سے مدافعت کی کوشش کی جاتی ہے جہنم میں منہ سے مدافعت کی کوشش ہوگی۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ قُرْآنًا عَرَبِيًّا
غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ
وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۖ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾
إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾ ع

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی (عمدہ) مثالیں (یعنی مضامین) بیان کردیں؛ تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں ﴿۲۷﴾ یہ قرآن تو عربی زبان میں ہے، جس میں کوئی ٹیڑھی بات نہیں ہے؛ تاکہ وہ (قرآن کے احکام کے خلاف کرنے سے) بچ کر چلیں ﴿۲۸﴾ اللہ تعالیٰ نے (موحد اور مشرک کی) ایک مثال بیان فرمائی کہ ایک مرد (غلام) ہے جس میں کئی (مالک) شریک ہیں جو آپس میں جھگڑتے بھی ہیں اور دوسرا مرد (یعنی غلام) پورے پورا ایک ہی آدمی کی مالکی میں ہے کیا ان دونوں (غلاموں) کی حالت ایک جیسی ہو سکتی ہے؟ الحمد للہ![1] بلکہ ان کے اکثر لوگ بات جانتے نہیں ہیں ﴿۲۹﴾ یقینی بات ہے کہ تم کو موت آنے ہی والی ہے اور یقینی بات ہے کہ ان کو بھی موت آنے والی ہے ﴿۳۰﴾ یقیناً پھر تم لوگ قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے بحث ومباحثہ کروگے[2] ﴿۳۱﴾

---

① یعنی کیسی بہترین مثال سے توحید سمجھادی۔

② (دوسرا ترجمہ) جھگڑا کروگے (تیسرا ترجمہ) اپنا اپنا مقدمہ پیش کروگے (چوتھا ترجمہ) اپنا اپنا معاملہ پیش کروگے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ

اب بتاؤ! جس آدمی نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا اور جب سچی بات ① اس کے پاس آ گئی تو اس کو (بھی) جھٹلا دیا اس (آدمی) سے بڑا ظالم اور کون ہو سکتا ہے؟ کیا کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہوگا؟ ﴿۳۲﴾ اور جو (لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے) سچی بات لے کر کے آئے اور (خود بھی) اس (بات) کو سچا مانے ② وہی لوگ تقویٰ والے ہیں ﴿۳۳﴾ ان کے لیے ان کے رب کے پاس جو وہ چاہیں گے وہ تمام چیزیں ملیں گی، یہی نیکی کرنے والوں کا بدلہ ہے ﴿۳۴﴾ تا کہ جو برے کام انھوں نے کیے تھے وہ اللہ تعالیٰ ان سے دور کر دیویں اور جو بہترین کام وہ کر رہے تھے وہ ان کا ثواب ان کو دیویں ﴿۳۵﴾ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے ③ کے لیے کافی نہیں ہیں؟ اور (اے نبی!) یہ (کافر لوگ) تم کو اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا دوسروں سے ڈراتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتے ہیں تو کوئی اس کو ہدایت پر لانے والا نہیں ہے ﴿۳۶﴾ اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیویں تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے، کیا اللہ تعالیٰ بڑے زبردست، انتقام لینے والے نہیں ہیں؟ ﴿۳۷﴾ اور اگر تم ان سے سوال کرو کہ: کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو وہ جواب میں ضرور (یہ) کہیں گے کہ: اللہ ہی نے (پیدا کیا)

① مراد قرآن اور نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات۔
② نبی اللہ تعالیٰ کے یہاں سے سچی بات لے کر آتے ہیں اور مؤمنین نبی کی بات کو سچ مانتے ہیں۔
③ عبد سے حضور ﷺ مراد ہیں یا عام مؤمنین۔

قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ
اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾
قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ
يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ
اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ ع
اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا
الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

(تو پھر) تم (ان سے) کہو کہ: تم ذرا (مجھے) بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن (بتوں) کو تم پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانے کا ارادہ کریں تو کیا وہ (بت) اس کی بھیجی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا وہ (اللہ تعالیٰ) مجھ پر کوئی مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ (بت) اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ تم کہہ دو کہ: مجھے تو (میرے) اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں، بھروسہ کرنے والے اسی (اللہ تعالیٰ) پر بھروسہ کیا کرتے ہیں ﴿۳۸﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: اے میری قوم! تم اپنے طریقے پر عمل کرو، یقیناً میں (اپنے طریقے پر) عمل کرتا ہوں، سو عنقریب تم کو پتہ چل جائے گا ﴿۳۹﴾ کہ کس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کر دیتا ہے اور کس پر (مرنے کے بعد) ہمیشہ رہنے والا عذاب اترتا ہے ﴿۴۰﴾ یقیناً ہم نے تمھارے اوپر لوگوں کے فائدے کے لیے ایک سچی کتاب اتاری، سو جو شخص (اس) ہدایت کے راستے پر آ جائے گا تو اس کا فائدہ اسی کو ہوگا اور جو آدمی گمراہی اختیار کرتا ہے تو وہ گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور تم ان پر کوئی ذمے دار نہیں ہو ﴿۴۱﴾

اللہ تعالیٰ (تمام) جانوں (یعنی روحوں) کو ان کے مرنے کے وقت کھینچ لیتے ہیں اور جن (جانوں) کا ابھی مرنے کا وقت آیا نہیں ہے ان کو بھی ان کی نیند کی حالت (میں قبض کر لیتے ہیں) پھر جن کے بارے میں اس نے موت کا فیصلہ کر لیا ہے ان کو (اپنے پاس) روک لیتے ہیں اور دوسری روحوں کو ایک مقررہ وقت تک بھیج دیتے ہیں، یقیناً اس میں ایسے لوگوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں ﴿۴۲﴾

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾
قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا
ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ
دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾

کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا (دوسروں کو) سفارش کرنے والے بنا رکھے ہیں؟ تم (ان کو ایسا) کہو: چاہے وہ (اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبود) کسی چیز کا اختیار نہ رکھتے ہوں اور وہ (کوئی چیز) سمجھتے (بھی) نہ ہوں پھر بھی (تم ان کو سفارش کرنے والے مانو گے)؟ ﴿۴۳﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: سفارش تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے، پھر اسی کی طرف تم لوگ لوٹائے جاؤ گے ﴿۴۴﴾ اور جب صرف ایک اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دلوں میں نفرت (انقباض، ناخوشی) آجاتی ہے اور جب اس کے سوا دوسرے (معبودوں) کا نام لیا جاتا ہے تو وہ لوگ خوش ہونے لگتے ہیں ﴿۴۵﴾ (اے نبی!) تم دعا کرو①: اے اللہ، آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، چھپی ہوئی اور کھلی ہوئی چیزوں کے جاننے والے! آپ تو اپنے بندوں کے درمیان میں فیصلہ کریں گے اس چیز میں جس میں وہ بندے (آپس میں) اختلاف کر رہے ہیں ﴿۴۶﴾ اور اگر ظالموں کے لیے جو کچھ بھی زمین میں ہے وہ سب کا سب ہووے اور اس کے ساتھ دوسرا اتنا اور ہو تو قیامت کے دن کے برے عذاب سے بچنے کے لیے سب کچھ فدیے میں دینے لگیں گے (پھر بھی قبول نہیں کیا جاوے گا) اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ بات سامنے آجائے گی جس کا وہ لوگ خیال (گمان) بھی نہیں رکھتے تھے ﴿۴۷﴾

① یعنی کافروں کی سخت دشمنی سے غمگین نہ ہوں؛ بلکہ دعا کرو۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ
الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۡ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ
هِىَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ
هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع

اور جو (برے) کام وہ لوگ کماتے تھے ان کی برائیاں ان کے سامنے ظاہر ہو جائیں گی اور جس عذاب کا وہ لوگ مزاق اڑاتے تھے وہی ان کو (چاروں طرف سے) گھیر لے گا ﴿۴۸﴾ سو جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ تو ہم کو پکارنے لگتا ہے، پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے کوئی (خاص) نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ (یوں) کہتا ہے کہ یہ تو مجھ کو صرف (میری) علمی قابلیت (یعنی تدبیر، ہنر) کی وجہ سے ملا ہے①؛ بلکہ وہ (نعمت کا ملنا) تو ایک آزمائش ہے②؛ لیکن ان میں کے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿۴۹﴾ یہی بات ہے کہ ان سے پہلے کے لوگ بھی یہ بات کہہ چکے ہیں، سو جو وہ کماتے تھے وہ ان کو کچھ کام نہیں آیا ﴿۵۰﴾ سو جو انھوں نے کمائی کی تھی اس کا وبال ان پر آ پڑا اور ان لوگوں میں سے جنھوں نے بھی ظلم کیا③ ان کے کمائے ہوئے برے کاموں کا وبال بھی عنقریب ان پر آنے ہی والا ہے اور وہ لوگ (بھاگ کر) تھکانے والے نہیں ہیں ﴿۵۱﴾ کیا ان کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے بھی چاہتے ہیں (اس کے لیے) رزق کشادہ کرتے ہیں اور (جس کے لیے چاہتے ہیں اس کو) تنگ کرتے ہیں، یقیناً اس میں ایمان لانے والی قوم کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ﴿۵۲﴾

① (دوسرا ترجمہ) یہ جو مجھ کو ملا ہے اس کا ملنا تو مجھے پہلے سے معلوم ہی تھا۔
② یہاں فتنے کا مطلب یہ ہے کہ جب نعمت ملتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو بھول کر کفر کرنے لگ جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے، اور نعمت پر شکر کرتا ہے۔
③ ”ھٰؤلاء“ کا مرجع عرب کے مشرکین ہیں۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ
الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ
رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ
يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ
اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً
فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

(اے نبی!) تم کہہ دو، اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں① کی ہیں، کہ: تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۵۳﴾ اور تم اپنے رب کی طرف انابت② (یعنی رجوع) کرو اور تم اس (اللہ تعالیٰ) کے فرماں بردار بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آپہنچے، پھر تم لوگوں کی مدد نہیں کی جائے گی ﴿۵۴﴾ اور تمھارے رب کی طرف سے جو بہترین باتیں③ (یعنی احکام) تم پر اتاری گئی ہیں تم اس پر چلو (یعنی عمل کرو) اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجاوے اور تم کو پتہ بھی نہ چلے ﴿۵۵﴾ (اور) یہ کہ کوئی نفس (قیامت میں یہ بات) کہنے لگے: ہائے افسوس! کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پورا کرنے میں کوتاہی کرتا رہا اور میں تو (اللہ تعالیٰ کے احکام کی) مذاق اڑانے والوں میں ہی شامل رہا ﴿۵۶﴾ یا (یہ کہ وہ کہیں ایسا) کہنے لگے کہ: اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دیتے تو میں بھی تقویٰ والوں میں سے بن جاتا ﴿۵۷﴾ یا جب عذاب کو (اپنی) آنکھوں سے دیکھ لیوے تب (ایسا) کہنے لگے کہ: اگر مجھ کو (دنیا میں ایک مرتبہ) جانے کا پھر موقع ملے تو میں نیکی کرنے والوں میں سے ہو جاؤں ﴿۵۸﴾

---

① یعنی معصیت اور خیانت کے ذریعے نفس پر زیادتی۔ ② پچھلے گناہ پر شرمندہ ہو کر اخلاص کے ساتھ جو توبہ کی جائے اس کو "انابت" کہتے ہیں۔ ③ پورا قرآن بہترین مضامین کا مجموعہ ہے۔

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۝۵۹ وَيَوْمَ
الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى
لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ۝۶۰ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ۝۶۱ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ۝۶۲ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝۶۳ ع
قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ۝۶۴

(اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملے گا:) کیوں نہیں میرے احکام تو تیرے پاس پہنچ چکے تھے، تو نے تو ان (احکام) کو جھٹلایا تھا اور تو نے تو (میری آیتوں کے مقابلے میں) تکبر کیا تھا اور تو تو کفر کرنے والوں میں سے تھا ﴿۵۹﴾ اور قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بولتے تھے ان کے چہرے کالے پڑ گئے ہوں گے، کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ نہیں ہے؟ ﴿۶۰﴾ اور تقویٰ کے پابند لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی کے ساتھ (جہنم سے) نجات دیں گے ① (وہاں) ان کو (کسی طرح کی) کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور وہ غمگین بھی نہیں ہوں گے ﴿۶۱﴾ اللہ تعالیٰ تمام چیز کے پیدا کرنے والے ہیں اور وہی ہر چیز کی حفاظت کرنے والے ہیں ﴿۶۲﴾ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ② اسی (اللہ تعالیٰ) کے اختیار میں ہیں اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا ہے وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ﴿۶۳﴾

(اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو کہ: اے جاہلو! کیا اب بھی تم مجھ سے یہی کہتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کی عبادت کروں ③ ﴿۶۴﴾

① (دوسرا ترجمہ) تقویٰ کے پابند لوگوں کو (جہنم سے) نجات دیں گے، پھر ان کو ان کی کامیابی کی جگہ (جنت میں) پہنچا دیں گے۔ ② یہاں تصرف کے مالک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔
③ (دوسرا ترجمہ) (توحید کا ثبوت اور کفر کا باطل ہونا ظاہر ہو جانے کے بعد بھی) تم مجھ کو اللہ تعالیٰ کے سوا کی عبادت کرنے کے لیے کہتے ہو۔

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ (اے محمد ﷺ!) تمھاری طرف اور تم سے پہلے جتنے بھی (نبی) تھے ان کی طرف (یہی) وحی کی گئی کہ: اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمھارا عمل ضائع ہوگا اور تم ضرور نقصان میں پڑ جانے والوں میں سے ہوں گے ﴿۶۵﴾ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت تم کرو اور تم شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ ﴿۶۶﴾ اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں پہنچانی جیسا اس (اللہ تعالیٰ) کی قدر پہچاننے کا حق تھا①؛ حالاں کہ زمین ساری کی ساری اس کی ایک مٹھی میں قیامت کے دن ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، اس کی ذات تو پاک ہے اور جو چیز وہ لوگ شریک کرتے ہیں وہ اس سے بہت دور ہے ﴿۶۷﴾ اور (جب قیامت کے دن) صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ سب بے ہوش پڑ جائیں گے؛ مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے② پھر دوسری مرتبہ اس کو پھونکا جائے گا تو وہ لوگ فوراً کھڑے ہو کر (چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے ﴿۶۸﴾

① (دوسرا ترجمہ) ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی (عظمت وجلال) کا حق نہیں سمجھا جتنے وہ (بزرگی اور عظمت والے) ہیں۔

② جن کو اللہ تعالیٰ چاہیں گے ان کو اس وقت بے ہوشی اور موت نہ آوے گی؛ یعنی جب صور پھونکا جاوے گا تو اس کے اثر سے حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت ملک الموت اور عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو اس وقت موت نہیں آوے گی، ہاں! بعد میں ان کو بھی موت آجاوے گی۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۶۹ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا
يَفْعَلُوْنَ ۝۷۰ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ ع
اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ
وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ ۝۷۱ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۷۲

اور زمین اپنے رب کے نور سے ① چمک اٹھے گی اور (اعمال کے) دفتر (لاکر سامنے) رکھ دیے جائیں گے اور نبیوں کو اور (سب) گواہوں کو (لاکر کے) حاضر کردیا جائے گا ② اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کردیا جائے گا اور ان (لوگوں) پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۶۹﴾ اور ہر شخص کو اس کے عمل کا پورا بدلہ دے دیا جائے گا اور وہ (اللہ تعالیٰ) وہ لوگ جو کام کرتے ہیں اس کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۷۰﴾

اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا ان کو گروہوں کی شکل میں جہنم کی طرف ہانکا جائے گا؛ یہاں تک کہ جب وہ اس (جہنم) کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس (جہنم) کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اس (جہنم) کی حفاظت کرنے والے ان سے کہیں گے کہ: کیا تمھارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے؟ جو تم کو تمھارے رب کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے تھے اور وہ تم کو تمھارے اس دن (قیامت) کا سامنا کرنے سے ڈراتے تھے؟ کافر لوگ کہیں گے: ہاں! (آئے تھے) لیکن عذاب کی بات کافروں پر پوری ہوکر کے ہی رہے گی ﴿۷۱﴾ ان (کافروں) سے کہا جائے گا: جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے کے لیے تم داخل ہوجاؤ، سو تکبر کرنے والوں کا بہت ہی برا ٹھکانہ ہے ﴿۷۲﴾

① "بِنُوْرِ رَبِّهَا" سے مراد: عدل وانصاف ہے، عدل سے آبادیوں کی زینت اور اظہارِ حقوق ہوتا ہے۔ ② یعنی قیامت کے میدان میں حساب وکتاب کے وقت سب انبیا علیہم السلام موجود ہوں گے اور دوسرے سب گواہ بھی حاضر ہوں گے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا
وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ
الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ
الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ
وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع

اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے وہ بھی جنت کی طرف گروہوں کی شکل میں لے جائے جائیں گے؛ یہاں تک کہ جب وہ اس (جنت) پر پہنچ جائیں گے اور اس (جنت) کے دروازے (پہلے سے) ان کے لیے کھولے جا چکے ہوں گے① اور اس (جنت) کی حفاظت کرنے والے ان سے کہیں گے: تم پر سلام ہو، مزے میں رہو، سو اس (جنت) میں ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ ﴿۷۳﴾ اور وہ (نیک لوگ) کہیں گے: اس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کر کے دکھا دیا اور ہم کو ایسی زمین کا وارث (یعنی مالک) بنایا کہ جنت میں (رہنے کے لیے) ہم جہاں چاہیں ٹھکانہ (یعنی گھر) بناویں②، سو (نیک) عمل کرنے والوں کا یہ بہترین بدلہ ہے ﴿۷۴﴾ اور (قیامت کے دن) تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے چاروں طرف وہ حلقہ باندھے ہوئے (یعنی گھیرے ہوئے) ہوں گے، اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہوں گے اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ: تمام تعریف تو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو تمام عالموں کے رب ہیں ﴿۷۵﴾

① جنتیوں کے استقبال میں پہلے سے دروازے کھول دیے جائیں گے، اس طرف "واو" سے اشارہ نکلتا ہے، جہنمیوں کے تذکرے میں "واو" نہیں ہے۔

② سیر و سیاحت کے لیے جہاں چاہیں وہاں جا سکیں گے، مقاماتِ عالیہ میں بھی جانے کی اجازت ہوگی، جان پہچان والوں سے ملنے کے لیے جانے کی بھی اجازت ہوگی۔

سُوْرَةُ الْغَافِر

(مكية)

سورۂ غافر

یہ سورت مکی ہے، اس میں پچاسی (۸۵) آیتیں ہیں۔ سورۂ زمر کے بعد اور سورۂ فصلت سے پہلے ساٹھ (۶۰) نمبر پر نازل ہوئی۔

یہاں سے ''آلِ حم'' کی سورتیں شروع ہوتی ہیں؛ یعنی جو سورتیں ''حم'' سے شروع ہوتی ہیں اور یہ کل سات ہیں، حدیث شریف میں آتا ہے کہ: جہنم کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے پر سورۂ حم اپنے تلاوت کرنے والے کو جہنم کے عذاب سے بچانے والی ہوگی۔

اس سورت میں اللہ کے لیے ''غافر الذنب'' یعنی گناہوں کو بخشنے والا ہونا بیان کیا گیا ہے۔

اس کا ایک نام ''سورۂ مؤمن'' بھی ہے۔ اس میں ایک مردِ مؤمن کا حق کے اعلان کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

ایک نام سورۂ ''الطول'' بھی ہے۔ شروع سورت میں اللہ کو ''ذی الطول'' یعنی بڑی قدرت والا ہونا بیان کیا گیا ہے۔

اس کا ایک نام ''سورۂ حم'' بھی ہے، سورت کی پہلی ہی آیت ''حم'' ہے۔

آیۃ الکرسی اور حم تنزیل سورۂ غافر کی ابتدائی آیات کا عمل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص صبح میں سورۂ مؤمن کی پہلی تین آیتیں اور آیۃ الکرسی پڑھ لے وہ اس دن شام تک (ہر برائی اور تکلیف سے) محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک (ہر برائی اور تکلیف سے) محفوظ رہے گا۔ (ترمذی: ۲/۱۱۵) مسنون وظائف ص/۴۲)

جو شخص اس سورت کی آیت نمبر (۴۴) ''وافوض امری الی اللّٰہ'' پڑھ لے گا تو روایت میں آتا ہے کہ: وہ لوگوں کے مکر وفریب سے مامون ہوجائے گا؛ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا۔

ربط: سابقہ سورت کے آخر میں کافر اور مومن کا اخروی فرق بیان کیا گیا اور اس سورت میں دنیوی فرق بیان کیا گیا۔

اٰيَاتُهَا ۸۵	(۴۰) سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ (۶۰)	رُكُوْعَاتُهَا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۲ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ
شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۳ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ
اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝۴ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ
وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ
لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۵

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

حم ﴿۱﴾ ایک (خاص) کتاب (قرآن) کا اتارا جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو بڑے زبردست ہیں، بہت زیادہ جاننے والے ہیں ﴿۲﴾ جو (اللہ) گناہ کو معاف کرنے والے اور توبہ کو قبول کرنے والے، سخت سزا دینے والے، بڑی طاقت والے ہیں①، اس (اللہ) کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿۳﴾ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں کافر لوگ ہی جھگڑا کھڑا کرتے ہیں، سو ان (کافروں) کا (ایک) شہر سے (دوسرے) شہر پھرنا تم کو دھوکے میں نہ ڈالے② ﴿۴﴾ ان سے پہلے نوح (علیہ السلام) کی قوم نے اور ان کے بعد کے (کتنے) گروہوں نے (سچے دین کو) جھٹلایا اور ہر امت نے اپنے نبی کے بارے میں یہ ارادہ کیا کہ وہ اس (نبی) کو پکڑ لیوے (اور قتل کر دیوے) اور باطل کا سہارا لے کر کے جھگڑے کیے؛ تاکہ اس کے ذریعے سچے دین کو مٹا دیویں③، سو میں نے ان (کافروں) کو پکڑ لیا، پھر (دیکھو کہ) میری سزا کیسی رہی؟ ﴿۵﴾

---

① غَافِر: گناہوں کو چھپانے والا۔ ذَنْب: ایسا کام جس کا انجام اچھا نہ ہو، پھر یہ لفظ مطلق گناہ میں استعمال ہونے لگا۔ اَلطَّوْل: ایک ترجمہ ہے: التفضل، دوسرا ترجمہ ہے: وسعت اور مالداری۔ شروع کی آیت میں وعدہ بھی ہے اور وعید بھی ہے کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی بات مان لے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو غافر؛ یعنی معاف کرنے والے ہیں، اور اگر نہ مانے تو شدید العقاب؛ یعنی اس کو سخت عذاب دینے والے ہیں۔ ② کہ ان کافروں کو کوئی سزا نہیں ہوگی۔ ③ (دوسرا ترجمہ) ڈگمگا دیویں۔

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٦﴾ اَلَّذِيْنَ
يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا
سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿٧﴾ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ
وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٨﴾

اور اسی طرح تمھارے رب کی بات کافروں پر پکی ہو چکی ہے کہ یقیناً وہ لوگ جہنم والے ہیں ﴿٦﴾ وہ (فرشتے) جو عرش کو اٹھاتے ہیں اور جو (فرشتے) اس کے آس پاس ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہی رہتے ہیں اور وہ ان (اپنے رب) پر (کامل) ایمان رکھتے ہیں اور وہ (فرشتے) ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں (اور یوں دعا کرتے ہیں کہ): اے ہمارے رب! آپ کی رحمت اور آپ کے علم میں ہر چیز سمائی ہوئی ہے[①]، سو جن لوگوں نے توبہ کی اور آپ کے راستے پر وہ چلے (اے اللہ!) آپ ان کو معاف کر دیجیے اور آپ ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجیے ﴿٧﴾ (اور یہ دعا کرتے ہیں): اے ہمارے رب! اور آپ ان کو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں داخل کر دیجیے[②] جن کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں میں سے اور ان کی بیویوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں[③] (ان کو بھی جنت میں داخل کر دیجیے) یقیناً آپ تو بڑے زبردست ہیں، بڑے حکمت والے ہیں ﴿٨﴾

---

① فرشتوں کی دعا لینے کا بہترین طریقہ: توبہ اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنا ہے، بندوں کے لیے خیر خواہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی ہیں اور سب سے زیادہ دغاباز شیطان ہیں۔ عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک کا حال ایسا ہے کہ کان کی لو سے کندھوں تک سات سو سال کی دوری ہے۔ (ابو داؤد شریف) اندازہ لگاؤ کہ وہ فرشتے کتنے بڑے ہوں گے!۔ یہ عرش اٹھانے والے فرشتوں کو ''کرّوبی'' کہتے ہیں جس کی جمع آتی ہے: کروبیون؛ یعنی اللہ کے نہایت مقرب فرشتے۔

② عدن یعدن: ضرب سے آتا ہے: کسی جگہ کو مضبوطی سے پکڑ لینا، کسی جگہ سے نہ ٹلنا اور ''کان'' کو ''معدن'' اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ زمین میں جمی ہوئی ہے۔ جنتِ عدن میں جو مؤمن جائے گا وہ وہیں جم کر رہے گا، کبھی وہاں سے منتقل نہیں ہوگا۔

③ (دوسرا ترجمہ) جو اس جنت کے لائق ہوں۔

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنۡ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ
الۡعَظِيۡمُ ۟﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُنَادَوۡنَ لَمَقۡتُ اللّٰهِ اَكۡبَرُ مِنۡ مَّقۡتِكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ اِذۡ ع ۱ ۹ ۶
تُدۡعَوۡنَ اِلَى الۡاِيۡمَانِ فَتَكۡفُرُوۡنَ ﴿۱۰﴾

(اے اللہ!) آپ ان کو برائیوں (کی سزا) سے بچا لیجیے① اور جس شخص کو آپ نے اس (محشر کے) دن تکلیف سے بچا لیا تو یہی بات ہے کہ آپ نے اس پر بڑی مہربانی کی اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے②﴿۹﴾

یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا ان کو پکار کر کے کہا جائے گا: (آج) تم جتنا غصہ اپنے (خود کے) بارے میں کرتے ہو③ اس سے بھی زیادہ غصہ (یعنی نفرت) اللہ تعالیٰ کو (تم سے) اس وقت تھا جب تم کو ایمان کی دعوت دی جاتی تھی تو تم لوگ کفر کرتے تھے④﴿۱۰﴾

---

① یعنی معاف کر دیجیے۔"السَّيِّاٰتِ" سے خلافِ مزاج، ناگوار اور برے اعمال مراد ہیں۔ برے اعمال سے حفاظت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) آپ ان کو برائیوں (کی عادت) سے بچا لیجیے اور جس کو آپ نے اس (دنیا کے) دن میں برائی سے بچا لیا تو یہی بات ہے کہ آپ نے اس پر بڑی مہربانی کی اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے (یعنی دنیا میں جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور برائیوں سے بچا لیا گیا اسی کو آخرت میں اعلیٰ درجے کی کامیابی حاصل ہوگی)۔

اور محشر میں ان کو کوئی برائی نہ پہنچے: یعنی گھبراہٹ، پریشانی نہ ہو۔ بعض حضرات نے سیئات سے اعمالِ سیئہ مراد لیے ہے؛ یعنی آگے والی زندگی میں اللہ تعالیٰ ان کو برے کاموں سے محفوظ فرما دیجیے، اور ان کی عادت اور طبیعت ایسی بنا دیجیے کہ وہ برے کام کی طرف نہ جاویں، اس صورت میں یومئذ کا ترجمہ: اُس قیامت کے دن کے بجائے اِس دن ہونا چاہیے؛ یعنی دنیا میں اِس دن کے بعد ان کی طبیعت کو ایسا بنا دیجیے۔

③ ایک ترجمہ: نفرت، کہ تم اپنے سے نفرت کرتے ہو۔ دوسرا ترجمہ: تم اپنے آپ پر پھٹکار برساتے ہو۔ تیسرا ترجمہ: نفس سے تم بیزاری ظاہر کرتے ہو، اپنے نفسوں پر سخت غصہ کرتے ہو۔ یعنی آج آخرت میں تم اپنے کفر کی وجہ سے جو سزا ہوئی اس کی وجہ سے اپنے نفس پر سخت غصہ کرتے ہو؛ حالاں کہ جب دنیا میں تم کو بار بار ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور تم بار بار کفر کرتے تھے، اس وقت اللہ تعالیٰ کا غصہ تم پر اس سے بھی زیادہ سخت تھا۔

④ یعنی دنیا میں ایمان کی دعوت نہ قبول کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے غصے کا سبب بنا ہوا تھا۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

کافر لوگ کہیں گے: اے ہمارے رب! آپ نے ہم کو دو مرتبہ موت دی① اور آپ نے ہم کو دو مرتبہ زندگی دی، سو ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا② تو کیا (جہنم سے) نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟③ ﴿۱۱﴾ یہ (تمھاری حالت) اس لیے (ہوئی)④ ہے کہ جب (صرف) اکیلے اللہ تعالیٰ کا نام پکارا جاتا تھا تو تم کفر کرتے تھے⑤ اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جاتا تھا تو تم لوگ مان لیتے تھے، سو فیصلہ تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جن کی شان بہت اونچی ہے، جن کی ذات بہت بڑی ہے ﴿۱۲﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جو تم لوگوں کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھاتے ہیں اور تمھارے لیے آسمان سے روزی اتارتے ہیں اور جو لوگ انابت کرتے ہیں وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں ﴿۱۳﴾ سو تم خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے بندگی کرتے ہوئے اسی (اللہ تعالیٰ) کو پکارو اگرچہ کافر لوگ کتنا ہی برا مانیں⑥ ﴿۱۴﴾

---

① دو موت: (۱) پیدائش سے پہلے (۲) دنیا کی زندگی کے خاتمے پر موت۔ دو زندگی: (۱) دنیا کی زندگی (۲) آخرت کی زندگی۔ ② بعض حضرات نے "ف" کو سببیہ قرار دیا ہے؛ یعنی جب یہ کافر لوگ موت کے بعد آخرت کی دوسری زندگی کو آنکھوں سے دیکھیں گے تو اپنے گناہ اور غلطیوں کا اقرار کر لیں گے، اس طرح دونوں: موت اور زندگی کا مجموعہ گناہ کے اعتراف کا سبب ہو جائے گا۔

③ خروج: یعنی ایک بار نکلنا یا کسی طرح نکلنا، خلاصہ یہ ہے کہ جہنم سے چھوٹ کر نکلنے کا کوئی راستہ ہے کہ ہم اس پر تیز چلے یا آہستہ چلے، کسی طرح بھی لوٹ کر دنیا میں چلے جائیں، اور یہ سوال بمعنی تمنا ہے؛ یعنی کاش کہ ایسا ہو جاوے۔ (اس میں ایک بات یہ بھی ہے کہ اے اللہ! جس طرح آپ نے ہم کو دو مرتبہ زندگی دی اسی طرح تیسری مرتبہ آپ زندگی دینے پر قدرت رکھتے ہیں کہ دنیا میں آپ پھر سے بھیج دیں)۔

④ یعنی اب دنیا کی طرف واپس جانے کی کوئی شکل وصورت ہے ہی نہیں، اب تو سزا ہی بھگتنا ہے؛ اس لیے کہ تم نے اکیلے سچے اللہ تعالیٰ کی توحید اور ایمان کی دعوت پر بھی دھیان نہیں دیا تھا۔

⑤ (دوسرا ترجمہ:) جن اللہ تعالیٰ اکیلے کی دعوت دی جاتی تھی تو "بے دھڑک" انکار کر دیتے۔ ⑥ (دوسرا ترجمہ) ناگوار ہو۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ

الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۚ

(اللہ تعالیٰ وہی) اونچے درجوں والے ہیں①عرش کے مالک ہیں، اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتے ہیں اپنے حکم سے روح (یعنی وحی، راز کی بات) اتار دیتے ہیں؛ تاکہ ملاقات کے دن (یعنی قیامت) سے وہ ڈراویں ﴿۱۵﴾ جس دن وہ لوگ کھل کر کے سامنے آجائیں گے②ان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے چھپی ہوئی نہیں ہوگی (پوچھا جائے گا) آج کس کی حکومت ہے؟ (تو جواب دیا جائے گا) صرف اللہ تعالیٰ کی حکومت ہے جو اکیلے ہیں، (سب پر) غالب ہیں ﴿۱۶﴾ آج کے دن ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا، آج (کسی پر) ظلم نہیں ہوگا، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلدی حساب لینے والے ہیں ﴿۱۷﴾ اور آپ ان کو نزدیک آنے والے (قیامت کے) دن (کی مصیبت) سے ڈراؤ جب کہ (لوگوں کے) دل (یعنی کلیجے) گلوں (یعنی منہ) کو آجائیں گے تو وہ (اس کو) دبا رہے ہوں گے (کہ باہر نہ نکل جائے)③

---

① رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ سے مراد: (۱) صفات: یعنی اللہ تعالیٰ کے صفاتِ کمال سب سے زیادہ اونچی شان والے ہیں۔ (۲) عرشِ عظیم: اللہ تعالیٰ کا عرش تمام زمینوں اور آسمانوں پر حاوی ہے (۳) اللہ تعالیٰ مؤمنین تقویٰ والوں کے درجات کو بلند فرماتے ہیں (۴) انبیا اور اولیا کے درجات اپنے قرب کے اللہ تعالیٰ جنت میں اونچے کرنے والے ہیں، ان میں بھی آپس میں اونچے نیچے درجات ہوں گے؛ لیکن وہ سب اللہ تعالیٰ کے عرش کے قریب ہوں گے۔

② (دوسرا ترجمہ) جس (قیامت کے) دن وہ نکل کر سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔

③ (دوسرا ترجمہ) جبکہ لوگوں کے دل (کلیجے) گھٹ کر گلوں (منہ) کو آجائیں گے۔ یعنی خوف اور گھبراہٹ اتنا ہوگا کہ دل دھڑک کر گلوں تک پہنچ رہے ہوں گے اور دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر دبائیں گے کہ کہیں سانس کے ساتھ باہر نہ نکل پڑے۔ دوسرا مطلب: کلیجہ اپنی جگہ چھوڑ دے گا اور اچھل کر گلے میں آکر پھنس جائے گا، نہ نیچے اپنی جگہ کی طرف اترے گا کہ چین آجاوے اور نہ تو باہر نکل جاوے گا کہ موت آجائے۔

مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی
الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَاللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۲۰﴾ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ ع
الَّذِیْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ
اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾

ظلم کرنے والوں کے لیے کوئی دوست نہیں ہوگا اور کوئی سفارش کرنے والا نہیں ہوگا کہ جس کی بات مان لی جائے① ﴿۱۸﴾ آنکھوں کی چوری کو② اور جو چیز سینوں نے چھپا رکھی ہے اس کو وہ (اللہ تعالیٰ) جانتے ہیں ﴿۱۹﴾ اور اللہ تعالیٰ تو حق کا (یعنی ٹھیک) فیصلہ کرتے ہیں اور اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کرسکتے، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت زیادہ سنتے ہیں، بہت زیادہ دیکھتے ہیں ﴿۲۰﴾

کیا وہ لوگ زمین میں چلتے پھرتے نہیں کہ وہ دیکھ لیتے کہ جو (کافر) لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا؟ وہ لوگ طاقت کے اعتبار سے اور زمین میں چھوڑی ہوئی (عمارت، باغات کی) یادگاروں کے اعتبار سے اِن (عرب کے مشرکوں) سے زیادہ مضبوط تھے، سو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ان کے گناہوں کی سزا میں پکڑ لیا③ اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے کوئی بچانے والا نہیں تھا ﴿۲۱﴾

---

① یعنی ایسا کوئی سفارش کرنے والا نہیں ہوگا جس کی بات ضرور مانی جائے۔ دوسرا مطلب: بالفرض اگر کافروں کا کوئی سفارشی ہوگا بھی تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی۔

② آنکھ کی خیانت سے مراد یہ ہے کہ: (۱) کوئی شخص لوگوں سے نظر چرا کر ایسی چیز دیکھے جو اس کے لیے حرام اور ناجائز ہے اور جب کوئی اس کو دیکھتا ہو تو فوراً نظر ہٹا لیتا ہو (۲) اس طرح نظر ڈالے جس کو دیکھنے والے محسوس نہ کرے؛ جیسے: کن انکھیوں سے دیکھنا (۳) کسی گندی بات کا ارادہ یا گندا خیال آیا۔ یہ سب شکلیں شریعت میں جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ سب چیزیں ظاہر ہے۔

③ غرور اور تکبر وبال لانے کا ذریعہ ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ
وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا
اقْتُلُوْۤا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ
ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ
دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰۤى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ
كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ ۳ ع ۷ ۸

یہ اس واسطے کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر کھلی کھلی دلیلیں لے کر آتے تھے، پھر انھوں نے انکار کیا، سو اللہ تعالیٰ نے ان کو پکڑ لیا، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) بڑی طاقت والے ہیں، سخت سزا والے ہیں ﴿۲۲﴾ اور پکی بات ہے کہ ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور کھلی دلیل لے کر فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف بھیجا، تو وہ سب لوگ کہنے لگے: (کہ یہ) جادوگر ہے (اور) بڑا جھوٹا ہے[1] ﴿۲۳﴾ ﴿۲۴﴾ سو جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) ان کے پاس ہماری طرف سے (آئی ہوئی) سچی بات لے کر آئے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ: جو لوگ ان (موسیٰ) کے ساتھ ایمان لائے ان کے بیٹوں کو تم مار ڈالو[2] اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دو اور کافروں کی تدبیر تو ناکام ہی رہی[3] ﴿۲۵﴾ اور فرعون نے (اپنے درباریوں سے) کہا: مجھے چھوڑ دو[4] کہ میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور اس کو چاہیے کہ اپنے رب کو (مدد کے لیے) پکارے، مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ تمھارے دین کو بدل ڈالے گا یا زمین میں فساد پھیلائے گا ﴿۲۶﴾ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ: یقیناً میں اپنے رب اور تمھارے رب سے ہر تکبر کرنے والے سے -جو حساب کے دن پر ایمان نہ رکھتا ہو- پناہ لے چکا ہوں[5] ﴿۲۷﴾

---

① اہلِ حق کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرنا سیاسی لوگوں کی پرانی عادت ہے۔ ② اولاد کے قتل کا انسان کو زیادہ غم ہوتا ہے، قتلِ اولاد سے نسل نہیں پھیلتی، انسان کمزور ہو جاتا ہے اور یہ جتایا گیا کہ اولاد کا قتل ایمان کے سبب سے ہے؛ تاکہ لوگ ایمان سے دور رہے ③ (دوسرا ترجمہ) کافروں کا داؤ غلطی ہی میں رہا ④ (دوسرا ترجمہ) مجھے موقع دو۔ ⑤ اس لیے پوری دنیا کے مشرکین مجھے کچھ نقصان نہیں کر سکتے۔ اس آیت میں عمومی پناہ مانگی، فرعون کو خاص نہیں کیا؛ تاکہ ہر متکبر سے پناہ ہو جائے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ
اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ
صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝۲۸
يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ
جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰى وَمَاۤ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝۲۹

اور فرعون کے خاندان کا ایک آدمی جو ایمان لا چکا تھا (اور اب تک) اپنے ایمان کو وہ چھپا رہا تھا① (یہ مشورہ سن کر) وہ کہنے لگا②: کیا تم ایک ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یوں کہتا ہو کہ میرے رب اللہ تعالیٰ ہیں؛ حالاں کہ وہ تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے کھلی ہوئی نشانیاں لے آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہے تو جس چیز سے وہ تم کو ڈرا رہا ہے③ اس میں سے کوئی نہ کوئی حصہ تم پر پڑ کر رہے گا④، جو آدمی حد سے آگے بڑھنے والا ہو، بڑا جھوٹا ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے کو ہدایت نہیں دیتے ﴿۲۸﴾ اے میری قوم! آج تمھارا راج ہے کہ (تم اس) ملک میں غالب ہو، سو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے (بچنے میں) کون ہماری مدد کرے گا؟ اگر وہ (اللہ تعالیٰ کا عذاب) ہمارے پاس آجائے، فرعون کہنے لگا: میں تم کو وہی رائے دیتا ہوں جس کو میں (خود صحیح) سمجھتا ہوں اور جس میں بھلائی ہو وہی راستہ میں تم کو بتلاتا ہوں ﴿۲۹﴾

---

① اگر کوئی آدمی اپنے دل کے اندر ایمان مضبوط رکھے تو وہ مؤمن ہے؛ البتہ زبان سے اقرار کرنا بھی شرط ہے؛ لیکن زبان کا اقرار لوگوں کے سامنے اعلان کے ساتھ کرنا ضروری نہیں ہے، لوگوں کے سامنے اپنے ایمان کو ظاہر کرنا اس لیے ہے تاکہ لوگ اس کے ساتھ مسلمانوں والا برتاؤ کرے۔

② اس آدمی کا نام: (۱) حزقیل (۲) شمعان (۳) حبیب۔ یہ تین قول ہے، اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ فرعون کے چچازاد بھائی تھے، اور ایک حدیث میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی امت کے صدیقین میں ان کو شمار کروایا ہے۔

③ مراد عذاب کی پیشین گوئی ہے۔

④ بعض حضرات نے ''بعض'' سے دنیوی عذاب مراد لیا ہے، یا ''بعض'' تلطف اور نرمی کو بتلا رہا ہے؛ تاکہ مخاطب وحشت زدہ نہ ہو جائے، جبکہ کچھ حضرات نے ''بعض'' کو ''کل'' کے معنی میں بھی مراد لیا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

اور جو شخص ایمان لاچکا تھا اس نے کہا: اے میری قوم! یقیناً میں (تمھارے بارے میں) ڈرتا ہوں کہ تم پر دوسری قوموں کی طرح برادن آجائے ﴿۳۰﴾ نوح کی قوم اور قوم عاد اور قوم ثمود اور جو لوگ ان کے بعد تھے ان کے جیسی حالت (تمھاری نہ ہوجائے) اور اللہ تعالیٰ بندوں پر (کسی طرح) ظلم کرنا نہیں چاہتے ﴿۳۱﴾ اے میری قوم! میں تمھارے بارے میں ڈرتا ہوں ایسے دن سے جس میں چیخ پکار مچی ہوئی ہوگی① ﴿۳۲﴾ جس دن تم (حساب کے میدان سے) پیٹھ پھرا کر کے (جہنم کی طرف) بھاگوگے (تو اس وقت) اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے تم کو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا② اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردیویں تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہوگا ﴿۳۳﴾

① تَنَاد کا معنیٰ: آپس میں ایک دوسرے کو آواز دینا۔ یَوْمَ التَّنَاد: (۱) قیامت کا دن جس میں حساب کے لیے پکارا جائے گا (۲) فرعون کی قوم کو قلزم میں غرق کیا تو اس وقت وہ چیخ و پکار کرنے لگے (۳) جنت والے جہنم والوں کو، جہنم والے جنت والوں اور اعراف والے دونوں کو آواز دیں گے (۴) قیامت کے دن الگ الگ گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز دی جائے گی (۵) جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے پھر اعلان ہوگا: یا اهل الجنة! خلود لا موت: اے جنتیو! ہمیشہ جنت میں رہوگے، اب کبھی موت نہیں آئے گی، اسی طرح یا اهل النار! خلود لا موت: اے جہنم والے! جہنم میں ہمیشہ رہوگے، اب کبھی موت نہیں آئے گی۔ (٦) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت میں دال پر تشدید آئی ہے: یَوْمَ التَّنَادِّ: یعنی لوگوں کے بھاگنے کا وقت؛ لیکن قیامت کے میدان میں چاروں طرف اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہوں گے جو لوگوں کو بھاگنے نہیں دیں گے (۷) قیامت کے دن ایک اعلان کرنے ولا اعلان کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے مخالف لوگ کہاں ہیں؟ تو مراد: تقدیر کا انکار کرنے والے لوگ (۸) پہلا صور جس میں لوگ بے ہوش ہوجائیں گے۔

② (دوسرا ترجمہ) جس دن تم پیٹھ پھرا کر (اس طرح) بھاگوگے کہ کوئی بھی تم کو اللہ سے بچانے والا نہیں ہوگا (یعنی اس میں قیامت کے دن بھاگنا بھی مراد ہوسکتا ہے کہ میدانِ قیامت سے نکل کر بھاگے گر چہ وہ ہو نہیں سکے گا اسی طرح دنیا میں جب عذاب آوے اس وقت کا بھاگنا بھی مراد ہوسکتا ہے، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے عذاب کے وقت یعنی عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہوسکتا۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ۝۳۴ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝۳۵ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝۳۶

اور اس سے پہلے تمھارے پاس یوسف (علیہ السلام توحید کی) کھلی ہوئی دلیلیں لے کر آ چکے تھے، سو جو بات وہ (یوسف علیہ السلام) تمھارے پاس لے کر کے آئے تھے تم اس کے بارے میں ہمیشہ (برابر) شک ہی کرتے رہے، یہاں تک کہ جب ان (یوسف علیہ السلام) کی وفات ہوگئی تو تم (ایسا) کہنے لگے کہ: (اب) اللہ تعالیٰ ان (یوسف علیہ السلام) کے بعد ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجیں گے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر ایسے آدمی کو جو حد سے آگے بڑھنے والا (یعنی بے باک) شک میں پڑا رہنے والا ہو اس کو گمراہی (یعنی غلطی) میں ڈالے رکھتے ہیں ﴿۳۴﴾ جو لوگ اپنے پاس کسی دلیل کے آئے بغیر اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں یہ بات اللہ تعالیٰ کے یہاں اور ایمان والوں کے نزدیک بڑی نفرت کی ہے، اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے[۱]، بڑی شرارت کرنے والے کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں[۲] ﴿۳۵﴾ اور فرعون نے کہا: اے ہامان! تو میرے لیے ایک اونچی عمارت بنا؛ تاکہ میں راستوں تک پہنچ جاؤں[۳] ﴿۳۶﴾

---

① متکبر کا دوسرا معنیٰ: (۱) آپے سے باہر ہو جانے والا (۲) حق کے سامنے غرور کی وجہ سے گردن نہ جھکاوے (۳) نبی کے ارشادات سن کر اطاعت کے لیے سر نیچا نہ کرے؛ یعنی اطاعت کے لیے تیار نہ ہو جائے۔

② غرور کرنے والے کے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہر لگ جاتی ہے، جس کی وجہ سے حق بات کو سمجھنے کی گنجائش بالکل باقی رہتی نہیں ہے۔

③ فرعون بہت چالاک تھا، اس نے چالاکی میں اپنے سوا کسی دوسرے خدا کو جاننے کی نفی کی، خدا کے وجود کی نفی نہیں کی؛ چوں کہ اس کو اپنے سوا دوسرے خدا کے نہ ہونے کا یقین نہیں تھا۔

اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُیِّنَ لِفِرْعَوْنَ

سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَا كَیْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِیْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ ع۱۰

وَقَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ

الدُّنْیَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ

(یعنی) آسمانوں کے راستوں پر (پہنچ جاؤں)① سو میں موسیٰ کے معبود کو② جھانک کر دیکھوں اور میں تو یقینی طور پر ان (موسیٰ علیہ السلام) کو جھوٹا ہی خیال کرتا ہوں③، اسی طرح فرعون کو اس کے برے اعمال اس کی نظر میں مزین کر کے دکھائے گئے اور اس کو سیدھے راستے سے روک دیا گیا تھا④ اور فرعون نے جو بھی چال چلی وہ تباہ و برباد ہوگئی⑤ ﴿۳۷﴾

اور جو شخص ایمان لے آیا تھا اس نے کہا: اے میری قوم! تم میری بات مان لو، میں تم کو نیکی کے راستے پر لے جاؤں گا⑥ ﴿۳۸﴾ اے میری قوم! یقیناً یہ دنیا کی زندگی تو تھوڑا⑦ سا مزہ اڑا لینا ہے اور یقیناً آخرت وہ جم کر (یعنی ہمیشہ) رہنے کا گھر ہے ﴿۳۹﴾ جس شخص نے بھی برا کام کیا تو اس کو صرف اس (کی برائی) کے برابر سزا دی جائے گی

---

① فرعون سمجھتا تھا کہ ایسی اونچی عمارت بن ہی نہیں سکتی کہ اس کے ذریعے آسمان پر پہنچ جائے۔ یہ تو عوام کی توجہ دوسری طرف کرنے کے لیے یہ بات کہی۔ سیاست کے لوگ عوام کو بے وقوف بنا کر کام چلاتے ہیں، بنیادی مسائل سے توجہ ہٹانے کے لیے کوئی نیا مسئلہ یا حادثہ کھڑا کر دیتے ہیں۔

② یہ طنزیہ جملہ ہے: اس لیے کہ وہ تو خود کو خدا مانتا تھا۔

③ وانی لاظنه کاذبا: (۱) موسیٰ! تم رسالت کے دعوے میں جھوٹے ہو (۲) تم یہ جو کہہ رہے ہو کہ سارے جہانوں کا معبود ایک ہے، اس بات میں بھی میں تم کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

④ (دوسرا ترجمہ) وہ سیدھے راستے سے رک گیا تھا۔

⑤ یعنی فرعون نے جتنے داؤ پیچ اور منصوبے کیے سب خود اپنی ہی تباہی کے لیے کیے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکا۔

⑥ کامل مؤمن کی اتباع بھی انسان کو نیکی کے راستے پر چلاتی ہے۔ ایسا راستہ جس پر چلنے والا اپنی مقصود منزل پر پہنچ جائے وہ سبیل الرشاد کہلاتا ہے۔ ⑦ متاع میں تنوین تقلیل کے لیے ہے۔

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ

فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾

تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۫ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ

الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ

مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

اور جس نے بھی نیک عمل کیا چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو اور وہ ایمان والا ہے تو وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں ان کو بے حساب رزق دیا جائے گا ﴿۴۰﴾ اور اے میری قوم! یہ کیا بات ہے کہ میں تو تم کو نجات (کے راستے) کی دعوت دیتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف دعوت دیتے ہو① ﴿۴۱﴾ تم تو مجھے یہ دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کروں اور میں اس (اللہ) کے ساتھ ایسی چیز کو شریک کروں جس کے بارے میں مجھے کوئی علم (یعنی خبر) نہیں ہے اور میں تو تم کو بڑے زبردست، بہت زیادہ معاف کرنے والے (اللہ) کی طرف دعوت دیتا ہوں ﴿۴۲﴾ یقینی بات تو یہ ہے کہ جن کی عبادت کی طرف تم مجھے بلاتے ہو وہ خود اپنی طرف دعوت دینے کی (یعنی بلانے کی) صلاحیت نہ دنیا میں رکھتا ہے اور نہ آخرت میں② اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہمارا پھر کر جانا ہے اور یقیناً حد سے آگے بڑھنے والے ہی آگ میں پڑنے والے ہیں ﴿۴۳﴾ غرض جو بات میں تم کو کہہ رہا ہوں وہ تم (آگے چل کر) عنقریب یاد کرو گے اور میں تو اپنا کام اللہ تعالیٰ کو سونپتا ہوں، یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کو پورا پورا دیکھتے ہیں ﴿۴۴﴾

---

① مالی ادعو کم الی النجاۃ: یعنی عقل اور سمجھ کے خلاف تمھاری عادت کیوں ہے؟ وہ تم بتلاؤ، عقل اور سمجھ کا تقاضا یہ ہے جنت کے راستے کو اختیار کرنا اور تم تو جہنم کے راستے کی طرف خود بھی ہو اور دوسروں کو بھی بلاتے ہو؟

② (دوسرا ترجمہ) یقیناً تم مجھے جن (بتوں) کی عبادت کرنے کی طرف دعوت دیتے ہو جس کو پکارنے کا کچھ اعتبار (وقعت) دنیا میں بھی نہیں اور آخرت میں نہیں (یعنی تم مجھے جن جن کی عبادت کی طرف بلاتے ہو وہ تو دنیا میں بھی پکارنے کے قابل نہیں ہے، اور آخرت میں بھی پکارنے کے قابل نہیں ہے؛ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی چیز دنیا اور آخرت میں نفع پہنچانے اور نقصان دور کرنے کی مالک نہیں ہے، پھر بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ بندگی کرنا، بلا وادینا یہ انسان کی حماقت اور بے وقوفی ہے)۔

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝۴۵ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ
عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝۴۶

نتیجہ یہ ہوا کہ جو برے برے منصوبے انھوں نے بنائے تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے اس کو بچالیا① اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آکر گھیر لیا ﴿۴۵﴾ (یعنی) آگ ہے جس کے سامنے صبح شام وہ (فرعونی لوگ) لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی② اس دن (حکم ہوگا کہ) تم فرعونیوں کو سخت عذاب میں داخل کردو③ ﴿۴۶﴾

---

① ''فَوَقَاہ'' میں ضمیر کا مرجع حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہو سکتے ہے۔ فرعون کے سامنے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے مؤمن ساتھیوں کو کامیاب کیا اور فرعونیوں کی تمام سازشیں ناکام ہوئیں۔ بعض حضرات نے مرجع اسی مردِ مؤمن کو قرار دیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پکے خیر خواہ ثابت ہوئے اور قومِ فرعون کو علی الاعلان توحید کی دعوت دے رہے تھے ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے غرق سے اور فرعونیوں کی سازش سے نجات دی، یہ رشتے میں فرعون کے چچازاد بھائی تھے؛ ان کو ایمان کی سعادت نصیب ہوئی۔ شاید یہی وہ آدمی ہے جس نے قبطی کے قتل کے واقعے کے موقع پر جب فرعون کے دربار میں موسیٰ علیہ السلام سے قصاص کی بات چل رہی تھی تب دوڑ کر آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کی اطلاع دی اور مصر سے روانہ ہونے کا مشورہ دیا۔ ہر دور میں اہلِ حق کو کچھ نہ کچھ مخلص، باوفا خیر خواہ مل ہی جاتے ہیں، یہ اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے۔

② یعنی جہنم کا وہ ٹھکانہ جس میں قیامت کے بعد ان کو داخل کیا جائے گا روزانہ صبح شام ان کو دکھلایا جاتا ہے، اور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ برزخ کی زندگی میں ہر کافر کو روزانہ صبح شام جہنم اور ہر مومن کو صبح شام جنت کا ٹھکانہ دکھلایا جاتا ہے۔

برزخ: دنیا اور آخرت کے درمیان ایک عالم ہے اس کو ''برزخ'' کہتے ہیں جہاں مرنے والا موت سے لے کر قیامت تک رہے گا؛ چاہے مرنے کے بعد قبر میں دفنایا جائے، سمندر میں ڈبویا جائے یا آگ میں جلایا جائے یا کوئی جانور اور درندہ اس کو کھا جائے، اس دنیا کی مثال خواب جیسی ہے کہ خواب کے اندر انسان سنتا ہے، دیکھتا ہے، کھاتا ہے، پیتا ہے؛ لیکن آنکھ، کان، زبان تو خواب میں معطل ہوتے ہیں، دوسری باطنی ادراک کرنے والی چیزوں کے ذریعے دیکھتا، سنتا، کھاتا، پیتا ہے، بس اسی طریقے سے یہ قبر کی برزخ کی زندگی ہے۔

③ یعنی فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ آلِ فرعون کو سخت عذاب میں داخل کرو۔

سوء العذاب: (۱) دنیا میں پانی میں ڈبو دیا گیا۔

(۲) مرنے کے بعد جہنم میں ڈال دیا گیا۔ آلِ فرعون فرمایا: فرعون کا تذکرہ نہیں ہوا؛ چوں کہ یہ فرعون تو عذاب کا سب سے زیادہ حق دار تھا؛ اس لیے اس کا نام لینے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ
اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ
يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ
قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ ع

اور جب وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے آگ میں جھگڑ رہے ہوں گے تو (دنیا میں) جو کمزور لوگ تھے وہ (دنیا میں) بڑے بنے ہوئے لوگوں سے کہیں گے: ہم تو یقیناً تمھارے (کہنے کے مطابق دنیا میں تمھارے) پیچھے چلنے والے لوگ تھے تو کیا آگ کا کچھ حصہ ہمارے بدلے تم خود لے لوگے؟① ﴿۴۷﴾ جو لوگ (دنیا میں) بڑے بنے ہوئے تھے وہ کہیں گے: ہم سب اس (آگ) میں پڑے ہوئے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں کے درمیان (جو فیصلہ کرنا تھا وہ) کر چکے ہیں ﴿۴۸﴾ اور جو لوگ آگ میں پڑے ہوئے ہوں گے وہ جہنم کے نگرانوں② سے کہیں گے کہ: تم اپنے رب سے دعا کرو کہ کسی دن تو ہمارے اوپر سے تھوڑا سا عذاب ہلکا کر دیوے③ ﴿۴۹﴾ وہ (جہنم کے نگران فرشتے) کہیں گے: کیا تمھارے پاس تمھارے پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے نہیں تھے؟ تو وہ (جہنمی) لوگ کہیں گے کہ: ہاں (آئے تو تھے) تو وہ (جہنم کے حفاظت کرنے والے فرشتے) کہیں گے: تو تم ہی لوگ دعا کر لو اور کافروں کی دعا تو بے کار ہی جانے والی ہے④ ﴿۵۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ہم سے اٹھا لوگے (تیسرا ترجمہ) ہم سے ہٹا سکتے ہو۔ بڑوں کو چھوٹوں کی، لیڈروں کو ماتحتوں کی تھوڑی بہت خبر تو لینی ہی چاہیے، ہم دنیا میں تمھاری بات مانتے رہے تو آج ہمارے اوپر آئی ہوئی اس مصیبت کو دور کر دو یا اپنے اوپر تھوڑی مصیبت اوڑھ کر ہمارے لیے آسانی کر دو، ایسی درخواست کریں گے؛ لیکن وہ لیڈر کسی طرح بھی کام نہیں آئیں گے۔

② نگرانی کرنے والے فرشتوں؛ یعنی جہنم کے داروغے "مالک" اور اس کے رفقا۔

③ یعنی کافر لوگ جب اپنے دنیوی لیڈروں سے ناامید ہو جائیں گے تو اب جہنم کے فرشتوں سے درخواست کریں گے۔

④ (دوسرا ترجمہ) کافروں کی دعا کا (آخرت میں) کوئی بھی اثر ہونے والا ہی نہیں۔ دنیا میں تو کافر کی دعا قبول ہو سکتی ہے جیسے سب سے بڑے کافر شیطان کی سب سے بڑی دعا لمبی زندگی کی قبول کر لی گئی، اور اس کو قیامت تک کی زندگی مل گئی۔

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴿٥١﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ ﴿٥٣﴾ هُدًى وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٥٤﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿٥٥﴾

یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں مدد کرتے ہی ہیں① اور جس (قیامت کے) دن گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے اس دن بھی (مدد کریں گے)② ﴿۵۱﴾ جس دن ظالموں کو ان کے بہانے کوئی فائدہ نہیں دیں گے اور ان کے لیے تو لعنت ہوگی اور ان (کے رہنے) کے لیے بہت برا گھر ہوگا③ ﴿۵۲﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ہدایت (نامہ یعنی تورات) عطا کی④ اور ہم نے بنی اسرائیل کو (ایسی) کتاب کا وارث بنایا، جو عقل والوں کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی ﴿۵۳﴾ ﴿۵۴﴾ سو (اے نبی!) تم صبر کرو، یقیناً (رسولوں کو مدد کرنے کا) اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہ پر معافی مانگتے رہو⑤ اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ شام اور صبح تسبیح کرتے رہو ﴿۵۵﴾

---

① مدد کی شکلیں: (۱) دنیا میں ان کا بول بالا ہوتا ہے (۲) جس مقصد کے لیے وہ کھڑے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس میں کامیابی ہوتی ہے (۳) دلیل، بنیاد، علمی بحث کے اعتبار سے ہمیشہ وہ غالب رہتے ہیں (۴) ظاہری عزت، بلندی اور کامیابی بھی انجام میں ان کو نصیب ہوتی ہے (۵) اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں سے انتقام لیتے ہیں۔ بعض مرتبہ رسول کے دشمنوں سے انتقام رسولوں کے ہاتھ سے، کبھی رسولوں کی وفات کے بعد انتقام لیتے ہیں۔

② ویوم یقوم الاشھاد: (۱) قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام اور مؤمنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد کا خصوصی ظہور ہوگا (۲) فرشتے قیامت کے دن اس بات کی گواہی دیں گے کہ رسولوں نے تبلیغ کا کام کیا اور کافروں نے جھٹلانے کا کام کیا۔ (۳) اَشہاد سے فرشتے مراد ہیں، قیامت کے دن فرشتے بندوں کے اعمال نامے لے کر موجود ہوں گے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایمان والوں کی عزت اور بلندی کو ظاہر کریں گے

③ مراد ہے: جہنم؛ گویا ان کا انجام تباہ و بربادی ہوگا۔ ④ (دوسرا ترجمہ) صحیح راستے کی سمجھ عطا کی۔

⑤ [۱] امت کے گناہوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کریں [۲] بشری تقاضے سے جو چوک ہوگئی ہو اس پر استغفار [۳] اس میں امت کو استغفار کی تعلیم دی گئی ہے؛ ورنہ انبیا نبوت سے پہلے اور بعد میں یقینی طور پر گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۙ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَا
هُمْ بِبَالِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٥٦﴾ لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾ وَمَا يَسْتَوِي
الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۙ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۚ قَلِيلًا مَا
تَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾ إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٩﴾

یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں جبکہ ان کے پاس (ان کے دعویٰ شرک کی) کوئی بھی دلیل پہنچی نہیں ہے، ان کے دلوں میں تو صرف بڑا بننے کی ایک چاہت ہے جس (چاہت) تک وہ کبھی پہنچنے والے نہیں ہیں①، سو آپ (ان کے شر کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو②۔ یقیناً وہی (اللہ تعالیٰ) بڑے سننے والے، بڑے دیکھنے والے ہیں ﴿۵۶﴾ البتہ آسمانوں اور زمین کا بنانا لوگوں کو (دوبارہ) بنانے سے زیادہ بڑا کام ہے③؛ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿۵۷﴾ اور اندھا اور دیکھنے والا دونوں برابر نہیں ہو سکتے اور نہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے اور برا کام کرنے والا (یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے) تم لوگ بہت کم دھیان دیتے ہو ﴿۵۸﴾ یقیناً قیامت تو آنے ہی والی ہے، اس میں (کسی طریقے کا بھی) کوئی شک نہیں ہے؛ لیکن اکثر لوگ مانتے نہیں ہیں ﴿۵۹﴾

① یہ بے ایمان لوگ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں؛ اس لیے نبی کی اتباع سے ان کو آڑ اور شرم آتی ہے اور یہ لوگ دوسروں کو اپنا تابع بنانے کی ہوس رکھتے ہیں؛ لیکن یہ بڑائی ان کو نصیب نہیں ہوگی، بہت جلد ہی ذلیل اور رسوا ہوں گے؛ گویا یہ چاہتے تھے کہ نبی کے سامنے جھکنا نہ پڑے؛ لیکن اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے، نبی کے سامنے سراپا اطاعت بننا پڑے گا، اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا پڑے گا، نبی کی شریعت کو تسلیم کرکے رہنا پڑے گا۔

② ابو العالیہ سے مروی ہے کہ جس وقت یہود نے کہا کہ: دجال ہم میں سے ہے، وہ نکلے گا اور زمین پر حکومت کرے گا اور ایسا ایسا کرے گا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ دجال کے فتنے سے پناہ مانگو اور پورے قرآن میں صرف اسی آیت میں دجال کی طرف اشارہ ہے۔ (حاشیہ جلالین، سورۂ غافر)۔

③ جب وہ بڑا کام اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں تو انسان کا پیدا کرنا کیسے مشکل ہوگا؟۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ
سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝۶۰ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ ع ۶
مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝۶۱ ذٰلِكُمُ
اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۶۲ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ
كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝۶۳ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً
وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ

اور تمھارے رب نے کہا کہ: تم مجھ کو پکارو، میں تمھاری دعا کو قبول کروں گا①، یقینی بات ہے کہ جو لوگ میری عبادت② سے تکبر کرتے ہیں③ وہ لوگ عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے④ ﴿۶۰﴾
اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمھارے واسطے رات بنائی ہے؛ تاکہ تم لوگ اس میں سکون حاصل کرو اور دن دیکھنے کے لیے (یا دکھانے والا، یا روشن) بنایا، یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل والے ہیں؛ لیکن اکثر لوگ (نعمتوں کا) شکر ادا نہیں کرتے ﴿۶۱﴾ وہی اللہ تعالیٰ تمھارے رب ہیں، ہر چیز کے پیدا کرنے والے ہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر (ایمان سے) کہاں پھرے جاتے ہو ﴿۶۲﴾
اسی طرح⑤ وہ (پہلے لوگ) بھی الٹے چلا کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے ﴿۶۳﴾
اللہ تعالیٰ (کی ذات) وہ ہے جس نے تمھارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو چھت بنایا اور تمھاری صورت بنائی سو تمھاری بہترین صورت بنائی اور تم کو پاکیزہ چیزوں سے روزی دی،

---

① دعا: لغت میں اس کے معنی آتے ہیں: پکارنے کے، کسی حاجت اور ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ کو پکارنا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کو بھی دعا کہا جاتا ہے۔ ② ہر عبادت دعا ہے اور عبادت کا مغز دعا ہے۔ عبادت کہتے ہیں: کسی کے سامنے آخری درجے کی عاجزی کرنا، خود کو کسی کا محتاج سمجھ کر اس کے سامنے سوال کے لیے ہاتھ پھیلانے کو بھی عاجزی کہا جاتا ہے؛ اسی لیے ہر دعا عبادت ہی ہے اور ہر عبادت دعا ہی ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) منہ پھرا لیتے ہیں۔
④ جب انسان تکبر کی وجہ سے یہ سمجھے کہ میں تو مستغنی ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ایسا سمجھ کر دعا نہ کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب اترتا ہے؛ چوں کہ خود کو مستغنی سمجھنا یہ کفر کی نشانی ہے۔
⑤ یعنی جس طرح یہ لوگ الٹے پھر کر چلے جاتے ہیں اسی طرح۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦٤ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۗ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦٥ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝٦٦ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ
يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى
مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝٦٧

وہ اللہ تعالیٰ تمھارے رب ہیں، سو بڑی برکت والے ہیں① جو تمام عالموں کے رب ہیں ﴿٦٤﴾ وہی (اللہ) زندہ ہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم خالص اس کے لیے بندگی کرتے ہوئے اس کو پکارو، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام عالموں کے رب ہیں ﴿٦٥﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ مجھے اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ جب میرے پاس میرے رب کی طرف سے کھلی ہوئی نشانیاں آچکیں تو پھر میں ان (بتوں) کی عبادت کروں جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارا کرتے ہو② اور مجھ کو تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام عالموں کے رب کا تابع بن کر رہوں③ ﴿٦٦﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے تم لوگوں کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر وہ تم کو بچے کی شکل میں باہر نکالتے ہیں، پھر (زندہ رکھ کر اللہ تعالیٰ تمھاری پرورش کرتے ہیں) تا کہ تم اپنی بھرپور طاقت (جوانی) کو پہنچ جاؤ، پھر تا کہ تم بوڑھے ہو جاؤ، اور تم میں سے کوئی تو وہ ہے جو اس (جوانی اور بڑھاپے) سے پہلے ہی وفات پا جاتا ہے؛ اور تا کہ تم سب ایک مقرر وقت تک پہنچ جاؤ④؛ اور تا کہ تم سمجھ سے کام لو ﴿٦٧﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) بڑی شان والے ہیں۔
② (دوسرا ترجمہ) جب میرے پاس میرے رب کی طرف سے (توحید پر) کھلی کھلی نشانیاں آچکیں تو اب مجھے اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ میں ان بتوں کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارا کرتے ہو۔
③ پورے قرآن میں یہی ایک مقام ہے جہاں تین آیتیں لگاتار "رب العالمین" پر ختم ہو رہی ہے۔
④ ہر ایک کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔

ع ۸ ۱۲

هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۶۸

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝۶۹ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ

وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۷۰ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ

يُسْحَبُوْنَ ۝۷۱ فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝۷۲ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

تُشْرِكُوْنَ ۝۷۳ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَـيْـــًٔا ۭ

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷۴

وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جو زندگی دیتے ہیں اور موت بھی دیتے ہیں، سو جب کسی کام کا فیصلہ کر دیتے ہیں تو اس کو بس اتنا ہی کہہ دیتے ہیں کہ ''ہو جا'' تو وہ کام ہو جاتا ہے ﴿۶۸﴾

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں، کوئی کہاں سے ان کو الٹا پھرا دیتا ہے؟① ﴿۶۹﴾ جن لوگوں نے کتاب (قرآن) کو اور ان چیزوں کو (بھی) جھٹلایا جن (چیزوں) کو ہم نے اپنے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا، سو عنقریب ان کو (اپنا انجام) معلوم ہو جائے گا ﴿۷۰﴾ جب کہ طوقیں اور زنجیریں ان کی گردنوں میں (پڑی ہوئی) ہوں گی (پھر) ان کو گھسیٹتے ہوئے گرم پانی میں پہنچایا جاوے گا ﴿۷۱﴾ پھر ان کو آگ میں ڈال دیا جائے گا ﴿۷۲﴾ پھر ان سے پوچھا جائے گا: کہاں ہیں وہ (تمھارے معبود) جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا شریک مانا کرتے تھے؟ ﴿۷۳﴾ تو وہ (کافر) کہیں گے: وہ سب ہم سے غائب ہو گئے②؛ بلکہ اس سے پہلے ہم کسی چیز کو نہیں پکارتے تھے، اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کر دیتے ہیں③ ﴿۷۴﴾

① (دوسرا ترجمہ) (حق سے) پھر کر کہاں چلے جا رہے ہیں؟

② (۱) وہ ہم سے غائب ہو گئے: جہنم میں کسی کونے میں پڑے ہوں گے؛ لیکن وہ ہم کو نظر نہیں آ رہے ہیں۔
(۲) وہ بت موجود ہیں؛ لیکن جب ان سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا تو وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) غلطی میں پھنسائے رکھتے ہیں ان کافروں کی ضد کی پاداش میں۔

ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْٓا
اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ
اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ

یہ (عذاب) اس لیے ہوگا کہ تم زمین میں ناحق اترایا کرتے تھے① اور اس لیے کہ تم اکڑتے پھرتے تھے②﴿۷۵﴾ تم جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ اس میں رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ، سو تکبر کرنے والوں کا بہت ہی برا ٹھکانہ ہے ﴿۷۶﴾ لہٰذا (اے نبی!) تم صبر کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو (بالکل) سچا ہے، اب جس عذاب سے ہم ان کو ڈرایا کرتے ہیں③ اگر تھوڑا سا اس میں سے ہم تم کو (تمھاری زندگی میں) دکھلا دیں گے یا ہم تم کو (دنیا سے) اٹھالیویں، سو وہ لوگ ہمارے پاس واپس لائے جائیں گے ﴿۷۷﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلے بہت سارے رسول بھیجے، ان میں سے کچھ (پیغمبر) تو وہ ہیں جن کے واقعات ہم نے تمھارے سامنے بیان کر دیے اور ان میں سے بعض وہ ہیں کہ تمھارے سامنے ہم نے ان کے واقعات بیان نہیں کیے

---

① اللہ تعالیٰ کو بھول کر ناحق لذت حاصل کرنا۔ فرح کے معنی آتے ہیں: خوشی، اور مرح کے معنی آتے ہیں: اترانا۔

(۱) اللہ تعالیٰ مال، عزت، دولت اور عہدہ دے تو اس کی وجہ سے انسان فخر اور غرور میں پڑ جاوے اور دوسروں کے حق میں زیادتی اور ظلم کرنے لگے یہ مرح ہے اور حرام ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ مال، عزت، دولت اور عہدہ دے تو آدمی مال و دولت کے نشے میں اللہ تعالیٰ کو بھول جاوے، اور گناہ سے مزہ حاصل کرے اور اس گناہ سے خوشی ظاہر کرے، یہ بھی حرام اور ناجائز ہے اور اسی کو قرآن نے فرمایا: لاتفرح ان اللّٰه لا یحب الفرحین۔

(۳) اللہ تعالیٰ مال و دولت، عزت، تندرستی دے تو اس کو اللہ تعالیٰ کا انعام اور فضل و کرم سمجھے اور اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر خوشی ظاہر کرے، اور اس کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق استعمال کرے، اس کا تو حکم دیا گیا: فبذلك فليفرحوا۔

② مال و دولت پر فخر و غرور کر کے حقوق میں تعدی کرنا۔

③ (دوسرا ترجمہ) جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کیا کرتے ہیں۔

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ
هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا ع۱۲
تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى
الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي
الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ
قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور کسی رسول کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کوئی نشانی (خود) لے آوے①؛ مگر اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے (معجزہ آسکتا ہے) سوجب اللہ تعالیٰ کا (دنیا یا آخرت میں عذاب کا) حکم آوے گا تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیا جاوے گا اور جھوٹے لوگ اس وقت نقصان میں پڑجاویں گے② ﴿۷۸﴾

اللہ تعالیٰ وہ ہے جنھوں نے تمھارے لیے چوپائے بنائے؛ تاکہ ان میں سے بعض پر تم سواری کرو اور ان میں سے بعضوں کو تم کھاتے ہو ﴿۷۹﴾ اور تمھارے لیے ان (جانوروں) میں بہت سارے (دوسرے) فائدے ہیں اور ان (جانوروں) کا مقصد یہ بھی ہے کہ تم ان پر (سوار ہوکر) تمھارے دلوں میں (کہیں جانے کی) حاجت ہو تو تم اس تک پہنچ سکو اور ان (جانوروں) پر اور کشتی پر اٹھا کر کے تم کو لے جایا جاتا ہے ﴿۸۰﴾ اور وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو (اپنی) نشانیاں دکھلاتے رہتے ہیں، سو اللہ تعالیٰ کی کون کون سی نشانیوں کا تم انکار کروگے؟ ﴿۸۱﴾ کیا بھلا انھوں نے زمین میں چل پھر کر کے دیکھا نہیں کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا، جو (تعداد میں) ان (مکہ والوں) سے زیادہ تھے اور طاقت میں بھی (ان سے) زیادہ مضبوط تھے اور زمین پر جو نشانیاں (عمارت وغیرہ کی چھوڑ گئے ہیں) اس میں بھی (زیادہ تھے) کہ جو کمائی وہ کمایا کرتے تھے وہ ان کو کچھ بھی کام نہیں آئی ﴿۸۲﴾

① (ترجمہ کی دوسری تعبیر) کسی پیغمبر کو یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لے آوے۔

② (دوسرا ترجمہ) آیا۔ ہوگیا۔ پڑگئے (یعنی تینوں جگہ ماضی کا ترجمہ بھی ہوسکتا ہے)۔ اس آیت میں پہلے ہے "قضی بالحق" اور حق کے مقابلے میں باطل ہوتا ہے؛ اس لیے فرمایا: "وخسر ھنالک المبطلون"۔ آخری آیت میں "فلم یک ینفعھم ایمانھم" اور ایمان کے مقابلے میں کفر ہے؛ اس لیے وہاں ہے: "وخسر ھنالک الکافرون"۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا
كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ۝۸۳ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ
مُشْرِكِیْنَ۝۸۴ فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ
خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ۝۸۵ ع

سوجب ان کے پاس ان کے رسول کھلی ہوئی نشانیوں کو لے کر پہنچے تو ان کے پاس جو (دنیوی) علم تھا① اس پر وہ اترانے لگے، اور جس (عذاب) کا وہ مزاق اڑاتے تھے اس (عذاب) نے (آکر) ان کو گھیر لیا ﴿۸۳﴾ سوجب انھوں نے (جب) ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تب کہنے لگے کہ: ہم تو ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور اس کے ساتھ جو شرک ہم کرتے تھے اس کا ہم نے انکار کر دیا ﴿۸۴﴾ سوجب انھوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تب ان کو ان کا ایمان نفع نہیں پہنچا سکتا تھا② اللہ تعالیٰ کا یہی معمول ہے جو اس کے بندوں میں (پہلے سے) ہوتا ہوا چلا آیا ہے اور کافر لوگوں نے اس وقت سخت نقصان اٹھایا ﴿۸۵﴾

---

① دنیوی معاش کو اصلی سمجھنا اور معاشی علوم کو اصلی سمجھ کر اس پر اترانے لگے۔

آج دنیا میں بہت سے لوگوں کے پاس معاش (دنیا کی راحت، دنیا کمانے) کا علم (ایجوکیشن) آجاتا ہے تو اس کی بنیاد پر شریعت اور قرآن، حدیث کے علوم کو حقیر سمجھتے ہیں، اس کا مذاق اڑاتے ہیں، یہ بہت بڑی غلطی اور نادانی ہے، دنیا کے جتنے بھی علوم (ایجوکیشن، تعلیم) ہیں ان کا تعلق دنیا کی تجارت اور صنعت کے ساتھ ہے، اور دنیا چھوٹی اور فانی ہے، جب کہ قرآن وحدیث اور شریعت کے علم کا تعلق آخرت سے ہے، اور وہ ہمیشہ فائدہ دینے والا ہے: اس لیے کبھی بھی شریعت اور قرآن وحدیث کے علم کو حقیر مت سمجھو اور اس کے سکھانے والے علما اور حفاظ کا اکرام اور عزت کرو۔

② وہ اضطراری حالت کا ایمان تھا۔

سُوْرَةُ فُصِّلَت

(مكية)

سورۂ فصلت

یہ سورت مکی ہے، اس میں چون (۵۴) آیتیں ہیں۔ سورۂ غافر کے بعد اور سورۂ زخرف سے پہلے اکسٹھ (۶۱) نمبر پر نازل ہوئی۔

فصلت: لغت میں معنیٰ آتا ہے: کھول کر بیان کردی گئی، وضاحت کردی گئی۔ اس سورت میں قرآن کے بارے میں آیا ہے کہ اس کی آیات صاف صاف بیان کی گئی ہیں۔

اس کا ایک نام "سورۂ مصابیح" بھی ہے۔ اس سورت کی ایک آیت میں آسمان کے جگمگانے والے ستاروں کو مصابیح کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس کو "سورۂ حم سجدہ" بھی کہتے ہیں۔ اس میں ایک سجدہ کی آیت ہے۔

اٰيَاتُهَا ۵۴	(۴۱) سُوْرَةُ فُصِّلَت مَكِّيَّةٌ (۶۱)	رُكُوْعَاتُهَا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

حٰمٓ ۝١ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٢ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ
يَّعْلَمُوْنَ ۝٣ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝٤ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا
فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا
عٰمِلُوْنَ ۝٥

الثلثة

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

حم ﴿۱﴾ یہ (قرآن) اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے اتارا گیا ہے جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۲﴾ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں جدا جدا کی گئی ہیں[۱] (یعنی یہ) قرآن عربی زبان میں (ہے) جو قوم سمجھتی ہے اس کے واسطے ﴿۳﴾ (یہ قرآن تو) خوش خبری سناتا ہے اور ڈراتا ہے، سو ان میں سے اکثر لوگ دھیان نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ لوگ سنتے نہیں ہیں ﴿۴﴾ اور وہ (کافر) کہنے لگے کہ: جس (توحید) کی طرف تم ہم کو بلا رہے ہو اس سے ہمارے دل غلافوں میں (لپٹے ہوئے) ہیں[۲] اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ (لگی) ہے[۳] اور ہمارے اور تمھارے درمیان میں ایک پردہ ہے، سو تم (تمھارا) کام کرو، ہم اپنا کام کرتے رہیں گے ﴿۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) صاف صاف بیان کی گئی ہیں (تیسرا ترجمہ) اس کی آیتیں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔

② (۱) ہمارے اور تمھارے درمیان دشمنی اور عداوت کا ایک پردہ ہے جو ایک کو دوسرے سے ملنے نہیں دیتا۔
(۲) ہمارے اور تمھارے درمیان دین کا اختلاف ہے جس کی وجہ سے ہم تمھارے ساتھ جڑ نہیں سکتے۔

③ یعنی بہرے ہو گئے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ

وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ ع ۱۵

قُلْ اَىِٕنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ

رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(اے نبی!) تم کہہ دو: میں تو تمھارے جیسا ایک بشر ہی ہوں①، میری طرف وحی آتی ہے یہ کہ تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے؛ لہٰذا تم اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف (عبادت میں) اپنا رخ سیدھا رکھو② اور اس (اللہ تعالیٰ) سے معافی مانگو اور ایسے مشرکوں کے لیے بڑی بربادی ہے ﴿۶﴾ جو زکوۃ نہیں دیتے③ اور وہ آخرت کا (بھی) انکار کرتے ہیں ﴿۷﴾ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان کے لیے ایسا ثواب ہے جو کبھی موقوف ہونے والا نہیں ہے④ ﴿۸﴾

(اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو: کیا تم لوگ اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور تم لوگ اس (اللہ تعالیٰ) کے لیے دوسروں کو برابر (شریک) بناتے ہو، وہ (اللہ تعالیٰ) تو تمام عالموں کے رب ہیں ﴿۹﴾

---

① (۱) اللہ نے نبی ﷺ کو تواضع کی تعلیم دی۔ (۲) میں خدا نہیں ہوں کہ زبردستی تمھارے دلوں کو ایمان کی طرف پھرا دوں۔ (۳) میں کوئی فرشتہ بھی نہیں ہوں جیسا کہ تم چاہتے تھے کہ نبی فرشتہ ہونا چاہیے۔ (۴) انسان سے ہٹ کر کوئی دوسری مخلوق بھی نہیں ہوں، ہاں! یہ بڑی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخری اور کامل وحی لے کر مجھے تمھاری طرف بھیجا ہے۔

② اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کر کے چلو، اللہ تعالیٰ کے راستے سے ذرا بھی ادھر ادھر قدم نہ ہٹاؤ، پہلے اگر ٹیڑھے اور ترچھے چلتے تھے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو۔

③ جو آدمی آخرت پر ایمان نہیں رکھے گا وہ غریبوں کی مدد بھی نہیں کرے گا۔ بعض حضرات نے زکوۃ سے کلمۂ طیبہ مراد لیا ہے؛ اس لیے کہ ایمان کے اقرار سے انسان گندے عقیدوں اور برے اعمال سے پاک ہوتا ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ: یہ کافروں کے بارے میں ہے وہ اپنے مسلمان رشتے داروں کی مالی امداد نہیں کرتے تھے۔

④ تندرستی کے دور میں جو نفل اعمال پابندی سے کرو، اگر بیماری و سفر میں نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔

وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ
سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝۱۰ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا
طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝۱۱ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى
فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ
الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۱۲

اور اس (اللہ تعالیٰ) نے (تمھارے لیے) اس (زمین) میں اس پر جمے ہوئے پہاڑ قائم کر دیے اور اس (زمین) میں برکت رکھی اور اس میں اس (زمین پر رہنے والے جانوروں) کی خوراک ایک خاص مقدار میں رکھ دی① (یہ) سب کچھ چار دن میں (ہوا)② سوال پوچھنے والوں کے لیے③ برابر (یعنی پورا جواب) ہو گیا ﴿۱۰﴾ پھر اس (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) نے آسمان کی طرف توجہ کی④، اور (اس وقت) وہ دھواں تھا تو اس (آسمان) کو اور زمین کو کہا کہ: تم دونوں خوشی سے یا زبردستی سے آ جاؤ⑤ تو (آسمان زمین) دونوں کہنے لگے: ہم دونوں خوشی خوشی آ گئے⑥ ﴿۱۱﴾ پھر اس نے ان کو دو دن میں سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں ان کے مناسب حکم بھیجا⑦ اور ہم نے قریب والے آسمان کو چراغوں (یعنی ستاروں) سے سجایا اور (ہم نے آسمان کو) محفوظ بھی کر دیا، یہ بڑے زبردست، بڑے جاننے والے (اللہ تعالیٰ) کا مقرر کیا ہوا نظام ہے ﴿۱۲﴾

① مضاف محذوف ہے: یعنی اقوات اھلھا: یعنی زمین پر رہنے والوں کی ضروریات۔ اقوات: قوت کی جمع ہے، جس کے معنی روزی کے ہے، اس میں عام ضروریاتِ انسانی بھی مراد ہے۔

② یوم سے مراد ہے: یوم کی مقدار؛ چوں کہ آسمان وزمین کے پیدا ہونے سے پہلے سورج اور چاند کا تصور نہیں ہو سکتا: اس لیے لامحالہ اس کی مقدار مراد ہے۔

③ سائلین کا ایک معنیٰ: طالبین اور محتاجین: زمین میں اللہ تعالیٰ نے جو الگ الگ قسم کی ضروریات پیدا فرمائی ہے یہ ان لوگوں کے فائدے کے لیے ہیں جو اس کے محتاج ہیں؛ چوں کہ جو محتاج ہوتا ہے عادتاً وہی سوال کیا کرتا ہے: اس لیے ان محتاجوں اور ضرورت مندوں کو "سائلین" کے لفظ سے آیت میں تعبیر کیا گیا، اور قرآن کی دوسری آیت من کل ماسألتموہ سے بھی یہی مفہوم نکلتا ہے کہ حاجت مندوں کی ضروریات اللہ تعالیٰ نے خود پوری فرمائی، سوال کرنا شرط نہیں ہے۔

④ایک قول "ثم" اس جگہ زمانے کی تاخیر بتلانے کے لیے نہیں ہے؛ بلکہ زمین وآسمان کی تخلیق میں تفاوت کو ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ پہلے آسمان پیدا ہوا یا زمین؟ اس سلسلے میں تین مسلک ہیں:

(۱) پہلے اللہ تعالیٰ نے زمین اور زمین کی چیزوں کو پیدا فرمایا "فسوھن سبع سموت" یہ دلیل ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ: پہلے آسمان کو پیدا فرمایا اور بعد میں زمین کو، دلیل یہ کہ "والارض بعد ذلك دحاها"۔

(۳) حضرت تھانویؒ نے دونوں کے درمیان شاندار تطبیق بیان فرمائی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سب سے پہلے زمین کا مادہ بنایا، اور ابھی جو موجودہ شکل ہے وہ نہیں بنائی، پھر آسمان کا مادہ بنایا جو دھویں کی شکل میں تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے زمین کو موجودہ شکل عطا فرمائی، اس میں پہاڑ اور درخت پیدا فرمائے، پھر آسمان کی دخانی، سیالی مادے میں سے سات آسمان بنائے۔

⑤ائتیا طوعا او کرھا:

(۱) مجازی معنی مراد ہے؛ یعنی زمین وآسمان اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہر کام کے لیے ہر وقت تیار ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کے اندر اپنا خطاب سمجھنے کا شعور اور سمجھ پیدا فرمادی اور جواب دینے کی گویائی اور طاقت بھی عطا فرمادی؛ اسی لیے جب زمین کو حکم دیا تو سب سے پہلے اِس وقت جہاں کعبہ ہے اس زمین نے سب سے پہلے جواب دیا، اور آسمان میں جہاں بیتِ معمور ہے اس ٹکرے نے جواب دیا کہ: اللہ تعالیٰ ہم آپ کا حکم پورا کرنے کے لیے خوشی خوشی تیار ہے۔

دوسرا مطلب یہ کہ: اے زمین اور آسمان! میں نے تمھارے اندر اپنے بندوں کے فائدے کے لیے جو چیزیں پیدا فرمائی ہے، اس کو ظاہر کرو تو آسمان نے چاند، سورج، ستارے ظاہر کیے، اور زمین نے دریا، درخت، پھل وغیرہ کو ظاہر کیا۔

⑥اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ زمین اور آسمان اللہ تعالیٰ کے تابع ہیں اور ہر کام کے لیے تیار ہیں اور بعض حضرات نے اس کو حقیقت پر محمول کیا ہے۔

⑦ہر آسمان کے اندر جو مخلوق ہیں؛ چاہے وہ مخلوق فرشتے ہوں یا دریا ہوں یا پہاڑ، اللہ تعالیٰ نے ان کو اوامر بھی دیے اور نواہی بھی، اور ہر جگہ کون کونسی مخلوق بستی ہے اور ان کا کیا اسلوب اور ڈھنگ ہے؟ وہ سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے، اس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ
الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا
لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ
بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ
مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

سو اگر وہ لوگ منہ پھرائیں① تو تم (ان کو ایسا) کہہ دو کہ: میں تم کو (سخت) ہولناک عذاب سے ڈراتا ہوں جیسا ہولناک عذاب قومِ عاد اور ثمود پر اترا تھا ﴿۱۳﴾ جب ان کے پاس پیغمبران کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے② آئے، یہ کہ تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، تو وہ (قوم) کے لوگ کہنے لگے: اگر ہمارے رب چاہتے تو (رسول بنا کر) فرشتوں ہی کو اتار دیتے، سو ہم تو جس (توحید) کو دے کر تم کو بھیجا گیا ہے اس کا انکار کرتے ہیں ﴿۱۴﴾ سو بہر حال قومِ عاد کے لوگوں نے تو زمین میں ناحق تکبر کیا اور وہ لوگ کہنے لگے: کون ہم سے زیادہ طاقت والا ہے؟ بھلا کیا ان کو یہ بات معلوم نہیں جس اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا وہ طاقت میں ان سے بھی زیادہ ہیں اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے ﴿۱۵﴾

① یعنی بات نہ مانیں۔
② (۱) نبی ہر طرف سے پہنچے اور ان کو ہدایت دینے کی کوشش کی۔
(۲) ماضی اور مستقبل کی باتیں سمجھائی۔
(۳) ہر جہت اور ہر پہلو سے نصیحت کی اور سمجھایا، جیسے کوئی شخص اپنے کسی خاص چہیتے کی اولاد کو یا اپنے کسی عزیز کو کسی مصیبت اور ہلاکت کی طرف جاتے ہوئے دیکھتا ہے، تو کبھی آگے سے روکتا ہے، کبھی پیچھے سے روکتا ہے، ہر طرف سے روکنے کی کوشش کرتا ہے، اسی طرح نبیوں نے ان کو ہر طرف سے سمجھا کر ہدایت پر لانے کی کوشش کی، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے: ثم لاتینھم من بین ایدیھم الخ۔
یہ شیطان کے بارے میں ہے، تو نبیوں نے بھی ہر طرف سے جان توڑ محنت کر کے لوگوں کو ایمان اور ہدایت پر لانے کی انتہائی درجے کی کوشش کی۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ

الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٦﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ

فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا

ع ١٢ يَكْسِبُوْنَ ﴿١٧﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿١٨﴾

سو ہم نے منحوس (یعنی مصیبت کے) دنوں میں① سخت تیز ہوا (یعنی آندھی②) ان پر بھیجی؛ تاکہ ہم ان کو دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب چکھائیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ رسوا کرنے والا ہے اور (عذاب کے وقت) ان لوگوں کی (کوئی) مدد نہیں کی جائے گی ﴿١٦﴾ اور بہر حال قوم ثمود تو ہم نے ان کو (رسول کے ذریعہ) سیدھا راستہ دکھایا تھا تو انھوں نے ہدایت کے مقابلے میں اندھا رہنے کو پسند کیا، تو انھوں نے جو (بری) کمائی کر رکھی تھی اس کے بدلے میں ذلتی کے عذاب کے کڑاکے نے ان کو پکڑ لیا③ ﴿١٧﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور وہ ڈرتے رہتے تھے ان کو ہم نے بچا لیا ﴿١٨﴾

---

① ان کے برے اعمال کی وجہ سے وہ دن منحوس کہے گئے ورنہ حقیقت میں کوئی دن منحوس نہیں ہوا کرتا۔
"نحسات" کے مختلف معانی ہیں: (۱) متواتر، پے در پے (۲) سخت (۳) گرد و غبار (۴) منحوس۔
② ریحا: طاقتور قوم کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا جیسی کمزور چیز کے ذریعے ہلاک کر دیا۔
صرصرا: سخت گرمی یا ہلاک کرنے والی ٹھنڈی جس میں چمڑی سکڑ جاوے، سخت قسم کے آواز کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے؛ گویا کہ ان لوگوں پر سخت اور بھیانک قسم کی آواز مسلط کی گئی۔
③ یعنی برے اعمال کی وجہ سے ذلت کے عذاب کی آفت نے ان کو پکڑ لیا۔ صاعقة العذاب: صاعقة کے اصل معنی ہے: بے ہوش اور مدہوش کرنے والی چیز؛ اسی لیے گرنے والی بجلی کو بھی صاعقہ کہتے ہیں، اچانک آنے والی مصیبت اور آفت کو بھی صاعقہ کہتے ہیں، اور قوم عاد پر ہوا کا جو طوفان آیا وہ بھی اسی کا ایک حصہ تھا۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ۝۱۹ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ
عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝۲۰ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ
شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ
وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۝۲۱ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ
اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ۝۲۲
وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ۝۲۳

اور جس دن اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو جمع کر کے آگ کی طرف لے جایا جاوے گا، پھر ان کی ٹولیاں بنائی جائیں گی① ﴿۱۹﴾ یہاں تک کہ جب وہ لوگ (جمع ہو کر) اس (آگ) کے قریب پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے ان کے خلاف جو کام وہ لوگ کرتے تھے اس کی گواہی دیں گے ﴿۲۰﴾ اور وہ (دشمن) اپنی کھالوں (یعنی اعضا) سے کہیں گے کہ: تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ تو وہ (کھالیں) کہیں گی کہ: ہم کو تو اس اللہ تعالیٰ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو بلوایا اور اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف تم کو واپس لے جایا جائے گا ﴿۲۱﴾ اور تم لوگ (گناہ کرتے وقت) اس بات سے تو (کسی طرح) چھپ (یعنی بچ) ہی نہیں سکتے تھے② کہ تمھارے کان اور تمھاری آنکھیں اور تمھارے چمڑے③ تمھارے خلاف گواہی دیں گے؛ لیکن تم نے تو یہ سمجھ رکھا تھا کہ تمھارے بہت سارے اعمال کی اللہ تعالیٰ کو خبر ہی نہیں ہے ﴿۲۲﴾ اور اپنے رب کے بارے میں تمھارا یہی تو خیال تھا جو تم رکھتے تھے جس نے تم کو برباد کر دیا جس کے نتیجے میں تم لوگ نقصان میں پڑ کر رہ گئے ﴿۲۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) پھر ان کو روک دیا جائے گا (تیسرا) ان لوگوں کو دھکیل دیا جائے گا۔

② دوسرا ترجمہ: کیا تم ڈرتے نہیں تھے، ایک ترجمہ: تم چھپا نہیں سکتے تھے۔

③ یعنی دوسرے اعضا۔

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۝۲۴
وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ
الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۲۵ ع
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝۲۶
فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲۷
ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝۲۸

سواب (ان کی حالت ایسی ہے کہ) اگر وہ صبر بھی کریں تو بھی آگ ان کے لیے ٹھکانہ ہوگی اور اگر وہ عذر بھی کرنا چاہیں تو ان کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا① ﴿۲۴﴾ اور ہم نے (دنیا میں) ان (کافروں) کے لیے کچھ (ایسے شیطان) ساتھی مقرر کردیے تھے کہ جنھوں نے ان کے آگے اور ان کے پیچھے کے (برے) کاموں کو ان کی نگاہ میں مزین کر کے دکھلایا تھا اور (دوسرے) جنات اور انسان میں سے جو فرقے ان سے پہلے گذر گئے ان کے ساتھ (اللہ تعالیٰ کے) عذاب کی بات ان پر سچی ہو کر رہی کہ یقیناً وہ سب نقصان میں پڑنے والے ہوگئے ﴿۲۵﴾

اور کافر (ایک دوسرے سے یہ) کہتے ہیں: اس قرآن کو مت سنو اور اس (کے پڑھنے کے درمیان) میں بک بک کردیا کرو②؛ تاکہ تم لوگ غالب آجاؤ③ ﴿۲۶﴾ تو ہم کافروں کو ضرور سخت عذاب چکھائیں گے اور برے سے برے کام جو وہ کرتے تھے ہم اس کا بدلہ ان کو ضرور دیں گے ﴿۲۷﴾ یہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی سزا آگ ہے، ان کے لیے اس میں ہمیشہ رہنے کا ٹھکانہ ہوگا، وہ جو ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے یہ اس کی سزا ہے ﴿۲۸﴾

① وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا: "عَتَب" کا ایک معنی آتا ہے: جو حالت خود کو پسند ہو اس کی طرف لوٹنا؛ اسی لیے دوسرا ترجمہ ہوگا: اگر وہ رب کو راضی کرنا چاہیں گے تو وہ قیامت کے دن راضی نہیں کرسکیں گے، دنیا میں بلا اور مصیبت دو طریقے سے دور ہوتی ہے: (۱) صبر کرنے سے (۲) خوشامد کرنے سے، آخرت میں ایسا نہیں ہوگا کہ کسی طرح مصیبت ٹل جائے۔

② (دوسرا ترجمہ) شور وغل کردیا کرو ③ اور پیغمبر ہار کر چپ ہوجاوے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ

اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ۝۲۹ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ

تُوْعَدُوْنَ۝۳۰ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ

اور کافر لوگ کہیں گے: اے ہمارے رب! جنات اور انسانوں میں سے جنھوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا①، وہ دونوں تو ہم کو دکھلا دے تو ہم ان دونوں کو اپنے قدموں کے نیچے ایسا ڈال دیویں کہ وہ سب سے نیچے (یعنی ذلیل) ہو جاویں ﴿۲۹﴾ یقیناً جن لوگوں نے اقرار کیا کہ: ہمارے رب تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں②، پھر وہ (اس پر) جم گئے تو ان پر فرشتے اترتے ہیں③ (اور یہ کہتے ہیں) کہ تم خوف مت کرو اور تم غمگین مت ہوؤ اور تم اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم لوگوں سے وعدہ کیا گیا تھا ﴿۳۰﴾ ہم دنیا کی زندگی میں تمھارے دوست④ تھے⑤ اور آخرت میں بھی رہیں گے⑥

---

① گمراہ کرنے والے سے مراد: (۱) بہت سارے انسان اور جنات (۲) ابلیس۔

② دل سے یقین کر کے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانا یہ اصل ایمان ہوا۔ استقامت یہ نیک اعمال ہے تو گویا کہ اللہ تعالیٰ پر یقین اور نیک اعمال دونوں مل کر انسان کو آگے والی بشارت ہے۔

استقامت: (۱) توحید پر قائم رہنا، توحید کو نہ چھوڑنا (۲) شرک سے بچنا، کسی طرح کے دباؤ میں آکر شرک کا ارتکاب نہ کرنا (۳) اخلاص سے عمل کرنا (۴) تمام حرام اور مکروہات سے بچنا (۵) فرائض کو ادا کرنا (۶) تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور معصیت سے بچنا (۷) شہرت کی طلب اور دکھاوا نہ کرنا؛ گویا کہ استقامت نفس کی فنائیت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی (۸) اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت حاصل کرنا۔

③ یعنی موت کے وقت پھر قبر میں پھر قیامت کے میدان میں۔

④ اللہ تعالیٰ کا ولی ہونا اور اللہ تعالیٰ کی محبت دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان انعام ہے۔

⑤ (۱) ملائکہ دنیوی زندگی میں نیکی کا الہام کرتے ہیں اور تکلیف کے وقت سکون کا الہام کرتے ہیں، یہ فرشتوں کی مبارک صحبت کا اثر ہے (۲) موت کے وقت فرشتے آتے ہیں (۳) قبر میں بھی آتے ہیں (۴) آخرت میں بھی علی الاعلان ساتھ ہوں گے۔

⑥ بعض کہتے ہیں کہ: یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ: یہ فرشتوں کا مقولہ ہے، فرشتے ان کے دلوں میں الہام کرتے ہیں، اور ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کو فرشتے سامنے آکر بھی یہ بات کہتے ہوں۔

ع ۱۸

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝۳۱ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝۳۲
وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۳۳ وَلَا
تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ
عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝۳۴ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ۝۳۵ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ۝۳۶ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ

اورتم کواس (جنت) میں وہ تمام چیزیں ملیں گی جو تمھارا جی چاہے گا اور جو چیز تم وہاں منگوانا چاہو گے وہ بھی تم کو ملے گی ﴿۳۱﴾ یہ میزبانی ہے، بہت زیادہ معاف کرنے والے، بہت زیادہ رحم کرنے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے ﴿۳۲﴾

اور اس آدمی سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیوے① اور نیک کام کرے② اور کہے کہ: یقیناً میں تو مسلمانوں میں سے ہوں ﴿۳۳﴾ اور نیکی اور برائی دونوں برابر نہیں ہوسکتی، تم (برائی کا) جواب ایسے طریقے سے دیا کرو جو بہت اچھا ہو، جس کی وجہ سے تمھارے اور جس آدمی کے درمیان دشمنی تھی وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا ہوجائے گا جیسے جگری (ہمدردی کرنے والا) دوست ہو ﴿۳۴﴾ یہ بات صرف صبر کرنے والے (مستقل مزاج) کو ہی ملتی ہے اور یہ بات بڑی قسمت والے ہی کو ملتی ہے ﴿۳۵﴾ اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ تم کو آنے لگے③ تو تم (فوراً) اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو④ یقیناً وہی (اللہ تعالیٰ) بہت زیادہ سننے والے، بہت زیادہ جاننے والے ہیں ﴿۳۶﴾ اور (اللہ تعالیٰ کی قدرت) کی نشانیوں میں سے رات ہے⑤ اور دن ہے اور سورج ہے اور چاند ہے،

---

① اس میں اذان بھی شامل ہے۔② اذان اور اقامت کے درمیان نفل پڑھنا بھی اس میں شامل ہے اور اس وقت دعا بھی قبول ہوتی ہے۔③ (دوسرا ترجمہ) کوئی کچوکا لگے۔
④ یعنی عام طور پر شیطانی اثر سے انسان غصہ ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے غصے سے حفاظت چاہے۔
⑤ آیت میں رات مقدم ہے، قمری نظام میں رات پہلے دن بعد میں ہوتا ہے۔

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ
تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ
لَا یَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ
اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ
الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ
اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۴۰﴾

تم لوگ نہ سورج کو اور نہ چاند کو سجدہ کرو اور تم اس اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرو جنھوں نے ان سب (نشانیوں) کو پیدا کیا اگر تم کو (حقیقت میں) اسی (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کرنا ہو تو① ﴿۳۷﴾ پھر بھی اگر وہ لوگ تکبر کریں② تو جو (فرشتے) تمھارے رب کے پاس ہیں وہ اس (اللہ تعالیٰ) کی رات اور دن تسبیح کرتے ہیں اور وہ (فرشتے ذرا) تھکتے (یعنی اکتاتے) نہیں ہیں ﴿۳۸﴾ اور اس (اللہ کی قدرت) کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم زمین کو دیکھتے ہو کہ وہ تو مرجھائی پڑی ہوئی ہے③، سو جب ہم نے اس (زمین) پر پانی اتارا تو وہ تروتازہ ہوگئی اور بڑھ گئی، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) جنھوں نے اس (زمین) کو زندہ کردیا وہی مردوں کو زندہ کرکے رہیں گے، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) تمام چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں ﴿۳۹﴾ یقیناً جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں ٹیڑھے چلتے ہیں④ وہ ہم سے چھپ نہیں سکتے، کیا بھلا جس شخص کو آگ میں ڈال دیا جائے وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن امن کے ساتھ آئے گا⑤، تم لوگ جو چاہے کرتے رہو⑥ یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) جو کام تم لوگ کرتے ہو اس کو پوری طرح دیکھتے ہیں ﴿۴۰﴾

---

① مخلوق چاہے کتنی ہی عظیم ہو وہ مستحق عبادت نہیں ہو سکتی۔ ② (دوسرا ترجمہ) کرتے رہیں۔
③ پوری انسانیت اسی زمین سے پیدا کی گئی، اس کے باوجود وہ مرجھائی ہوئی ہے۔ ④ یعنی آیتوں پر ایمان اور استقامت کے بجائے یہ لوگ تکذیب کرتے ہیں، اسی طرح آیت کے معانی قرآن وسنت کے نصوص اور جمہور امت کے خلاف گھڑے۔ ⑤ یعنی بغیر کسی خوف اور خطرے کے جنت میں۔ ⑥ یہ اختیار نہیں دیا جارہا ہے؛ بلکہ تنبیہ کی جارہی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾

یقیناً جن لوگوں نے نصیحت (یعنی قرآن کو ماننے) سے انکار کردیا جب کہ وہ (نصیحت) ان کے پاس آچکی تھی اور یقیناً وہ تو ایک بڑی عزت والی کتاب ہے① ﴿۴۱﴾ باطل جس تک پہنچ نہیں سکتا آگے سے بھی نہیں② اور پیچھے سے بھی نہیں یہ (قرآن) اس ذات کی طرف سے اتارا جارہا ہے جو بڑے حکمت والے ہیں، تمام تعریف کے مالک ہیں ﴿۴۲﴾ (اے نبی!) یہ جو باتیں تم کو کہی جارہی ہیں یہ سب وہی (باتیں) ہیں جو تم سے پہلے نبیوں کو کہی گئی تھیں③، یقیناً تمھارے رب تو بڑے مغفرت (کرنے) والے اور دردناک سزا (دینے) والے ہیں ﴿۴۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) بڑی نادر کتاب ہے (تیسرا ترجمہ) بڑی بے نظیر کتاب ہے (چوتھا ترجمہ) بڑی وقعت والی کتاب ہے۔

② (۱) من بین یدیہ: یعنی کمی نہیں ہوسکتی اور من خلفہ: زیادتی نہیں ہوسکتی؛ یعنی قرآن میں کوئی کمی زیادتی نہیں کرسکتا۔

(۲) پچھلی آسمانی کتابوں سے اس قرآن کی تکذیب نہیں ہوتی اور اس کے بعد کوئی ایسی کتاب آنے والی نہیں ہے جو قرآن کو باطل یا منسوخ قرار دیوے۔

(۳) من بین یدیہ: اہلِ باطل کھلم کھلا بھی قرآن میں کوئی کمی بیشی نہیں کرسکتے، اور من خلفہ: اہلِ باطل چھپ چھپ کر بھی کوئی کمی بیشی نہیں کرسکتے، کوئی تحریف نہیں کرسکتے: جیسے کوئی آدمی ظاہر میں ایمان کا دعویٰ کرے اور چھپ کر باطل تاویلات کے ذریعے قرآن کے معنی میں تحریف کرے، یہ کوئی نہیں کرسکتا، کرے تو چل نہیں سکتی، حاصل یہ کہ قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے ذمّے داری لی ہے۔

(۴) تمام جانب مراد ہے۔

(۵) باطل کا ایک مطلب ہے: شیطان؛ چاہے انسان میں سے ہو یا جنات میں سے؛ یعنی ہر طرح کے شیطان قرآن میں کسی طرح کی گڑبڑی نہیں کرسکتے۔

(۶) باطل کا ایک مطلب ہے: غیر واقعی بات، قرآن کی ہر بات واقعی ہے، حقیقت ہے، سچائی سے لبریز ہے۔

③ تسلی اور حوصلہ افزائی کا مضمون ہے، ہر داعی کو برے القاب سے نوازنے والے ہوتے ہیں ان سے گھبرا کر اپنا کام نہ چھوڑیں۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ
اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ ع ۱۲ / ۱۹
وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ
عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

اور اگر ہم اس (قرآن) کو (عربی زبان کے بجائے) عجمی قرآن میں بناتے تو یہ (کافر) لوگ ضرور (یوں) کہتے کہ: اس کی آیتیں صاف صاف کیوں بیان نہیں کی گئی؟ یہ کیسی بات ہے کہ قرآن عجمی اور نبی عربی؟ تو تم کہہ دو کہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے لیے یہ (قرآن) ہدایت اور شفا ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لائے ہیں ان کے کانوں میں تو ڈاٹ (لگ گئی) ہے اور وہ (قرآن) ان کے لیے اندھیرے (میں بھٹکنے) کا سامان ہے، یہ لوگ ایسے ہیں جو کسی دور کی جگہ سے پکارے جا رہے ہیں ① ﴿۴۴﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی تھی تو اس (کتاب) میں اختلاف ہو گیا ② اور اگر تمھارے رب کی طرف سے ایک بات پہلے طے نہ ہو چکی ہوتی ③ تو ان کے درمیان میں (آخری) فیصلہ ہو چکا ہوتا، اور یقیناً وہ لوگ اس (قرآن) کے بارے میں ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں جو ان کو چین نہیں لینے دیتا ہے ﴿۴۵﴾ جو آدمی نیک کام کرے تو (وہ) اپنے فائدے کے لیے (کرتا) ہے اور جس آدمی نے برائی کی تو اس (کی برائی) کا وبال اسی پر پڑے گا اور تمھارے رب بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والے نہیں ہیں ④ ﴿۴۶﴾

① کوئی آدمی دور سے پکارتا ہو تو بات تو سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا کہنا چاہتا ہے صرف آواز سنائی دیتی ہے اسی طرح ان کافروں کو حق سے کوئی نفع نہیں پہنچتا۔ جو بات سمجھ میں آتی ہو اور اچھی طرح سنائی دیتی ہو تو ایسا لگتا ہے کہ قریب سے سن رہے ہیں، اور جو بات اچھی طرح سنائی نہ دیتی ہو، اچھی طرح سمجھ میں نہ آتی ہو اس کو کہتے ہیں ینادون من مکان بعید، اس اعتبار سے یہاں آیت کا مطلب یہ ہے کہ: جن کی طبیعت اور مزاج میں ضد ہے ان کو ہدایت کی تعلیم دینا ایسا ہے جیسے کسی کو بہت دور سے پکارا جائے کہ اس کے کانوں تک اس کی آواز ہی نہ پہنچے۔ ② یعنی کسی نے مانا اور کسی نے نہیں مانا۔ ③ کہ پورا عذاب تو آخرت میں ہوگا۔ ④ نفسِ ظلم کی نفی میں مبالغہ ہے، نہ کہ مبالغہ کی نفی ہے؛ یعنی وہ اللہ تعالیٰ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتے۔

اِلَیۡہِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَۃِ ؕ وَمَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَکۡمَامِہَا وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی
وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِہٖ ؕ وَیَوۡمَ یُنَادِیۡہِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ ۙ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰکَ ۙ مَا مِنَّا مِنۡ
شَہِیۡدٍ ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَظَنُّوۡا مَا لَہُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ﴿۴۸﴾

(جس) قیامت (میں نافرمانوں کو سزا ملنے والی ہے اس کے واقع ہونے) کا علم صرف اسی (اللہ تعالیٰ) کے حوالہ ہے① اور کوئی پھل اپنے غلاف (یعنی شگوفہ) سے نہیں نکلتا اور کسی بھی مادہ (یعنی عورت) کو حمل نہیں رہتا اور کسی (بھی مادہ) کو بچہ نہیں ہوتا؛ مگر یہ کہ یہ سب کام اس (اللہ تعالیٰ ہی) کے علم (یعنی اطلاع) سے ہی ہوتے ہیں اور جس (قیامت کے) دن وہ (اللہ تعالیٰ) ان (مشرکوں) کو پکار کر کے کہیں گے: میرے شریک کہاں ہیں (ان کو بلاؤ جو تم کو مصیبت سے چھڑائے) تو وہ (مشرکین) کہیں گے کہ: ہم نے تو آپ سے (یہ) عرض کر دیا کہ ہم میں سے کوئی بھی اس (شرک والے عقیدہ) کا اقرار نہیں کرتا② ﴿۴۷﴾ اور اس (قیامت سے) پہلے (دنیا میں) جن (جھوٹے معبودوں) کو یہ لوگ پکارا کرتے تھے وہ سب ان سے غائب ہو جائیں گے اور وہ سمجھ جائیں گے کہ ان کے لیے چھٹکارے (یعنی بچاؤ یا بھاگنے) کا کوئی راستہ نہیں ہے ﴿۴۸﴾

① (دوسرا ترجمہ) قیامت (کے واقع ہونے) کا علم اسی (اللہ) کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) ہم میں سے کوئی بھی (شرک کی) گواہی نہیں دیتا۔ یعنی کوئی بھی شرک کا اقراری مجرم بننے تیار نہیں ہوگا، اسی طرح دلیری سے جھوٹ بھی بولنے کی کوشش کریں گے۔

ایک دوسری توجیہ: شہید بمعنی شاہد؛ یعنی آج ہم میں سے کوئی بھی ان شریکوں کا مشاہدہ نہیں کرتا؛ یعنی دنیا میں جن کو اللہ تعالیٰ کا شریک مانتے تھے وہ کوئی بھی نظر آتا نہیں ہے، سب کے سب غائب ہو گئے۔

لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ
رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ
رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫
وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ
وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾

انسان بھلائی مانگنے سے تھکتا نہیں ہے[۱] اور اگر اس کو کوئی برائی پہنچ جائے تو مایوس ہو کر ناامید ہو جاتا ہے[۲] ﴿۴۹﴾ اور اگر جو تکلیف (انسان) کو پہنچی تھی اس کے بعد ہم اس کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھا دیں تو ضرور کہنے لگے گا: یہ میرے لائق ہے[۳] اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت (کبھی) آنے والی ہے اور اگر مجھے اپنے رب کے پاس واپس بھیجا بھی گیا تو مجھے یقین ہے کہ اس کے پاس مجھے خوشحالی ضرور ملے گی، سو ہم ان کافروں کو جو اعمال وہ کرتے رہے اس (کی پوری حقیقت) بتلا دیں گے اور ہم ان کو سخت عذاب کا مزہ ضرور چکھا دیں گے ﴿۵۰﴾ اور جب ہم انسان کو نعمتیں عطا کرتے ہیں تو وہ (ہم سے اور ہمارے احکام سے) منہ پھیر لیتا ہے[۴] اور اپنی کروٹ پھرا کر دور چلا جاتا ہے اور جب اس کو کوئی برائی پہنچ جاتی ہے تو (ہاتھ پھیلا پھیلا کر) لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگ جاتا ہے ﴿۵۱﴾

---

① یعنی ہر حالت میں ترقی کی خواہش ایسی چیز ہے کہ اس سے انسان کا دل بھرتا نہیں ہے جو اس کے بڑے حریص ہونے کی نشانی ہے۔ انسان دنیا کا مال، اسباب، صحت، قوت، عزت اور دیگر دنیوی نعمتیں مانگنے سے تھکتا نہیں ہے؛ بلکہ مانگتا ہی رہتا ہے، مراد انسانوں کی غالب اکثریت ہے؛ تا کہ اللہ کے نیک بندے اس عموم سے خارج ہو جائیں۔

② (۱) معمولی تکلیف پر ناامید اور حراساں ہو جانا۔
(۲) ناشکری، یہ اللہ تعالیٰ سے بدگمانی کی نشانی ہے؛ اس لیے ان دونوں چیزوں سے انسان کو بچنا نہایت ضروری ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) یہ تو میرا حق ہے؛ یعنی یہ چیز میری تقدیر اور لیاقت اور فضلیت سے مجھ کو ملی ہے اور ایسا میرے لیے ہونا ہی چاہئے تھا، یہ بات ناشکری اور تکبر کی علامت ہے۔

④ یہ انتہائی ناشکری کی علامت ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾ ع

(اے نبی! کافروں کو) تم کہو کہ: بھلا تم (ذرا مجھے یہ) بتاؤ کہ اگر یہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کی طرف سے (آیا) ہو پھر بھی تم اس کا انکار کرتے ہو تو اس آدمی سے زیادہ گمراہ (یعنی غلطی میں) کون ہوگا جو اس کا مخالف ہو کر بہت دور چلا جائے ﴿۵۲﴾ ہم عنقریب ان کو دنیا کے اطراف میں ① اور (خود) ان کی ذات میں ② اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں گے ③ تاکہ یہ بات کھل کر ان کے سامنے آجائے گی کہ یقیناً وہ (قرآن) حق ہے (اے نبی!) اور کیا تمھارے رب کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے ④ ﴿۵۳﴾ سنو! یہ لوگ اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے کے بارے میں شک (یعنی دھوکے) میں (پڑے ہوئے) ہیں، یاد رکھو کہ یقیناً اس (اللہ تعالیٰ) نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے ﴿۵۴﴾

---

① آفاق: افق کی جمع ہے، آسمان کے نچلے کنارے کو کہتے ہیں؛ یہاں مراد: اطرافِ عالم؛ یعنی سارے عالم کی چھوٹی، بڑی مصنوعات اور مخلوقات، آسمان، زمین اور ان کے درمیان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے وجود اور ان کے علم اور قدرت کے محیط ہونے اور ان کے ایک ہونے کی گواہی دیتی ہے۔ آفاقی نشانیاں: (۱) مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے متعلق حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی پیشین گوئیاں جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئیں (۲) پچھلی امتوں پر جو مصیبتیں آئی تھیں اس کے نشانات جو دنیا میں اس وقت بھی موجود ہیں (۳) نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں دنیا بھر میں اسلام کا غلبہ۔
② فی انفسہم سے مراد: (۱) جو واقعات خود مکہ والوں کو پیش آئے جیسے بدر کی لڑائی اور مکہ کی فتح (۲) انسان کی جسمانی ساخت اللہ تعالیٰ کی صنعت کی عجیب قدرت کی نشانی ہے۔
③ یعنی ایسی نشانیاں جن سے قرآن کی حقانیت ظاہر ہو جائے۔
④ (۱) یعنی بالفرض اگر قرآن کا حق ہونا کوئی نہ مانے تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے (۲) شہید بمعنی شاہد؛ یعنی اللہ تعالیٰ عالم ہیں، دیکھنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہیں، کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے؛ اس لیے اللہ تعالیٰ انسان کے اعمال پر بدلہ دیں گے، یہ بات انسان کو گناہوں سے روکنے کے لیے کیا کافی نہیں ہے؟ (۳) اللہ تعالیٰ ان کے اور آپ کے حال کو اچھی طرح جانتے ہیں، جن نشانات کے دینے کا آپ سے وعدہ کیا گیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ضرور پورا کریں گے۔

سُوْرَةُ الشُّوْرىٰ

(مكية)

سورۂ شوریٰ

یہ سورت مکی ہے، اس میں پچاس (۵۰) یا ترپن (۵۳) آیتیں ہیں۔ سورۂ حم سجدہ یا سورۂ فصلت کے بعد اور سورۂ زخرف سے پہلے باسٹھ (۶۲) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس کا دوسرا نام ''حم عسق'' ہے، اس سورت کی شروعات ''حم عسق'' سے ہوئی ہے۔

اس سورت میں مشورے کی ترغیب دی گئی ہے۔

مشورے کے آداب:

(۱) دینی و دنیوی اہم معاملات میں مشورہ ضرور کرنا چاہیے۔

(۲) روزمرہ کے معمولی کاموں میں مشورے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) منصوص احکام میں مشورہ نہیں ہوگا۔

(۴) مشورے سے دل جوئی ہوتی ہے۔

(۵) مختلف گوشے کی وضاحت ہوتی ہے۔

(۶) مشورہ ان لوگوں سے ہو جو معاملات کی نزاکت کو سمجھیں۔

(۷) امیر، خلیفہ کو بھی مشورے سے نظام چلانا چاہیے۔

آیاتُها ۵۳ | (۴۲) سُوْرَةُ الشُّوْرٰی مَکِّیَّةٌ (۶۲) | رُکُوْعَاتُها ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

حٰمٓ ۞ عٓسٓقٓ ۞ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۞ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ
مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۞ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ
عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۞

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

حٰم ﴿۱﴾ عسق ﴿۲﴾ (اے نبی! جس طرح آپ پر یہ سورت اتاری جارہی ہے) اللہ تعالیٰ جو زبردست، بڑے حکمت والے ہیں تم پر اور تم سے پہلے رسولوں پر اسی طرح وحی بھیجتے رہے ہیں ﴿۳﴾ جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے وہ انہی کا ہے، اور وہ (اللہ تعالیٰ) سب سے اوپر ہیں، سب سے بڑے ہیں ﴿۴﴾ ایسا لگتا ہے کہ آسمان اپنے اوپر کی جانب سے[1] پھٹ پڑے[2] اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ (ملائکہ) زمین والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، دھیان سے سن لو! یقیناً وہی اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۵﴾ اور جنھوں نے اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا (دوسروں کو) ولی (کام بنانے والے) بنا رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان (کے اعمال) کو محفوظ کرلیا ہے[3] اور تم ان پر ذمے دار نہیں ہو ﴿۶﴾

---

① یعنی ہر اوپر والا آسمان پھٹ کر نیچے والے آسمان پر اترتا چلا جائے۔

② (دوسرا ترجمہ) آسمان ان (کافروں یا زمین) کے اوپر سے پھٹ پڑے۔

③ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ان (کے اعمال) کو یاد رکھا ہے۔ (تیسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ ان (کے اعمال) کو دیکھ رہے ہیں۔ (چوتھا ترجمہ) اللہ تعالیٰ ان کے اعمال پر نگران ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ
لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ۞ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً
وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۞ اَمِ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِىُّ وَهُوَ يُحْىِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۞ ع
وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَىْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّىْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَاِلَيْهِ
اُنِيْبُ ۞

اوراسی طرح① ہم نے تم پر قرآن عربی زبان میں وحی کے ذریعہ اتارا؛ تاکہ تم مرکزی بستی (یعنی مکہ والوں) کواوراس کے آس پاس (رہنے) والوں کوڈراؤ② اوراس دن سے ڈراؤ جس میں سب کو جمع کیا جائے گا، جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں ہے (اس دن) ایک فریق (مؤمنین کا) جنت میں اورایک فریق (کافروں کا) بھڑکتی آگ میں (داخل کیا جائے گا) ﴿۷﴾ اوراگراللہ تعالیٰ چاہتے تو اُن سب کوایک ہی جماعت (یعنی زبردستی مسلمان) بنادیتے③؛ لیکن وہ (اللہ تعالیٰ) جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت میں داخل کرتے ہیں اور جوگنہگار ہیں نہ ان کا کوئی حمایت کرنے والا ہوگا اور نہ کوئی مدد کرنے والا (ہوگا) ﴿۸﴾ کیاان لوگوں نے اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا (دوسروں کواپنے) ولی (کام بنانے والے) بنارکھے ہیں؟ تو (سچی بات تو یہ ہے کہ) وہی اللہ تعالیٰ مددکرنے والے ہیں اور وہی مردوں کوزندہ کرنے والے ہیں اوروہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۹﴾

اور (جولوگ توحید میں آپ سے اختلاف کرتے ہیں ان کو کہہ دیجیے کہ) جس بات میں بھی تم لوگ اختلاف کرتے ہوتواس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے، وہی اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں، انہی پرمیں نے بھروسہ کیااورانہی کی طرف میں لولگا تاہوں ﴿۱۰﴾

---

① یعنی جس طرح دوسرے نبیوں پران کی قومی زبان میں وحی نازل کی گئی اسی طرح۔
② (دوسراترجمہ) اس کے چاروں طرف رہنے والوں کو۔
③ (دوسراترجمہ) ان سب کوایک ہی طریقے (اسلام) پرکردیتے۔

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑪ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑫ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ

آسمانوں اور زمین کو وہی (اللہ تعالیٰ) پیدا کرنے والے ہیں، اس (اللہ تعالیٰ) نے تمھارے لیے تم ہی میں سے جوڑے بنائے اور مویشیوں کے بھی جوڑے بنائے (اور) وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو اس میں بڑھاتے ہیں① کوئی چیز اس کے جیسی نہیں ہے② اور وہی ہر بات سنتے ہیں (اور) سب کچھ دیکھتے ہیں ﴿۱۱﴾ آسمانوں اور زمین کی سب کنجیاں اسی کے اختیار میں ہیں③ وہ (اللہ تعالیٰ) جس کے لیے چاہتے ہیں رزق میں وسعت کر دیتے ہیں اور (جس کی روزی چاہتے ہیں) ماپ کر دیتے ہیں، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) ہر چیز کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿۱۲﴾ اس (اللہ تعالیٰ) نے تمھارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر (یعنی طے) کر دیا جس (دین) کا حکم اس (اللہ تعالیٰ) نے نوح (علیہ السلام) کو دیا تھا اور جو (دین اے نبی!) ہم نے تمھارے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس (دین) کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو (بھی) دیا تھا (اور کہا تھا) کہ: تم سب (اسی) دین کو قائم رکھنا اور اس میں اختلاف نہ ڈالنا،

---

① یعنی نر مادہ کے اختلاط سے نسل چلاتے اور زیادہ کرتے رہتے ہیں اور انسان اور جانوروں کو پوری زمین پر اپنی قدرت سے پھیلا دیا ہے (دوسرا ترجمہ) پھیلاتے ہیں۔

② (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات کے مثل کسی کی ذات نہیں ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی صفات کے مثل کسی کی صفات نہیں، ان دونوں صورتوں میں کاف اصلی ہوگا۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے شؤون کے مثل کوئی چیز نہیں، اس صورت میں کاف زائدہ ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کی ذات میں، صفات میں، افعال میں، کسی بھی شان میں کوئی بھی شریک نہیں۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔

③ یعنی آسمانوں اور زمین کے سب خزانے (اختیارات) اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ
يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ
سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ
بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ
اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ

(پھر بھی اِن) شرک کرنے والوں پر وہ چیز (یعنی توحید) بہت بھاری ہے جس کی طرف تم ان کو دعوت دیتے ہو، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور جو (اس اللہ تعالیٰ سے) لو لگاتا ہے① اس کو اپنے پاس پہنچا دیتے ہیں ﴿۱۳﴾ اور جن لوگوں نے آپس میں عداوتوں (یعنی ضد) کی وجہ سے (دین میں) اختلاف ڈالا ہے وہ (صحیح) علم ان کے پاس آچکنے کے بعد ہی (ڈالا ہے)② اور اگر تمھارے رب کی طرف سے ایک معین وقت (یعنی مقررہ وعدہ) تک (کے لیے) پہلے سے ایک بات طے نہ ہوتی③ تو (کب سے) ان کے درمیان (دنیا ہی میں فوری) فیصلہ ہوجاتا، اور ان (اگلے لوگوں) کے بعد جن کو (اللہ تعالیٰ کی) کتاب کا وارث بنایا گیا ہے④ وہ اس (کتاب) کے بارے میں ایسے شک میں (پڑے ہوئے) ہیں جو اِن کو چین لینے نہیں دیتا ﴿۱۴﴾ لہٰذا (اے نبی!) تم (لوگوں کو) اسی (دین) کی طرف دعوت دیتے رہو اور خود بھی جس طرح تم کو حکم دیا گیا ہے اس پر جمے رہو اور ان (انکار کرنے والوں) کی خواہشات پر مت چلو اور کہہ دو: اللہ تعالیٰ نے جتنی کتاب نازل فرمائی ہیں میں تو ان سب پر ایمان لاتا ہوں اور مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں تمھارے درمیان انصاف کروں،

① (دوسرا ترجمہ) جو اس اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی جانب اس کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) اور لوگ صحیح (یقینی) علم (سمجھ) آنے کے بعد ہی محض آپس کی ضد سے الگ الگ ہوگئے ہیں۔

③ یعنی یہ کہ مکمل عذاب آخرت میں ہوگا۔

④ مراد حضرت محمد ﷺ کی امت کے منکرین۔

اَللّٰہُ رَبُّنَا وَرَبُّکُمۡ ؕ لَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَلَکُمۡ اَعۡمَالُکُمۡ ؕ لَا حُجَّۃَ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمۡ ؕ اَللّٰہُ
یَجۡمَعُ بَیۡنَنَا ۚ وَاِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۱۵﴾ وَالَّذِیۡنَ یُحَآجُّوۡنَ فِی اللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا اسۡتُجِیۡبَ لَہٗ
حُجَّتُہُمۡ دَاحِضَۃٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ وَعَلَیۡہِمۡ غَضَبٌ وَّلَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰہُ الَّذِیۡۤ
اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَالۡمِیۡزَانَ ؕ وَمَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیۡبٌ ﴿۱۷﴾ یَسۡتَعۡجِلُ بِہَا
الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِہَا ۚ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡہَا ۙ وَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّہَا الۡحَقُّ ؕ اَلَاۤ
اِنَّ الَّذِیۡنَ یُمَارُوۡنَ فِی السَّاعَۃِ لَفِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۱۸﴾

اللہ تعالیٰ ہمارے بھی رب ہیں اور تمھارے بھی رب ہیں، ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارا کیا ہوا تمھارے لیے ہے، ہمارے تمھارے درمیان (اب) کوئی بحث (یعنی جھگڑا) نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کریں گے اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف (ہم سب کو آخر) جانا ہے ﴿۱۵﴾ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے (دین کے) بارے میں (مسلمانوں سے) جھگڑا کھڑا کرتے ہیں① جبکہ (لوگ) اس (دین) کو مان چکے ہیں② تو ان کا جھگڑا ان کے رب کے پاس باطل ہے اور ان لوگوں پر (اللہ تعالیٰ کا) غضب ہے اور اُن لوگوں کے لیے سخت عذاب ہے ﴿۱۶﴾ اللہ تعالیٰ ہی وہ ہیں جنھوں نے سچے دین پر مشتمل کتاب اور (انصاف کی) ترازو③ اُتاری④ اور تم کو کیا خبر شاید قیامت کی گھڑی قریب ہی ہو ﴿۱۷﴾ جو لوگ اس (قیامت) کو مانتے نہیں ہیں وہی (لوگ) اس (قیامت) کو جلدی چاہتے ہیں اور جو لوگ (قیامت پر) ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور وہ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ یہ (قیامت کا وقوع) حق ہے، سنو! حقیقی بات یہ ہے کہ جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑا (یعنی بحث) کر رہے ہیں وہ گمراہی میں بہت دور چلے گئے ہیں ﴿۱۸﴾

① یعنی فضول بحثیں کرتے ہیں۔ ② دوسرا ترجمہ: وہ دین لوگوں میں مقبول ہو چکا ہے۔
③ (۱) سب سے بڑا ترازو سچا دین ہے جس سے خالق اور مخلوق کے حقوق ٹھیک ٹھیک ناپے جاتے ہیں (۲) عدل وانصاف (۳) شریعت جس میں حقوق اور معاملات کا وزن انصاف سے ہوتا ہے (۴) آسمانی کتاب۔
④ یعنی شریعت کے احکام عدل وانصاف کی تعلیم دیتے ہیں اور انصاف کا طریقہ بھی بتاتے ہیں اور سب سے پہلے مادی ترازو حضرت نوح علیہ السلام پر اتاری گئی۔

ع ٢

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ

مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿٢٠﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا

لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ

اَلِيْمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑے مہربان ہیں① وہ (اللہ تعالیٰ) جس کو چاہتے ہیں رزق دیتے ہیں اور وہی (اللہ تعالیٰ) بڑے قوت والے، بڑے زبردست ہیں ﴿١٩﴾

جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہو تو ہم اس کے لیے اس کی کھیتی کو بڑھا دیتے ہیں② اور جو شخص (صرف) دنیا کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اسی میں سے اس کو کچھ دے دیتے ہیں، اور اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا③ ﴿٢٠﴾ کیا ان (کافروں) کے کچھ (خود طے کیے ہوئے) شریک ہیں؟ جنھوں نے ان (کافروں) کے لیے ایسا دین مقرر کر دیا ہو جس (دین) کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی④ اور اگر (اللہ کی طرف سے) ایک فیصلہ کی بات (مقرر) نہ ہوتی تو ان (کافروں) میں فیصلہ ہو گیا ہوتا اور یقین رکھو! ان ظالموں کے لیے (آخرت میں) دردناک عذاب (ہونے والا) ہے ﴿٢١﴾ (اے نبی!) تم (ان) ظالموں کو دیکھو گے جو کمائی (برے اعمال) انھوں نے کی ہے اس (کے وبال) سے ڈرتے ہوں گے؛ حالاں کہ وہ (وبال) ان پر واقع ہو کر رہے گا،

---

① لطیف: (١) نیک اور برے سب پر مہربانی کرنے والے۔ (٢) نفع پہنچانے اور مصیبت کا رخ پھیر دینے کی تدبیر جو اپنے مخفی علم سے کرے۔ (٣) بندے کی اچھائیوں کو پھیلاتے ہیں اور عیب پر پردہ ڈالتے ہیں (٤) بندے کی ضرورت سے زیادہ عطا کرتے ہیں، اور برداشت کر سکے اتنی اطاعت کا حکم دیتے ہیں۔ (دوسرا ترجمہ) نرمی رکھتے ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں ترقی دیتے ہیں۔ اس مقام پر "حرث" کا حقیقی معنی: تخم ریزی مراد نہیں ہے۔ ③ معلوم ہوا کہ دنیوی عیش و آرام یہ کوئی مقبولیت کی علامات نہیں ہے۔

④ یعنی کسی میں یہ طاقت نہیں کہ دینِ الٰہی کے سوا دوسرے کسی معتبر دین کو مقرر کر سکے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ
رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿٢٢﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ
يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٢٣﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰي قَلْبِكَ ۭ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ
بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٤﴾

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے، ان کو ان کے رب کے پاس وہ سب کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے، یہی بڑا فضل (انعام) ہے ﴿۲۲﴾ یہی (وہ نعمت) ہے جس کی خوش خبری اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دیتے ہیں جو ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے نیک عمل کیے ہیں، (اے نبی!) تم (ان کافروں سے) کہہ دو کہ: میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا، رشتے داری کی محبت کے سوا①، جو شخص بھی کوئی نیکی کرے گا تو ہم اس کے لیے اس (نیکی) میں خوبی (ثواب) بڑھا دیں گے②، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے، بڑے قدردان ہیں ﴿۲۳﴾ کیا یہ (کافر) لوگ (یہ) کہتے ہیں کہ: اس (نبی نے خود قرآن بنا کر) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا، سو اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تمھارے دل پر مہر لگا دیتے③ اور اللہ تعالیٰ باطل (یعنی جھوٹے دعوے) کو مٹا دیتے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے احکامات سے حق کو ثابت (یعنی غالب) کرتے ہیں، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) جو بات سینوں میں چھپی ہوئی ہے اس کو بھی جانتے ہیں ﴿۲۴﴾

---

① یعنی رشتے داری کا لحاظ رکھ کر مجھ سے عداوت میں جلدی نہ کرو اور میری توحید کی دعوت پوری طرح سن لو۔
② یعنی نیکی کی توفیق، اجر و ثواب یا جنت میں درجات بڑھا دیتے ہیں۔
③ مہر لگانے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن اترنا ہی بند ہو جائے اور پہلے کا اترا ہوا بھول جائے۔
بعض حضرات نے "یختم" کا ترجمہ مضبوط کرنے سے بھی کیا ہے: یعنی ان کفار کی ایذاؤں کو برداشت کرنے کے لیے ہم آپ کا دل مضبوط کر دیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾
وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ
بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾

اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتے ہیں① اور وہ گناہوں کو معاف کرتے ہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو جانتے ہیں ﴿۲۵﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے اللہ تعالیٰ ان کی دعا (اور عبادت) قبول کرتے ہیں اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیتے ہیں② اور جو کافر ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے ﴿۲۶﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے (تمام) بندوں کے لیے روزی کو پھیلا دیتے تو ضرور وہ زمین (یعنی دنیا) میں شرارت (یعنی فساد) کرنے لگتے؛ لیکن وہ جتنا چاہتے ہیں ماپ کر (یعنی مناسب اندازے سے رزق) اتارتے ہیں، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے بندوں کی پوری خبر رکھتے ہیں (اور ان پر) نظر رکھتے ہیں ﴿۲۷﴾

---

① توبہ کے لیے ضروری چیزیں:

(۱) شرعی فریضہ چھوڑا ہو تو اس کی ادا و قضا کرنے میں لگ جائے (۲) اگر کسی کا مال اپنے ذمے میں واجب ہے اور وہ شخص زندہ ہے تو مال لوٹا دیا جائے یا معاف کرا دیا جائے (۳) اگر وہ زندہ نہیں ہے تو اس کے وارثین کو مال لوٹا دیوے (۴) اگر وارث بھی نہ ہو تو اسلامی بیت المال جس کا نظام صحیح ہو اس میں جمع کرا دیا جائے (۵) اگر اسلامی بیت المال نہیں ہے، یا ہے لیکن انتظام صحیح نہیں ہے تو حق والے کی نیت سے صدقہ کر دیوے (٦) مال کے علاوہ اگر کسی کا حق اپنی ذمے میں ضروری ہو جیسے کسی کو ناحق ستایا، برا کہا، غیبت کی تو جس طرح بھی ہو سکے اس کو خوش کر کے معافی مانگ لے (۷) گناہ سے توبہ اللہ کے لیے ہو، جسمانی کمزوری یا مجبوری کی وجہ سے نہ ہو (۸) تمام گناہوں سے توبہ کرے (۹) اگر خاص گناہ کی توبہ کی تو اس کی معافی ہوگی؛ لیکن دوسرے گناہ کا وبال سر پر رہے گا۔

نوٹ: توبہ میں یہ تین چیزیں ملا دی جائے تو توبہ میں جلا آ جائے گا: (۱) جس طرح نفس کو گناہوں میں گھلایا نفس کو اطاعت میں پگھلائے (۲) پہلے نفس کو گناہوں کی لذت چکھائی، اب نفس کو اطاعت کی کرواہٹ چکھاوے (۳) پہلے گناہوں کی وجہ سے ہنستا رہا، اب گناہ سے توبہ کر کے روتے رہے۔

② دعا یا استحقاق سے زیادہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں؛ دوست و متعلقین کے حق میں شفاعت اس کی قبول کی جائے گی۔

وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٢٨﴾
وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا
يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿٢٩﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿٣٠﴾
وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٣١﴾ وَمِنْ
اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ

اور وہی اللہ تعالیٰ ہیں جو لوگوں کے نا امید ہونے کے بعد① بارش برساتے ہیں اور اپنی رحمت کو پھیلاتے ہیں، اور وہی (اللہ تعالیٰ سب کے) کام بنانے والے، تعریف کے لائق ہیں ﴿۲۸﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا اور ان دونوں میں② جو جانور اللہ تعالیٰ نے پھیلا رکھے ہیں ان کو بھی (پیدا کرنا ہے)③ اور وہ (اللہ تعالیٰ) جب چاہیں ان سب کو جمع کرنے کی پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۲۹﴾ اور تم کو جو مصیبت (یعنی سختی)④ پہنچتی ہے سو وہ تمھارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں کی وجہ سے (پہنچتی) ہے اور بہت سے گناہوں کو وہ (اللہ تعالیٰ) معاف ہی کر دیتے ہیں ﴿۳۰﴾ اور تمھاری مجال نہیں کہ تم زمین میں (کہیں بھاگ کر اللہ تعالیٰ کو) تھکا (یعنی عاجز کر) سکو اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی حمایت کرنے والا ہے اور نہ کوئی مدد کرنے والا ہے ﴿۳۱﴾ اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے سمندر میں (چلنے والے) جہاز ہیں جو پہاڑوں جیسے (اونچے) ہیں ﴿۳۲﴾ اگر وہ (اللہ تعالیٰ) چاہیں تو ہوا کو ٹھہرا دیویں جس سے وہ (جہاز) اس (سمندر) کی پیٹھ پر کھڑے کے کھڑے رہ جاویں،

---

① اپنی تدبیر سے نا امید ہونا مراد ہے؛ ورنہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امیدی کفر ہے۔
② اس ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین کی طرح آسمان میں بھی جانور یا جانور جیسی کوئی مخلوق ہے۔
③ (دوسرا) زمین اور آسمان کے درمیان جو جانور پھیلا رکھے ہیں (اس ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین اور آسمان کے درمیان بہت سے جانور پھیلے ہیں۔
④ مصیبت: بندہ اپنے گناہوں کے ذریعے مصیبت کو اپنی طرف کھینچتا ہے، اور مصیبت کو پیدا کرنا اور پہنچانا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے؛ اس لیے قرآن میں دوسرے جگہ فرمایا: قل کل من عند ربنا.

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٣٣﴾ أَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿٣٤﴾
وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ
فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ
يَغْفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى
بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾

یقیناً اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے کے لیے، بڑے شکر کرنے والے کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں ﴿۳۳﴾ یا (اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو) ان کے (برے) اعمال کی وجہ سے ان کو تباہ ہی کر ڈالیں اور بہت سے لوگوں کو معاف فرما دیویں ﴿۳۴﴾ اور جو لوگ ہماری آیتوں (یعنی قدرتوں) میں جھگڑتے ہیں اُن کو پتہ چل جاوے کہ ان کے لیے کوئی بھاگنے (یعنی بچاؤ) کی جگہ نہیں ہے ﴿۳۵﴾ سو تم کو جو کوئی چیز دی گئی ہے وہ تو محض دنیوی زندگی کا سامان ہے[۱] اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس (دنیوی سامان) سے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ﴿۳۶﴾ اور جو لوگ بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو وہ (قصوروار کو) معاف فرما دیتے ہیں ﴿۳۷﴾ اور وہ لوگ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور وہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور ہم نے اُن کو جو رزق دیا ہے وہ اس میں سے (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں ﴿۳۸﴾ اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو وہ (مناسب) بدلہ لیتے ہیں[۲] ﴿۳۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) دنیوی زندگی میں فائدہ اٹھانا ہے (یعنی جیسے ہی دنیا کی زندگی ختم وہ سامان کا فائدہ بھی ختم۔

② اگر تکلیف پہنچانے والے کو اپنے کام پر ندامت ہو، قصور کا اقرار کرلے اور آئندہ کے لیے صحیح راہ پر آجاتا ہو تو معاف کر دینا بہتر ہے؛ لیکن اگر: (۱) خواہ مخواہ چڑھتا چلا جائے (۲) اپنی طاقت سے دبانے کی کوشش کرے (۳) کھلم کھلا مظالم ڈھاتا ہو (۴) اس کو جواب نہیں دیا تو اس کا حوصلہ بڑھ جائے گا (۵) دین یا عام مسلمانوں کی توہین ہوتی ہو تو پھر بدلہ لینا ہی بہتر ہے اور بدلہ لینے کا ضابطہ یہ ہے کہ جسمانی یا مالی تکلیف پہنچائی گئی یا کوئی بری بات کہی گئی تو اسی قدر بدلہ لے سکتے ہیں۔

وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ
الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا
السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ ع ۴ ۱۲ ۵
وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِیٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِیْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ
یَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۴۴﴾

اور کسی برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے، پھر بھی جو شخص معاف کر دیوے اور (آپس میں) صلح (صفائی) کر لیوے تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے (بطورِ احسان) ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے ﴿۴۰﴾ اور البتہ جو شخص اپنے اوپر ظلم کیے جانے کے بعد (مناسب) بدلہ لے لیوے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام (پکڑ) نہیں ہے ﴿۴۱﴾ الزام (پکڑ) تو صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق زیادتی کرتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۴۲﴾ اور حقیقت یہ ہے کہ جو شخص صبر کرے اور معاف کر دیوے تو یقین جانو کہ یہ تو بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے ① ﴿۴۳﴾

اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیویں تو اس کے بعد (یعنی اس کے سوا) اس کی کوئی مدد کرنے والا نہیں ② اور جب ظالم لوگ عذاب کو دیکھ لیں گے تو (اے نبی!) تم ان کو یہ بات کہتا ہوا دیکھو گے کہ کیا (یہاں سے دنیا میں) واپس جانے کا کوئی راستہ (یعنی صورت) ہے ﴿۴۴﴾

---

① ظلم وزیادتی پر صبر کر کے اس کو معاف کر دے یہ حقیقی ہمت کا کام ہے اگرچہ آج دنیا کے لوگ ایسے شخص کو بزدل کہتے ہیں۔ عزم بمعنی معزوم، اور معزوم کا معنی ہے: مطلوب؛ یعنی مطلوبِ شرعی، کسی سے اتنا زیادہ درگزر کرنا کہ اس کو مجرم ہی نہ سمجھا جائے یہ بڑے حوصلے والوں کا کام ہے۔

② یعنی جو اس کو گمراہی سے بچا کر صحیح راستے پر لا دے۔

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ
الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا
مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾

(اے نبی!) اور تم ان کو دیکھو گے کہ اُن کو اس (آگ) کے سامنے اس طرح لایا جائے گا کہ وہ ذلت سے جھکے ہوئے چھپی ہوئی (یعنی نیچی) نظروں سے (جہنم کو) دیکھ رہے ہوں گے① اور ایمان والے لوگ کہیں گے کہ:② اصلی نقصان میں وہ لوگ ہیں جنھوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نقصان میں ڈالا، سن لو! یقیناً ظالم لوگ ہمیشہ رہنے والے عذاب میں ہوں گے ﴿۴۵﴾ اور (وہاں) ان کو کوئی ایسے مدد کرنے والے نہیں ملیں گے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی مدد کریں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیویں③ تو اس کے لیے (ہدایت کا) کوئی راستہ نہیں (ملتا) ﴿۴۶﴾ تم لوگ اپنے رب کا حکم اس دن کے آنے سے پہلے پہلے مان لو جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹالا نہیں جائے گا④ اس دن تمھارے لیے کوئی بچاؤ (یعنی پناہ) کی جگہ نہیں ہوگی اور تمھارے لیے انکار کرنے کی گنجائش نہیں ہوگی⑤ ﴿۴۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) آنکھ کے کنارے سے جہنم کو دیکھ رہے ہوں گے۔
② ایمان والوں کا یہ قول کہ "خود بچ گئے" اس پر شکر کرتے ہوئے اور کافروں پر ملامت کرتے ہوئے کہیں گے۔
③ یعنی رہنمائی نہ فرمائیں۔ ④ دنیا کی سزا تو کسی طرح ٹل بھی سکتی ہے۔ (دوسرا ترجمہ) تم لوگ اپنے رب کا حکم مان لو اس سے پہلے کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ دن آجائے جو واپس ہونے والا نہیں۔
⑤ "نکیر" کا دوسرا ترجمہ: ناصر بھی ہے؛ یعنی وہاں کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔ تیسرا ترجمہ: نجات دلانے والے کا بھی ہے؛ یعنی کوئی نجات دلانے والا نہ ہوگا، اسی طرح نکارت سے بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں جس طرح مجرم کو کوئی پہچان نہ سکے اور فرار ہو جائے اس طرح اجنبیت کی وجہ سے چھوٹنے کا کوئی موقع آخرت میں نہیں ملے گا۔ ایک مطلب ہے کہ تم نے دنیا میں جو کیا ہے اس کا انکار نہیں ہو سکے گا، کوئی منکر جانے کی کوشش کرے گا تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ
الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿٤٨﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ
اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿٤٩﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ
عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٥٠﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ
حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿٥١﴾

(اے نبی!) پھر بھی یہ لوگ اگر منہ پھراویں① تو ہم نے تم کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا ہے، تمھارے ذمے تو صرف (بات) پہنچا دینا ہی ہے اور جب ہم اپنی طرف سے انسان کو (اپنی) کسی رحمت (یعنی عنایتوں) کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس پر اِتراتا ہے اور اگر (خود) اپنے ہاتھوں کے (برے) کاموں کی وجہ سے ان لوگوں کو کوئی مصیبت پیش آ جائے تو انسان بڑی ناشکری کرنے لگتا ہے② ﴿۴۸﴾
آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں، جس کو چاہتے ہیں (اس کو) بیٹیاں عطا کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں بیٹے عطا کرتے ہیں ﴿۴۹﴾
یا ان کو لڑکے اور لڑکیاں (دونوں) جمع کر دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں (اس کو) بانجھ (یعنی بے اولاد) رکھتے ہیں، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے جاننے والے، بڑے قدرت والے ہیں ﴿۵۰﴾
اور کسی انسان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے (دنیا میں روبہ رو) بات کریں؛ مگر یہ کہ وحی (یا الہام یا سچے خواب) کے ذریعے سے ہو یا پردے کے پیچھے سے ہو یا کوئی پیغام لانے والا (فرشتہ) بھیج دیویں اور وہ (فرشتہ) اس (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے جو وہ چاہیں پیغام بھیج دیوے، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) بڑی اونچی شان والے ہیں، بڑی حکمت کے مالک ہیں ﴿۵۱﴾

---

① یعنی ایمان نہ لاویں۔
② (دوسرا ترجمہ) ان کے ہاتھ جو برے کام کر چکے ہیں اس کی وجہ سے کوئی مصیبت پیش آ جائے تو انسان تو پکا ناشکرا بن جاتا ہے۔ (تیسرا:) قیامت کے آ جانے کا جب اللہ تعالیٰ حکم دے دیں گے تو پھر اس حکم کو واپس نہیں لیں گے۔

وَ كَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا كُنۡتَ تَدۡرِىۡ مَا الۡكِتٰبُ وَلَا الۡاِيۡمَانُ وَلٰكِنۡ جَعَلۡنٰهُ نُوۡرًا نَّهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۙ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِىۡ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيۡرُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۵۳﴾ ع

اور اسی طرح ① (اے نبی!) ہم نے تمھارے پاس اپنے حکم سے ② ایک روح ③ بطور وحی بھیجی ہے (اور) تم کو (اس سے پہلے) خبر نہیں تھی کہ کتاب کیا چیز ہے اور یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ ایمان کیا چیز ہے ④؛ لیکن ہم نے اس (قرآن) کو ایک نور بنایا ہے ⑤ اس کے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت (روشنی) دیتے ہیں ⑥ اور یقیناً تم (لوگوں) کو سیدھا راستہ دکھا رہے ہو ﴿۵۲﴾ اس اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے، جن کی مالکی میں وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور وہ سب کچھ ہے جو زمین میں ہے اور سن لو! تمام کام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتے ہیں (یا لوٹیں گے) ⑦ ﴿۵۳﴾

---

① یعنی جس طرح بشر کے ساتھ ہمارے ہم کلام ہونے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے اسی طرح۔

② من امرنا: یعنی اپنے حکم سے ہم نے وحی بھیجی یا یہ کہ روح ہمارے حکم سے ہے۔

③ روح سے مراد: (۱) قرآن ہے اس سے مردہ دلوں کو روحانی زندگی ملتی ہے (۲) یا حضرت جبرئیل علیہ السلام مراد ہے جو روحانی احکام سے بھرا قرآن لاتے ہیں۔ (۳) یا نبوت مراد ہے (۴) یا رحمت مراد ہے۔

④ (۱) ایمان اور اعمالِ ایمان کی جو تفصیل وحی کے ذریعے جو بتلائی گئی وہ پہلے سے آپ کو معلوم نہیں تھی، ہاں! پہلے ہی سے آپ فطری اور خلقی طور پر کامل ایمان والے تھے (۲) وحی کے بعد ایمان کا اعلیٰ مقام نصیب ہوا (۳) ایمان سے شریعت کے احکام مراد ہے؛ یعنی وحی سے پہلے شریعت کے احکام سے واقفیت نہیں تھی، وہ بعد میں حاصل ہوئی (۴) ایمان بول کر نماز مراد ہے (۵) وحی آنے سے پہلے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کامل ایمان والے تھے، ایمان کا یقین بھی تھا؛ لیکن یہ بات نہیں جانتے تھے کہ اسی حالت کا نام ایمان ہے۔

⑤ لکن جعلناہ نورا: "ہا" ضمیر کا مرجع قرآن ہے؛ یعنی قرآن کو ایسا نور بنا دیا جو جہالت کی اندھیریوں کو دور کر دیوے۔

⑥ دنیا میں قرآن کے ذریعے صحیح عقیدے اور اعمال کی رہنمائی، اور آخرت میں جنت۔

⑦ (۱) قیامت کے دن مخلوق کے تمام امور بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جائیں گے، درمیانی واسطے ختم ہو جائیں گے (۲) انجام مراد ہے؛ یعنی سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے، تو آدمی کو شروع ہی سے انجام کو سوچ کر صحیح کام کو اختیار کرنا چاہیے۔

سُوْرَةُ الزُّخْرُف

(مكية)

سورۂ زخرف

یہ سورت مکی ہے، اس میں نواسی (۸۹) آیتیں ہیں۔ سورۂ فصلت یا سورۂ شوریٰ کے بعد اور سورۂ دخان سے پہلے باسٹھ (۶۲) یا (۶۳) نمبر پر نازل ہوئی۔

کسی چیز کے کامل حسن کو زخرف کہتے ہیں۔ رونق، زینت، چمک، سنگار یہ سب بھی اس کے معانی ہیں، جب بات کی طرف اس کی نسبت ہوتی ہے تو ''زخرف القول'' جھوٹی اور ملمع کی ہوئی بات کو کہتے ہے۔ اس طرح کی دنیوی زینتوں کا اس سورت میں ذکر کیا گیا ہے۔

آیاتها ۸۹	(۴۳) سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ (۶۳)	رُکوعاتها ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

حٰمٓ ۝١ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝٢ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝٣ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ
الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝٤ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا
مُّسْرِفِيْنَ ۝٥ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝٦

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

حٰم ﴿۱﴾ قسم ہے واضح کتاب کی① ﴿۲﴾ یقیناً ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن② بنایا ہے؛ تاکہ تم (آسانی سے) سمجھ سکو③ ﴿۳﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ وہ (قرآن) ہمارے پاس لوحِ محفوظ میں اونچے مرتبے کی حکمت سے بھری ہوئی (مستحکم) کتاب ہے ﴿۴﴾ بھلا کیا ہم تم سے (اس) نصیحت (سے بھری کتاب قرآن) کو صرف④ اس بات پر ہٹالیں گے⑤ کہ تم (اطاعت کی) حد سے نکلنے والے لوگ ہو⑥ ﴿۵﴾ اور ہم پہلے لوگوں میں بہت سارے نبی بھیج چکے ہیں ﴿۶﴾

①(دوسرا ترجمہ) سچائی کو ظاہر کرنے والی کتاب کی۔

②اعتراض: "جعلناہ" قرآن کے مجعول ہونے پر دلالت کرتا ہے اور مجعول مخلوق ہوتا ہے؛ لہٰذا اس سے قرآن کا مخلوق ہونا لازم آتا ہے؟ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ: جعل خلق (یعنی بنانا رپیدا کرنا) کے ساتھ خاص نہیں ہے؛ بلکہ قرآنِ کریم میں دیگر معانی کے لیے بھی استعمال ہوا ہے، مثلاً بعث کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول "وجعلنا معه أخاه هارون وزيرا" اور جعل بمعنی صیر بھی مستعمل ہے، کقوله تعالى وجعلنا على قلوبهم أكنة۔

③اس میں قرآن کے مخاطبین اولین عربوں کو خطاب ہے، مادری زبان میں بات سمجھنا آسان ہوتا ہے اور انسیت بھی ہوتی ہے، اسی طرح کسی بھی مضمون کو سمجھنے کے لیے عربی زبان میں جو الفاظ کی وسعت اور عمدہ تعبیرات ہیں وہ دوسری زبان میں نہیں، اس لیے عربی زبان سیکھنے کے بعد قرآنی مضامین کو سمجھنا آسان ترین ہوجاتا ہے۔

④صفحا: کسی سے اس قدر درگزر کرنا کہ اس کو مجرم ہی نہ سمجھا جائے اور یہ اونچے درجے والوں کا کام ہے۔

⑤دوسرا ترجمہ: ہم روک لیں گے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحے پر) =

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٧﴾ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى
مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٨﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ
الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿٩﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ﴿١٠﴾ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ
تُخْرَجُوْنَ ﴿١١﴾

اور اُن کے پاس کوئی نبی ایسے نہیں آئے جن کی وہ مزاق نہ اڑاتے ہوں ﴿۷﴾ پھر ہم نے ان (اگلے لوگوں) کو جو ان (مشرکوں) سے کہیں زیادہ زور والے تھے ہلاک کردیا اور پچھلے لوگوں کا حال (پیچھے) گزر چکا ہے① ﴿۸﴾ اور اگر تم ان (مشرکوں) سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ جواب میں ضرور (یہی بات) کہیں گے کہ: ان کو بڑے زبردست، بڑے جاننے والے نے پیدا کیا ہے ﴿۹﴾ جس (اللہ تعالیٰ) نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنادیا اور تمھارے لیے اس (زمین) میں راستے بنادیے؛ تاکہ تم منزلِ مقصود تک پہنچ سکو② ﴿۱۰﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جس نے تمھارے لیے آسمان سے ایک خاص اندازے③ سے پانی برسایا، پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ مردہ زمین (یعنی علاقے) کو نئی زندگی دے دی، اسی طرح تم (بھی قبر سے) نکالے جاؤگے ﴿۱۱﴾

= ⑥ جس زمانے میں قرآن نازل ہورہا ہے لوگ نافرمانی میں لگے ہوئے ہیں، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ذریعے نصیحت کرنا جاری رکھا اور آج بھی کوئی قرآن سے اعراض کرے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قرآن کو زمین سے اٹھا نہیں لیں گے جب تک اس کو باقی رکھنا مقدر ہے اس کو ضرور باقی رکھیں گے، اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص دین کی دعوت کا کام کرتا ہو اس کو ہر ایک کے پاس دین لے کر جانا چاہیے اور نہ مانے تو بھی کام جاری رکھے (آیت کا خلاصہ: اے مکہ والو! اگر تم اپنی نادانی کی وجہ سے قرآن کا انکار کرتے ہو تب بھی ہم قرآن کو اتارنا اور قرآن سے نصیحت کرنا بند نہیں کریں گے۔

اِس صفحے کا حاشیہ:

①(دوسرا ترجمہ) اور پہلے لوگوں کی یہ حالت ہو چکی ہے۔

②(دوسرا ترجمہ) تاکہ تم منزل کا راستہ پاسکو۔

③یعنی ایسی مقدار جو فائدہ پہنچائے، نقصان نہ پہنچائے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کے مطابق ہو (دوسرا ترجمہ:) بقدرِ ضرورت۔

وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾
لِتَسْتَوٗا عَلٰی ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ
الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ
مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ ع۱۵
اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ
لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِیْمٌ ﴿۱۷﴾

وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے (تمھارے لیے) ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے[1] اور تمھارے لیے وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو ﴿۱۲﴾ تاکہ تم اُن (کشتیوں اور جانوروں) کی پیٹھ پر خوب جم کر بیٹھو، پھر جب تم (اطمینان سے) ان پر بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کی نعمت (یعنی احسان) کو یاد کرو اور (ایسا) کہو (یعنی دعا پڑھو) کہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے بس (یعنی قابو) میں دے دیا، اور ہم تو ایسے (طاقت والے) نہیں تھے کہ اس کو (اپنے) قابو میں کر سکتے ﴿۱۳﴾ اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے ہی والے ہیں ﴿۱۴﴾ اور اِن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض کو اس کا ایک جز (یعنی اولاد) بنا رکھا ہے، حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلم کھلا ناشکرا ہے ﴿۱۵﴾

کیا اس (اللہ تعالیٰ) نے اپنی مخلوق میں سے (تمھارے خیال میں اپنے لیے) بیٹیاں پسند کی ہیں اور تم کو چن کر بیٹے دے دیے ﴿۱۶﴾ حالاں کہ ان میں سے کسی کو جب اس (بیٹی) کی (ولادت کی) خوش خبری دی جاتی ہے جس کی وہ (اللہ) رحمٰن کے لیے مثال بیان کرتا ہے تو (وہ اتنا ناراض ہوتا ہے کہ) اس کا چہرا کالا پڑ جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا (یعنی غم زدہ) رہتا ہے[2] ﴿۱۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اور اسی (اللہ تعالیٰ) نے تمھارے لیے تمام چیزوں کی مختلف قسمیں بنائی۔
② یعنی تم بیٹی کی ولادت سے بہت نفرت کرتے ہو۔

اَوَمَنۡ یُّنَشَّؤُا فِی الۡحِلۡیَۃِ وَهُوَ فِی الۡخِصَامِ غَیۡرُ مُبِیۡنٍ ۱۸ وَجَعَلُوا الۡمَلٰٓئِکَۃَ الَّذِیۡنَ هُمۡ
عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوۡا خَلۡقَهُمۡ ؕ سَتُکۡتَبُ شَهَادَتُهُمۡ وَیُسۡئَلُوۡنَ ۱۹ وَقَالُوۡا
لَوۡ شَآءَ الرَّحۡمٰنُ مَا عَبَدۡنٰهُمۡ ؕ مَا لَهُمۡ بِذٰلِکَ مِنۡ عِلۡمٍ ٭ اِنۡ هُمۡ اِلَّا یَخۡرُصُوۡنَ ۲۰ؕ اَمۡ
اٰتَیۡنٰهُمۡ کِتٰبًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ فَهُمۡ بِهٖ مُسۡتَمۡسِکُوۡنَ ۲۱ بَلۡ قَالُوۡۤا اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّۃٍ
وَّاِنَّا عَلٰۤی اٰثٰرِهِمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ۲۲

اور کیا وہ (لڑکی) جو زیوروں میں پرورش پاتی ہے① اور جو بحث و مباحثہ میں (عادتاً) اپنی بات صاف طور پر بتا بھی نہیں سکتی ﴿۱۸﴾ اور (اس کے علاوہ) ان کافروں نے فرشتوں کو- جو (اللہ) رحمن کے بندے (یعنی مخلوق) ہیں- عورتیں مان رکھا ہے، کیا وہ (کافر) لوگ ان (فرشتوں) کی پیدائش کے وقت موجود تھے؟ اب اُن کی شہادت کو (یعنی ان کا بے دلیل دعویٰ) لکھ لیا جائے گا اور اُن سے (قیامت میں) پوچھ ہوگی ﴿۱۹﴾ اور یہ (کافریوں) کہتے ہیں کہ: اگر (اللہ) رحمٰن چاہتے تو ہم ان (فرشتوں) کی (کبھی) عبادت نہ کرتے② ان کو اس بات (کی حقیقت) کا ذرا بھی علم نہیں ہے③ وہ (سب کافر) تخمینے ہی کیا کرتے ہیں④ ﴿۲۰﴾ کیا ہم نے اُن (مشرکوں) کو اس (قرآن) سے پہلے کوئی اور کتاب دی تھی کہ انھوں نے اس کو مضبوط پکڑ رکھا ہے؟⑤ ﴿۲۱﴾ بلکہ ان (کافروں) کا (تو یہ) کہنا ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو (کفر یا شرک کے) ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم ان کے نقشِ قدم پر ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں⑥ ﴿۲۲﴾

① یعنی پالی پوسی جاتی ہے۔ ② یعنی اللہ تعالیٰ ہم کو جبراً روک دیتے۔

③ دنیا میں بندے کو کوئی کام تقدیری فیصلے کے مطابق کرنے دینا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام سے راضی ہے، ہر تقدیری امر پر رضائے الٰہی ہونا ضروری نہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) بے تحقیق بات کرتے ہیں۔

⑤ (دوسرا مفہوم) وہ اس کتاب سے (شرک پر) استدلال کرتے ہیں؟ یعنی جس کفر و شرک کی روش پر وہ اڑے ہیں، کیا کتاب کی دلیل پر ہے؟ ہرگز ایسا نہیں۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) ہم بھی ان ہی کے قدم کے نشانات پر راہ سے لگے ہوئے ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿٢٣﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿٢٤﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٥﴾

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٦﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾

اوراسی طرح (اے نبی!) ہم نے تم سے پہلے جب بھی کسی بستی میں ڈرسنانے والا (پیغمبر) بھیجا تو وہاں کے خوش حال (یعنی دولت والے، عیاش) لوگوں نے یہی کہا: کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا، اورہم بھی ان ہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں① ﴿۲۳﴾ (اس پر ان سے) اس (نبی) نے کہا کہ: جس (طریقے) پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے کیا اگر میں تمھارے پاس اس سے زیادہ ہدایت کی بات② لے کر آیا ہوں تب بھی (باپ دادوں کے غلط طریقہ پر چلوگے؟) تب وہ کافر کہنے لگے: تم جو پیغام (یعنی دین) دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کو ماننے والے نہیں ہیں ﴿۲۴﴾ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان (کافروں) سے بدلہ لیا، سو (اب) دیکھ لو! جھٹلانے والوں کا (برا) انجام کیسا ہوا؟ ﴿۲۵﴾

اور (وہ واقعہ بھی دھیان میں رکھنے کے لائق ہے) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ: جن چیزوں کی عبادت تم کرتے ہو میں ان سے الگ (یعنی بیزار، بے تعلق) ہوں ﴿۲۶﴾ مگر ہاں! جس ذات نے مجھ کو پیدا کیا (اس اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہوں) سو وہی (اللہ تعالیٰ) مجھ کو راستہ سمجھائیں گے ﴿۲۷﴾ اور اس (توحید) کو وہ (یعنی ابراہیم علیہ السلام) اپنی اولاد میں قائم (یعنی باقی) رہنے والی بات بنا گئے③؛ تاکہ وہ لوگ (شرک سے) باز رہیں ﴿۲۸﴾

① (دوسرا ترجمہ) ہم بھی ان کی اقتدا کرتے ہیں۔ ② یعنی اس سے زیادہ اچھا طریقہ۔
③ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید کے اقرار کو اپنی اولاد میں باقی چھوڑا۔

ع ۸

بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰی جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ
قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ
الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ
فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا
سُخْرِیًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً
لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾

(پھر بھی بہت سارے شرک سے باز نہ رہے) اس کے باوجود بھی میں نے اِن کو اور اِن کے باپ دادوں (یعنی بڑوں) کو (زندگی میں) فائدہ اٹھانے کا (ہر قسم کا) سامان دیا، یہاں تک کہ ان کے پاس حق (یعنی سچا دین یا قرآن) اور (سچی بات) کھول کر کے سنانے والے رسول آگئے ﴿۲۹﴾ اور جب ان کے پاس حق آگیا تو وہ کہنے لگے کہ: یہ تو جادو ہے، اور ہم اس کو نہیں مانیں گے ﴿۳۰﴾ اور وہ (کافر لوگ) کہنے لگے کہ: یہ قرآن (ان) دونوں بستیوں (یعنی مکہ اور طائف) کے کسی (بڑے) آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیا؟① ﴿۳۱﴾ کیا تمہارے رب کی رحمت (یعنی نبوت) کو یہ لوگ (اپنی رائے اور مرضی کے مطابق) تقسیم کرنا چاہتے ہیں؛ حالاں کہ دنیوی زندگی میں بھی ان کی روزی (کے اسباب) کو ہم نے ہی ان کے درمیان تقسیم کر رکھا ہے، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر (دنیوی رزق کی تقسیم میں) بلند درجے عطا فرمائے؛ تاکہ ان میں کا ایک دوسرے سے خدمت (یعنی کام) لے سکیں، اور تمھارے رب کی رحمت اس (دنیوی نعمت) سے بہت بہتر ہے جس کو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں ﴿۳۲﴾ اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمام انسان ایک ہی دین (یعنی کفر) پر ہو جائیں گے تو جو لوگ (اللہ) رحمٰن کا انکار کرنے والے ہیں ہم ان کے گھروں کی چھتوں کو چاندی کی کر دیتے اور جن سیڑھیوں پر وہ چڑھتے ہیں ان کو (بھی چاندی کی بنا دیتے) ﴿۳۳﴾

① قرآن بڑی شان والے آدمی پر اترنا چاہیے تھا اور ان کی نظر میں اعلانِ نبوت کے زمانے میں حضور ﷺ ظاہری مال دار اور ظاہری شان و شوکت والے نہیں تھے۔

وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ۝۳۴ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ۝۳۵

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ۝۳۶ وَاِنَّهُمْ

لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۝۳۷ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ

بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ۝۳۸

اوران کے گھروں کے دروازے بھی اوران تختوں کو بھی (چاندی کے بناڈالتے) جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں ﴿۳۴﴾ اور (اتنا ہی نہیں بلکہ اُن سب کو) سونے کا بنا دیتے اور یہ سب کچھ صرف دنیوی زندگی کا سامان ہے اور آخرت تمھارے رب کے نزدیک تقویٰ والوں کے لیے ہے ﴿۳۵﴾

اور جو شخص بھی (اللہ) رحمٰن کے ذکر (یعنی قرآن) سے آنکھیں بند کر لیوے[۱] تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، سو وہ (شیطان) اس کے ساتھ رہتا ہے[۲] ﴿۳۶﴾ اور وہ (ساتھ رہنے والے شیطان) ان (کافروں) کو (ہدایت کے) راستے سے برابر روکتے ہیں اور وہ (کافر) یہ سمجھتے ہیں کہ وہ (یعنی ہم ٹھیک) سیدھے راستے پر ہیں ﴿۳۷﴾ یہاں تک کہ جب وہ (نصیحت بھولنے والا) ہمارے پاس آئے گا تو (اپنے ساتھی شیطان سے) کہے گا: اے کاش کہ! میرے اور تیرے درمیان (دنیا میں) مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا کیوں کہ تو تو بہت بُرا ساتھی تھا ﴿۳۸﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اور جو شخص رحمن کی نصیحت سے اندھا بن جاوے۔ یَعْشُ: قرآن سے اعراض کرکے دنیا کی فانی لذت میں جو منہمک ہوتا ہے اور قرآن کا حق پر ہونا پہچانتا نہیں، یا پہچان کر اس کے ساتھ جاہلانہ برتاؤ کرتا ہے، ایسے آدمی کو شیطان وسوسے ڈالتا رہتا ہے اور گمراہ کرتا رہتا ہے۔ شیطان کے لشکر دو قسم کے ہیں: ایک طیار، یہ لشکر وسوسے ڈالنے کا کام کرتے ہیں، دوسرا سیار، ان کا کام انسانوں میں شہوت بھڑکانا ہے، اور آیت میں لفظ رحمن کے ذریعے اشارہ ہے کہ قرآن کو اتارنا تمام عالموں کے لیے خالص رحمت ہے۔

② یعنی ساتھی بن جاتا ہے۔ انڈے پر چھلکا جس طرح چپکا ہوتا ہے اسی طرح ذکر سے اعراض کرنے والوں پر غفلت کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ شیطان کو ایسا مسلط کر دیتے ہیں جو کبھی اس سے جدا نہیں ہوگا۔

وَلَنۡ يَّنۡفَعَكُمُ الۡيَوۡمَ اِذۡ ظَّلَمۡتُمۡ اَنَّكُمۡ فِى الۡعَذَابِ مُشۡتَرِكُوۡنَ ﴿٣٩﴾ اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ
الصُّمَّ اَوۡ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَمَنۡ كَانَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿٤٠﴾ فَاِمَّا نَذۡهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنۡهُمۡ
مُّنۡتَقِمُوۡنَ ﴿٤١﴾ اَوۡ نُرِيَنَّكَ الَّذِىۡ وَعَدۡنٰهُمۡ فَاِنَّا عَلَيۡهِمۡ مُّقۡتَدِرُوۡنَ ﴿٤٢﴾ فَاسۡتَمۡسِكۡ
بِالَّذِىۡۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿٤٣﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكۡرٌ لَّكَ وَلِقَوۡمِكَ ۚ
وَسَوۡفَ تُسۡـَٔـلُوۡنَ ﴿٤٤﴾ وَسۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلۡنَا مِنۡ دُوۡنِ
الرَّحۡمٰنِ اٰلِهَةً يُّعۡبَدُوۡنَ ﴿٤٥﴾ ع

اور (اُن سے کہا جائے گا کہ) جب تم ظلم (یعنی شرک) کر چکے ہو تو تم کو آج (قیامت میں) یہ بات ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی کہ تم عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہو[1] ﴿٣٩﴾ کیا پھر (اے نبی!) (جب تم کو ان کی ایسی حالت کا پتہ چل گیا تو اب) تم بہروں کو سناؤ گے یا اندھوں کو اور ان لوگوں کو جو کھلی ہوئی گمراہی میں (پڑے) ہیں (اُن کو) صحیح راستے پر لاؤ گے؟ ﴿٤٠﴾ اب (تو یہ ہوگا کہ) اگر ہم تم کو (دنیا سے) اٹھالیں تب بھی ہم اُن (کافروں) سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں ﴿٤١﴾ یا اُن (کافروں) سے ہم نے جو (عذاب کا) وعدہ کر رکھا ہے وہ تم کو (بھی) دکھلا دیویں تب بھی (ہر حال میں) ہم اُن پر پوری طرح قدرت رکھتے ہیں[2] ﴿٤٢﴾ لہٰذا تم پر جو وحی (یعنی قرآن) نازل کی گئی ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو، یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو ﴿٤٣﴾ اور یقیناً وہ (قرآن) تمھارے لیے اور تمھاری قوم کے لیے بڑی نیک نامی کی چیز ہے[3] اور عنقریب تم سے (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا ﴿٤٤﴾ اور اپنے جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ہیں اُن سے پوچھ لو کہ[4] کیا ہم نے (اللہ) رحمٰن کے سوا (دوسرے) معبود مقرر کیے تھے کہ جن کی عبادت کی جاوے ﴿٤٥﴾

---

① دنیا میں جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور اس میں کوئی شریک بھی ہو تو تخفیف محسوس ہوتی ہے، آخرت میں ایسا نہ ہوگا، اسی طرح جب دنیا میں کفر کیا تھا تو آج عذاب کی حسرت اور عذاب میں شرکت کوئی کام نہیں آوے گی۔

② (دوسرا ترجمہ) طاقت رکھتے ہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) بڑی شرافت کی چیز ہے۔ ④ یعنی انبیائے سابقین کے ادیان کی اصلی تعلیمات اور کتابوں میں غور کرلو۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝۴۶
فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ۝۴۷وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِیَ اَكْبَرُ مِنْ
اُخْتِهَا ؗ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۝۴۸وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ
بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ۝۴۹ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ
يَنْكُثُوْنَ۝۵۰وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۝۵۱

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں (یعنی درباریوں) کے پاس بھیجا تو اس (موسیٰ علیہ السلام) نے (جا کر) کہا: یقیناً میں عالمین کے رب کا (بھیجا ہوا) پیغمبر ہوں ﴿۴۶﴾ پھر جب اس (موسیٰ علیہ السلام) نے ان کے پاس ہماری نشانیاں پیش کیں تو دفعتاً وہ ان کا مزاق اڑانے لگے ﴿۴۷﴾ اور ہم ان کو جو نشانی بھی دکھاتے تھے وہ پہلی نشانی سے بڑھ چڑھ کر (یعنی بڑی) ہوتی تھی اور ہم نے اُن کو (الگ الگ قسم کے) عذاب (یعنی سزاؤں) میں پکڑا؛ تا کہ وہ (کفر سے) باز آجاویں ﴿۴۸﴾ اور وہ (موسیٰ علیہ السلام کو) کہنے لگے: اے جادوگر![1] تمھارے رب نے تم سے جو عہد کر رکھا ہے[2] اس کے واسطے سے تم اس سے ہمارے لیے دعا کرو[3] ہم یقیناً سیدھے راستہ پر آجائیں گے ﴿۴۹﴾ پھر جب بھی ہم ان سے عذاب (یعنی سزائیں) دور کر دیتے تو فوراً وہ اپنا وعدہ توڑ ڈالتے تھے ﴿۵۰﴾ اور فرعون نے اپنی قوم میں پکار کر کہا: اے میری قوم! کیا (پورے) مصر کی حکومت میرے ہاتھ (یعنی قبضے) میں نہیں ہے؟ اور (دیکھو!) یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے جاری ہیں، کیا پھر بھی تم دیکھتے نہیں ہو؟[4] ﴿۵۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اے بڑے مولانا صاحب!۔ (ایسے موقع پر یہ عرفی خطاب ہے)
② یعنی کفر سے توبہ پر عذاب دور کر دیا جاوے گا۔
③ (دوسرا ترجمہ) تمھارے رب نے تم کو جو سکھلا رکھا ہے اس کے مطابق ہمارے لیے دعا کر دو۔
④ (دوسرا ترجمہ) کیا تم کو (یہ سب) دکھائی نہیں دیتا۔

أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ۙ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿٥٢﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّن
ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا
قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّا آسَفُونَا انتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٥﴾ فَجَعَلْنَاهُمْ
سَلَفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ ﴿٥٦﴾ ع ۱۱

بلکہ (صحیح بات یہ ہے کہ) میں اس شخص (یعنی موسیٰ) سے (مال وعزت وحکومت میں) بہت زیادہ اچھا ہوں جس کی کوئی عزت نہیں ہے [1] اور وہ (اپنی بات) صاف طور پر بول بھی نہیں سکتا ﴿۵۲﴾ پھر (اگر یہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے تو) اس پر (یعنی ہاتھ میں) سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے [2] یا (پھر) اس کے ساتھ فرشتے جمع ہو کر کیوں نہیں آتے [3] ﴿۵۳﴾ اس طرح اس فرعون نے اپنی قوم کو بے وقوف بنایا [4] اور انھوں نے اس (فرعون) کا کہنا مان لیا [5] حقیقت یہ ہے کہ وہ سب گنہگار لوگ تھے ﴿۵۴﴾ پھر جب انھوں نے ہم کو غصہ دلایا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا، سو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا ﴿۵۵﴾ اور ہم نے ان کو ایک گئی گذری قوم (بنا دیا) اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لیے (عبرت کا) نمونہ بنا دیا ﴿۵۶﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جو حقیر (جیسا) ہے۔
② جنت میں ہر جنتی شاہی انداز میں ہوگا؛ اس لیے اس کو کنگن پہنائے جائیں گے۔
③ جیسے دنیوی حکمرانوں کے اردگرد گارڈ ہوتے ہیں۔
④ یعنی متاثر کر دیا مغلوب العقل کر دیا۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) اور وہ فرعون کی بات میں آ گئے۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابۡنُ مَرۡيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوۡمُكَ مِنۡهُ يَصِدُّوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوۡۤا ءَاٰلِهَتُنَا خَيۡرٌ اَمۡ
هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوۡهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ ﴿۵۸﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا عَبۡدٌ اَنۡعَمۡنَا
عَلَيۡهِ وَجَعَلۡنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنَا مِنۡكُمۡ مَّلٰٓئِكَةً فِي الۡاَرۡضِ
يَخۡلُفُوۡنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمۡتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوۡنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ﴿۶۱﴾
وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيۡطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۶۲﴾

اور جب (عیسیٰ) مریم کے بیٹے کی مثال بیان کی گئی ① تو فوراً تمھاری قوم کے لوگ اس سے (خوشی کے مارے) شور مچانے لگے ﴿۵۷﴾ اور وہ کہنے لگے کہ: ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ (عیسیٰ) یہ (اعتراض کی) بات انھوں نے تمھارے سامنے محض جھگڑے کی غرض سے بیان کی ہے، اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ ہی (اپنی عادت سے) جھگڑالو ہیں ﴿۵۸﴾ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) تو بس ہمارے ایک بندے تھے جن پر ہم نے اپنا فضل (یعنی انعام) کیا تھا ② اور ہم نے بنی اسرائیل کے لیے ان کو (ہماری قدرت کا) نمونہ بنایا تھا ﴿۵۹﴾ اور اگر ہم چاہیں تو تم سے فرشتے پیدا کر دیں ③ جو زمین میں تمھارے قائم مقام ہوں ④ ﴿۶۰﴾ اور یقین رکھو! وہ (عیسیٰ) تو قیامت کی ایک علامت ہے ⑤؛ اس لیے تم اس (بات کے صحیح ہونے) میں شک مت کرو اور میرا کہنا مانو، یہی سیدھا راستہ ہے ﴿۶۱﴾ اور ایسا کبھی نہ ہو کہ شیطان تم کو (صحیح راستہ سے) روک دے، یقیناً وہ تمھارا کھلا ہوا دشمن ہے ⑥ ﴿۶۲﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اور جب عیسیٰ مریم کے بیٹے کے متعلق ایک عجیب بات بیان کی گئی۔
② یعنی عبدیت اور نبوت کے کمالات دے کر۔
③ یعنی جس طرح تم سے بچے پیدا ہوتے ہیں اس طرح فرشتے پیدا کر دیں۔
④ یعنی جس طرح انسان ایک دوسرے کے جانشین ہوتے ہیں اس طرح ملائکہ ایک کے بعد ایک رہا کریں۔
⑤ اس کے دو مطلب ہیں: (۱) جو اللہ تعالیٰ بغیر مرد کے انسان کو دنیا میں پیدا کر سکتے ہیں وہ قیامت کے دن تمام انسانوں کو بغیر کسی ظاہری اسباب پیدا کر سکتے ہیں۔ (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے قبل نزول وہ قیامت کی آخری نشانیوں میں سے ہے۔
⑥ (دوسرا ترجمہ) یقیناً وہ تمھارا ایسا دشمن ہے جس کی عداوت کھلی ہوئی ہے۔

وَلَمَّا جَآءَ عِیۡسٰی بِالۡبَیِّنٰتِ قَالَ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِالۡحِکۡمَۃِ وَلِاُبَیِّنَ لَکُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ

تَخۡتَلِفُوۡنَ فِیۡہِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوۡنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ رَبِّیۡ وَرَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ ؕ ہٰذَا

صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخۡتَلَفَ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَیۡنِہِمۡ ۚ فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ

عَذَابِ یَوۡمٍ اَلِیۡمٍ ﴿۶۵﴾ ہَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَۃَ اَنۡ تَاۡتِیَہُمۡ بَغۡتَۃً وَّہُمۡ لَا

یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۶۶﴾ اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۭ بَعۡضُہُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿ؕ۶۷﴾ یٰعِبَادِ لَا خَوۡفٌ ع

عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ ﴿ۚ۶۸﴾ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ ﴿ۚ۶۹﴾

اور جب عیسیٰ (علیہ السلام) کھلی ہوئی نشانیاں (یعنی دلائل) لے کر آئے تھے تو انھوں نے (لوگوں سے) کہا تھا کہ: میں تمھارے پاس حکمت① کی بات لے کر آیا ہوں اور (نشانیاں اس لیے ساتھ لایا ہوں) تا کہ جن بعض باتوں میں تم اختلاف کر رہے ہو ان کی حقیقت تم کو بتلادوں، سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مانو ﴿۶۳﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی میرے رب ہیں اور تمھارے بھی رب ہیں، سو تم اس کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے ﴿۶۴﴾ پھر بھی ان (بنی اسرائیل) میں سے بہت سے گروہوں (یعنی فرقوں) نے آپس میں اختلاف ڈال دیا، سو ایسے ظالم لوگوں کے لیے ایک دردناک دن کے عذاب (آفت) کی وجہ سے بڑی تباہی ہوگی ﴿۶۵﴾ اب یہ لوگ صرف (حق ظاہر ہونے کے بعد) اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ قیامت ان کے سامنے اچانک آ کھڑی ہو اور ان کو خبر بھی نہ ہو ﴿۶۶﴾ جتنے (دنیا کے) دوست ہیں اس دن آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے؛ سوائے تقویٰ والوں کے② ﴿۶۷﴾

(جن کو کہا جائے گا کہ) اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور تم کو کوئی غم بھی نہیں ہوگا ﴿۶۸﴾ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور (ظاہر میں بھی اللہ تعالیٰ کا) ہر حکم پورا کرتے تھے ﴿۶۹﴾

① حکمت: [۱] پکی باتیں [۲] سمجھداری کی باتیں [۳] نبوی احکام۔
② یعنی جو دوستی اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوگی وہ کام آوے گی۔

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ۝۷۰ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ
وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝۷۱
وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْۤ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝۷۲ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا
تَاْكُلُوْنَ۝۷۳ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ۝۷۴ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ
مُبْلِسُوْنَ۝۷۵ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ۝۷۶ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ
عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ۝۷۷

تم اور تمھاری بیویاں① خوشی خوشی سے (یا چمکتے چہروں کے ساتھ)② جنت میں داخل ہو جاؤ ﴿۷۰﴾ سونے کی رکابیاں اور گلاس اُن (جنت والوں) کے سامنے پھرائے جائیں گے③ اور اس (جنت) میں جو دل چاہے ہر وہ چیز ملے گی جس سے آنکھوں کو لذت ملے گی④ اور تم اس (جنت) میں ہمیشہ رہو گے ﴿۷۱﴾ اور یہ وہ جنت ہے جس کا تم کو تمھارے اعمال کے بدلے میں وارث (مالک) بنا دیا گیا ہے⑤ ﴿۷۲﴾ تمھارے لیے اس میں بہت میوے ہیں جن میں سے تم کھاؤ گے ﴿۷۳﴾ یقیناً جو لوگ مجرم ہیں وہ جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۷۴﴾ ان پر سے وہ عذاب (کسی وقت) ہلکا نہیں کیا جائے گا اور وہ اس (عذاب) میں مایوس پڑے رہیں گے ﴿۷۵﴾ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا؛ لیکن وہ خود ہی ظلم کرنے والے تھے ﴿۷۶﴾ اور وہ (کافر جہنم کے داروغہ فرشتے کو) پکار کر کہیں گے کہ: اے مالک! (تم ہی سفارش کر دو کہ) تمھارا رب (ہم کو موت دے کر) ہمارا کام ہی تمام کر دے تو وہ (مالک) جواب دے گا کہ: تم کو ہمیشہ اسی میں رہنا ہے ﴿۷۷﴾

① مؤمن بیویاں یا جنت کی حوریں۔ ② تُحْبَرُوْنَ: یعنی تم سجائے جاؤ گے، تمھاری عزت افزائی کی جائے گی۔
③ (دوسرا ترجمہ) پیش کیے جا رہے ہوں گے۔ ④ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے، رزقنا اللّٰه بفضله. ⑤ میراث کے معنی: کسی کے لیے کوئی چیز چھوڑ کر جانا؛ چاہے زندہ چھوڑے؛ اس لیے تملیک کے معنی میں ہیں؛ گویا جنتیوں کو جو جنت ملے گی وہ قطعی ملکیت کے طور پر ملے گی، نا قابل واپسی ہوگی۔ (۱) آدمی کو جنت میں لے جانے والی چیز اللہ تعالیٰ کا فضل ہے؛ اس لیے کہ عمل جتنا بھی ہو وہ متناہی ہے، اور جنت کی نعمتیں غیر متناہی ہے (۲) چھوٹا سا عمل؛ لیکن اس کے بدلے میں عظیم الشان جنت! معلوم ہوا کہ چھوٹے سے عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا فضل مل جائے گا تو عظیم جنت ملے گی (۳) انسان کے عمل کو جنت کا بدلہ قرار دینا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اور رحمت کو ظاہر کر رہا ہے۔

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ۝ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ۝ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ۝ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ۝ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۝ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ۝

اور حقیقت یہ ہے کہ ہم تمھارے پاس سچا دین لائے تھے؛ لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق کو برا مانتے ہیں① ﴿۷۸﴾ کیا اُنھوں نے (یعنی کافروں نے رسول کو تکلیف دینے کی) کچھ (کارروائی) کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے تو ہم نے بھی ایک کام (یعنی رسول کی حفاظت (اور مخالفوں کو سزا) کرنے) کا فیصلہ کرلیا ہے ﴿۷۹﴾ کیا انھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم ان کی خفیہ باتوں کو اور ان کے آپس کے مشوروں کو سنتے نہیں ہیں؟ ہاں! (ہم ضرور سنتے ہیں) اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے جو ان کے پاس ہیں وہ (سب کچھ) لکھتے رہتے ہیں ﴿۸۰﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہو کہ: اگر (بالفرض والمحال! اللہ) رحمٰن کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرنے والا ہوتا② ﴿۸۱﴾ پاک ہیں وہ (اللہ تعالیٰ) جو آسمانوں اور زمین کے مالک ہیں، عرش کے (بھی) مالک ہیں ان ساری باتوں سے جو وہ (مشرک) لوگ بیان کرتے ہیں ﴿۸۲﴾ لہذا (اے نبی!) ان کو (اپنے حال پر) چھوڑ دو، وہ بک بک کرتے رہیں③ اور کھیل کرتے رہیں، یہاں تک کہ وہ اپنے اس (قیامت کے) دن سے ملاقات کرلیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے ﴿۸۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تمھارے پاس سچا دین پہنچایا تھا؛ لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق سے نفرت کرتے تھے۔

② یعنی میرے اللہ سے قرب اور محبت سب سے زیادہ مجھ کو ہے تو میرے اللہ کی اولاد ہوتی تو سب سے زیادہ اس کی اطاعت وعبادت کرنے والا میں ہوتا؛ لیکن اللہ کی کوئی اولاد نہیں ہے تو عبادت بھی نہیں ہے۔ بعض حضرات نے ''عابد'' کا ترجمہ ''شاہد'' سے کیا ہے، اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ رحمٰن کی کوئی اولاد نہیں ہے، سب سے پہلے میں اس کی شہادت دیتا ہوں۔ ایک معنیٰ ''عابد'' کا ''جاحد'' بھی ہے؛ یعنی اس فاسد عقیدے کا سب سے پہلے میں منکر ہوں۔

③ (دوسرا ترجمہ) اور (اس طرح کی باطل) باتوں میں ڈوبا رہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ
لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ
تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ
يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ
اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ ۷ ع ۲۲ ۱۴

اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جو آسمان میں بھی عبادت کے لائق ہیں، اور زمین میں بھی عبادت کے لائق ہیں اور وہ بڑے حکمت کے مالک، بڑے جاننے والے ہیں ﴿۸۴﴾ اور بڑی برکت (یعنی شان) ہے اس (اللہ تعالیٰ) کی جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے اس کی حکومت ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس تم سب کو واپس لوٹایا جائے گا ﴿۸۵﴾ اور یہ (مشرک لوگ) اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر جن (بتوں) کو پکارتے ہیں اُن کو سفارش (تک) کا کوئی اختیار نہ ہوگا؛ مگر ہاں وہ لوگ جو (زبان سے) حق بات کی گواہی دیتے ہیں اور وہ (اس حق کا دل سے) یقین رکھتے ہیں[۱] ﴿۸۶﴾ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ: ان کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور (یہی) جواب دیں گے کہ: اللہ تعالیٰ ہی نے (پیدا کیا)، اس کے باوجود کوئی اُن کو کہاں سے الٹا چلا دیتا ہے[۲] ﴿۸۷﴾ اور قسم ہے اس (رسول) کی بات کی کہ: اے میرے رب! یہ (کفار) ایسے لوگ ہیں جو ایمان لاتے نہیں ﴿۸۸﴾ لہذا اے نبی! تم ان کی پرواہ مت کرو اور کہہ دو کہ: ''سلام''[۳] سو عنقریب (تھوڑے دنوں میں) خود ان کو سب پتہ چل جائے گا ﴿۸۹﴾

---

① یعنی جن کے پاس ایمان ویقین ہے وہ سفارش کر سکیں گے۔

② (دوسرا ترجمہ) اس کے باوجود الٹے پھر کر کہاں جاتے ہیں (یعنی توحید کو ماننا چھوڑ کر شرک کی الٹی راہ پر کیوں چلے جاتے ہیں)۔

③ یعنی ہماری دعوت نہیں مانتے تو تم تمھارے راستے، ہم ہمارے راستے پر۔

سُوْرَةُ الدُّخَان

(مكية)

سورۂ دخان

یہ سورت مکی ہے،اس میں انسٹھ(۵۹)یا(۵۷)آیتیں ہیں۔سورۂ زخرف کے بعد اور سورۂ جاثیہ سے پہلے تریسٹھ(۶۳)یا(۶۴)نمبر پر نازل ہوئی۔

دخان کے معنیٰ آتا ہے:دھواں،اس سورت میں دخان یعنی دھواں کا ذکر آیا ہے۔ایک دھواں نبیٔ کریم ﷺ کے زمانے میں ظاہر ہو چکا،جب کفارِ قریش نے بہت شدت سے مخالفت کی تو ان پر قحط سالی مسلط کر دی گئی جس کی وجہ سے وہ اتنے کمزور ہو گئے کہ جب بھی آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھتے تو کمزوری کی وجہ سے آنکھوں کے سامنے ایک بادل اور دھواں سا نظر آتا۔اور ایک دھواں قیامت سے پہلے ظاہر ہوگا جو قیامت کی آخری علامتوں میں سے ہے۔

نبیٔ کریم ﷺ اس سورت کو فجر کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو آدمی سورۂ دخان جمعہ کی رات کو پڑھے تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ستر ہزار ملائکہ اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں،جنت میں اس کے لیے محل بنائے جاتے ہیں،حورِ عین سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے۔

اٰيَاتُهَا ۵۹ | (۴۴) سُوۡرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ (۶۴) | رُكُوۡعَاتُهَا ۳

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ﴿۲﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ ﴿۳﴾ فِيۡهَا
يُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيۡمٍ ﴿۴﴾ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِيۡنَ ﴿۵﴾ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۶﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ۘ اِنۡ كُنۡتُمۡ
مُّوۡقِنِيۡنَ ﴿۷﴾ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ ؕ رَبُّكُمۡ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۸﴾ بَلۡ هُمۡ فِىۡ
شَكٍّ يَّلۡعَبُوۡنَ ﴿۹﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

حٰم ﴿۱﴾ قسم ہے اس کتاب کی جو (حق کو) واضح (یعنی ظاہر) کرنے والی ہے[۱] ﴿۲﴾ یقیناً ہم نے اس (قرآن) کو ایک مبارک رات (یعنی شبِ قدر) میں اتارا ہے؛ (کیوں کہ) ہم ہی (لوگوں کو) خبردار کرنے والے تھے ﴿۳﴾ اس (رات) میں ہر حکیمانہ کام ہمارے حکم سے طے کر دیا جاتا ہے ﴿۴﴾ یقیناً ہم ہی (نبی محمد ﷺ کو) بھیجنے والے ہیں ﴿۵﴾ تمھارے رب کی (طرف سے جو) رحمت (ہوتی ہے اس کی وجہ) سے[۲] یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) باتوں کو سننے والے، بڑے جاننے والے ہیں ﴿۶﴾ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہیں ان کے رب ہیں، اگر تم واقعی یقین کرتے ہو ﴿۷﴾ اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی زندگی دیتے ہیں اور وہی موت دیتے ہیں، تمھارے بھی رب ہیں اور تمھارے اگلے باپ دادوں کے بھی رب ہیں ﴿۸﴾ بلکہ وہ لوگ شک (یعنی دھوکے) میں کھیل کر رہے ہیں ﴿۹﴾

---

[۱] (دوسرا ترجمہ:) روشنی دینے والی کتاب کی قسم۔

[۲] (دوسرا ترجمہ) تمھارے رب کی رحمت کی وجہ سے ہم ہی آپ کو رسول بنانے والے ہیں۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾
رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ
مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ
عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ
فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾

لہٰذا تم (اے نبی!) اس دن کا انتظار کرو جب آسمان سے ایک کھلا ہوا (یعنی نظر آنے والا) دھواں
ظاہر ہوگا ﴿۱۰﴾ جو (ان) سب لوگوں پر چھا جائے گا، یہ (دھواں) ایک دردناک سزا ہے ﴿۱۱﴾
(اس وقت وہ لوگ کہیں گے:) اے ہمارے رب! ہم سے (یہ) عذاب (یعنی آفت) دور کر دیجیے،
ہم ضرور ایمان لے آئیں گے ﴿۱۲﴾ (بھلا!) ان کو نصیحت کہاں نصیب ہوتی ہے (جس کی وجہ سے
وہ ایمان لاویں؟) حالاں کہ ان کے پاس ایک رسول آئے جنھوں نے (حقیقت کو) کھول کر رکھ دیا
﴿۱۳﴾ پھر انھوں نے اس (رسول) سے منہ پھرا لیا① اور کہنے لگے کہ: (یہ تو دوسرے انسان کا)
سکھایا ہوا② دیوانہ ہے ﴿۱۴﴾ (اچھا) ہم عذاب کو تھوڑی مدت کے لیے ہٹا دیتے ہیں (مگر) پھر بھی
تم اپنی (پہلی) حالت پر لوٹ آؤ گے ﴿۱۵﴾ جس (قیامت کے) دن ہماری طرف سے بڑی پکڑ
ہوگی تو پکی بات ہے کہ ہم پورا بدلہ لے لیں گے ﴿۱۶﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے ان (مکہ کے
لوگوں) سے پہلے فرعون کی قوم کو آزمایا تھا اور ان کے پاس ایک معزز پیغمبر آئے تھے ﴿۱۷﴾ (اور
اس رسول نے تم سے کہا تھا) کہ: تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو③، یقیناً میں تمھارے
لیے ایک معتبر (یعنی امانت دار) پیغمبر ہوں ﴿۱۸﴾

---

① یعنی نافرمانی کی۔ ② (دوسرا ترجمہ) پڑھایا ہوا۔ تعلیم یافتہ ہونا اچھی چیز ہے؛ مگر یہاں مقامِ ذم میں واقع ہوا ہے۔ اس کے بعد بیچ میں سانس لیے بغیر دوسرا برا لقب ''دیوانہ'' کہہ کر ان لوگوں نے رسول کا مذاق اڑایا تھا۔
③ یعنی بنی اسرائیل جن کو اس دور میں فرعونیوں نے تکالیف میں پھنسا رکھا تھا۔
نوٹ: آزادی کی جدوجہد بھی کارِ نبوت میں سے ہے۔

وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّیْۤ اٰتِیْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۹﴾ وَاِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ اَنْ
تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾
فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ
مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ
كَانُوْا فِیْهَا فٰكِهِیْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ ۫ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ
وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ﴿۲۹﴾

اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سرکشی مت کرو، میں تمھارے سامنے (اپنی نبوت کی) کھلی ہوئی دلیل پیش کرتا ہوں ﴿۱۹﴾ اور میں اپنے رب اور تمھارے رب کی اس بات سے پناہ (یعنی حفاظت) لیتا ہوں کہ تم مجھے پتھر مار کر مار ڈالو ﴿۲۰﴾ اور اگر تم مجھ پر ایمان (یعنی یقین) نہیں رکھتے ہو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ① ﴿۲۱﴾ سو (آخر) اس (نبی) نے اپنے رب سے دعا کی کہ: یہ لوگ بڑے ہی گنہگار ہیں ﴿۲۲﴾ تو (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اے موسیٰ!) میرے بندوں کو لے کر راتوں رات نکل جاؤ (کیوں کہ) تم لوگوں کا پیچھا ضرور کیا جائے گا ﴿۲۳﴾ اور سمندر کو ٹھہرا ہوا چھوڑ جانا②: (اس لیے) کہ ان (فرعونیوں) کا لشکر ڈبو دیا جائے گا ﴿۲۴﴾ وہ (لوگ) کتنے ہی باغات اور چشمیں چھوڑ گئے ﴿۲۵﴾ اور (کتنی ساری) کھیتیاں اور عمدہ عمدہ مکانات ﴿۲۶﴾ اور عیش (وآرام) کا سامان جن میں وہ مزے کر رہے تھے③ ﴿۲۷﴾ اسی طرح سے (ان کا انجام) ہوا اور ہم نے اُن سب چیزوں کا وارث (یعنی مالک) ایک دوسری قوم کو بنا دیا ﴿۲۸﴾ پھر ان لوگوں پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ ان کو کوئی مہلت (یعنی ڈھیل) دی گئی④ ﴿۲۹﴾

---

① یعنی میری دعوت نہیں مانتے تو مجھے تکلیف دے کر تم اپنے جرم کو زیادہ سنگین نہ کرو اور میری دعوت کے کام میں رکاوٹ نہ بنو۔
② یعنی پانی کے بیچ میں جو راستے بن جاویں گے ان کو اسی حال پر چھوڑ دینا۔
③ (دوسرا ترجمہ) جن میں بیٹھ کر باتیں بنایا کرتے تھے۔ ④ مؤمن کی موت پر چالیس روز تک آسمان روتا ہے۔

وَلَقَدۡ نَجَّیۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مِنَ الۡعَذَابِ الۡمُہِیۡنِ ﴿۳۰﴾ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَالِیًا
مِّنَ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخۡتَرۡنٰہُمۡ عَلٰی عِلۡمٍ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَیۡنٰہُمۡ مِّنَ الۡاٰیٰتِ
مَا فِیۡہِ بَلٰٓـؤٌا مُّبِیۡنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ ہٰۤؤُلَآءِ لَیَقُوۡلُوۡنَ ﴿۳۴﴾ اِنۡ ہِیَ اِلَّا مَوۡتَتُنَا الۡاُوۡلٰی وَمَا نَحۡنُ
بِمُنۡشَرِیۡنَ ﴿۳۵﴾ فَاۡتُوۡا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۳۶﴾ اَہُمۡ خَیۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِیۡنَ
مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ اَہۡلَکۡنٰہُمۡ ۫ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا مُجۡرِمِیۡنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ
وَمَا بَیۡنَہُمَا لٰعِبِیۡنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقۡنٰہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۹﴾

اور (اس طرح فرعونیوں کو ڈبو کر) پکی بات یہ ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو ذلیل کرنے والی مصیبت سے نجات دی ﴿۳۰﴾ جو (مصیبت) فرعون کی طرف سے تھی، واقعی بات ہے کہ وہ (فرعون) بڑا سرکش (یعنی متکبر) حد سے نکل جانے والے لوگوں میں سے تھا ﴿۳۱﴾ اور ہم نے ان (بنی سرائیل) کو جان بوجھ کر کے تمام دنیاوالوں پر (بعض چیزوں میں) فضیلت دی ﴿۳۲﴾ اور ہم نے ان (بنی اسرائیل) کو ایسی نشانیاں دیں جن میں کھلا ہوا انعام تھا① ﴿۳۳﴾ یقیناً یہ (مکہ کے کفار قیامت کا انکار کرتے ہوئے) کہتے ہیں ﴿۳۴﴾ کہ بس یہی ہمارا پہلی ہی مرتبہ کا مرجانا ہے (اور دنیوی موت ہوگی) اور ہم کو دوسری مرتبہ زندہ نہیں کیا جائے گا ﴿۳۵﴾ سو اگر تم سچے ہو تو ہمارے اگلے باپ دادوں کو (زندہ کر کے) لے آؤ ﴿۳۶﴾ بھلا وہ (قریش کے کفار) بہتر ہیں یا (یمن کے بادشاہ) تبع کی قوم؟ اور وہ لوگ جو ان (تبع کی قوم) سے پہلے تھے، ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا (کیوں کہ) وہ لوگ یقینی طور پر (بڑے) گنہگار تھے ﴿۳۷﴾ اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں (بے فائدہ) کھیل کے لیے نہیں بنائی ﴿۳۸﴾ ہم نے ان دونوں (آسمان وزمین) کو برحق مقصد ہی کے لیے (بڑی حکمت سے) پیدا کیا؛ لیکن ان میں کے اکثر لوگ سمجھتے نہیں ہیں ﴿۳۹﴾

① (دوسرا ترجمہ) کھلی ہوئی مدد تھی۔

اِنَّ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِیۡقَاتُهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۴۰﴾ یَوۡمَ لَا یُغۡنِیۡ مَوۡلًی عَنۡ مَّوۡلًی شَیۡـًٔا وَّلَا هُمۡ
یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۴۲﴾ ع ۳ ۱۵
اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الۡاَثِیۡمِ ﴿۴۴﴾ کَالۡمُهۡلِ ۚ یَغۡلِیۡ فِی الۡبُطُوۡنِ ﴿۴۵﴾ کَغَلۡیِ
الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوۡهُ فَاعۡتِلُوۡهُ اِلٰی سَوَآءِ الۡجَحِیۡمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوۡا فَوۡقَ رَاۡسِهٖ مِنۡ عَذَابِ
الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۸﴾ ذُقۡ ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡکَرِیۡمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ هٰذَا مَا کُنۡتُمۡ بِهٖ تَمۡتَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾

پکی بات یہ ہے کہ فیصلے کا دن ان سب لوگوں کے (دوسری مرتبہ زندہ ہوکر جزا وسزا پانے کے) وعدہ کا وقت ہے ﴿۴۰﴾ جس دن کوئی حمایت کرنے والا کسی حمایتی کو ذرا بھی کام نہیں آئے گا اور ان کی کوئی مدد بھی نہیں کی جائے گی ﴿۴۱﴾ مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم (یعنی مہربانی) فرمائے① یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے زبردست، بڑے رحم والے ہیں ﴿۴۲﴾

یقینی بات ہے کہ زقوم کا درخت ﴿۴۳﴾ (بڑے) گنہگار (یعنی کافر) کا کھانا ہوگا ﴿۴۴﴾ (وہ زقوم) سیاہ تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا② وہ (لوگوں کے) پیٹوں میں کھولتے ہوئے پانی کی طرح جوش مارے گا ﴿۴۵﴾ ﴿۴۶﴾ (اور فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ) اس کو پکڑو اور گھسیٹ کر اس کو جہنم کے درمیانی حصہ تک (بیچ و بیچ) لے جاؤ ﴿۴۷﴾ پھر اس کے سر پر سخت کھولتے ہوئے پانی کا عذاب ڈال دو ﴿۴۸﴾ تو (عذاب کا مزہ) چکھ، یقیناً تو بڑا عزت والا③ (سردار) تھا ﴿۴۹﴾ یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں تم شک کیا کرتے تھے ﴿۵۰﴾

---

① یعنی تب ہی اللہ تعالیٰ کی اجازت سے سفارش کام آئے گی۔

② (دوسرا ترجمہ) پگھلے ہوئے تانبے جیسا ہوگا۔

③ (دوسرا ترجمہ) بڑے مرتبہ والا (اقتدار والا)۔ تیسرا ترجمہ: دنیا میں بڑا بنتا تھا۔

(۱) ابوجہل کہا کرتا تھا کہ مکہ کی دو پہاڑی کے درمیان مجھ سے زیادہ کوئی عزیز اور کریم نہیں ہے۔

(۲) کریم: یعنی مکرم؛ یعنی وہ خود سے زبردستی کریم بن گیا تھا۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ﴿۵۱﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ﴿۵۲﴾ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ
وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ﴿۵۴﴾ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ
فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰىهُمْ عَذَابَ
الْجَحِيْمِ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴿۵۸﴾ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ﴿۵۹﴾

(دوسری طرف) تقوی والے لوگ امن وامان والی جگہ میں ہوں گے ﴿۵۱﴾ باغیچوں اور چشموں میں ہوں گے ﴿۵۲﴾ وہ باریک اور گاڑھی ریشم کے کپڑے پہنے ہوئے اور ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے (ان کے ساتھ) اسی طرح (اکرام کا برتاؤ) کیا جائے گا ﴿۵۳﴾ اور ہم گوری گوری، بڑی بڑی آنکھوں والی (حوروں) کے ساتھ ان کو جوڑ دیں گے ﴿۵۴﴾ وہ ان (باغوں) میں اطمینان سے ہر قسم کے میوے منگواتے ہوں گے ﴿۵۵﴾ جو موت ان کو پہلے (دنیا میں) آچکی تھی اس کے علاوہ وہاں کسی (دوسری) موت کا مزہ نہیں چکھیں گے اور وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو جہنم کے عذاب سے محفوظ (یعنی سلامت) رکھیں گے ﴿۵۶﴾ (یہ سب کچھ ان کو) تمھارے رب کے فضل سے (ملے گا) یہی بڑی کامیابی ہے ﴿۵۷﴾ سو (اے نبی! محمد ﷺ) ہم نے اس (قرآن) کو تمھاری زبان (یعنی عربی) میں آسان کر دیا؛ تاکہ وہ لوگ (اس کو سمجھ کر) نصیحت حاصل کریں ﴿۵۸﴾ (اے نبی!) اب تم بھی انتظار کرو①، وہ لوگ بھی انتظار کر رہے ہیں② ﴿۵۹﴾

① یعنی ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے عذاب کا انتظار کرو۔

② یعنی تم پر کوئی مصیبت پڑے اس کا انتظار وہ کر رہے ہیں، حالاں کہ نبی پر مصیبت آنے والی نہیں ہے۔

سُوْرَةُ الْجَاثِيَة

(مكية)

سورۂ جاثیہ

یہ سورت مکی ہے،اس میں سینتیس(۳۷)آیتیں ہیں۔سورۂ دخان کے بعداور سورۂ احقاف سے پہلے چونسٹھ(۶۴)یا(۶۵)نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں ''جاثیہ'' کا تذکرہ ہے،زانو پر بیٹھنے والی یا گرنے والی کو جاثیہ کہا جاتا ہے۔

آیت میں جاثیہ کا لفظ واحد ہونے کے باوجود جمع کی جگہ پر استعمال ہوا ہے۔کافروں کے سامنے جب جہنم ظاہر کی جائے گی اس کے شعلے بھڑکتے ہوں گے شعلوں کی آواز سمندر کے طوفانی تھپیڑوں کی طرح اٹھتی ہوئی نظر آئے گی تو سب لوگ گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے۔

اس سورت کا دوسرا نام ''شریعہ'' بھی ہے،اس سورت میں شریعت کا تذکرہ ہے،دین کے دستور کو شریعت کہتے ہیں،انسان اپنی ذات سے خود کوئی کام صحیح انجام نہیں دے سکتا،انسانی زندگی شریعت اور شارع کی محتاج ہے۔

رکوعاتها ۴	(۴۵) سورۃ الجاثیۃ مکیۃ (۶۵)	ایاتها ۳۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ وَاخْتِلَافِ
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ
حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۷﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری جارہی ہے جو بڑے زبردست، بڑے حکمت والے ہیں ﴿۲﴾ یقیناً آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں (یعنی ماننے والوں) کے لیے بہت ساری نشانیاں ہیں ﴿۳﴾ اور (خود) تمھارے پیدا کرنے میں اور جو جانور اس (اللہ تعالیٰ) نے (زمین میں) پھیلا رکھے ہیں ان میں یقین رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں ﴿۴﴾ اور رات اور دن کے آنے جانے میں اور اس روزی (یعنی بارش) میں جو اللہ تعالیٰ آسمان سے اتارتے ہیں، پھر اس (بارش) کے ذریعے زمین کو اس کے مردہ (یعنی خشک) ہوجانے کے بعد زندہ کرتے ہیں اور ہواؤں کے بدلنے میں ان لوگوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں ﴿۵﴾ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں① جو ہم تم کو ٹھیک ٹھیک (یعنی صحیح صحیح) پڑھ کر سناتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اور اُن کی آیتوں کے بعد اب وہ لوگ کونسی بات پر ایمان لائیں گے ﴿۶﴾ ہر اس بڑے جھوٹے گنہگار کے لیے بڑی تباہی ہوگی ﴿۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) قدرت کی نشانیاں ہیں۔

يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ

اَلِيْمٍ ۝٨ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝٩

مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ

اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝١٠ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ

عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝١١ ع ١

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝١٢ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۗ اِنَّ

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝١٣

جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو سنتا بھی ہے جو وہ آیتیں اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، پھر بھی تکبر کرتے ہوئے اس طرح (کفر پر) اڑا رہتا ہے جیسے اس نے اُن (آیتوں) کو سنا ہی نہیں؛ سو اس (شخص) کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو ﴿۸﴾ اور جب ہماری آیتوں میں سے کوئی آیت ایسے شخص کے علم میں آتی ہے تو وہ اس کا مذاق اڑاتا ہے، ایسے لوگوں کے لیے عذاب ہوگا جو ان کو ذلیل کر کے رکھ دے گا ﴿۹﴾ (اور) ان کے آگے جہنم (کی آگ) ہوگی اور جو کچھ انھوں نے (دنیا میں) کمایا تھا وہ ان کو کچھ کام نہیں آئے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن (معبودوں) کو انھوں نے (اپنے) مددکرنے والے بنا رکھے تھے وہ بھی (کچھ کام نہیں آئیں گے) اور ان لوگوں کو بڑا عذاب ہوگا ﴿۱۰﴾ (اور) یہ (قرآن تو) ہدایت سے بھرا ہوا (ہی) ہے اور جن لوگوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا ان لوگوں کے لیے ایک (بری) بلا کا دردناک عذاب ہے ﴿۱۱﴾

اللہ تعالیٰ وہ ہے جنھوں نے تمھارے (فائدہ کے) لیے سمندر کو کام میں لگا دیا ہے؛ تاکہ اس (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں؛ اور تاکہ تم اس کا فضل (یعنی حلال روزی) تلاش کرو؛ اور تاکہ (روزی ملنے پر) تم شکر ادا کرو ﴿۱۲﴾ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ان سب کو اس (اللہ تعالیٰ) نے اپنی طرف (یعنی اپنے حکم) سے تمھارے کام میں لگا دیا ہے، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں (یعنی دلائل) ہیں جو غور و فکر کرتے رہتے ہیں ﴿۱۳﴾

قُلۡ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يَغۡفِرُوۡا لِلَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجۡزِىَ قَوۡمًاۢ بِمَا كَانُوۡا
يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ اَسَآءَ فَعَلَيۡهَا ۖ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمۡ
تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ الۡكِتٰبَ وَالۡحُكۡمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ
الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلۡنٰهُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۶﴾ وَاٰتَيۡنٰهُمۡ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ ۚ فَمَا اخۡتَلَفُوۡۤا اِلَّا
مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ ۙ بَغۡيًاۢ بَيۡنَهُمۡ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقۡضِىۡ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ
فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ جَعَلۡنٰكَ عَلٰى شَرِيۡعَةٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ فَاتَّبِعۡهَا وَلَا تَتَّبِعۡ
اَهۡوَآءَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸﴾

(اے نبی!) جو لوگ ایمان لائے ہیں تم ان کو کہہ دو کہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے① ان لوگوں سے درگزر کریں②؛ تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) ایک قوم کو اُن کاموں کا بدلہ دیوے جو وہ لوگ کرتے تھے ﴿۱۴﴾ جو شخص بھی نیک کام کرتا ہے تو وہ اپنے ہی (فائدہ کے) لیے کرتا ہے اور جو شخص برائی کرتا ہے تو وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے، پھر تم سب کو اپنے ہی رب کی طرف واپس لایا جائے گا ﴿۱۵﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت دی تھی اور ہم نے ان کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کے لیے دی تھیں اور ہم نے ان کو اقوامِ عالم پر (بعض چیزوں میں) فضلیت دی تھی ﴿۱۶﴾ اور ہم نے ان کو (دین کے بارے میں) کھلے کھلے احکام دیے تھے، پھر انھوں نے (صحیح) علم ان کے پاس آجانے کے بعد ہی (محض) آپس کی ضد سے (ایک دوسرے سے) اختلاف کیا، یقیناً تمھارے رب ان کے درمیان قیامت کے دن ان باتوں میں فیصلہ کردیں گے جن میں وہ (آپس میں) اختلاف کرتے تھے ﴿۱۷﴾ پھر (اے نبی!) ہم نے تم کو دین کے ایک خاص راستے پر قائم کردیا؛ لہذا تم اسی (راستے) پر چلو اور ان لوگوں کی خواہشات پر مت چلنا جو (صحیح) علم نہیں رکھتے ﴿۱۸﴾

①[دوسرا ترجمہ] یقین نہیں رکھتے [تیسرا] خطرہ نہیں رکھتے [چوتھا] اندیشہ نہیں رکھتے۔ ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ دین کے دشمنوں کو خاص سزا دیوے یا اپنے ماننے والوں کو خاص انعام واکرام سے نوازے؛ گویا خاص عذاب یا اکرام سے وہ دن یادگار بن گیا ہو۔ ②کافروں کی شرارت پر غصہ کرنے کے بجائے تسامح اور نرمی کا حکم دیا گیا۔

إِنَّهُمْ لَنْ يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ وَاللَّهُ
وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ﴿١٩﴾ هَٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْ حَسِبَ
الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً
مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٢١﴾ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ع ۱۸
وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ
وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً ۖ

کیوں کہ وہ (کافر) لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے (یا مقابلے میں) تم کو ذرا بھی کام نہیں آئیں گے اور یقیناً ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو تقویٰ والوں کے دوست ہیں ﴿۱۹﴾ یہ (قرآن) تمام لوگوں کے لیے بصیرت (یعنی سمجھ کی باتوں) کا مجموعہ ہے اور جو لوگ یقین کرتے ہیں ان کے لیے ہدایت ہے اور (بڑی) رحمت (کا ذریعہ) ہے ﴿۲۰﴾ کیا جن لوگوں نے بُرے کام کر رکھے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اُن کو اُن لوگوں کے برابر کردیں گے جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک کام کیے ہیں کہ (جس کے نتیجے میں) ان کا جینا اور مرنا ایک جیسا ہو جاوے؟ کتنا برا وہ فیصلہ کرتے ہیں! ﴿۲۱﴾

اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو (پوری) حکمت کے ساتھ پیدا کیا① اور تاکہ ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جاوے اور (بدلہ دیتے وقت) اُن پر (کسی قسم کا) ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۲۲﴾ (اے نبی!) کیا بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا خدا بنا رکھا ہے اور علم کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ کردیا② اور اس کے کان اور اس کے دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا،

①[دوسرا ترجمہ] حق مقصد کے لیے پیدا کیا [تیسرا ترجمہ] جیسا بنانا چاہیے ویسا بنایا۔ ②یعنی حق بات کو سنا، سمجھا، پھر نفسانی خواہشات کی پیروی میں وہ گمراہ ہوگیا۔ حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آسمان کے نیچے جتنے معبودوں کی عبادت کی گئی ان میں سب سے زیادہ مبغوض اللہ کے نزدیک ہوائے نفس ہے۔

فَمَنۡ يَّهۡدِيۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ۝۲۳ وَقَالُوۡا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا نَمُوۡتُ

وَنَحۡيَا وَمَا يُهۡلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهۡرُ ۚ وَمَا لَهُمۡ بِذٰلِكَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ اِنۡ هُمۡ اِلَّا يَظُنُّوۡنَ ۝۲۴

وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا ائۡتُوۡا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنۡ

كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝۲۵ قُلِ اللّٰهُ يُحۡيِيۡكُمۡ ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ ثُمَّ يَجۡمَعُكُمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ

لَا رَيۡبَ فِيۡهِ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۲۶ ع۵ ۱۴

وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَيَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ يَوۡمَئِذٍ يَّخۡسَرُ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ۝۲۷

اب اللہ تعالیٰ کے بعد کون ہے جو اس کو ہدایت (کے راستے) پر لاوے؟ کیا پھر بھی تم دھیان نہیں دیتے؟① ﴿۲۳﴾ اور وہ (قیامت کا انکار کرنے والے یوں) کہتے ہیں کہ: ہماری (اس) دنیوی زندگی کے سوا کوئی زندگی نہیں ہے، ہم (یہی دنیا میں) مرتے اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہم کو ہلاک کرتا ہے؛ حالاں کہ ان (انکار کرنے والوں) کے پاس اس (بات کے کہنے) پر کوئی دلیل (یعنی علم) نہیں ہے، وہ لوگ محض خیالی باتیں کرتے ہیں ﴿۲۴﴾ اور جب ان کو ہماری آیتیں پوری وضاحت کے ساتھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کی کوئی دلیل نہیں مگر یہی کہ وہ کہتے ہیں کہ (اچھا) اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو (زندہ کر کے) لے آؤ ﴿۲۵﴾ (اے نبی!) تم (ان سے جواب میں) کہہ دو کہ: اللہ تعالیٰ ہی تم کو زندگی دیتے ہیں، پھر وہی (اللہ تعالیٰ) تم کو موت دیں گے، پھر تم سب کو قیامت کے دن میں جمع کریں گے جس (قیامت کے آنے) میں ذرا بھی شک نہیں؛ لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں ہیں ﴿۲۶﴾

اور آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ ہی کی حکومت (یعنی راج) ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن باطل پرست لوگ سخت نقصان اٹھائیں گے ﴿۲۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

وَتَرٰی كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدۡعٰۤی اِلٰی كِتٰبِهَا ؕ اَلۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ
تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنۡطِقُ عَلَيۡكُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسۡتَنۡسِخُ مَا كُنۡتُمۡ
تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدۡخِلُهُمۡ رَبُّهُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ
ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۫ اَفَلَمۡ تَكُنۡ اٰيٰتِیۡ تُتۡلٰی عَلَيۡكُمۡ
فَاسۡتَكۡبَرۡتُمۡ وَكُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيۡلَ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا
رَيۡبَ فِيۡهَا قُلۡتُمۡ مَّا نَدۡرِیۡ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنۡ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحۡنُ بِمُسۡتَيۡقِنِيۡنَ ﴿۳۲﴾

اور (اے نبی!) تم ہر فرقے کو گھٹنوں پر گرا ہوا دیکھو گے ① ہر فرقے کو اپنے اعمال نامے کی طرف بلایا جائے گا (اور ان کو کہا جائے گا کہ) آج تم کو ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے ﴿۲۸﴾ یہ ہمارا (لکھوایا ہوا) دفتر (یعنی اعمال نامہ) ہے جو تمھارے (کاموں کے) بارے میں ٹھیک ٹھیک بولتا ہے (اس لیے کہ) جو اعمال تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے ہم ان کو (اپنے فرشتوں سے) لکھوا لیا کرتے تھے ② ﴿۲۹﴾ (حساب کے بعد یہ فیصلہ ہوگا کہ) سو جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے تو ان کے رب ان کو اپنی رحمت (یعنی جنت) میں داخل کریں گے (اور) یہی کھلی ہوئی کامیابی ہوگی ﴿۳۰﴾ اور جن لوگوں نے (دنیا میں) کفر اپنا لیا تھا (اُن کو کہا جائے گا کہ) بھلا کیا تمھارے سامنے میری آیتیں پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں؟ پھر بھی تم نے (ان کو قبول کرنے سے) تکبر کیا تھا اور تم تو بڑے ہی گنہگار لوگ تھے ﴿۳۱﴾ اور جب (تم سے دنیا میں) کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت (کے آنے) میں کوئی شک نہیں ہے تو تم (جواب میں) کہتے تھے کہ: ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے؟ ہم کو (قیامت کے بارے میں) ایک ہلکا سا خیال تو ہوتا ہے اور ہم کو (قیامت کے آنے کا) یقین ہوتا ہی نہیں ﴿۳۲﴾

① (۱) دو زانوں ادب سے بیٹھ کر حساب دینا جیسے نماز والی حالت (۲) تھوڑی دیر کت لیے یہ حالت ہوگی (۳) کل امۃ سے اکثرِ امت مراد ہے، صالحین مستثنی ہوں گے۔ ② [دوسرا ترجمہ] یہ (اعمال نامہ) ہماری کتاب ہے جو تمھارے مقابلے میں حقیقت کو ظاہر کر رہی ہے؛ کیوں کہ تم جو اعمال کیا کرتے تھے ہم ان کو لکھواتے جاتے تھے۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ

نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ

لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۪ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣٧﴾ ع

اور (اس موقع پر) انھوں نے جو اعمال کیے تھے ان کی برائیاں (کھل کر) ان کے سامنے آ جائیں گی① اور جس (عذاب) کا وہ مزاق اڑایا کرتے تھے وہی ان کو گھیر لے گا② ﴿۳۳﴾ اور (اُن سے) کہا جائے گا کہ: آج ہم تم کو اُسی طرح بھلا دیں گے③ جس طرح تم نے اپنے اس دن (قیامت) کے سامنے آنے کو بھلا دیا تھا④ اور تمھارا ٹھکانہ آگ ہے اور تمھارے لیے کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوگا ﴿۳۴﴾ یہ سب اس لیے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو مزاق بنایا تھا اور دنیوی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈال دیا تھا، سو آج ایسے لوگ اس (آگ) سے نکالے نہیں جائیں گے اور اُن کو معافی مانگنے کے لیے نہیں کہا جائے گا⑤ ﴿۳۵﴾ سو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے تمام تعریفیں ہیں جو آسمانوں کے رب ہیں اور زمین کے رب ہیں، تمام عالموں کے رب ہیں ﴿۳۶﴾ اور آسمانوں اور زمین میں (ہر قسم کی) بڑائی اُسی کے لیے ہے اور وہی (اللہ تعالیٰ) بڑے زبردست، بڑے حکمت والے ہیں ﴿۳۷﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] اور (اس وقت) ان پر اپنے تمام برے اعمال ظاہر ہو جائیں گے۔

② [دوسرا ترجمہ] وہی اتر آئے گا۔

③ یعنی ہم اپنی رحمت، رضا اور جنت سے محروم کر دیں گے۔

④ (۱) آج کی اس ملاقات کو بھلا دیا تھا۔ (۲) دنیا میں آج کے حساب کو بھلا دیا تھا؛ اس لیے آج مہربانی میں ہم تم کو یاد نہیں رکھیں گے۔ (۳) آج کے دن کی تیاری کو تم دنیا میں بھلا دیا تھا۔

⑤ یعنی قیامت میں توبہ استغفار کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

سُوْرَةُ الْأَحْقَاف

(مكية)

سورۂ احقاف

یہ سورت مکی ہے، اس میں چونتیس (۳۴) یا پینتیس (۳۵) آیتیں ہیں۔ سورۂ جاثیہ کے بعد اور سورۂ ذاریات سے پہلے پینسٹھ (٦٥) یا (٦٦) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں احقاف کا ذکر آیا ہے۔

احقاف: ریت کے لمبے، اونچے ذرا مڑے ہوئے ٹیلوں کو کہتے ہیں۔ قومِ عاد کا یہ مرکزی مقام تھا۔ نجران، حضر موت کے قریب یہ علاقہ تھا، آج کل جو "الربع الخالی" یعنی دنیا کا عظیم صحرا ہے، اسی طرف یہ علاقہ تھا۔

آیاتُها ٣٥ ۔ (٤٦) سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ (٦٦) ۔ رُكُوعَاتُها ٤

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۞١ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۞٢ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۞٣ قُلْ

اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي

السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞٤

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

حم ﴿١﴾ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری جارہی ہے جو بڑے زبردست، بڑے حکمت والے ہیں ﴿٢﴾ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو برحق مقصد① ہی کے لیے اور ایک متعین وعدہ (یعنی قیامت) تک کے لیے ہی بنایا ہے اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے اُن کو جس چیز سے ڈرایا جارہا ہے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں② ﴿٣﴾ تم (اُن سے) کہو کہ: کیا تم نے (اُن چیزوں کو) دھیان سے دیکھا③ جن (بتوں) کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو ذرا مجھے دکھاؤ کہ انھوں نے زمین کا کونسا حصہ پیدا کیا یا آسمانوں (کے بنانے) میں ان کی کوئی شرکت (یعنی حصہ) ہے؟ میرے پاس اس (قرآن) سے پہلے کی کوئی (صحیح) کتاب لے آؤ یا (پچھلے نبی کی کوئی) نقل ہوتی ہوئی علمی روایت④ ہو تو لے آؤ اگر تم لوگ سچے ہو ﴿٤﴾

---

① حق مقصد: یعنی حکمت اور خاص مصلحت۔

② (دوسرا ترجمہ) یعنی بے رخی برتتے ہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) تم نے ان چیزوں میں غور بھی کیا۔ (تیسرا ترجمہ) تم مجھ کو یہ تو بتلاؤ۔

④ (دوسرا ترجمہ) نقل ہوتے ہوئے چلا آتا ہوا علم۔ (یعنی کوئی معتبر علمی مضمون جو زبانی نقل ہوتا ہوا چلا آتا ہو لے آؤ۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ۝۵ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ۝٦ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۝۷ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ

اوراس آدمی سے بڑا گمراہ کون ہوگا؟ جواللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان (من گھڑت معبودوں) کو پکارے جو قیامت کے دن تک بھی اس (کی پکار) کا جواب نہیں دے سکتے اور وہ (خود بنائے ہوئے معبود) ان (مشرکوں) کے پکارنے سے (بھی بالکل) بے خبر ہیں ﴿۵﴾ اور جب لوگوں کو (محشر میں) جمع کیا جائے گا تو وہ (معبود) ان (مشرکوں) کے دشمن بن جائیں گے اور وہ (معبود) ان کی عبادت ہی سے انکار کردیں گے① ﴿٦﴾ اور جب ہماری آیتیں اُن (کافروں) کے سامنے پوری وضاحت کے ساتھ سنائی جاتی ہیں تو (یہ) کافر لوگ حق (یعنی قرآن) کے ان تک پہنچ جانے کے بعد (یوں) کہتے ہیں کہ: یہ (تو) کھلا ہوا جادو ہے ﴿۷﴾ کیا اِن (کافروں) کا (یہ) کہنا ہے کہ اس (قرآن) کو اس شخص (یعنی حضرت محمد ﷺ) نے از خود بنالیا ہے؟ (اے نبی جواب میں) تم کہہ دو کہ: اگر میں نے اس (قرآن) کو اپنی طرف سے بنالیا ہے تو مجھ کو تم لوگ اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے ذرا بھی بچا نہیں سکتے،

---

① [۱] بعض انسان دنیا سے گذر جانے والے دوسرے انسانوں کی عبادت کرتے ہیں، ان انسانوں کو بسا اوقات پتہ بھی نہیں ہوتا کہ ان کی عبادت ہو رہی ہے؛ اس لیے وہ محشر میں صاف انکار کردیں گے۔

[۲] جن انسانوں کو پتہ ہوا ہوگا کہ ہماری عبادت کی جارہی ہے تو وہ محشر میں کہیں گے کہ: درحقیقت ہماری عبادت نہیں کی جارہی تھی؛ بلکہ یہ لوگ اپنی نفسانی خواہش کی عبادت کرتے تھے۔

[۳] بعض انسان ملائکہ کی عبادت کرتے ہیں تو ملائکہ صاف انکار کردیں گے، یہ تو شیاطین کے بہکانے سے ان کی عبادت کرتے تھے۔

[۴] اور بے جان بتوں کی جو عبادت کی جاتی ہے، لگتا ایسا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ ان سے بلوائیں گے اور وہ واقعی خبر دیں گے کہ ہماری دنیا میں عبادت کی جاتی تھی اس کی ہم کو خبر ہی نہ تھی، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زبانِ حال سے بتلادے کہ ہم تو بے جان ہیں ہم کو کیا خبر ہمارے ساتھ کون کیا کررہا تھا۔

هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ
الرَّحِيْمُ ۝۸ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَاۤ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ
اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ وَمَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۹ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰ ع۱

جو باتیں (قرآن اور میرے بارے میں) تم بنا رہے ہو① وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو خوب جانتے ہیں
(اس لیے وہ تم کو سزا دیں گے) میرے اور تمھارے درمیان گواہ بننے کے لیے وہی (اللہ تعالیٰ) کافی
ہے اور وہی (اللہ تعالیٰ) بڑے معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۸﴾ اے نبی! تم
(ان سے) کہہ دو کہ: میں کوئی نیا (یعنی انوکھا) رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا
کیا جائے گا اور نہ یہ جانتا ہوں کہ تمھارے ساتھ کیا ہوگا② اور میں تو صرف اسی وحی (یعنی حکم) پر چلتا
ہوں (یعنی عمل کرتا ہوں) جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے اور میں تو صرف ایک صاف صاف ڈرانے
والا ہوں ﴿۹﴾ تم (ان سے) کہو کہ: مجھے ذرا یہ بتاؤ! اگر وہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے
اور تم نے اس (قرآن) کا انکار کر دیا اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس جیسی کتاب کے حق
ہونے کی گواہی دے دی③ پھر وہ اس پر ایمان بھی لے آیا اور تم لوگ اپنے تکبر میں پڑے رہے (تو
یہ کتنا بڑا تمھارا ظلم ہے؟) یقین رکھو! اللہ تعالیٰ ایسے ظالم (لوگوں) کو ہدایت تک نہیں پہنچاتے ﴿۱۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جن باتوں میں تم لگے ہوئے ہو (تیسرا ترجمہ) جو نکتہ چینی تم لوگ کر رہے ہو۔

② یعنی وحی کے نزول کے بغیر ذاتی طور پر مجھے یہ پتہ نہیں چلتا کہ میرے اور تمھارے ساتھ دنیا و آخرت میں کیا معاملہ کیا جائے گا، جو کچھ پتہ چلتا ہے وہ صرف وحی کی برکت سے ہے۔ میرا رسول ہونا کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہے اور میں پہلا ہی رسول نہیں ہوں کہ تم اس طرح وحشت کرنے لگو۔

③ (دوسرا ترجمہ) اس جیسی بات کے حق میں (یعنی اللہ تعالیٰ کے طرف سے ہونے کی) گواہی دے دی۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا
بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ⑪ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا
كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ⑫ اِنَّ
الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ⑬ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑭ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ

اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا وہ ایمان لانے والے کے بارے میں (یوں) کہتے ہیں: اگر یہ (ایمان لانا) بہتر ہوتا تو یہ (مسلمان خاص کر فقرا) اس بارے میں ہم سے آگے نہ نکلتے، اور جب ان (کافر) لوگوں نے اس (قرآن) سے ہدایت حاصل نہیں کی تو پھر یہی کہیں گے کہ: یہ تو پرانے زمانے کا جھوٹ ہے ﴿١١﴾ اور اس (قرآن) سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب امام (راستہ بتانے والی) اور رحمت بن کر آچکی ہے، اور یہ (قرآن) ایسی کتاب ہے جو عربی زبان میں ہوتے ہوئے (اس تورات کو) سچا بتا رہی ہے؛ تا کہ گنہگاروں کو ڈرائے اور نیک کام کرنے والوں کو خوش خبری سنائے ﴿١٢﴾ یقیناً جن لوگوں نے (سچے دل سے) کہا① کہ ہمارے رب اللہ تعالیٰ ہیں، پھر وہ اس پر مضبوطی سے قائم رہے② تو ایسے لوگوں پر کسی قسم کا خوف نہیں اور وہ لوگ غمگین بھی نہیں ہوں گے ﴿١٣﴾ وہ جنت (میں جانے) والے لوگ ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے، جو عمل وہ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے ﴿١٤﴾ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کی ہے③ (خاص طور پر ماں کے ساتھ؛ کیوں کہ) اس کی ماں نے اس کو بڑی تکلیف سے (پیٹ میں) اٹھائے رکھا اور بڑی تکلیف سے اس کو جنا اور اس (انسان) کو پیٹ میں رکھنے اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہوتی ہیں،

① یعنی اقرار کیا۔ ② یعنی توحید کو کبھی نہ چھوڑا اور اس کے تقاضوں پر ہمیشہ عمل کیا۔
③ والدین چھوٹے محسن ہیں ان کا اتنا بڑا حق ہے تو محسنِ حقیقی اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا حق ہوگا!۔

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ
اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ
اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٥﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا
وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿١٦﴾
وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ
وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ښ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٧﴾

یہاں تک کہ جب وہ (بچہ) اپنی جوانی (یعنی بالغ ہونے کی عمر) کو پہنچا اور (پھر آہستہ آہستہ) چالیس سال (کی عمر) کو پہنچ گیا، تو وہ (بچہ دعا میں) کہنے لگا: اے میرے رب! مجھے توفیق دیجیے کہ میں آپ کی اس نعمت کا شکر ادا کروں جو آپ نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائی اور میں وہ نیک کام کرتا رہوں جن سے آپ راضی ہو جائیں اور میرے لیے میری اولاد میں صلاحیت دے دیجیے (١) میں آپ کے دربار میں (گناہوں سے) توبہ کرتا ہوں اور میں (آپ کا) حکم پورا کرنے والوں میں سے ہوں ﴿١٥﴾ یہی وہ لوگ ہیں کہ جن سے ان کے نیک اعمال ہم قبول کرلیں گے اور ان کے برے کاموں کو ہم معاف کردیں گے (جس کی وجہ سے) وہ جنت والوں میں شامل ہوں گے (یہ سلوک) اس سچے وعدے کے بنا پر ہوگا جو اُن سے (دنیا میں) کیا جاتا تھا ﴿١٦﴾ اور جس شخص نے اپنے ماں باپ کو کہا کہ: تم پر تُف ہے (٢) کہ کیا تم مجھ کو خبر دیتے ہو (٣) کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا؛ حالاں کہ مجھ سے پہلے بہت ساری قومیں گزر چکی ہیں اور وہ دونوں (ماں باپ) اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہیں (اور دردمندی سے بیٹے کو کہتے ہیں کہ) افسوس تجھ پر! تو ایمان لے آ، یقین رکھ! اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے تو وہ (بیٹا جواب میں) کہتا ہے: یہ سب تو محض اگلے لوگوں کے (چلے آرہے) افسانے (کہانیاں) ہیں ﴿١٧﴾

(١) یعنی اولاد میں ایسی دینی صلاحیت عطا فرما دیجیے جو دنیا و آخرت میں عزت کا ذریعہ بنے اور دنیوی لحاظ سے بھی راحت پہنچے۔
(٢) (دوسرا ترجمہ) یعنی میں تم سے بیزار رہوں۔ (٣) (دوسرا ترجمہ) یہ دھمکی دیتے ہو۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ
وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ۝۱۸ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝۱۹ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ
فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ
تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ۝۲۰ ع

یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں جناتوں اور انسانوں کے جو فرقے ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کے ساتھ (عذاب کی) بات پوری ہو کر رہی، حقیقت میں وہ سب بڑا نقصان اٹھانے والے ہیں ﴿۱۸﴾ اور ہر ایک (فرقے) کے لیے اپنے اعمال کی وجہ سے (مختلف) درجے ہوں گے[۱] اور (یہ اس لیے ہوگا) تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) ان سب کو ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیویں اور ان پر (کوئی) ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۱۹﴾ اور اس دن (کو یاد رکھو جب) ان کافروں کو آگ کے سامنے پیش کیا جائے گا (اور ان کو کہا جائے گا) تم نے اپنے (حصے کے) مزے اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر لیے اور اُن (مزے کی چیزوں) سے (دنیا میں) خوب فائدہ اٹھالیا؛ لہٰذا آج تم کو ذلیل کرنے والے عذاب کی سزا دی جائے گی؛ کیوں کہ تم زمین میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے[۲] اور اس وجہ سے (بھی) کہ تم (برابر) نافرمانی کرتے تھے ﴿۲۰﴾

---

① یعنی نیک لوگوں کے لیے اعمال کے اعتبار سے جنت کے درجات میں تفاوت ہوگا، اسی طرح نافرمانوں کے لیے جہنم کے درجات میں تفاوت ہوگا۔

② یہاں ایسا تکبر مراد ہے جو ایمان سے محروم رکھے۔

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ
خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٢١﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا
لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ
عِنْدَ اللّٰهِ ۖ٘ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ
عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ
بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٤﴾ؕ

اور (اے نبی!) قومِ عاد کے بھائی (یعنی ہود علیہ السلام) کا تذکرہ کرو جب انھوں نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا تھا① اور یہی بات ہے کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد میں بھی بہت سارے ڈرانے والے (انبیاء علیہم السلام) گزر چکے ہیں (نبی کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے) کہ تم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو؛ اس لیے کہ میں تم پر ایک بڑے دن کی آفت (یعنی عذاب) سے ڈرتا ہوں ﴿۲۱﴾ وہ (قوم کے لوگ) بولے (اے ہود!) کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم کو ہمارے (خود بنائے ہوئے) خداؤں سے پھرا دیوے، اچھا! اگر تم سچے ہو تو وہ (عذاب) لے آؤ جس سے تم ہم کو ڈراتے ہو② ﴿۲۲﴾ اس (نبی) نے کہا: (اس عذاب کے آنے کے وقت کا) علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور میں تم کو وہی پیغام پہنچا رہا ہوں جو (پیغام) دے کر مجھ کو بھیجا گیا ہے؛ لیکن میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت (یعنی نادانی) کی باتیں کر رہے ہو ﴿۲۳﴾ پھر جب اُن لوگوں نے اس (عذاب) کو بادل کی شکل میں اپنے میدانوں کی جانب آتا ہوا دیکھا تو کہنے لگے کہ: یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا، ایسی بات نہیں، یہ تو وہ (عذاب) ہے جس کو تم نے جلدی مانگا تھا، ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے ﴿۲۴﴾

① جس علاقے میں اس قوم کی آبادی تھی وہاں اونچے اونچے ریت کے ٹیلے بہت تھے، ریگستانی علاقہ تھا وہ علاقہ احقاف کے نام سے معروف ہوگیا۔
② (دوسرا ترجمہ) جس کی تم (ہم کو) دھمکی دیتے ہو۔

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ
الْمُجْرِمِيْنَ ۝٢٥ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا
وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا
يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٢٦ ع
وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٢٧ فَلَوْلَا
نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۖ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ

وہ (آندھی) ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے اکھاڑ کر پھینک رہی تھی① پھر وہ لوگ ایسے ہو گئے کہ ان کے گھروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا②۔ مجرم لوگوں کو ہم اسی طرح عذاب دیا کرتے ہیں ﴿۲۵﴾ اور (اے عرب کے لوگو!) ہم نے اُن (قوم عاد کے) لوگوں کو اُن چیزوں کی طاقت دی تھی جن چیزوں کی ہم نے تم کو طاقت نہیں دی اور ہم نے ان کو کان اور آنکھیں اور دل (سب کچھ) دے رکھے تھے؛ لیکن وہ لوگ چوں کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے؛ اس لیے نہ ان کے کان اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل ان کو کچھ کام آئے اور جس (عذاب) کا وہ مزاق اڑایا کرتے تھے اسی نے (آکر) ان کو گھیر لیا ﴿۲۶﴾

اور پکی بات ہے کہ ہم نے تمھارے آس پاس کی (دوسری) بستیوں کو بھی (کفر کی وجہ سے) ہلاک کیا ہے اور ہم نے طرح طرح کی (اپنی) نشانیاں دکھلائیں③؛ تاکہ وہ (نافرمانی سے) باز آجائیں ﴿۲۷﴾ پھر انھوں نے (اللہ تعالیٰ کی) نزدیکی حاصل کرنے کے لیے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا رکھا تھا انھوں نے اُن (مشرکین) کی مدد کیوں نہیں کی؟ بلکہ وہ سب (جھوٹے معبود) ان سے غائب (یعنی گم یا بے نشان) ہو گئے،

---

① (دوسرا ترجمہ) تہس نہس کر رہی تھی۔ درہم برہم کر رہی تھی۔
② یعنی انسان، جانور کچھ بھی نظر نہ آتا، کھنڈر مکانات کے نشانات بطورِ عبرت رہ گئے تھے۔
③ (دوسرا ترجمہ) اور ہم نے (ہلاک کرنے سے پہلے) بار بار (اپنی) نشانیاں ان کو بتلا دی تھی۔

وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ
الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٢٩﴾
قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ
اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٠﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ
مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣١﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي
الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٢﴾

اور (ان غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے معبود بنانا) یہ ان (مشرکین) کا سراسر جھوٹ تھا اور بہتان تھا جو انھوں نے باندھ رکھا تھا ﴿٢٨﴾ اور (اے نبی! وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے جنات کی ایک جماعت کو تمھاری طرف متوجہ کیا[١] (اور) وہ قرآن سننے لگے، پھر جب وہ (جنات) وہاں (قرآن سننے کی جگہ) پہنچ گئے تو انھوں نے (آپس میں ایک دوسرے سے) کہا کہ: خاموش ہو جاؤ، پھر جب (قرآن کی) تلاوت ہو چکی تو وہ اپنی قوم کے پاس ڈرانے کی غرض سے واپس گئے[٢] ﴿٢٩﴾ (وہاں جا کر) انھوں نے کہا اے ہماری قوم کے لوگو! یقین جانو! ہم نے ایک ایسی (عجیب) کتاب (قرآن) سنی جو موسیٰ علیہ السلام (کی کتاب) کے بعد اتاری گئی ہے، وہ (کتاب) اپنے سے پہلے کی (تمام آسمانی) کتابوں کو سچا بتاتی ہے، وہ (کتاب) حق (سچا دین) اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے ﴿٣٠﴾ اے ہماری قوم کے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کے داعی (محمد ﷺ) کی بات مان لو اور اُس پر ایمان لے آؤ (اگر ایسا کرو گے تو) وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارے گناہوں کو معاف کر دیں گے اور تم کو ایک دردناک عذاب سے بچا لیں گے ﴿٣١﴾ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے (داعی) کی بات نہ مانے تو وہ (ساری) زمین میں (کہیں بھی بھاگ کر اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتا اور اُس کے لیے اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا مدد کرنے والے نہیں ہوں گے، وہی لوگ کھلم کھلی گمراہی میں پڑے ہیں ﴿٣٢﴾

---

[١] (دوسرا ترجمہ) جنات کی ایک جماعت کو تمھاری طرف لے آئے۔

[٢] (دوسرا ترجمہ) اپنی قوم کے پاس (نزولِ قرآن اور نبی کی بعثت کی) خبر پہنچانے کے واسطے واپس چلے گئے۔

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَلَمۡ يَعۡىَ بِخَلۡقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنۡ يُّحۡیِۦ

الۡمَوۡتٰى‌ ؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝۳۳ وَيَوۡمَ يُعۡرَضُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا عَلَى النَّارِ ؕ

اَلَيۡسَ هٰذَا بِالۡحَـقِّ‌ ؕ قَالُوۡا بَلٰى وَرَبِّنَا‌ ؕ قَالَ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ۝۳۴

فَاصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسۡتَعۡجِلْ لَّهُمۡ‌ ؕ كَاَنَّهُمۡ يَوۡمَ يَرَوۡنَ مَا

يُوۡعَدُوۡنَ ۙ لَمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنۡ نَّهَارٍ‌ ؕ بَلٰغٌ‌ ۚ فَهَلۡ يُهۡلَكُ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۝۳۵ ع

کیا اُن (قیامت کا انکار کرنے والے) لوگوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کو پیدا کرنے میں ذرا بھی نہیں تھکے وہ (اللہ تعالیٰ بدرجۂ اولیٰ) اس بات پر پوری قدرت رکھتے ہیں کہ مُردوں کو زندہ کر دیویں (اور) کیوں (قدرت) نہ ہووے؟ یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۳۳﴾ اور جس دن کافر لوگ آگ کے سامنے لائے جائیں گے (اس دن اُن سے سوال کیا جائے گا) کیا یہ (جہنم کی آگ) سچ نہیں ہے؟ وہ (کافر) کہیں گے کہ: کیوں نہیں؟ ہمارے رب کی قسم! (یہ تو واقعۃً سچ ہے) تو وہ (اللہ تعالیٰ) فرمائیں گے: سو جو کفر تم کرتے تھے اس کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو ﴿۳۴﴾ سو (اے نبی!) ہمت والے پیغمبروں نے جس طرح صبر کیا اسی طرح تم صبر کرتے رہو① اور اُن (کافروں کے عذاب) کے بارے میں جلدی مت کرو، جس دن وہ (کافر) اُس (عذاب) کو دیکھ لیں گے جس کا اُن سے وعدہ کیا جا رہا ہے② تو (وہاں کے بھیانک مناظر دیکھ کر) وہ ایسا خیال کریں گے جیسے وہ (دنیا میں) دن کی ایک گھڑی کے برابر رہے ہوں③ یہ (قرآن کی شکل میں محمد ﷺ کے واسطے سے) پیغام پہنچا دیا گیا ہے، بس اب وہی لوگ برباد ہوں گے جو نافرمان ہیں ﴿۳۵﴾

---

① عوام کی نظر میں صبر کا معنی ہے: بے بسی اور بے کسی، اپنے دشمن سے کسی مجبوری کے سبب انتقام ہی نہ لے سکنا؛ لیکن صبر کا حقیقی معنی ہے: روکنا اور سہارا دینا؛ یعنی اپنے نفس کو اضطراب اور گھبراہٹ سے روکنا، نفس کو اپنی جگہ پر ثابت رکھنا، یہی صبر کی لغوی حقیقت ہے؛ اس لیے صبر کا حقیقی مفہوم یہ ہے: دل کی مضبوطی، پوری ہمت، اخلاقی جرأت اور ثابت قدمی۔

② (دوسرا ترجمہ) جس کی ان کو دھمکی دی جا رہی تھی۔ ③ (دوسرا ترجمہ) وہ (دنیا میں) دن بھر میں ایک گھڑی رہے ہو۔

سُورَةُ مُحَمَّد

(مدنية)

سورۂ محمد

یہ سورت مدنی ہے،اس میں اڑتیس(۳۸)یا(۳۹)آیتیں ہیں۔سورۂ حدید کے بعد اور سورۂ رعد سے پہلے پچانوے(۹۵)یا چھیانوے(۹٦)نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کا اسمِ بابرکت صراحتاً آیا ہے۔پورے قرآنِ مجید میں نبیٔ کریم ﷺ کا نام مبارک صراحتاً چار مرتبہ آیا ہے۔

اس سورت کا دوسرا نام ''الذین کفروا'' بھی ہے سورت کی شروعات الذین کفروا سے ہوئی ہے۔

تیسرا نام ''قتال'' بھی ہے،اس میں کافروں کے ساتھ قتال کا ذکر ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ:یومِ بدر کے بعد یہ سورت نازل ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ:غزوۂ احد میں اس کا نزول ہوا۔

محمد کے معنیٰ آتا ہے:وہ شخص جس کے اندر اچھی عادتیں،پسندیدہ صفات بہت زیادہ ہوں اور جن کی باربار حمد اور تعریف کی جائے۔نام ہونے کے باوجود اس میں صفات کی طرف اشارہ ہے۔

لفظ محمد میں حمد میں کمیت کی زیادتی ہے اور احمد نام میں حمد کی کیفیت کی زیادتی معلوم ہوتی ہے۔

ایک ضروری نوٹ:مفسرین کی مقررہ اصطلاح کے مطابق جو آیتیں ہجرت کے موقع پر مکۂ مکرمہ سے روانگی کے بعد نازل ہوئیں؛یہاں تک کہ مدینہ پہنچنے سے پہلے نازل ہوئیں،وہ سب بھی مکی کہلاتی ہیں،اس سورت کی آیت نمبر ۱۳ مکہ سے روانگی کے بعد نازل ہوئی ہے۔

رکوعاتھا ۴	(۴۷) سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ مَدَنِیَّۃٌ (۹۵)	آیاتھا ۳۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝١ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ
وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝٢ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا
الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝٣ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

جن لوگوں نے (خود) کفر اپنا لیا ہے اور (دوسروں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا ہے تو اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کے اعمال کو ضائع کر دیا ہے① ﴿۱﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے اور جو (قرآن) محمد (ﷺ) پر اتارا گیا اس کو (دل سے) مانا اور وہی حق (یعنی سچا دین) ہے جو اُن کے رب کی طرف سے (آیا) ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی برائیوں کو معاف کر دیا اور اُن کی حالت کو درست کر دیا② ﴿۲﴾ یہ اس لیے ہوا کہ جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے وہ باطل (یعنی جھوٹی) بات پر چلے ہیں اور جو ایمان والے ہیں وہ اس سچے دین پر چلے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے (آیا) ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے فائدے کے لیے ان کے حالات بتلاتے ہیں ﴿۳﴾ پھر جب تمھارا مقابلہ کفر اپنانے والوں سے ہو جائے تو تم (ان کی) گردنیں مارو③،

---

① یعنی صدقہ خیرات جیسے نیک کام جو وہ کرتے تھے آخرت میں ایمان نہ ہونے کی وجہ سے کام نہ آویں گے یا ان کی خفیہ تدبیروں کو ختم کر دیا② یعنی دین بھی درست ہوگا، دنیا میں عزت ملے گی، معاصی سے حفاظت کی جاوے گی۔ "بال" کا ایک ترجمہ دل کا بھی آتا ہے؛ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو درست کر دیا، دل درست ہو جائے تو تمام کام درست ہو جاتے ہیں۔
③ جنگ کا مقصد بے جا لڑائی کا خاتمہ ہے؛ ورنہ اللہ تعالیٰ قومِ عاد کی طرح عذاب دے کر سب کو ایک ساتھ ہلاک کر سکتے ہیں۔

حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ
اَوْزَارَهَا ۛ ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ
وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۴ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۵
وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۶ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ
وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۷ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۸

یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب قتل کر چکو① تو مضبوطی سے (باندھ کر) قید کر لو، پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے (بغیر بدلہ لیے ہُوئے چھوڑ دو) یا فدیہ لے کر چھوڑ دو؛ یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دیوے② یہ (جہاد کا) حکم تم کو دیا گیا، اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو (خود) ان (کافروں) سے انتقام لے لیتے③ لیکن (یہ قتال کا حکم تم کو دیا گیا) تا کہ تمھارا ایک دوسرے کے ذریعہ امتحان لیویں④ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارے گئے تو وہ (اللہ تعالیٰ) ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کریں گے ﴿۴﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو منزل (یعنی جنت) تک پہنچا دیں گے اور (دنیا آخرت کی تمام منزلوں میں) ان کی حالت درست رکھیں گے ﴿۵﴾ اور وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو اس جنت میں داخل کر دیں گے جس کی انھیں پہچان کرا دی ہے⑤ ﴿۶﴾ اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ (اللہ تعالیٰ) تمھاری مدد کریں گے اور تمھارے قدم جما دیں گے ﴿۷﴾ اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے سو ان کے لیے تباہی ہے⑥ اور اللہ تعالیٰ (آخرت میں) ان کے اعمال برباد کر دیں گے ﴿۸﴾

---

① یعنی خون بہا چکو اور ان کی طاقت کمزور پڑ جائے۔ ② یعنی لڑائی ختم ہو جائے (دوسرا ترجمہ) جب تک لڑنے والے (دشمن) اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں۔ ③ قدرتی عذاب کے ذریعہ۔
④ جنگ میں مسلمان کافر دونوں کا امتحان ہے، مسلمان کا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر کون جان دیوے اور کافر اس طرح کہ قتال کی تکلیف سے اس کو تنبیہ ہو اور کفر سے توبہ کرے اور ایمان قبول کرے۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) جو ان کو معلوم کرا دی گئی ہے (تیسرا) جس کی خوشبو رچا بسا دی گئی ہے۔
⑥ (دوسرا ترجمہ) وہ ٹھوکریں کھائیں گے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿٩﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَلِلْكٰفِرِيْنَ
اَمْثَالُهَا ﴿١٠﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿١١﴾ ع ۱۱/۴
اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿١٢﴾ وَكَاَيِّنْ
مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْۤ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿١٣﴾

یہ اس لیے کہ ان (کافر) لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کو ناپسند کیا؛ لہٰذا اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کے اعمال کو ضائع کر دیا ﴿٩﴾ کیا بھلا اُن لوگوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے (گزر چکے) تھے ان کا انجام کیسا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر بربادی ڈالی اور کافروں کے بھی اسی جیسے انجام ہونے والے ہیں ﴿١٠﴾ یہ (سلوک) اس لیے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے رفیق (یعنی مدد کرنے والے) ہیں اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے ان کی کوئی مدد کرنے والا (کام بنانے والا) نہیں ہے ﴿١١﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور جن لوگوں نے کفر (یعنی انکار) کیا وہ (یہاں دنیا میں) عیش کر رہے ہیں اور اس طرح (آخرت سے بے فکر ہو کر) کھا رہے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں اور (جہنم کی) آگ اُن (کافروں) کا (آخری) ٹھکانہ ہے ﴿١٢﴾ اور (اے نبی!) کتنی ہی بستیاں ہیں جو قوت (اور طاقت) میں تمھاری اس بستی (کے رہنے والوں) سے زیادہ زور والی (یعنی مضبوط) تھیں، جس (بستی والوں) نے تم کو جلاوطن کیا ہے ہم نے ان سب (بستیوں) کو (وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ) ہلاک کر دیا، پھر ان کا کوئی مدد کرنے والا نہ ہوا ﴿١٣﴾

أَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿١٤﴾ مَثَلُ
الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ
طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ
كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ
اَمْعَآءَهُمْ ﴿١٥﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا
لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۟

اب بتاؤ کہ جو لوگ اپنے رب کی طرف سے ایک روشن (یعنی صاف) راستہ پر (چلتے) ہیں کیا وہ لوگ ان لوگوں کے برابر ہو سکتے ہیں جن کے لیے ان کا برا عمل خوش نما بنا دیا گیا ہو اور وہ اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہوں ﴿۱۴﴾ تقویٰ والے لوگوں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں (چلتی) ہیں جو پانی خراب ہونے والا نہیں①اور (بہت ساری) ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ (ذرا) بھی نہیں بدلے گا، اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے (بہت ہی) مزے دار ہوں گی اور ایسے شہد کی نہریں ہیں جو بالکل صاف (شفاف اور خالص) ہوگا اور اُن (جنت والوں) کے لیے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہوگی، کیا یہ (متقی جنتی) لوگ ان (کافروں) کے برابر ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور اُن کو گرم پانی پلایا جائے گا تو وہ (پانی) ان کے آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا② ﴿۱۵﴾ اور (اے نبی!) ان (کافروں) میں سے بعض ایسے لوگ ہیں (یعنی منافق) جو تمھاری باتوں کو کان سے سنتے ہیں لیکن جب تمھارے پاس (یعنی مجلس) سے باہر جاتے ہیں تو وہ (منافق) جن کو علم ملا ہے ان سے پوچھتے ہیں کہ: اس شخص (محمد) نے ابھی ابھی (مجلس میں) کیا کہا تھا؟

---

①(دوسرا ترجمہ) جس پانی کا رنگ، بو، مزہ، ذرا بھی بدلنے والا نہیں۔ یعنی لمبے زمانے تک پڑے رہنے اور کسی چیز کے اس میں ملنے کی وجہ سے اس کی بو نہیں بدلی، شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ (از: تفسیرِ عثمانی)

②یعنی جب جہنمیوں کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو ان کی آنتیں کٹ کر باہر آپڑیں گی۔ (اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، آمین)

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا
زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ
فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾

یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگادی اور وہ اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہیں ﴿۱۶﴾ اور جن لوگوں نے ہدایت کا راستہ اختیار کیا ہے ان کو وہ (اللہ تعالیٰ) ہدایت میں ترقی دیتے ہیں① اور انھیں ان کے تقویٰ کی توفیق عطا کرتے ہیں ﴿۱۷﴾ کیا اب یہ (کافر) لوگ صرف قیامت کا انتظار کررہے ہیں کہ وہ ان کے پاس اچانک آجائے (اگر قیامت ہی کا انتظار ہے) تو اس کی علامتیں تو آہی چکی ہیں، پھر جب وہ (قیامت) ان کے پاس آہی جائے گی تب ان کے لیے نصیحت حاصل کرنے کا موقع کہاں سے آئے گا؟ ﴿۱۸﴾ لہٰذا (اے نبی!) تم (پورا) یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنی (کچھ ظاہری) خطاؤں پر معافی مانگتے رہو اور سب ایمان والے مردوں اور عورتوں کے لیے بھی (معافی مانگا کرو) اور اللہ تعالیٰ تمھارے آنے جانے کو② اور تمھارے آخری ٹھکانے کو جانتے ہیں③ ﴿۱۹﴾

ع۸

① سچائی کی برکت سے آدمی روز بہ روز ہدایت میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے اور اس کی سوجھ بوجھ بڑھتی چلی جاتی ہے؛ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ہر کلام کی وجہ سے ان کے اندر علم بصیرت اور شرح صدر بڑھتا چلا جاتا ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) تمھارے نقل وحرکت کو (تیسرا) تمھارے چلنے پھیرنے کو۔
③ مثویٰ سے مراد: (۱) دن میں کاروبار میں مشغول رہنا۔
(۲) خواب گاہوں پر چلا جانا۔
(۳) باپ کی پشت سے رحمِ مادر میں آنا۔
(۴) زمین میں ٹھہرنا۔ (۵) قبروں میں ٹھہرنا۔

خلاصہ: اللہ تعالیٰ تمھارے تمام احوال کو جانتے ہیں؛ اس لیے ڈرتے رہو، اس میں تمام انسانوں کو خطاب کیا گیا ہے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۣ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۣ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾

اور ایمان والے کہتے رہتے ہیں کہ: کیا اچھی بات ہو کہ کوئی (نئی) سورت (اللہ تعالیٰ کے یہاں سے) اترے ① پھر جب کوئی محکم ② سورت (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اتاری جاوے اور اس میں لڑائی (یعنی جہاد) کا ذکر ہو تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے (اے نبی!) تم ان کو دیکھو گے کہ وہ تمھاری طرف (بھیانک نظروں سے) تاکنے لگتے ہیں جیسے وہ شخص تاکتا ہے جس پر موت کی بے ہوشی طاری ہو ③ سو ایسے (منافقوں) کے لیے بڑی خرابی ہے ④ ﴿٢٠﴾ (جہاد کی) بات مان لینا چاہیے اور بھلی بات کہنا چاہیے پھر جب (جہاد کا) حکم لازم ہو جاوے ⑤ تو (اس وقت) وہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ (جہاد کا حکم پورا کرنے میں) سچے رہیں تو یہ ان کے لیے بہت اچھا ہو ﴿٢١﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) کیوں نہیں نازل ہوئی؟

صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ سے اور قرآن سے کامل محبت تھی؛ اس لیے نزولِ قرآن کے دور میں ان کی چاہت یہ رہتی تھی کہ نئی آیت یا سورت اترے جس سے ایمان میں تازگی ہو، ثواب حاصل ہو، نئے احکام پر عمل کریں۔

② یعنی جو منسوخ نہ ہو معنیٰ بالکل ظاہر ہو، نپی تلی ہو۔ عمل کا کامل شوق اسی وقت ہوگا جب وہ منسوخ نہ ہو، قتال کے احکام والی سورتیں محکم ہیں۔

③ دشمنوں کا خوف بزدلی اور موت سے نفرت کی وجہ سے ہوتا تھا۔

④ فَاَوْلٰى لَهُمْ: امام اصمعی کے قول کے مطابق معنی یہ ہیں: قاربه مایهلکه؛ یعنی اس کی ہلاکت کے اسباب قریب آچکے ہیں۔ (از: معارف القرآن)

⑤ (دوسرا ترجمہ) پھر جب جہاد کے کام کی تیاری ہو جائے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوٓا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولٰٓئِكَ
الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰىٓ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْاٰنَ أَمْ عَلٰى
قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلٰىٓ أَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ
الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۗ وَأَمْلٰى لَهُمْ ﴿٢٥﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ
سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾

پھر کیا تم سے (ایسی) توقع (لگائی جاسکتی) ہے کہ (١) اگر تم کو حکومت مل جاوے تو تم زمین میں فساد مچاؤ (٢) اور اپنے رشتوں کو کاٹ ڈالو (٣) ﴿٢٢﴾ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کردیا، پھر ان کو (اللہ تعالیٰ کی باتیں سننے سے) بہرا کردیا اور ان کی آنکھیں اندھی کردی ﴿٢٣﴾ کیا وہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ﴿٢٤﴾ یقیناً جو لوگ بھی ہدایت کے ان کے سامنے (اچھی طرح) ظاہر ہو چکنے کے بعد بھی مرتد ہو گئے (٤) شیطان نے ان کو پٹی پڑائی (٥) اور ان کی امیدوں کو لمبا کردیا ہے ﴿٢٥﴾ اس کا سبب یہ ہوا کہ ان (منافق) لوگوں نے ایسے لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کو پسند نہیں کرتے ان سے (خفیہ طور پر) یوں کہا کہ: بعض کاموں میں ہم تمھاری بات مانیں گے (٦) اور اللہ تعالیٰ ان کی چھپی باتوں کو (اچھی طرح) جانتے ہیں ﴿٢٦﴾

---

(١) (دوسرا ترجمہ) پھر تم سے یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ۔ (٢) یعنی یہ حکومت کے نشے میں آکر یہ شرارتیں کروگے۔

(٣) (دوسرا ترجمہ) اگر تم لوگ (ایمان یا جہاد سے) منھ پھیراؤگے تو تم سے کیا یہی توقع رکھی جائے کہ تم زمین میں فساد مچادوگے اور تم لوگ رشتوں کو کاٹ دوگے (یعنی جہاد چھوڑنے کے نتیجے میں یہ مظالم عام ہوں گے یا ایمان چھوڑ دوگے تو جاہلیت والی برائیاں آجائے گی) ایسے بھی رشتوں میں جب حقوق ادا نہیں ہوتے تو انسان رشتے داروں کے ساتھ بدسلوکی میں اندھا بہرا بن جاتا ہے اور مظالم کرنے لگتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی آیت سے ام الولد کی بیع کو حرام قرار دیا ہے؛ چوں کہ اس میں ماں اور اولاد کے درمیان قطع تعلق ہوگا جو موجب لعنت ہے۔

(٤) یعنی دین چھوڑ کر الٹے پھر کر کفر میں چلے گئے۔

(٥) (دوسرا ترجمہ) اور شیطان نے ان کو چقمہ دیا ہے۔ (تیسرا) یہ بات ان کو آراستہ کرکے دکھائی ہے۔

(٦) اسلام اور نبی ﷺ کی دشمنی اور لوگوں کو اسلام سے روکنے والی بات۔

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا
ع مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ
بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى
نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾

پھر (ان مرتد ہونے والوں کا) اس وقت کیا حال ہوگا جب فرشتے اُن (کی روح) کو (اس طرح) قبض کریں گے [۱] کہ ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارتے جاتے ہوں گے ﴿۲۷﴾ یہ (سلوک) اس لیے ہوا کہ وہ اس راستہ پر چلے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا تھا اور اس (اللہ تعالیٰ) کی رضا (حاصل کرنے) کو خود انھوں نے ناپسند کیا؛ اس لیے (اللہ تعالیٰ نے) اُن کے اعمال مٹا دیے ﴿۲۸﴾

کیا جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے (چھپے ہوئے) کینوں (یعنی عداوتوں) کو کبھی ظاہر نہیں کریں گے ﴿۲۹﴾ اور اگر ہم چاہتے تو تم کو وہ (منافق) اس طرح دکھائی دیتے کہ تم ان کو ان کی صورت (یعنی علامت) سے پہچان جاؤ اور اب بھی تم اُن کو (ان کی) بات کے لہجے (یعنی ڈھب، انداز) سے ضرور پہچان ہی جاؤ گے [۲] اور اللہ تعالیٰ تمھارے کام کو جانتے ہیں ﴿۳۰﴾ اور ہم ضرور تم سب کی آزمائش کریں گے؛ تاکہ ہم (ظاہر کر کے) دیکھ لیویں کہ تم میں کون جہاد کرنے والے ہیں اور (مصیبت میں) ثابت قدم رہنے والے ہیں اور (تاکہ) ہم تمھارے (دوسرے) حالات (یعنی اطاعت اور نافرمانی) کو جانچ لیویں ﴿۳۱﴾

---

[۱] (دوسرا ترجمہ) نکالیں گے۔

[۲] بات کا اسلوب اور طریقہ عام بات چیت کے انداز سے ہٹا ہوا ہو یہ منافق کی نشانی بتائی گئی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾

یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے (دین کے) راستے سے (دوسروں کو) روکا اور رسول کی مخالفت کی باوجود یہ کہ ان کے سامنے ہدایت (دین کی راہ) پوری طرح کھل کر آ گئی تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ (کے دین) کو ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو مٹا دیں گے ﴿۳۲﴾ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور تم رسول کی اطاعت کرو اور تم اپنے اعمال کو برباد مت کرو① ﴿۳۳﴾ یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسروں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا، پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مر گئے، تو اللہ تعالیٰ ان کو کبھی معاف نہیں کریں گے ﴿۳۴﴾ سو (اے مسلمانو!) تم ہمت مت ہارو② اور تم (خود کافروں کو) صلح کی دعوت مت دو اور تم ہی سر بلند (یعنی غالب) رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارے اعمال (کا ثواب) ہرگز کم نہیں کریں گے ﴿۳۵﴾

---

① گناہ سے نیکی کا نور باطل ہو جاتا ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) تم کمزور (یعنی کم ہمت) مت بنو۔

إِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَإِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ أُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ
أَمْوَالَكُمْ ۞ إِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ۞ هٰٓأَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ
تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ
نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا
يَكُوْنُوْٓا أَمْثَالَكُمْ ۞ ع ۸

(اور) دنیا کی زندگی تو بس کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان لے آؤ گے اور تقویٰ والے بن جاؤ گے تو وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارے اجر (اور ثواب) تم کو دے دیں گے اور تم سے تمھارے (کل) مال کو نہیں مانگیں گے ① ﴿۳٦﴾ (اور) اگر وہ (اللہ تعالیٰ) تم سے (تمھارے) وہ (کل) مال طلب کرنے لگیں اور تمھارا سب کچھ سمیٹ لیویں ② تو تم (میں سے اکثر لوگ) بخیلی کرنے لگو اور وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارے دل کی ناگواریوں کو ظاہر کردیں ﴿۳۷﴾ (اے مسلمانو!) سنو! تم ایسے لوگ ہو کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے تب تم میں سے کچھ لوگ (خود) بخیلی کرتے ہیں ③ اور جو شخص بھی بخیلی کرتا ہے وہ اپنی ذات (کے نقصان) سے ہی بخیلی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بے نیاز (یعنی کسی کے محتاج نہیں) ہے اور تم لوگ (اسی کے) محتاج ہو، اور اگر تم (اللہ کے دین سے) منہ پھراؤ گے تو وہ تمھاری جگہ دوسری (غیر) قوم کو لے آئیں گے پھر وہ تمھارے جیسے (بخیل اور نافرمان) نہیں ہوں گے ﴿۳۸﴾

---

① یعنی کل مال اللہ تعالیٰ نہیں مانگتے، بس ایک حصہ یعنی زکوۃ، صدقہ، قربانی وغیرہ چاہتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے فائدے کے لیے کبھی تم سے مال طلب نہیں فرماتے، وہ تو تمھارے ہی فائدے کے لیے مال طلب فرماتے ہیں کہ صدقات کا دنیا آخرت میں بڑا فائدہ ہے۔
فائدہ: دنیا میں دوستی کے نتیجے میں فرمائش ہونے لگتی ہے؛ اس لیے بطور مبالغہ فرمایا کہ ایمان لاؤ گے تب بھی مال کی فرمائش نہیں کیا کریں گے۔
② (دوسرا ترجمہ) طلب کرنے میں مبالغہ سے کام لیوے۔
③ یعنی مال ظاہر میں طلب کیا جاتا ہے تو اس سے دین کے متعلق دل کی ناراضگی ظاہر ہوتی ہے۔

سُوْرَةُ الْفَتْح

(مدنية)

سورۂ فتح

یہ سورت مدنی ہے، اس میں انتیس (۲۹) آیتیں ہیں۔ سورۂ صف یا سورۂ جمعہ کے بعد اور سورۂ توبہ سے پہلے ایک سو تین (۱۰۳) یا (۱۱۱) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں فتحِ مکہ کی عظیم بشارت کا تذکرہ ہے۔

فتح کا معنیٰ آتا ہے جو بندش ظاہر میں نظر آتی ہے اس کو کھول دینا، دور کر دینا، مصیبتوں کو دور کر دینا اور واقعۂ مکہ کی فتح مسلمانوں کے لیے بہت ساری بندشوں اور مصیبتوں کے دائمی ازالے کا ذریعہ بنی۔

آیاتُھا ۲۹ | (۴۸) سُوْرَۃُ الْفَتْحِ مَدَنِیَّۃٌ (۱۱۱) | رُکُوعَاتُھا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ﴿۲﴾ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۳﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) یقیناً ہم نے تم کو (حدیبیہ کی صلح کے ذریعے) ایک کھلی ہوئی (مکہ کی) فتح دے دی① ﴿۱﴾ تاکہ تمھاری اگلی اور پچھلی کوتاہیوں کو اللہ تعالیٰ معاف کردیں② اور (تاکہ) اپنی نعمت تم پر مکمل کردیں؛ اور (تاکہ) تم کو سیدھے راستے پر چلاوے③ ﴿۲﴾ اور (تاکہ) اللہ تعالیٰ تمھاری زبردست مدد کرے④ ﴿۳﴾

① (دوسرا ترجمہ) اے نبی! یقیناً ہم نے تمھارے واسطے صاف صاف فیصلہ کر ڈالا۔

② "لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ" کا مطلب:

اِس آیت میں "ذنب" کی نسبت سرکارِ دوعالم ﷺ کی طرف کی گئی ہے؛ اس لیے اس کا مفہوم سمجھ لینا ضروری ہے:

(۱) نبی اور گناہ کے درمیان عصمت کا پردہ حائل کیا جاتا ہے؛ تاکہ گناہ صادر ہی نہ ہو، یہاں جو اگلی پچھلی کوتاہیوں کے معاف کیے جانے کا ذکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ: نبوت ملنے سے پہلے اور بعد میں کبھی کسی ایسی غیر افضل بات پر عمل ہوگیا ہو جو نبوت کی عالی شان کے پیشِ نظر خلافِ اولیٰ ہو تو وہ سب معاف ہیں؛ اس لیے کہ صلح کی برکت سے جب راستے پُر امن ہوگئے، لوگ اسلام میں کثرت سے داخل ہونے لگے تو ثواب کی زیادتی اور بعثت کے مقاصد خوب پورے ہورہے ہیں، اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس طرح کی خلافِ افضل چیزوں کو معاف کرنے کی بات فرمائی گئی۔

(۲) وہ جائز کام جو نہ تو گناہِ صغیرہ ہیں اور نہ کبیرہ اور نہ ہی غیر مستحب؛ البتہ جب وہ آپ ﷺ سے واقع ہو تو وہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے مرتبہ اور شان کی بنا پر مناسب نہیں لگتے، جس کو معرفت اور عشق کی راہ میں حسنات الابرار سیئات المقربین کہا جاتا ہے؛ یعنی محبوب کے اچھے کام اگر معشوق کرے تو وہ ناپسند لگتے ہیں؛ کیوں کہ مکتبِ عشق کے دستور نرالے ہوتے ہیں؛ جیسے کہ بدری قیدیوں کے سلسلے میں حضرت نبیِ کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک رائے تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری رائے تھی، اس پر آیت نازل ہوئی: ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض۔ (سورۃ الانفال، آیت:۶۷)

(۳) جہاں گناہ نہ ہو وہاں مغفرت کا معنیٰ ''درجات کی بلندی'' ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ بڑوں کے استغفار کے لیے گناہ واقع ہونا شرط نہیں ہے۔

(۴) مغفرت کے معنی ہے: معاف کر دینا، بخش دینا۔ یہ آیت سرکارِ دوعالم ﷺ کے لیے خاص ہے؛ یعنی اس آیت میں صرف آپ ﷺ کی معصومیت کا اعلان کیا گیا ہے؛ چوں کہ ہمارے لاڈلے نبی ﷺ شافعِ محشر ہیں، ان کی شان کا تقاضا ہی یہ ہے کہ خود ان کے پاس معصومیت کا سرٹیفکیٹ ہو۔

(۵) مخاطب تو حضرت نبیِ کریم ﷺ ہی ہیں؛ لیکن دوسرے انبیا علیہم السلام بھی اس خوش خبری میں شامل ہیں۔

(۶) تمام انبیا علیہم السلام معصوم و مغفور ہیں؛ لیکن حضور ﷺ کی مغفرت کے اعلان کے لیے یہ ایک اچھا صلح حدیبیہ والا موقع سامنے آیا اس لیے اعلان کر دیا گیا۔

(۷) ہم اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام معصوم ہیں؛ البتہ بالفرض اگر کوئی کوتاہی ہو بھی جائے تو وہ پہلے ہی سے معاف ہے۔

(۸) بعض علما نے لکھا ہے کہ: یہ آیت صرف صلح حدیبیہ سے متعلق ہے؛ یعنی صلح حدیبیہ کے شرائط کے سلسلے میں اگر بالفرض کسی کے ذہن میں وسوسہ آئے کہ نبی ﷺ نے یہ صلح ٹھیک نہیں کی ہے، تو وہ سن لیں کہ ہم نے اپنے نبی کی اگلی پچھلی سب کوتاہیاں معاف کر دیں؛ لہٰذا کسی کو اس قسم کا وسوسہ بھی دل میں نہیں لانا چاہیے۔

(۹) یہاں مغفرت کے معنیٰ ہے: سرے سے خطا کا سرزد ہی نہ ہونا؛ یعنی خطا سے معصوم اور محفوظ۔

(۱۰) عربی زبان میں چار الگ الگ الفاظ استعمال ہوتے ہیں جو دراصل گناہ کے چار درجے ہیں:

(۱) معصیت یعنی نافرمانی، یہ گناہ کا سب سے بڑا درجہ ہے (۲) سیئة یعنی برائی (۳) خطیئة یعنی غلطی (۴) ذنب یعنی چوک یا کوئی نامناسب کام؛ یہ سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔

یہاں پر ذنب کا لفظ ذکر کیا گیا ہے؛ گویا سرکارِ دوعالم ﷺ کی طرف سب سے ادنیٰ درجہ ذنب کی نسبت کر کے، آپ ﷺ کے اس سے بھی پاک ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔

مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَأَخَّرَ یعنی اگلے اور پچھلے سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں:

(۱) اگلے سے مراد ہے: نبوت سے پہلے والے اور پچھلے سے مراد: نبوت کے بعد والے۔

(۲) اگلے سے مراد ہے: حضرت آدم علیہ السلام کی خطا، اور پچھلے سے مراد امتِ محمدیہ ﷺ کی غلطی۔

نوٹ: بعض ترجمہ لکھنے والوں نے اِس آیت کے ترجمے اور تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ: ''تا کہ آپ ﷺ کی خاطر یا آپ ﷺ کے وسیلے میں اللہ تعالیٰ آپ کی امت کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیں''۔

اِس آیت کا ایسا ترجمہ کرنا اور اس طرح کی توڑ مروڑ کر تاویل کرنا یہ دراصل فرقۂ مرجئہ کا گمراہ عقیدہ ہے کہ اس امت کے صغیرہ اور کبیرہ سارے گناہ معاف ہیں، پھر تو کوئی گناہ گناہ ہی نہیں بچا اور نہ کوئی گنہگار گنہگار رہا۔ جیسے عیسائیوں کا عقیدۂ کفارہ ہے کہ نعوذ باللہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سولی پر چڑھ کر اپنی پوری امت کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کروا لیے؛ اس لیے اس طرح تفسیر مناسب نہیں ہے۔

(۱۱) ایک اہم تفصیل یہاں اچھی طرح سے سمجھ لیں:
ذنب اور گناہ کے متعلق چار چیزیں: (۱) عقیدے (۲) تبلیغ (۳) فتاویٰ (۴) اعمال۔
① عقیدے: انبیائے کرام علیہم السلام بالاتفاق نبوت سے قبل اور نبوت کے بعد کفر اور شرک سے محفوظ ہیں۔
② تبلیغ: تبلیغ کے متعلق امور:
[۱] قولی: یعنی منہ سے بول کر دعوت وتبلیغ کرنا اور [۲] فعلی: یعنی وہ اعمال اور افعال خود کر کے لوگوں میں تبلیغ کرنا۔
(۱) قولی: پوری امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام قولی تبلیغ میں ہر طرح کی غلطی اور لغزش سے محفوظ ہیں۔ (۲) فعلی یا عملی: جمہور کے نزدیک انبیا علیہم السلام سے خطا ممکن ہی نہیں ہے، البتہ بعض کے نزدیک خطا ممکن تو ہے؛ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نبیوں کو خطا پر باقی نہیں رکھتے، ان کو بتلا کر ان کی اصلاح کر دیتے ہیں۔
③ فتاویٰ: فتاویٰ میں غلطی کے دو پہلو ہیں:
[۱] عمدًا؛ یعنی جان بوجھ کر غلط فتویٰ دینا اور [۲] سہوًا؛ یعنی انجانے میں غلط فتویٰ یا غلط فیصلہ کر دینا۔
(۱) عمدًا: پوری امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام ہر طرح کی غلطی اور لغزش سے محفوظ ہیں۔
(۲) سہوًا: بالاتفاق انبیائے کرام علیہم السلام ہر طرح کی غلطی اور لغزش سے محفوظ ہیں؛ البتہ بعض کے نزدیک اس میں خطا ممکن تو ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو خطا پر باقی نہیں رکھتے، ان کو بتلا کر ان کی اصلاح کر دیتے ہیں۔
④ اعمال: اعمال میں بھی دو مراتب ہیں:
(۱) وہ اعمال جن کا تعلق تبلیغ سے ہے [۲] وہ اعمال جن کا تعلق تبلیغ سے نہیں ہے۔ دونوں کا حکم تبلیغ ہی کی طرح ہے۔
(۱) تبلیغ سے متعلق اعمال: بالاتفاق انبیائے کرام علیہم السلام ہر طرح کی کوتاہی اور لغزش سے محفوظ ہیں۔
(۲) تبلیغ سے غیر متعلق اعمال: جمہور کے نزدیک انبیا علیہم السلام سے خطا ممکن ہی نہیں ہے، البتہ بعض کے نزدیک خطا ممکن تو ہے؛ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو خطا پر باقی نہیں رکھتے، ان کو بتلا کر ان کی اصلاح کر دیتے ہیں۔
خلاصہ: اے میرے لاڈلے نبی! آپ تو ہدایت کے چراغ ہیں، آپ تو معصوم ہیں! آپ کی تو ہر ایک ادا مجھے اتنی پسند ہے کہ میں آپ کی کالی کملی اوڑھ کر سونے کی ادا کو یاأیہا المزّمّل میں بیان کرتا ہوں! آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنا ہو تو پہلے عفا اللہ عنك کہہ کر معافی کا اعلان کرتا ہوں، پھر لِمَ أذِنْتَ کہہ کر پوچھتا ہوں!۔
لوگوں کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ آپ سے گناہ سرزد ہوتے ہیں؟ یہ سوال کسی کو پیدا نہ ہونا چاہیے۔
آؤ! آج ہم اپنے نبی کو ایسی خوش خبری سنا دیتے ہیں کہ آئندہ کبھی آپ کو اپنے گنہگار ہونے کا تصور بھی نہیں ہوگا (اور نہ کسی اور کو)، سنو میرے پیارے! لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ تمھاری اگلی پچھلی کوتاہیوں کو اللہ تعالیٰ پہلے ہی معاف کر چکے۔
③ آپ ﷺ پہلے ہی سے سیدھے راستے پر تھے، اب مزید ثابت قدمی میں ترقی ہو رہی ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ کفار کی روک ٹوک آپ کی دعوت سے ختم ہو رہی ہے۔
④ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ تم کو ایسا غلبہ دیوے جس میں عزت ہی عزت ہو۔ (تیسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ تمھاری ایسی مدد فرمائے جو مدد باعزت (فتح کو شامل) ہو۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ
جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۴ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ
وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۵ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ
وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝۶ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۷

وہی (اللہ تعالیٰ) تو ہیں جنھوں نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان (یعنی رحمت، یا وقار، یا تحمل، یا ضبط) پیدا کر دیا؛ تاکہ جو ایمان پہلے سے ان کو حاصل تھا اس کے ساتھ ایمان میں اور بڑھ جاویں اور آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ (تو ہر چیز کو) جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۴﴾ تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کر دیویں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان سے اُن کی برائیوں کو زائل کر دیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی کامیابی ہے ﴿۵﴾ اور تاکہ نفاق والے مردوں کو اور نفاق والی عورتوں کو اور شرک کرنے والے مردوں کو اور شرک کرنے والی عورتوں کو سخت سزا (یعنی عذاب) دیویں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں (طرح طرح کی) بدگمانیاں کیا کرتے ہیں، برائی کا چکر (مصیبت کی شکل میں) انھی پر پڑنے والا ہے[1] اور اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہوں گے اور ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیں گے اور ان کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے ﴿۶﴾ اور آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست، بڑی حکمت کے مالک ہیں ﴿۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) برا وقت انھی پر آنے والا ہے۔ (تیسرا ترجمہ) ان لوگوں پر بری گردش واقع ہونے والی ہے۔ اس میں ایک بددعا یہ بھی ہے کہ وہ منافقین ایمان والوں کے لیے جو بدخواہی کرتے ہیں وہ بدخواہی ان ہی کو گھیرے میں لے لیتی ہے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٨﴾ لِّتُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُعَزِّرُوهُ
وَتُوَقِّرُوهُ ۚ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٩﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ ٱللَّهَ ۚ
يَدُ ٱللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَٰهَدَ
عَلَيْهُ ٱللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٠﴾ ع ١٠
سَيَقُولُ لَكَ ٱلْمُخَلَّفُونَ مِنَ ٱلْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ أَمْوَٰلُنَا وَأَهْلُونَا فَٱسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ

(اے نبی!) ہم نے تم کو (قیامت کے دن امت کے اعمال پر) گواہی دینے والا اور خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ﴿۸﴾ تا کہ (اے انسانو!) تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو① اور صبح وشام اس (اللہ تعالیٰ) کی تسبیح کرتے رہو ﴿۹﴾ (اے نبی!) یقیناً جو لوگ تم سے بیعت کر رہے ہیں وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں②، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے، اس کے بعد بھی جو کوئی عہد توڑتا ہے③ تو اس عہد توڑنے کا نقصان اسی پر پڑے گا④ اور جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد (یعنی قرار) کو پورا کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کو عنقریب بڑا ثواب دیں گے ﴿۱۰﴾

گاؤں کے رہنے والے جو (حدیبیہ کے سفر سے) پیچھے رہ گئے تھے وہ عنقریب (مدینہ پہنچتے ہی) تم سے کہیں گے کہ: ہمارے مال (دولت) اور ہمارے گھر والوں نے ہم کو مشغول کر دیا تھا، سو آپ ہمارے لیے (اللہ تعالیٰ سے اس کوتاہی پر) معافی کی دعا کر دیجیے⑤

---

① اللہ تعالیٰ کی مدد: یعنی اللہ تعالیٰ کے دین (اسلام) کی مدد اور خود نبی کریم ﷺ کی بھی مدد کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول کی تعظیم کرنی ہے۔ ② (۱) بیعت کا مطلب: وہ عقد جو انسان اپنے نفس پر امام کی اطاعت اور عہد پورا کرنے کے لیے لازم کرتا ہے۔ (۲) بیعت کا مقصد: احکام کو پورا کرنا ہے۔ (۳) بیعت واجب بھی نہیں ہے اور بدعت بھی نہیں ہے (۴) زبان سے عہد ہو، مصافحہ مسنون ہے۔ (۵) عورتوں سے صرف زبانی بیعت ہو۔
③ یعنی اطاعت کے بجائے نافرمانی کرے۔ ④ تین چیزوں کا وبال خود انسان پر لوٹتا ہے: (۱) مکر کرنا، ولا يحيق المكر السيء الا باهله (۲) بغاوت کرنا، انما بغيكم على انفسكم (۳) عہد شکنی، فمن نكث فانما ينكث على نفسه۔
⑤ یہ استغفار کی بات انھوں نے توبہ اور ندامت کے بغیر، صرف چاپلوسی اور ظاہر میں اچھا دکھانے کے لیے کہی تھی، اور اس طرح کی باتیں آج کل لوگوں کے عرف میں عام ہیں۔

يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ
اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ
اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ښ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ
اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ
وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ
اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ

وہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے، تم (ان سے) کہو: اگر اللہ تعالیٰ تم
کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے یا تم کو فائدہ پہنچانا چاہے تو کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے تمھارے
معاملے میں کچھ بھی کرنے کا اختیار رکھتا ہو؛ بلکہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اس کی اللہ تعالیٰ کو پوری خبر ہے
﴿۱۱﴾ بلکہ (حقیقت ایسی ہے کہ) تم نے تو یہ سمجھ لیا تھا کہ رسول (محمد ﷺ) اور (دوسرے) ایمان
والے اپنے گھر والوں کے پاس کبھی لوٹ کر ہی نہیں آئیں گے اور یہی بات تمھارے دلوں کو اچھی بھی
لگتی تھی اور تم نے (طرح طرح کے) بدگمانیاں کی تھیں اور تم لوگ (اس طرح کے کفریہ گمان کی وجہ
سے) برباد ہونے والی قوم بن گئے① ﴿۱۲﴾ اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں
لائے گا تو (وہ شخص یاد رکھے) یقیناً ہم نے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے ﴿۱۳﴾ اور
آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) جس کو چاہے معاف کر دیویں
اور جس کو چاہے عذاب دیویں اور اللہ تعالیٰ (تو) بہت معاف کرنے والے، بڑے رحم والے ہیں
﴿۱۴﴾ جو لوگ (حدیبیہ کے سفر سے) پیچھے رہ گئے تھے عنقریب جب تم (خیبر کی فتح اور) غنیمت کا
مال لینے کے لیے چلو گے تب وہ (تم سے) کہیں گے کہ: ہم کو بھی تمھارے ساتھ چلنے کی اجازت دو،
وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی (فرمائی ہوئی) بات (یعنی حکم) کو بدل دیں،

① عمانی زبان میں بوراً کا معنیٰ ہے: فاسدین۔

قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ
كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ
اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ
وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ
وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ ع۲ النصف

تم کہہ دینا: تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے، اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اس طرح فرما دیا ہے① اس پر وہ کہیں گے (کہ: یہ بات نہیں)؛ بلکہ تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہو② (حقیقت ایسی نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ خود ہی بات کو بہت کم سمجھتے ہیں ﴿۱۵﴾ (اے نبی! ان) پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے تم کہہ دو کہ: تم کو عنقریب ایسے لوگوں کے مقابلے کی دعوت دی جائے گی جو بڑے سخت لڑنے والے ہوں گے ③ تم ان سے جنگ کرتے رہو یا وہ اطاعت قبول کرلیں، پھر اگر تم (اس وقت جہاد کا) حکم مانو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو اچھا بدلہ عطا کریں گے اور اگر تم منہ پھرالو گے جیسا تم نے اس سے پہلے (حدیبیہ میں) منہ پھرا لیا تھا تو وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو دردناک عذاب دیں گے ﴿۱۶﴾ اندھے پر کوئی گناہ نہیں ہے اور لنگڑے پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور بیمار پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات مانے گا وہ (اللہ تعالیٰ) اس کو ایسے باغات میں داخل کریں گے کہ جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور جو شخص منہ پھرائے گا وہ (اللہ تعالیٰ) اس کو دردناک عذاب دیں گے ﴿۱۷﴾

---

① حدیبیہ سے واپسی میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمادیا تھا کہ غزوۂ خیبر میں وہی لوگ ساتھ چلیں گے جو حدیبیہ کے سفر میں تھے۔
② یعنی ہم کو فائدہ ملے اس سے تم کو جلن ہے۔
③ اس دور کی دنیا کی بڑی طاقت خاص کر روم اور فارس کی سلطنت کی طرف اشارہ ہے اور یہ جنگیں زیادہ تر خلافتِ راشدہ میں ہوئی؛ اس لیے کہ تبوک میں باقاعدہ جنگ کی نوبت نہیں آئی، اس سے حضرات خلفائے راشدین کی دعوت نہ ماننے والوں کے لیے وعید بھی معلوم ہوئی جس سے خلفائے راشدین اور خلافتِ راشدہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ
فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ
وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا
مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾
سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ (ان) ایمان والوں سے خوش ہو گئے جب کہ وہ تم سے (ایک) درخت کے نیچے (جہاد میں جم کر رہنے پر) بیعت کرنے لگے، سو ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اس (اللہ تعالیٰ) کو وہ معلوم تھا، پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے ان (مسلمانوں) پر دل کا اطمینان اتارا اور ان کو نزدیک کی ایک فتح (خیبر کی) انعام میں عنایت فرمائی ﴿۱۸﴾ اور بہت ساری غنیمتیں بھی (دیں) جن کو وہ حاصل کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست، بڑے حکمت والے ہیں ﴿۱۹﴾ اور اللہ تعالیٰ تم سے بہت ساری غنیمتوں کا وعدہ فرما چکے ہیں جن کو تم حاصل کرو گے اور فوری طور پر اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو یہ (خیبر کی غنیمت) عطا کر دی اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا؛ اور تاکہ یہ (واقعہ) ایمان والوں کے لیے (اللہ تعالیٰ کی قدرت کا) نمونہ بن جائے اور (اس لیے بھی) وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو (آئندہ ہر کام میں) سیدھے راہ پر چلائیں ﴿۲۰﴾ اور دوسری (ایک فتح) بھی ہے جو ابھی تمہارے قابو (یعنی بس) میں نہیں آئی (لیکن) اللہ تعالیٰ نے اس کو (بھی) اپنی قدرت میں لے رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۲۱﴾ اور اگر یہ کافر لوگ تم سے لڑتے تو یقیناً وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے، پھر اُن کو کوئی حمایت کرنے والا نہ ملتا اور نہ مدد کرنے والا (ملتا) ﴿۲۲﴾ اللہ تعالیٰ کا یہی دستور ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کے دستور میں کسی قسم کی تبدیلی ہرگز نہیں پاؤ گے ﴿۲۳﴾

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ
عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ
مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ
اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾

اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جنہوں نے مکہ کی وادی میں ① اُن (کافروں) کے ہاتھوں کو تم (مسلمانوں) سے اور تمھارے ہاتھوں کو اُن سے روک دیا، اُن (کافروں) پر تم کو قابو دے چکنے کے باوجود اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہے تھے ﴿۲۴﴾ یہ (مکہ والے) وہی تو (لوگ) ہیں جنھوں نے کفر اپنایا اور تم کو مسجدِ حرام سے (روکا) اور قربانی کے جو جانور (حدیبیہ میں) رکے ہوئے تھے اُن کو اپنی جگہ (منیٰ) تک پہنچنے سے روک دیا اور اگر کچھ ایمان والے مرد اور کچھ ایمان والی عورتیں (مکہ میں) نہ ہوتیں جن کو تم پہچانتے نہیں تھے کہ (خطرہ یہ تھا کہ خبر نہ ہونے کی وجہ سے) تم ان کو پیس ڈالتے، پھر ان (بے گناہ مسلمانوں) کی وجہ سے تم کو بے خبری میں نقصان (یعنی رنج اور افسوس) پہنچتا (تب تو لڑائی ہو جاتی) (اسی طرح جنگ سے روکنے کی یہ حکمت بھی تھی) تا کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں اپنی رحمت (یعنی ایمان) میں داخل کریں، (ہاں!) اگر (اس طرح کہ) وہ (ایمان والے) الگ ہو گئے ہوتے تو ہم اُن (مکہ والوں) میں سے جو کافر تھے اُن کو دردناک سزا دیتے ﴿۲۵﴾

① یعنی مکہ کے قریب حدیبیہ میں۔

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَى
رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ
اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٢٦﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ ع ۳
الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ آمِنِينَ ۙ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ ۙ لَا تَخَافُونَ ۚ فَعَلِمَ مَا
لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿٢٧﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى
وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا ﴿٢٨﴾

پھر جب اِن کافروں نے اپنے دلوں میں حمیت (ضد، یا عار، یا غیرت) کو جگہ دی جو جاہلیت (نادانی) کی حمیت تھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اپنے رسول اور ایمان والوں پر سکینت (ضبط، یا تحمل، یا اطمینان) کو اتارا اور اُن (مسلمانوں) کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا① اور وہ اسی (تقویٰ کی بات) کے زیادہ حق دار اور اسی کے لائق تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿۲۶﴾

پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا جو حقیقت کے بالکل مطابق ہوا کہ تم ضرور ان شاء اللہ! مسجدِ حرام میں امن وامان کے ساتھ داخل ہوں گے② (اس طرح کہ تم میں سے بعض حضرات) اپنے سر منڈواتے اور (کچھ حضرات) بال کٹواتے ہوں گے (اور) تم کو (کسی طرح کا) خوف نہیں ہوگا، سو وہ (اللہ تعالیٰ) ان باتوں کو جانتے ہیں جو تم نہیں جانتے③ پھر اللہ تعالیٰ نے اس (مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے خواب کو پورا ہونے) سے پہلے ایک بہت قریب کی فتح (یعنی خیبر کی) عنایت کر دی ﴿۲۷﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) ایسے ہیں جنھوں نے اپنے رسول کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا؛ تاکہ اس (دین) کو (دوسرے) تمام ادیان (باطلہ) پر غالب کر دیویں اور (اس بات کی) گواہی دینے کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہیں ﴿۲۸﴾

---

① کلمۂ طیبہ کا تقاضا اطاعت پر جمنا مراد ہے۔② اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ ان شاء اللہ فرماتے ہیں، تو بندوں کو جن چیزوں کا علم نہیں یا علم ہے ان چیزوں میں تو ضرور ان شاء اللہ کہنا چاہیے۔

③ یعنی سن ۶ ہجری میں عمرہ کیوں نہ ہوسکا اور ۷ ہجری میں ہی کیوں ہوا وہ تم نہیں جانتے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا
سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ
ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ
فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۠۝۲۹ ع۴

(کہ) محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ① اور جو لوگ (یعنی صحابہ) ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت اور آپس میں (ایک دوسرے کے لیے) رحم دل ہیں، تم ان کو دیکھو گے (کبھی) رکوع میں ہیں (کبھی) سجدے میں ہیں (خلاصہ یہ ہے کہ) وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا (یعنی خوشنودی) کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں، ان کی علامت سجدوں کے اثر (یعنی تاثیر) سے اُن کے چہروں پر (صاف ظاہر ہو رہی) ہیں یہ ان (صحابہ) کے اوصاف ہیں جو تورات میں ذکر کیے گئے ہیں اور ان کے اوصاف انجیل میں بھی (ذکر کیے گئے) ہیں کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے (پہلے زمین سے) اپنی کونپل نکالی، پھر اس کو مضبوط کیا، پھر (اور بڑھ کر) موٹی ہوگئی، پھر اپنے تنے پر اس طرح سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کھیتی کرنے والے (یعنی کسان) خوش ہوتے ہیں؛ تاکہ اللہ تعالیٰ اِن (کی اس ترقی) سے کافروں (کے دلوں) کو غصے میں مبتلا کریں (یا حسد میں جلائے) اور اللہ تعالیٰ نے ان میں سے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اُن کے لیے مغفرت کا اور بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے ﴿۲۹﴾

① پورے قرآن میں صرف چار جگہ آپ ﷺ کا نام مبارک ذکر کیا گیا جہاں نام کے ذکر ہی میں کوئی مصلحت تھی، اس مقام پر مصلحت یہ تھی کہ حدیبیہ کے صلح نامہ میں آپ کے نام کے ساتھ جب رسول اللہ لکھا تو کفار نے اس کو مٹا کر محمد بن عبد اللہ لکھنے پر اصرار کیا، اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر خصوصیت کے ساتھ آپ کے نام مبارک کے ساتھ رسول اللہ کا لفظ قرآن میں لا کر اس کو دائمی بنا دیا جو قیامت تک اسی طرح پڑھا جائے گا۔ (از: معارف القرآن)

سُوْرَةُ الْحُجُرَات

(مدنية)

سورۂ حجرات

یہ سورت مدنی ہے، اس میں اٹھارہ (۱۸) آیتیں ہیں۔ سورۂ مجادلہ کے بعد اور سورۂ تحریم سے پہلے ایک سو چھ (۱۰٦) یا ایک سو آٹھ (۱۰۸) نمبر پر نازل ہوئی۔

بنی تمیم کے کچھ لوگوں نے آکر حضرت نبی کریم ﷺ کو حجرے کے پیچھے سے آواز لگائی، اس واقعہ کا اس سورت میں تذکرہ ہے۔

چہار دیواری کے ذریعہ جس کو گھیر لیا جائے اس کو حجرہ کہتے ہیں۔ یہ چہار دیواری دوسروں کو آنے سے ''حجر'' یعنی رکاوٹ کا ذریعہ بنتی ہے اور یہ دیوار بنانے میں ''حَجَر'' یعنی پتھر کا استعمال ہوتا ہے۔

آیاتُها ۱۸ (۴۹) سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰٦) رُکُوعَاتُها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ
عَلِيْمٌ ۝۱ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ
بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا
يَعْقِلُوْنَ ۝۴

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھا کرو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ (ہر بات کو) سننے والے، (ہر چیز کو) جاننے والے ہیں ﴿۱﴾ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ ہونے دو اور اس (نبی) سے بات کرتے ہوئے اس طرح پکار کر نہ بولو جس طرح تم ایک دوسرے سے پکار کر بولتے ہو① کہیں تمھارے اعمال برباد نہ ہو جاویں اور تم کو پتہ بھی نہ چلے ﴿۲﴾ یقین رکھو جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) کے سامنے اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے، ان کے لیے (بڑی) مغفرت ہے اور بڑا ثواب بھی ﴿۳﴾ (اے نبی!) جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے (یا باہر) سے آواز دیتے ہیں ان میں سے اکثر کو عقل نہیں ہے ﴿۴﴾

① (دوسرا ترجمہ) اور نبی سے بات کرتے ہوئے اس طرح جس طرح تم ایک دوسرے سے کھل کر بات کرتے ہو۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ
فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝۶ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ
فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝۷

اور اگر وہ لوگ اس وقت تک (ذرا) صبر کرتے جب تک (خود) تم باہر نکل کر ان کے پاس تشریف لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا① اور اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، (سب پر) بہت رحم کرنے والے ہیں ﴿۵﴾ اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق (یعنی گنہگار یا شریر) تمھارے پاس کوئی خبر لے آئے تو (اس کی) اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو②، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو، پھر تم اپنے کیے پر پچھتاتے پھرو ﴿۶﴾ اور جان لو کہ تمھارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں، بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں اگر وہ (رسول) تمھاری بات مان لیں تو (خود) تم بڑی مشکلی میں پڑ جاؤ③؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے (دل میں) ایمان کی محبت بٹھادی اور اس کو تمھارے دلوں کے اندر خوش نما بنادیا اور تمھارے اندر کفر کی اور گناہوں اور نافرمانی کی نفرت بٹھادی، یہی وہ لوگ ہیں جو سیدھے راستہ پر آ چکے ہیں ﴿۷﴾

---

① وقتِ مناسب کا انتظار کرنا یہ بھی صبر کی ایک شکل ہے۔

② (ا) ایسا شخص جو مامور بہ کو کھلے طور پر چھوڑ دیوے (۲) لاابالی، لاپرواہی، بے احتیاطی سے بات چلتی کر دینا، اگر یہ معنی لیا جائے تو پھر تاویل کی ضرورت نہیں رہتی۔ صحابی کے دل میں ایمان مضبوط تھا، ان کے دل میں کوئی بری نیت نہیں تھی، بس تحقیق کرنے میں تھوڑی سی کمی آئی، عبرت کی بات تو یہ ہے کہ صحابی کے معاملے کو سامنے رکھ کر آیت میں تنبیہ کی گئی، تو ہم بے خوف ہو کر خوش فہمی میں نہ رہیں، یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ بات بعد کی امت؛ یعنی ہم لوگوں کو سنائی جا رہی ہو۔

③ اپنی بات منوانے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے، نبی ﷺ جب کہ بذاتِ خود تمھارے اندر ہوتے ہوئے تمھاری ہر بات مان لیوے تو مشکل کھڑی ہو سکتی ہے، تو بعد کے زمانے کا تو کیا حال!۔

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑧ وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ
حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑨ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ⑩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا ع
خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ

یہ (سب کچھ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل اور نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿٨﴾ اور اگر مسلمانوں کے دو فریق آپس میں لڑ پڑے تو (اختلاف ختم کرا کے) ان کے درمیان صلح کرادو، پھر اگر ان میں سے ایک (فریق) دوسرے پر زیادتی کرے تو جو (فریق) زیادتی کررہا ہے تم اس سے لڑو، یہاں تک کہ وہ (فریق) اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، پھر اگر وہ (زیادتی کرنے والا فریق) لوٹ آوے تو اُن دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور تم (ہر حال میں) انصاف کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں ﴿٩﴾ حقیقت تو یہ ہے کہ ایمان والے (آپس میں) بھائی بھائی ہیں؛ اس لیے اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادو اور تم (صلح کرانے میں) اللہ سے ڈرتے رہو؛ تاکہ تم لوگوں پر رحم کیا جاوے① ﴿١٠﴾

اے ایمان والو! مردوں کی کوئی جماعت (دوسرے) مردوں کی کسی جماعت کا مذاق نہ اڑائے، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑایا جارہا ہے) ان (مذاق اڑانے والوں) سے (اللہ تعالیٰ کے یہاں) بہتر ہو اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن عورتوں کا مذاق اڑایا جارہا ہے) اُن (مذاق اڑانے والیوں) سے (اللہ تعالیٰ کے یہاں) بہتر ہوں،

---

① ایمان کی نسبت پر مؤمن آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں اور کوئی بھائی اپنے بھائی کا بالقصد نقصان کبھی نہیں کرسکتا، بھائی بھائی کو راحت پہنچانے کی ہی کوشش کرتا ہے اور آپس میں مصالحت کی بھی تدبیر اپنانی ہے۔

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ
وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ
الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ
اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ⑫

اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو اور ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ پکارو①، ایمان لانے کے بعد فسق (یعنی گناہ) کا نام بہت بُرا ہے② اور جو شخص (ایسی عادت سے) توبہ نہیں کرے گا سو وہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں ﴿۱۱﴾ اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے بچو③؛ کیوں کہ بعض گمان گناہ ہوا کرتے ہیں اور (کسی کے) عیب کی تلاش میں مت لگے رہو④ اور تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کریں، کیا تم میں کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ تم (خود) اس کو تو برا سمجھتے ہو، اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے توبہ قبول کرنے والے، (سب پر) بہت رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۲﴾

---

① مسلمان بھائی پر عیب لگانا خود اپنے اوپر عیب لگانے کے برابر ہے۔

② ایمان جیسی عظیم دولت ملنے کے بعد دوسرے کا مذاق اڑانا، عیب لگانا، برے القاب سے پکارنا یہ ایمان کے تقاضے کے بالکل خلاف ہے۔

③ دوسرے کے بارے میں کوئی بری چیز دل میں جما ہی دی اور اس کے مطابق اس کے ساتھ برتاؤ کرے یہ ممنوع ہے؛ لیکن اگر ایسے ہی کسی کے لیے دل میں برا خیال آجائے اور اس کو جمنے نہ دیوے، اس کے تقاضے پر عمل نہ کرے، تو اس پر اللہ تعالیٰ کے یہاں ان شاء اللہ! پکڑ نہیں ہوگی۔

④ جس چیز کو لوگ چھپانے کا اہتمام کرتے ہو اس کو تلاش کرنا یہ تجسس ہے اور مطلقاً تلاش کرنے کو تحسس کہا جاتا ہے، کسی کی ایذا رسانی اور بری سازش سے بچنے کے لیے تجسس جائز ہے۔ جو دوسروں کے عیب تلاش کرتا پھرتا ہے وہ خیر خواہ اور ہم درد نہیں ہوسکتا، اور ایسا آدمی مصیبت کے وقت کسی کو کام بھی نہیں آسکتا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿١٣﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ
قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ
تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِنَّمَا
الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿١٥﴾

اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد (یعنی آدم) اور ایک عورت (یعنی حوّا) سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف (قوموں کی) شاخوں اور خاندانوں میں اس لیے تقسیم کیا ہے؛ تا کہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو، یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں بڑا عزت والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ تقویٰ والا ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے، بڑے خبر رکھنے والے ہیں ﴿١٣﴾ (بعض) گاؤں (کے رہنے) والے کہتے ہیں کہ: ہم ایمان لے آئے ہیں① تم (اُن سے جواب میں) کہہ دو: تم ایمان تو نہیں لائے ہو، البتہ (یوں) کہو کہ: ہم (کچھ اعمال کی وجہ سے ظاہر میں) مسلمان ہوئے ہیں② اور ابھی تک ایمان تمھارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی (صحیح طور پر) اطاعت کرو تو (اللہ تعالیٰ) تمھارے اعمال (کے ثواب) میں ذرا بھی کمی نہیں کریں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے (سب پر) بہت رحم کرنے والے ہیں ﴿١٤﴾ یقیناً (کامل) ایمان والے تو وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر انھوں نے (پوری زندگی اسلام کے بارے میں کبھی) شک نہیں کیا اور اپنے مال (ودولت) اور اپنی جانوں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا، وہی لوگ ہیں جو (ایمان کی بابت میں) سچے ہیں ﴿١٥﴾

---

① قبیلۂ بنو اسد بن خزیمہ کے بارے میں آیت نازل ہوئی، غنیمت حاصل کرنے کے لیے اسلام کو ظاہر کر کے انھوں نے جتلایا۔
② (دوسرا ترجمہ) لیکن ایسا کہو کہ: ہم (مخالفت چھوڑ کر) بات ماننے والے بن گئے ہیں۔

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٦﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ
اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾ ع ٨/١٤

(ان گاؤں والوں سے) تم کہو کہ: کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کی خبر دے رہے ہو؛ حالاں کہ آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿١٦﴾ (اے نبی!) یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا تم پر احسان جتلاتے ہیں، تم (اُن سے) کہہ دو کہ: اپنے اسلام لانے کا مجھ پر احسان مت جتلاؤ؛ بلکہ اگر تم (اپنے ایمان کے دعوے میں) سچے ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت دی ﴿١٧﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی ہر چھپی چیز کو جانتے ہیں اور جو کام تم لوگ کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اچھی طرح دیکھ رہے ہیں ﴿١٨﴾

سُوْرَةُ قٓ

(مكية)

سورۂ ق

یہ سورت مکی ہے، اس میں پینتالیس (۴۵) آیتیں ہیں۔ سورۂ مرسلات کے بعد اور سورۂ بلد سے پہلے چونتیس (۳۴) یا انتالیس (۳۹) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت کے شروع ہی میں ''ق'' حروفِ مقطعات میں سے ہے۔

نبیٔ کریم ﷺ اس سورت کو جمعہ اور عیدین کی نماز میں پڑھتے تھے، اسی طرح جمعہ کے خطبے میں بھی پڑھتے تھے، فجر کی نماز میں بھی اس کو پڑھتے تھے۔

آیاتہا ۴۵ (۵۰) سُوْرَۃُ قٓ مَکِّیَّۃٌ (۳۴) رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝١ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝٢ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝٣ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝٤ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝٥

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

ق، قسم ہے قرآن مجید کی① ﴿۱﴾ (نبوت کا انکار کرنے کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے) بلکہ اُن (کافروں) کو اس بات پر تعجب ہوا کہ اُن کے پاس انھیں (انسانوں) میں سے (ایمان نہ لانے پر عذاب سے) ایک ڈرانے والا (کیسے) آ گیا؟ اس پر (یہ) کافر لوگ کہنے لگے: یہ تو بڑی عجیب بات ہے ﴿۲﴾ کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہم مٹی ہو جائیں گے (اس وقت پھر سے ہم کو زندہ کیا جائے گا؟) یہ دوبارہ زندہ ہونا تو (ہماری سمجھ سے) بہت دور کی بات ہے ﴿۳﴾ حقیقت یہ ہے کہ زمین ان کے (بدن کے) جن حصوں کو (کھا کر) گھٹا دیتی ہے ہم اس کو (اچھی طرح) جانتے ہیں اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے ﴿۴﴾ بلکہ (بات یہ ہے کہ) جب حق ان کے پاس پہنچا تو (اسی وقت) انھوں نے اس کو جھٹلا دیا تھا، غرض یہ کہ وہ لوگ ایک الجھی ہوئی بات میں پڑے ہوئے ہیں② ﴿۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) بڑی شان والے قرآن کی قسم [تیسرا ترجمہ] قسم ہے اس قرآن شریف کی۔

② نبی کریم ﷺ اور قرآن کو کبھی شاعر، شاعری، کبھی جادوگر، جادو اس طرح الگ الگ باتیں کہتے رہتے ہیں۔

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ﴿٦﴾
وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ﴿٧﴾
تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿٨﴾ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ
جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ﴿٩﴾ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ﴿١٠﴾ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ
وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿١١﴾

بھلا کیا انھوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کیسے (اونچا اور بڑا) بنایا ہے اور ہم نے اس کو رونق (یعنی خوب صورتی) دی ہے اور اس میں (کہیں) کسی قسم کے سوراخ (یا رخنے یعنی پھٹن) نہیں ﴿٦﴾ اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا ہے اور اس (زمین) میں (پہاڑ کے) بھاری بوجھ ڈال دیے ہیں اور اس میں ہر قسم کی خوش نما چیزیں اگائی ہیں ﴿٧﴾ تا کہ اللہ تعالیٰ سے لو لگانے والے[1] ہر بندے کے لیے (توحید کو) سمجھنے کا ذریعہ بنے اور نصیحت کا سامان بنے[2] ﴿٨﴾ اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا، پھر ہم نے اس (پانی) سے باغات اور اناج کے دانے اگائے جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے ﴿٩﴾ اور کھجور کے اونچے اونچے درخت (اگائے) کہ جن کے خوشے تہہ بہ تہہ ہوتے ہیں[3] ﴿١٠﴾ (یہ سب کچھ) بندوں کو رزق دینے کے لیے (اگایا ہے) اور (اسی طرح) ہم نے اس (پانی) سے ایک مردہ پڑے ہوئے شہر کو زندہ کر دیا، اسی طرح (مردوں کو زندہ ہو کر مٹی سے) نکلنا ہوگا ﴿١١﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ سے لو لگانے والے ہر بندے کے لیے (دل کی) آنکھیں کھولنے کا اور نصیحت کا ذریعہ بنے۔
② منیب کا ایک ترجمہ: جو اللہ کی اطاعت کی طرف بہت رجوع کرنے والا ہو۔
③ (دوسرا ترجمہ) جن کے گچھے خوب ملے ہوئے ہوتے ہیں، (تیسرا ترجمہ) ان کا گھابھا خوب گھنا ہوا ہوتا ہے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝۱۲ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝۱۳
وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝۱۴ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ
الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۵ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا ع ۱۵ / ۱۵
تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝۱۶

اِن (مکہ کے کافروں) سے پہلے نوح (علیہ السلام) کی قوم اور کنویں والوں اور ثمود نے بھی (رسولوں کو) جھٹلایا تھا ﴿۱۲﴾ اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائیوں نے (یعنی برادرانِ وطن نے)① ﴿۱۳﴾ اور ایکہ والوں نے اور تبع کی قوم نے بھی② اِن سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا؛ اس لیے میرے عذاب کا وعدہ (اُن پر) پورا ہو کر رہا③ ﴿۱۴﴾ بھلا کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں④ (ایسی بات نہیں) بلکہ یہ لوگ نئی پیدائش کے بارے میں دھوکے (شک) میں (پڑے ہوئے) ہیں ﴿۱۵﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ انسان کو ہم (ہی) نے پیدا کیا ہے اور جو باتیں اس کے دل میں آتی رہتی ہیں ان (خیالات) کو بھی ہم جانتے ہیں اور ہم دھڑکتی رگ (یعنی شہ رگ، جس رگ میں جان ہوتی ہے) سے بھی زیادہ اس (انسان) کے قریب ہیں ﴿۱۶﴾

---

① سدوم والے حضرت لوط علیہ السلام کے نسبی بھائی نہیں تھے؛ بلکہ آپ کی شادی وہاں پر ہوئی تھی اور ر بعد میں حضرت لوط علیہ السلام نے اس علاقے کو اپنی دینی محنت کا وطن بنایا تھا، ان نسبتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے سمجھ میں یہ آتا ہے کہ قرآن میں ان کو بھائی کہا گیا، اس سے ایک نکتہ یہ نکلتا ہے کہ بیوی کے بھائیوں کو برادرِ نسبتی اور ہم وطن لوگوں کے لیے برادرانِ وطن جیسے اچھے القاب کہنے چاہیے۔

② قرآن میں دو جگہ ان کا تذکرہ آیا ہے، یہ یمن کے بادشاہ کا لقب تھا۔ عوام ان کی زیادہ تابعداری کرتی تھی؛ اس لیے تبع کہتے ہیں، تبع کا لغوی معنی آتا ہے: طاقت والا، ایک تبع بڑے اونچے درجے کے گزرے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر غائبانہ ایمان بھی لائے تھے اور یہ سعادت صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہوئی کہ آپ کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے آپ پر ایمان لا رہے ہیں، ان کا نام اسعد تھا۔ دراصل یہ آیت مکہ کے کافروں کو تنبیہ ہے جن کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا کہ جب بڑے بڑے طاقت والے نافرمانی کرنے پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہیں سکے، تو پھر تم کس چیز پر ناز کرتے ہو؟۔

③ (دوسرا ترجمہ) اس لیے میں نے جس عذاب کی دھمکی دی تھی وہ (ان پر) سچی ہو کر رہی۔

④ معلوم ہوا کہ کسی چیز کے بنانے میں تھکن ہوتی ہے اور اس کی باری تعالیٰ سے نفی کی گئی ہے۔

اِذۡ يَتَلَقَّى الۡمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيۡدٌ﴿۱۷﴾ مَا يَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا
لَدَيۡهِ رَقِيۡبٌ عَتِيۡدٌ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِيۡدُ﴿۱۹﴾
وَنُفِخَ فِى الصُّوۡرِ ؕ ذٰلِكَ يَوۡمُ الۡوَعِيۡدِ﴿۲۰﴾ وَجَآءَتۡ كُلُّ نَفۡسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيۡدٌ﴿۲۱﴾
لَقَدۡ كُنۡتَ فِىۡ غَفۡلَةٍ مِّنۡ هٰذَا فَكَشَفۡنَا عَنۡكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الۡيَوۡمَ حَدِيۡدٌ﴿۲۲﴾
وَقَالَ قَرِيۡنُهٗ هٰذَا مَا لَدَىَّ عَتِيۡدٌ ؕ﴿۲۳﴾

اس وقت بھی جب (انسان کے اعمال کو) لکھنے والے دو فرشتے لکھ رہے ہوتے ہیں ایک دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب بیٹھا ہوتا ہے[۱] ﴿۱۷﴾ انسان کوئی لفظ بھی (زبان سے) بول نہیں پاتا: مگر اس کے پاس ایک انتظار کرنے والا (نگران فرشتہ) بالکل تیار (رہتا) ہے ﴿۱۸﴾ اور موت کی سختی سچ مچ آنے ہی والی ہے، (اے انسان!) یہی تو وہ چیز ہے جس سے تو بچتا پھرتا تھا[۲] ﴿۱۹﴾ اور صور پھونکا جائے گا، یہی وہ دن ہے جس سے ڈرایا جاتا تھا ﴿۲۰﴾ اور ہر شخص اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ (ایک میدانِ قیامت میں) ہانک کر لانے والا (فرشتہ) اور (دوسرا اس کے ساتھ) گواہی دینے والا ہوگا ﴿۲۱﴾ (اور کہا جائے گا) پکی بات یہ ہے کہ تو اس (قیامت کے دن) سے غفلت میں (پڑا ہوا) تھا اب ہم نے تجھ پر سے تیرا پردہ ہٹا دیا ہے[۳] سو آج تیری نظر خوب تیز ہوگئی[۴] ﴿۲۲﴾ اور جو (فرشتہ) اس کے ساتھ رہتا تھا وہ کہے گا کہ: یہ وہ (اعمال نامہ) ہے جو میرے پاس تیار ہے[۵] ﴿۲۳﴾

---

۱ (دوسرا ترجمہ) جب دائیں اور بائیں جانب بیٹھے دو (فرشتے اعمال کو) لکھ کر لیتے رہتے ہیں۔ (تیسرا ترجمہ) جب دو لینے والے (فرشتے) انسان جس عمل میں بھی ہوتا ہے اس کو لیتے رہتے ہیں جو دائیں اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔
لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ حفاظت والے فرشتے الگ ہیں، جب انسان بیٹھا ہوا ہوتا ہے تو یہ دائیں بائیں ہوتے ہیں، جب کھڑا ہو تو ایک سر کے پاس، دوسرا قدموں کے پاس ہوتا ہے، چلتا ہے تو ایک آگے اور ایک پیچھے۔

۲ (دوسرا ترجمہ) بھاگتا پھرتا تھا۔

۳ نیکی سے غفلت اور قیامت سے انکار کا پردہ مراد ہے۔

۴ اس لیے اب قیامت کے مناظر دیکھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہی۔

۵ (دوسرا ترجمہ) اور اس کا ساتھی کہے گا: یہ وہ (اعمال نامہ) ہے جو میرے پاس تھا حاضر ہے۔

اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ ۝۲۴ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ مُّرِیْبِ ۝۲۵ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ ۝۲۶ قَالَ قَرِیْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَیْتُهٗ وَلٰكِنْ
كَانَ فِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ۝۲۷ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْكُمْ بِالْوَعِیْدِ ۝۲۸ مَا
یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝۲۹ یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ ع ۱۲ ۲
وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ۝۳۰ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ۝۳۱

(فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ) تم دونوں ہر ایسے شخص کو جہنم میں ڈال دو جو کٹر کافر (حق کا) پکا دشمن تھا ﴿۲۴﴾ جو (دوسروں کو) بھلائی سے روکنے کا عادی تھا (جو بندگی کی) حد سے باہر جانے والا① (دین میں) شک پیدا کرنے والا تھا ﴿۲۵﴾ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود بنا رکھا تھا؛ لہٰذا تم دونوں اس (شخص) کو سخت عذاب میں ڈال دو ﴿۲۶﴾ اس کا ساتھی (یعنی شیطان) بولے گا: اے ہمارے رب! میں نے تو اس کو گمراہ نہیں کیا تھا② لیکن وہ خود گمراہی میں دور پڑا ہوا تھا ﴿۲۷﴾ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے سامنے تم جھگڑے (کی باتیں) مت کرو③ اور میں پہلے ہی تمھارے پاس عذاب کا وعدہ (یعنی دھمکی) بھیج چکا تھا ﴿۲۸﴾ میرے سامنے بات بدلی نہیں جا سکتی اور میں بندوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا ہوں ﴿۲۹﴾

(اے نبی! وہ وقت یاد رکھنے کے لائق ہے) جس دن ہم جہنم سے کہیں گے: کیا تو بھر چکی؟ اور وہ بولے گی: کیا کچھ اور بھی ہے؟ ﴿۳۰﴾ اور جنت تقویٰ والوں کے لیے اتنی نزدیک کردی جائے گی کہ وہ کچھ بھی دور نہیں رہے گی ﴿۳۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) (شریعت کی حد میں) زیادتی کرنے والا۔
② (دوسرا ترجمہ) میں نے اس کو شرارت میں نہیں ڈالا تھا۔
③ معلوم ہوا کہ خاص کر بڑوں کے سامنے جھگڑا کرنا مناسب نہیں ہوتا، اگرچہ بلا وجہ جھگڑا کرنا مذموم ہے۔

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝۳۲ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ
مُّنِيْبِۣ ۝۳۳ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝۳۴ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا
مَزِيْدٌ ۝۳۵

(اور کہا جائے گا کہ) یہی وہ (جنت) ہے جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا گیا تھا ہر اس شخص کے لیے جو (اللہ تعالیٰ سے) خوب لو لگانے والا (اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی) حفاظت کرنے والا ہو① ﴿۳۲﴾ جو رحمٰن سے بغیر دیکھے ڈرتا ہو اور (اللہ تعالیٰ کی طرف) انابت (یعنی رجوع ہونے) والا دل لے کر آیا ہو ﴿۳۳﴾ تم سب اس (جنت) میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ، یہ ہمیشہ کی زندگی (کے فیصلے) کا دن ہوگا② ﴿۳۴﴾ ان (جنتیوں) کے واسطے اس (جنت) میں جو وہ چاہیں گے وہ ملے گا اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے③ ﴿۳۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جو (معاصی سے) بہت رجوع کرنے والا ہو (اور اعمال کی) پابندی کرنے والا ہو۔

اواب: (۱) جو شخص خلوت میں اپنے گناہوں کو یاد کرے اور استغفار کرے (۲) جو ہر مجلس میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے (۳) ہر مجلس سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑھے: سبحان اللہ وبحمدہ، اللھم اغفر لی ما اصبت فی مجلسی ھذا۔ (روح المعانی: ۲۶/۳۲۹) (۴) اپنے نفس کے رشد کے باتوں کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والا۔

حفیظ: (۱) جو اپنے گناہوں کو یاد رکھے؛ تاکہ گناہ سے رجوع کر کے تلافی کرے (۲) جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو یاد رکھے (۳) حدیث میں ہے جو دن کی شروعات میں چار رکعت (اشراق، چاشت) کی نماز پڑھے وہ اواب اور حفیظ ہے۔

منیب کی علامت: (۱) اللہ تعالیٰ کے ادب کو ہر وقت سامنے رکھے (۲) اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور تواضع سے رہے (۳) نفس کی خواہشات کو چھوڑ دیوے۔ آیت میں لفظ رحمن سے اشارہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر کے ساتھ رحمت کی امید بھی ہو (۴) اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہے۔

بسلام: (۱) عذاب، پریشان کرنے والی فکروں اور نعمت کے ختم ہونے سے سلامتی (۲) اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے سلام/سلامتی کا پیغام پہنچے۔

② قیامت کے دن جو ملے گا وہ ہمیشہ رہے گا۔

③ جنتیوں کی چاہی ہوئی نعمتوں سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ ایسی نعمتیں عطا فرمائیں گے (جہاں) اس جنتی کا ذہن کبھی بھی نہیں گیا ہوگا۔

وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ هُمۡ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ بَطۡشًا فَنَقَّبُوۡا فِى الۡبِلَادِ ؕ هَلۡ مِنۡ
مَّحِيۡصٍ ۝۳۶ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَذِكۡرٰى لِمَنۡ كَانَ لَهٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَى السَّمۡعَ وَهُوَ شَهِيۡدٌ ۝۳۷ وَلَقَدۡ
خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ‌ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنۡ لُّغُوۡبٍ ۝۳۸
فَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ الۡغُرُوۡبِ ۝۳۹
وَمِنَ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡهُ وَاَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ ۝۴۰

اور ہم ان (مکہ کے کافروں) سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کی طاقت ان (مکہ والوں) سے زیادہ سخت تھی، پھر وہ بہت سارے شہروں میں تلاش کرتے پھرے کہ کیا (ان کے لیے) کوئی بھاگنے کی جگہ ہے؟① ﴿۳۶﴾ یقیناً اس میں اس شخص کے لیے بڑی نصیحت (یعنی عبرت) ہے جس کے پاس (حق سمجھنے والا) دل ہو یا پورے دھیان کے ساتھ (سننے کے لیے) کان لگا دیتا ہو② ﴿۳۷﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان کی چیزوں کو چھ دن میں پیدا کیا ہے، اور ہم کو تھکان نے چھوا تک نہیں③ ﴿۳۸﴾ سو (اے نبی!) یہ (کافر لوگ) جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر تم صبر کرو اور سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو ﴿۳۹﴾ اور رات کے کچھ حصوں میں بھی اس کی تسبیح کرو اور سجدوں (یعنی نماز) کے بعد بھی (تسبیح کرو)④ ﴿۴۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ:) سو انھوں نے بہت سی بستیاں (کاروبار یا تفریح کے لیے) چھان ماری تھیں۔
② یعنی جو پورے دھیان کے ساتھ نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے سنے۔
③ (دوسرا ترجمہ) اور ہم کو تھکان بھی نہیں ہوئی۔
④ فرض کے بعد سنن و نوافل کا اہتمام کرو اور فرض نماز کے بعد کی تسبیحات پڑھنا بھی مراد ہو سکتا ہے۔

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝٤١ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۭ
ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝٤٢ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝٤٣ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ
عَنْهُمْ سِرَاعًا ۭ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝٤٤ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ
عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝٤٥ ع ٣ ١٦ ١٧

اور (اس دن کی بات) ذرا دھیان سے سن جس دن ایک پکارنے والا قریب کی جگہ سے پکارے گا[1] ﴿٤١﴾ جس دن لوگ یقینی طور پر پکار کی آواز سن لیں گے[2] یہ (دن قبروں سے) نکلنے کا دن ہوگا ﴿٤٢﴾ یقیناً ہم ہی زندگی دیتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور سب کو ہم تک پہنچنا ہے، ﴿٤٣﴾ جس دن زمین ان (مردوں) پر پھٹ پڑے گی[3] کہ وہ جلدی سے نکلتے ہوں گے[4] یہ (زندہ کرکے) جمع کرنا ہمارے لیے آسان ہوگا ﴿٤٤﴾ وہ (کافر) جو باتیں کرتے ہیں ہم ان کو خوب جانتے ہیں اور (اے نبی!) تم ان پر (دین کے خاطر) زبردستی کرنے والے نہیں ہو؛ لہٰذا تم قرآن کے ذریعہ سے ہر اس شخص کو نصیحت کرتے رہو جو میری وعید سے ڈرتا ہے۔ ﴿٤٥﴾

---

① حضرت اسرافیل علیہ السلام جب صور پھونکیں گے تو اس کی آواز ایسی بھیانک ہوگی کہ ہر ایک کو نہایت قریب سے وہ آواز آتی ہوئی معلوم ہوگی۔ کہتے ہیں کہ صخرۂ بیت المقدس سے حضرت اسرافیلؑ صور پھونکیں گے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آسمان سے زمین کی قریب ترین جگہ بھی یہی ہے؛ یعنی اٹھارہ یا بارہ میل قریب، اس اعتبار سے بھی اس کو مکانِ قریب کہا گیا، اور حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات میں آسمان پر یہیں سے تشریف لے گئے، اس سے یہ نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں قریب کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

② (دوسرا ترجمہ) جس دن لوگ سچ مچ پکار کی آواز سن لیں گے۔

③ (دوسرا ترجمہ) اس دن زمین (ان مُردوں) پر سے کھل جائے گی۔

④ (دوسرا ترجمہ) کہ وہ (قبر سے قیامت کے میدان کی طرف) دوڑتے ہوں گے۔

سُوْرَةُ الذَّارِيَات

(مكية)

سورۂ ذاریات

یہ سورت مکی ہے، اس میں ساٹھ (٦٠) آیتیں ہیں۔ سورۂ احقاف کے بعد اور سورۂ غاشیہ سے پہلے چھیاسٹھ (٦٦) یا (٦٧) نمبر پر نازل ہوئی۔

جو ہوائیں غبار اور ذرات کو بکھیرتی ہیں اس کو "ذاریات" کہا جاتا ہے اور سورت کی پہلی آیت میں اس کی قسم کھائی گئی ہے۔

آیاتها ٦٠ | (۵۱) سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ (٦٧) | رکوعاتها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۙ﴿۴﴾ اِنَّمَا
تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿۵﴾ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۙ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ
مُّخْتَلِفٍ ۙ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ؕ﴿۹﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۙ﴿۱۱﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قسم ہے اُن (ہواؤں) کی جو (غبار وغیرہ کو) اڑا کر بکھیر دیتی ہیں ﴿۱﴾ پھر ان کی قسم جو بوجھ اٹھانے والیاں ہیں ﴿۲﴾ پھر نرمی (یعنی آسانی) سے چلنے والیوں کی قسم ﴿۳﴾ پھر ان کی قسم جو حکم سے تقسیم کرتی ہیں ﴿۴﴾ کہ یقیناً تم سے جو (قیامت کا) وعدہ کیا جا رہا ہے وہ سچ ہے① ﴿۵﴾ اور بیشک انصاف کا ہونا یقینی چیز ہے② ﴿٦﴾ قسم ہے راستوں والے آسمان کی③ ﴿۷﴾ کہ تم لوگ مختلف باتیں کرنے میں لگے ہوئے ہو④ ﴿۸﴾ اس (قیامت کو ماننے) سے وہی پھرتا ہے جس کو (سعادت سے) پھیر دیا گیا⑤ ﴿۹﴾ جو لوگ (عقیدوں کے متعلق) تخمینے لگاتے ہیں⑥ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ہلاک کر دیے جاویں ﴿۱۰﴾ جو غفلت میں ایسے (ڈوبے) ہیں کہ (سب کچھ) بھول رہے ہیں ﴿۱۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) وہ یقینی طور پر ہونے والا ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) اور (اعمال کا) بدلہ یقیناً ملنے والا ہے۔

③ آسمان میں فرشتوں کے لیے آنے جانے کے لیے راستے بنے ہوئے ہیں، اسی طرح آسمان کے نیچے کھلی فضا میں ستاروں کے راستے بھی متعین ہیں۔

④ آخرت اور قرآن کے متعلق کفار متضاد باتیں کرتے ہیں۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) (اس نبی، قرآن، آخرت) کو ماننے سے وہی منہ پھراتا ہے جس کو (ہدایت سے) پھیر دیا گیا ہے۔ (تیسرا ترجمہ) جو (حق سے) بالکل ہی پھرا ہوا ہوتا ہے۔ ⑥ (دوسرا ترجمہ) اٹکل کی باتیں کرتے ہیں۔

يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ؕ﴿۱۲﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا
الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ﴿۱۵﴾ اٰخِذِيْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ
رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ؕ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾
وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَفِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾

وہ پوچھتے ہیں کہ انصاف (یعنی جزا، سزا) کا دن کب ہوگا ﴿۱۲﴾ جس دن وہ لوگ آگ پر تپائے جائیں گے ① ﴿۱۳﴾ (اور کہا جائے گا کہ) تم اپنی شرارت کا مزہ چکھو، یہی تو وہ (عذاب) ہے جس کو تم جلدی مانگا کرتے تھے ﴿۱۴﴾ یقیناً تقویٰ والے لوگ باغیچوں اور چشموں میں ہوں گے ﴿۱۵﴾ (اس طرح) ان کے رب نے جو کچھ ان کو دیا اس کو وہ (خوشی خوشی) لے رہے ہوں گے؛ اس لیے کہ وہ اس (آخرت) سے پہلے ہی نیک عمل کرنے والے تھے ﴿۱۶﴾ وہ رات کے وقت کم سوتے تھے ﴿۱۷﴾ اور رات کے آخری حصہ میں وہ استغفار کیا کرتے تھے ② ﴿۱۸﴾ اور ان کے مال ودولت میں سوال کرنے والوں کا اور محروم ③ لوگوں کا حق ہوتا تھا ④ ﴿۱۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جس دن وہ آگ پر الٹے سیدھے پڑیں گے۔

② (۱) اپنی عبادتوں میں جو کوتاہیاں ہوگئی وہ ان کے سامنے ہوتی ہیں؛ اس لیے ہمیشہ خود کو گنہگار سمجھتے ہیں اور معافی مانگتے رہتے ہیں۔

(۲) با: بہ معنیٰ فی: یعنی رات کے آخری حصے میں مغفرت مانگنے کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

(۳) رات کے آخری وقت میں اٹھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف کرلیا کرتے ہیں۔

③ یعنی سوال سے بچنے والے واقعی محتاج۔

④ زکوۃ وصدقات ضرورت مند لوگوں کا حق ہے جو حق پہنچانے کی مال والوں کو توفیق ہو رہی ہے، ورنہ ان ضرورت مندوں پر مال والوں کا احسان نہیں ہے۔

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ۝٢٠ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝٢١ وَفِي السَّمَاءِ
رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝٢٢ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ
تَنطِقُونَ ۝٢٣ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ۝٢٤ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ ع ۲۳/۱۸
فَقَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ۝٢٥ فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ۝٢٦
فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝٢٧

اور یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی) بہت ساری نشانیاں ہیں ﴿۲۰﴾ اور خود تمھاری ذات میں بھی (نشانیاں موجود ہیں) کیا پھر بھی تم کو دکھائی نہیں دیتا؟① ﴿۲۱﴾ اور آسمان ہی میں تمھارا رزق اور جو تم سے (جنت، جہنم اور عذاب کا) وعدہ کیا جاتا ہے وہ سب کچھ ہے② ﴿۲۲﴾ سو آسمان اور زمین کے رب کی قسم! (قیامت کی) یہ بات بالکل ایسی ہی حق ہے جیسی کہ تم بول رہے ہو ﴿۲۳﴾

(اے نبی!) کیا ابراہیم (علیہ السلام) کے عزت والے مہمانوں کا واقعہ تم کو پہنچا ہے؟ ﴿۲۴﴾ جب وہ (مہمان) ان (ابراہیم علیہ السلام) کے پاس آئے تو انھوں نے سلام کہا، (اس پر) ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی (جواب میں) سلام کہا (اور ابراہیم علیہ السلام دل میں یا کسی سے یوں کہنے لگے کہ): یہ انجان (یعنی اجنبی) لوگ ہیں ﴿۲۵﴾ پھر وہ (ابراہیم علیہ السلام) خاموشی سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے③ اور ایک موٹا بچھڑا (بھونا ہوا) لے کر آئے ﴿۲۶﴾ پھر وہ (بچھڑا) ان کے سامنے رکھا (اور) کہا کہ: تم لوگ کھاتے کیوں نہیں④؟ ﴿۲۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) پھر بھی تم کو سمجھ میں نہیں آتا۔

② (۱) مخلوق دنیا میں ظاہر ہو اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے روزی لوحِ محفوظ میں لکھ دی ہے (۲) روزی کا سبب؛ یعنی بارش آسمان سے ہے۔ ③ مہمان کو یوں جتلاتے ہوئے کہنا کہ میں کھانے کا انتظام کر رہا ہوں، آپ بیٹھیے، یہ بھی ایک طرح سے مہمانی کا حق ادا کرنے میں نامناسب بات ہے، جو حاضر ہو بے تکلف پیش کر دو۔

④ دسترخوان تیار ہو تو کھانا شروع کر دیوے اس وقت اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ
فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ
هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾

پھر وہ (ابراہیم علیہ السلام) اپنے دل میں ان سے ڈرنے لگے (تب) ان مہمانوں نے کہا کہ: آپ ڈریئے نہیں اور انھوں نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو ایک بڑے عالم لڑکے (یعنی اسحاق علیہ السلام) کی خوش خبری دی ﴿۲۸﴾ اتنے میں ان (ابراہیم علیہ السلام) کی بیوی (سارہ) زور سے بولتی ہوئی آئی اور اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی کہ: (کیا) ایک بڑھیا (جو) بانجھ (بھی ہو کیا وہ بچہ جنے گی؟) ﴿۲۹﴾ وہ (مہمان) کہنے لگے کہ: تیرے رب نے اسی طرح فرمادیا ہے، یقیناً وہ اللہ بڑی حکمت والے، بڑے جاننے والے ہیں① ﴿۳۰﴾

① امام سدی فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھانا پیش کیا، مہمانوں نے نہیں کھایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی طرف سے خوف ہوا، خیال کیا کہ کہیں یہ چور نہ ہو، پوچھا: کیوں کھاتے نہیں؟

مہمانوں نے کہا: ہم بغیر قیمت ادا کیے نہیں کھاتے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: تو اس کی قیمت دے دو۔

مہمانوں نے کہا: قیمت کیا ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: کھانے سے پہلے بسم اللہ اور کھانے کے بعد الحمد للہ کہنا۔

یہ جواب سن کر حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرف دیکھ کر کہا کہ: اس شخص کو حق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنا خلیل بنائے۔

اس کے بعد بھی مہمانوں نے کھانے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھایا تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ہنسی آ گئی کہ ہم ان مہمانوں کا اکرام کرتے ہیں، ان کا اعزاز کرتے ہیں، تعجب ہے کہ یہ کھاتے نہیں!!

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ۝۳۱ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ۝۳۲ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ۝۳۳ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ۝۳۴ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝۳۵ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ۝۳۶ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ۝۳۷ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ۝۳۸ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ۝۳۹

ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: اے (اللہ تعالیٰ کے) بھیجے ہوئے فرشتو! تم کس مہم (یعنی مشن) پر ہو؟ ﴿۳۱﴾ اُنھوں نے جواب دیا کہ: ہم ایک مجرم قوم (یعنی قومِ لوط) کے پاس بھیجے گئے ہیں ﴿۳۲﴾ تاکہ ہم اُن پر مٹی کے پتھر برسائے ﴿۳۳﴾ ان (پتھروں) پر حد سے گزرے ہوئے لوگوں کے لیے تمھارے رب کے پاس سے خاص نشان بھی لگا ہوگا ﴿۳۴﴾ پھر (جب عذاب کا وقت آیا تب) اس (بستی) میں جتنے ایمان والے تھے ہم نے ان کو (وہاں سے بچا کر) نکال دیا[1] ﴿۳۵﴾ اور ہم نے اس (بستی) میں مسلمانوں کے ایک گھر کے سوا اور کوئی گھر نہیں پایا ﴿۳۶﴾ اور ہم نے اس (برباد ہو چکی بستی) میں ایسے لوگوں کے لیے (عبرت کی) ایک نشانی چھوڑ دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں ﴿۳۷﴾ اور موسیٰ (علیہ السلام کے قصے) میں بھی (ہم نے ایسی ہی نشانی چھوڑی) جب ہم نے ان (موسیٰ علیہ السلام) کو فرعون کے پاس کھلی دلیل کے ساتھ بھیجا تھا ﴿۳۸﴾ پھر اس (فرعون) نے اپنے طاقت کے بل پر منہ موڑ لیا[2] اور وہ (فرعون) کہنے لگا: یہ (موسیٰ) یا تو جادوگر ہے یا دیوانہ ہے ﴿۳۹﴾

---

① اس سے مراد ہے حضرت لوط علیہ السلام کے اہلِ بیت ہیں جو ایمان لائے تھے، کہتے ہیں کہ: وہ تقریباً تیرہ افراد تھے۔ آیت میں پہلے آیا: فاخرجنا من كان فيها من المومنين فما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين. معلوم ہوا کہ ہر مؤمن (دل سے ایمان لانے والا) (عام طور پر) مسلمان (ظاہر میں بھی فرماں بردار) ہوتا ہے۔

② [دوسرا ترجمہ] پھر فرعون نے اپنی حکومت کے امیروں کے ساتھ منہ موڑ لیا۔

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ
الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ
قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ
يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ
قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ ع ۲

پھر ہم نے اُس (فرعون) کو اور اس کے لشکر کو پکڑ کر سب کو سمندر میں پھینک دیا اور وہ ملامت کے لائق تھا① ﴿۴۰﴾ اور عاد کی قوم میں بھی (ہم نے ایسی ہی نشانی چھوڑی تھی) جب ہم نے اُن پر ایسی آندھی بھیجی جو خیر (یعنی ہر قسم کے نفع اور برکت) سے خالی تھی ﴿۴۱﴾ وہ (آندھی) جس کسی چیز پر سے گزرتی تھی اس کو چورا چورا جیسا کر کے چھوڑتی تھی ﴿۴۲﴾ اور ثمود میں بھی (ایسی ہی نشانی چھوڑی تھی) جب اُن سے کہا گیا تھا کہ تھوڑے وقت تک مزہ اڑا لو ﴿۴۳﴾ اس پر بھی انھوں نے اپنے رب کا حکم ماننے سے شرارت اختیار کی② پھر ایک ہولناک کڑک نے آ کر ان کو پکڑ لیا اور وہ دیکھتے رہ گئے③ ﴿۴۴﴾ انجام یہ ہوا کہ وہ کھڑے بھی نہیں ہو سکے اور اپنا بچاؤ بھی نہیں کر سکے④ ﴿۴۵﴾ اور ان (قوموں) سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم کو بھی (ہم ہلاک کر چکے تھے) یقین جانو! وہ (بھی) بڑے نافرمان لوگ تھے ﴿۴۶﴾

---

①[دوسرا ترجمہ] اس نے کام ہی ملامت کا کیا تھا (یعنی بربادی کا الزام اس پر ہے)۔
②یعنی مہلت ملی پھر بھی تکبر کرتے رہے۔
③(دوسرا ترجمہ) پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک ہولناک کڑک نے آ کر پکڑ لیا۔
④(دوسرا ترجمہ) ہم سے بدلہ بھی نہ لے سکے۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝۴۷ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝۴۸
وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۴۹ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ
نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۵۰ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۵۱ كَذٰلِكَ مَآ
اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝۵۲ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ
هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝۵۳

اور آسمان کو ہم نے (اپنی) قدرت سے بنایا ہے اور یقیناً ہم (خود) ہی (آسمان میں) وسعت پیدا کرنے والے ہیں① ﴿۴۷﴾ اور زمین کو ہم نے ہی بچھایا ہے، سو ہم بہت اچھا بچھانے والے ہیں ﴿۴۸﴾ اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے پیدا کیے؛ تاکہ تم دھیان دو② ﴿۴۹﴾ سو تم اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو③ یقیناً میں تم سب کے لیے اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں④ ﴿۵۰﴾ اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود نہ بناؤ، یقیناً میں تمھارے لیے اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے صاف صاف ڈرانے والا ہوں ﴿۵۱﴾ (جس طرح یہ کافر لوگ آپ سے کہتے ہیں) اسی طرح ان سے پہلے جو (کافر) لوگ تھے اُن کے پاس جو رسول بھی آتے اس کو وہ لوگ جادوگر یا دیوانہ ہی کہتے تھے⑤ ﴿۵۲﴾ کیا وہ ایک دوسرے کو اسی بات کی وصیت کرتے چلے آئے ہیں؟ (نہیں!) بلکہ وہ سب کے سب شریر لوگ ہیں ﴿۵۳﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) اور ہم تو بڑی قدرت والے ہیں ②(دوسرا ترجمہ) تاکہ تم سمجھ سے کام لو (تیسرا) تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔
③یعنی توحید کے دلائل اور سابقہ امتوں کے واقعات میں غور کر کے توحید اور اطاعت کی طرف پورے متوجہ ہو جاؤ، گناہوں کو چھوڑ کر توبہ میں جلدی کرو، معاصی کی دعوت دینے والوں سے دور بھاگو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں رہو۔ جب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگ گئے تو سمجھ لو اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گئے۔
④ سمجھ میں یہ آرہا ہے کہ آیت کے اس حصے کو تاکید کے واسطے بار بار لایا جارہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کھلم کھلا ڈرانے والے ہوتے ہیں اور ان کے ڈرانے میں مخلوق کے لیے شفقت کا پہلو بھی ہوا کرتا ہے۔
⑤دوسرا ترجمہ: اسی طرح جو (کافر) لوگ اُن سے پہلے گزرے ہیں ان کے پاس کوئی رسول ایسے نہیں آئے جس کو ان (کافروں) نے جادوگر یا مجنون نہ کہا ہو۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿٥٤﴾ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٥﴾ وَمَا خَلَقْتُ
الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿٥٧﴾
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿٥٨﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ
اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿٥٩﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع ۳

لہٰذا (اے نبی!) آپ اُن سے بے رخی کا برتاؤ کرو① کیوں کہ (اب) تم پر کوئی الزام نہیں ﴿۵۴﴾ اور نصیحت کرتے رہو؛ کیوں کہ نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے ﴿۵۵﴾ اور میں نے جنات اور انسانوں کو اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے② ﴿۵۶﴾ میں ان سے کسی قسم کا رزق نہیں چاہتا اور یہ نہیں چاہتا کہ وہ مجھے کھلائیں ﴿۵۷﴾ اللہ تعالیٰ تو خود ہی رزاق (روزی بہت ہی دینے والے)③ زور والے، مضبوط ہیں ﴿۵۸﴾ تو جن لوگوں نے ظلم کیا ان کی بھی (سزا کی) باری آئے گی④، جیسے ان کے ساتھیوں کی (پہلے زمانے میں) باری آئی تھی؛ اس لیے وہ مجھ سے مانگنے میں جلدی نہ کریں⑤ ﴿۵۹﴾ سو جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان کے لیے ان کے اُس دن (یعنی قیامت کے آنے) سے بڑی خرابی ہوگی جس کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے۔ ﴿۶۰﴾

① دوسرا ترجمہ: دھیان ہٹالو (یعنی آپ کی زیادہ توجہ ایمان والوں کی طرف ہو، نہ ماننے والے ضدی کافروں کا زیادہ فکر نہ کرو، سمجھانے کا سلسلہ جاری رہے یہ کافی ہے)۔
② دوسرا ترجمہ: اور میں نے جنات اور انسانوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کیا کریں۔
لیعبدون کا ایک ترجمہ ہے: معرفت: چوں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بغیر کما حقہ عبادت ہوا نہیں کرتی، اور عبادت کے ساتھ معرفت صحیح ہوتی ہے۔ بعض حضرات نے لام کو لام عاقبت یا لام صیرورت بھی لیا ہے۔ ایک ترجمہ ہے: جن اور انس کو صرف اس لیے پیدا کیا؛ تا کہ ان کو عبادت کا حکم دوں۔ بعضوں نے عبادت سے اقرارِ توحید کو مراد لیا ہے۔
③ (۱) اللہ تعالیٰ جن کو روزی دیتے ہیں ان کی تعداد بہت بڑی ہے (۲) بہت سارا رزق دیا جاتا ہے۔
④ ذنوب: اصل میں پانی سے بھرے ہوئے ڈول کو کہتے ہیں؛ اس لیے اس کا ترجمہ حصہ اور نصیب سے بھی کرتے ہیں۔
⑤ یہاں اصحاب سے مراد ہے: ہم مشرب لوگ، ہم عقیدہ، ہم خیال لوگ۔

سُوْرَةُ الطُّوْر

(مكية)

سورۂ طور

یہ سورت مکی ہے،اس میں اڑتالیس(۴۸) یا انچاس(۴۹) آیتیں ہیں۔سورۂ نوح یا سورۂ سجدہ کے بعداور سورۂ مؤمنون سے پہلے پچھتر (۷۵) یا(۷۶) نمبر پر نازل ہوئی۔

سریانی اور نبطی زبان میں لفظ طور پہاڑ کے لیے استعمال ہوتا ہے، وادیٔ سینا میں مصر اور مدین کے درمیان واقع ایک مخصوص پہاڑ کی قسم سورت کی پہلی آیت میں کھائی گئی ہے۔

طور کی مزید تفصیل کے لیے دیکھی ہوئی دنیا جلد سوم ملاحظہ کیجیے۔

آپ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) صبح کی نماز میں سورۂ والطور پڑھی جس کو حضرت ام سلمی رضی اللہ عنہا نے طواف کرتے وقت سنا تھا۔

سورۂ طور کی پہلی پانچ آیتوں میں پانچ عظیم مخلوق کی قسم کھائی گئی ہے۔

آیاتہا ۴۹ | (۵۲) سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ (۷۶) | رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالطُّوْرِ ۝۱ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝۲ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝۳ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝۴ وَالسَّقْفِ
الْمَرْفُوْعِ ۝۵ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝۶ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝۷ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝۸ يَّوْمَ
تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝۹ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝۱۰ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۱ الَّذِيْنَ
هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝۱۲ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝۱۳ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ
بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝۱۴ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝۱۵

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قسم ہے طور (پہاڑ) کی ﴿۱﴾ اور اس کتاب کی① جو ایک کھلے ہوئے صحیفے (یعنی کاغذ) میں لکھی
ہوئی ہے ﴿۲﴾ ﴿۳﴾ اور آباد گھر کی② ﴿۴﴾ اور اونچی چھت کی ﴿۵﴾ اور جوش مارتے ہوئے سمندر
کی③ ﴿۶﴾ یقیناً آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر ہی رہے گا ﴿۷﴾ کوئی اس کو ٹال نہیں سکے گا
﴿۸﴾ جس دن آسمان زور زور سے لرزنے لگے گا ﴿۹﴾ اور پہاڑ تیزی سے چلیں گے ﴿۱۰﴾ سو اس
دن (حق کو) جھٹلانے والوں کے لیے بڑی بربادی ہوگی ﴿۱۱﴾ جو بے ہودہ نکتہ چینیوں میں مشغول
رہتے ہیں④ ﴿۱۲﴾ جس دن اُن لوگوں کو دھکے دے کر جہنم کی آگ کی طرف دھکیل دیا جائے گا
﴿۱۳﴾ (کہا جائے گا کہ) یہ وہی آگ ہے جس کو تم (دنیا میں) جھٹلایا کرتے تھے ﴿۱۴﴾ بھلا کیا یہ
جادو ہے یا تم کو (اب بھی) نظر نہیں آتا؟⑤ ﴿۱۵﴾

---

① مراد انسانوں کے اعمال نامے یا قرآن ہے۔ ② یعنی ساتویں آسمان پر ملائکہ کا کعبہ۔

③ (دوسرا ترجمہ) پانی سے بھرے ہوئے سمندر کی (جو قیامت کے دن آگ سا بنا دیا جاوے گا۔

④ (دوسرا ترجمہ) جو بے ہودہ باتوں میں کھیلتے رہتے ہیں۔

⑤ دنیا میں نظر میں نہ آنے کی وجہ سے انکار کرتے تھے اب بولو۔ (دوسرا ترجمہ) کیا تم کو اب بھی سمجھ میں نہیں آتا۔

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿١٧﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ
عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿١٨﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْۗـــًٔـا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰي سُرُرٍ
مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ
اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِیٴٍۢ بِمَا كَسَبَ
رَهِيْنٌ ﴿٢١﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢٢﴾

اس (آگ) میں داخل ہو جاؤ، پھر تم صبر کرو یا نہ کرو تمھارے لیے دونوں برابر ہے، جیسے اعمال تم کرتے تھے ویسا ہی تم کو بدلہ دیا جائے گا ﴿۱۶﴾ یقیناً تقوی والے لوگ باغیچوں میں اور (مختلف قسم کی) نعمتوں میں ہوں گے ﴿۱۷﴾ ان کے رب نے ان کو جس طرح نوازا اور ان کے رب ہی نے ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیا، اس پر وہ لطف اٹھا رہے ہوں گے[۱] ﴿۱۸﴾ (اُن سے کہا جائے گا کہ) خوب مزے سے کھاؤ اور پیو ان اعمال کے بدلے میں جو تم کرتے تھے ﴿۱۹﴾ برابر بچھے ہوئے تختوں پر[۲] تکیے لگائے ہوئے ہوں گے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ہم ان کی شادی کرا دیں گے ﴿۲۰﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان میں ان کے راستے پر چلی تو ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ (اوپر والے درجہ میں) ملا دیں گے اور ہم ان سے ان (متبوعین) کے اعمال میں سے کوئی عمل کم نہیں کریں گے، ہر آدمی اپنے کمائے ہوئے کاموں میں پھنسا ہوا ہے[۳] ﴿۲۱﴾ اور ہم لگاتار میوے اور گوشت جو بھی ان کا دل چاہے گا دیتے رہیں گے ﴿۲۲﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) وہ خوش ہوں گے (تیسرا) میوے کھا رہے ہوں گے۔
② (دوسرا ترجمہ) قطار میں بچھے ہوئے تختوں پر (تیسرا) نہایت سلیقہ سے بچھی ہوئی اونچی بیٹھکوں پر۔
③ یعنی جیسی کرنی ویسی بھرنی، کسی کے گناہ کسی پر نہیں ڈالے جاویں گے۔

يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ
كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا
قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ
قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ ع ۲

وہ اس (جنت) میں شراب کے جام پر (مزے لینے کے لیے) آپس میں چھینا جھپٹی (بھی) کریں گے① اس (شراب) میں نہ بکواس ہے اور نہ کوئی گناہ ہوگا②﴿۲۳﴾ اور ان کے آس پاس ان کے چھوکرے (ان کی خدمت کے لیے) پھرتے ہوں گے، وہ ایسے (خوب صورت) ہوں گے جیسے چھپے ہوئے موتی③﴿۲۴﴾ اور وہ (جنتی لوگ) ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں (حال واحوال) پوچھتے ہوں گے ﴿۲۵﴾ وہ کہیں گے کہ: ہم اس سے پہلے (یعنی دنیا میں) اپنے گھر والوں میں (آخرت کے انجام کے بارے میں) ڈرتے رہتے تھے④﴿۲۶﴾ آخر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہم کو جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچا لیا ﴿۲۷﴾ یقیناً ہم اس (آخرت) سے پہلے (دنیا میں) ان (اللہ تعالیٰ) کو پکارا کرتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ وہی (اللہ تعالیٰ) بڑے محسن، بہت رحم کرنے والے ہیں ﴿۲۸﴾

---

① گویا جنتی لوگ آپس میں مزاح اور دل لگی کے لیے شراب کے کٹوروں کے اوپر چھینا جھپٹی کا انداز اختیار کریں گے۔ معلوم ہوا کہ دوستوں کے ساتھ مزاح اور انبساط اچھی چیز ہے، بس یہ ہے کہ غلو نہ ہو اور وقار کے خلاف نہ ہو۔

② جنتی شراب پینے کی وجہ سے نکمی اور گری ہوئی باتیں زبان سے نہیں نکلیں گی؛ بلکہ پورے ہوش کے ساتھ باتیں کریں گے۔ تاثیم کا دوسرا ترجمہ ہے: بدکرداری۔ دنیا کی شراب پی کر آدمی بدکردار بن جاتا ہے، جب کہ جنت کی شراب پی کر آدمی بدکردار نہیں بنے گا۔

③ غِلمان سے مراد کم عمر کھلتے نوجوان لڑکے۔

④ معلوم ہوا کہ گھر والوں کے ساتھ رہ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے گھر والوں کے حقوق ادا کرنا یہ بھی ایک اہم ذمے داری ہے۔

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ﴿٢٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ
رَيْبَ الْمَنُوْنِ﴿٣٠﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ﴿٣١﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ
اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ﴿٣٢﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ﴿٣٣﴾
فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ﴿٣٤﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ
الْخٰلِقُوْنَ﴿٣٥﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ﴿٣٦﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ
رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ﴿٣٧﴾

سو (اے نبی!) تم نصیحت کرتے رہو، کیوں کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ تو کاہن ہو، نہ تو مجنون ہو ﴿۲۹﴾ کیا① وہ لوگ (یوں) کہتے ہیں کہ②: یہ (شخص) شاعر ہے جس پر ہم زمانے کی گردش (یعنی موت) کا انتظار کر رہے ہیں ﴿۳۰﴾ (اے نبی!) تم (ان کو) کہو کہ: تم انتظار کرو، سو میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ﴿۳۱﴾ کیا ان کی عقلیں ان کو اس طرح کی باتیں سکھلاتی ہیں② یا وہ خود شریر لوگ ہیں ﴿۳۲﴾ یا وہ (یوں) کہتے ہیں کہ: اس (نبی) نے وہ (قرآن) خود سے گھڑ لیا ہے؛ بلکہ وہ لوگ (ضد میں) ایمان نہیں لا رہے ہیں ﴿۳۳﴾ سو اگر وہ (اپنے اس دعوے میں) سچے ہوں تو اس (قرآن) جیسا کوئی کلام وہ (خود بنا کر) لے آویں ﴿۳۴﴾ کیا وہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا وہ خود (اپنے) پیدا کرنے والے ہیں ﴿۳۵﴾ کیا انھوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؛ بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) وہ یقین نہیں کرتے ﴿۳۶﴾ کیا ان (لوگوں) کے پاس تمھارے رب (کی نعمتوں اور رحمتوں) کے خزانے ہیں یا وہ داروغے (یعنی تصرف کرنے کا اختیار رکھنے والے) بنے ہوئے ہیں ﴿۳۷﴾

① کلمۂ استفہام (ام) اس سورت میں پندرہ مرتبہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے پھر بھی سوال کیا؟ نافرمانوں کو ڈانٹنے کے لیے، اور حجت پکی کرنے کے لیے۔
② [دوسرا ترجمہ] کیا ان کو ان کی عقلیں ایسی چیز کرنے کو کہتی ہیں۔

أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۚ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿۳۸﴾ أَمْ لَهُ
الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿۳۹﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿۴۰﴾ أَمْ
عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۴۱﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ
الْمَكِيدُونَ ﴿۴۲﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۴۳﴾ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا
مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي
فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿۴۵﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۴۶﴾

کیا ان لوگوں کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر (چڑھ کر آسمان کی باتیں) سن لیتے ہیں، (اگر ایسا ہے) تو ان میں سے جو (آسمان کی باتیں) سن کر آتا ہے وہ (اس پر) کھلی ہوئی دلیل پیش کر دے ﴿۳۸﴾ کیا اس (اللہ تعالیٰ) کے حصے میں بیٹیاں ہیں اور تمھارے حصے میں بیٹے ہیں؟ ﴿۳۹﴾ (اے نبی!) کیا تم ان سے (تبلیغ پر) بدلہ (یعنی معاوضہ) مانگتے ہو جس کی وجہ سے وہ تاوان کے بوجھ میں دبے جا رہے ہوں؟ ﴿۴۰﴾ یا ان کے پاس کوئی غیب کا علم ہے جس کو وہ لکھ لیتے ہوں؟ ﴿۴۱﴾ یا وہ لوگ کوئی مکر (یعنی بُرائی کا داؤ) کرنا چاہتے ہیں؟ تو (حقیقت میں) جو لوگ کافر ہیں وہ خود ہی برائی کے داؤ میں پڑیں گے[1] ﴿۴۲﴾ کیا ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی خدا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ ان (مشرکوں) کے شرک سے پاک ہیں ﴿۴۳﴾ اور اگر وہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتے ہوئے دیکھ بھی لیں تو یہی کہیں گے کہ: یہ تو گہرا بادل ہے[2] ﴿۴۴﴾ سو (اے نبی!) ان کو (ان کے حال پر) چھوڑ دو، یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن کو دیکھ لیں جس میں ان کے ہوش گم کر دیے جائیں گے[3] ﴿۴۵﴾ جس دن ان کی مکاری ان کو کچھ کام نہیں آئے گی اور (کہیں سے) ان کو مدد بھی نہیں پہنچے گی ﴿۴۶﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] یا وہ کوئی چال چلنا چاہتے ہیں، سو جو لوگ کافر ہیں وہ خود ہی بُرائی کی چال میں پڑیں گے (یعنی پھنسیں گے)
② [دوسرا ترجمہ] یہ تو تہہ بہ تہہ جما ہوا بادل ہے (یعنی وہ لوگ تاویل کے ماہر ہیں)۔
③ دوسرا ترجمہ: اڑا دیے جائیں گے۔

وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾

ع ۲

اور ظالموں کو اس سے پہلے بھی ایک عذاب (دنیا میں) ہونے والا ہے؛ لیکن ان میں سے اکثر لوگوں کو پتہ نہیں ہے ﴿۴۷﴾ اور تم اپنے رب کے حکم پر جمے رہو؛ کیوں کہ تم ہماری نگرانی میں ہو[1] اور جب تم (آرام یا مجلس سے) اٹھتے ہو اس وقت اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو ﴿۴۸﴾ اور رات کے کسی حصے میں بھی اور ستارے ڈوبتے ہیں اس وقت بھی اس (اپنے رب) کی تسبیح کرو ﴿۴۹﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] آپ اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر سے کام لیجیے؛ کیوں کہ آپ ہماری حفاظت میں ہو۔

سُوْرَةُ النَّجْم

(مكية)

سورۂ نجم

یہ سورت مکی ہے، اس میں باسٹھ (٦٢) آیتیں ہیں۔ سورۂ اخلاص کے بعد اور سورۂ عبس سے پہلے تئیس (۲۳) نمبر پر نازل ہوئی۔

کہتے ہیں کہ: معراج کے بعد یہ سورت نازل ہوئی، اس سورت کی پہلی ہی آیت میں نجم کی قسم کھائی گئی ہے۔ نجم ستارے کو کہتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی اور اس میں سجدۂ تلاوت ادا کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب حاضرین مجلس (مؤمنین و مشرکین) نے سجدہ کیا بجز ایک قریشی بوڑھے (امیہ بن خلف) کے جس نے زمین سے ایک مٹھی خاک اٹھا کر پیشانی سے لگالی اور کہا کہ: مجھے یہی کافی ہے، حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: پھر میں نے اس شخص کو حالتِ کفر میں مقتول پڑا ہوا دیکھا ہے۔

آیَاتُهَا ۶۲ ۔ (۵۳) سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ (۲۳) ۔ رُكُوْعَاتُهَا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝۱ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝۲ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ
هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝۵ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ۝۶ وَهُوَ بِالْاُفُقِ
الْاَعْلٰى ۝۷ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝۸ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝۹ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ
اَوْحٰى ۝۱۰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝۱۱ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝۱۲

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے① ﴿۱﴾ (اے مکہ والو!) تمھارے ساتھ رہنے والے (یعنی حضرت محمد ﷺ) نہ تو راستہ بھولے اور نہ تو غلط راستہ پر چلے ﴿۲﴾ اور نہ وہ اپنے نفس کی خواہش سے کچھ بولتے ہیں ﴿۳﴾ وہ تو ایک وحی ہے جو (ان کی طرف) بھیجی جاتی ہے ﴿۴﴾ ایک مضبوط طاقت والا (فرشتہ) ان کو سکھلاتا ہے② ﴿۵﴾ جو زوروالا ہے، پھر وہ سیدھا کھڑا ہوگیا③ ﴿۶﴾ اور وہ آسمان کے اونچے کنارے پر تھا ﴿۷﴾ پھر وہ (فرشتہ) نزدیک آیا اور جھک پڑا④ ﴿۸﴾ یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر رہ گیا؛ بلکہ اس سے بھی کم ﴿۹﴾ پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے اپنے بندے پر جو وحی بھیجنی تھی بھیجی ﴿۱۰﴾ جو کچھ اس (رسول) نے دیکھا دل نے (اس کو سمجھنے میں) غلطی نہیں کی⑤ ﴿۱۱﴾ کیا پھر بھی تم اس (رسول) سے اس کی دیکھی ہوئی چیز کے بارے میں جھگڑتے ہو؟⑥ ﴿۱۲﴾

---

① یعنی غروب ہونے لگے۔
② قومِ لوط کی بستیوں کو آسمان تک اٹھا کر پلٹ مارنا حضرت جبریل علیہ السلام کے لیے اس سے بھی ہلکا تھا کہ مکھی بیٹھ جاوے۔
③ (دوسرا ترجمہ) پھر وہ سامنے آگیا۔ ④ (دوسرا ترجمہ) اتر آیا۔
⑤ (دوسرا ترجمہ:) دل نے دیکھی ہوئی چیز کو سمجھنے میں غلطی نہیں کی۔
⑥ صرف آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھا، اور کسی نبی کو یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ يَغْشَى
السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾
اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾
تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ

اور پکی بات ہے کہ اس (رسول) نے اس (فرشتے) کو (اصلی شکل میں) ایک اور مرتبہ بھی دیکھا ہے ﴿۱۳﴾ سدرۃ المنتھیٰ کے پاس① ﴿۱۴﴾ اس (بیری) کے پاس آرام سے رہنے کی جنت ہے ﴿۱۵﴾ اس وقت اس بیری پر وہ چیزیں چھائی ہوئی تھیں جو بھی (اس پر) چھائی ہوئی تھیں② ﴿۱۶﴾ (رسول کی) آنکھ نہ ہٹی اور نہ (مقصد سے) آگے بڑھی③ ﴿۱۷﴾ پکی بات یہ کہ اس (رسول) نے اپنے رب (کی قدرت کے عجائبات یا نشانیوں کو یا اس) کے بڑے بڑے نمونے دیکھے ﴿۱۸﴾ کیا بھلا تم نے لات اور عزیٰ④ ﴿۱۹﴾ اور اس ایک اور تیسرے منات (کے حال) پر غور کیا؟ ﴿۲۰﴾ کیا تمھارے لیے بیٹے (طے کر کے رکھے) ہیں اور اس (اللہ تعالیٰ) کے لیے بیٹیاں ہیں؟ ﴿۲۱﴾ یہ تو بہت بھونڈی (انصاف سے دور) تقسیم ہوئی ﴿۲۲﴾ یہ سب تو بس نام ہی ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کوئی ثبوت نہیں اتارا، یہ (کافر) لوگ محض گمان (بے بنیاد خیالات) اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں،

①(دوسرا ترجمہ:) اس بیر کے درخت کے پاس جو حد کی انتہا کے پاس واقع ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کو پہلی مرتبہ مکہ میں اصلی حالت میں دیکھا، پھر دوسری مرتبہ معراج میں اصلی حالت میں دیکھا، دونوں میں تقریباً دس سال کا فاصلہ ہے۔
②(دوسرا ترجمہ:) جس وقت اس (بیری) کو ڈھانک رکھا تھا جس نے بھی ڈھانک رکھا تھا۔
③(دوسرا ترجمہ:) نہ چکرائی نہ آگے بڑھی۔
④لات: طائف میں بنو ثقیف نے ایک چٹان کا بت بنا رکھا تھا۔ عزیٰ: قبیلۂ غطفان نے مقامِ نخلہ میں بیری کے گنجان درخت کے پاس بت بنا رکھا تھا وہ اس کی پوجا کیا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ ع ۲۵ ۵
وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ
يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾
وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾
فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ
مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ الربع

اور پکی بات یہ ہے کہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے (صحیح) ہدایت آچکی ہے ﴿۲۳﴾ کیا انسان کی ہر تمنا (چاہی ہوئی بات) پوری ہوا کرتی ہے؟ ﴿۲۴﴾ (ایسا نہیں ہے) کیونکہ آخرت اور دنیا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں ﴿۲۵﴾

اور آسمانوں میں کتنے فرشتے ہیں جن کی سفارش ذرا بھی کام نہیں آسکتی؛ مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ جس کے حق میں (سفارش کو) چاہیں اور پسند کریں (سفارش کرنے کی) اجازت دیوے ﴿۲۶﴾ یقینی بات یہ ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کے عورتوں والے نام رکھتے ہیں ﴿۲۷﴾ حالاں کہ ان کو اس (بات) کا ذرا بھی علم (یعنی خبر) نہیں ہے، وہ لوگ صرف (بے بنیاد) خیالات (یعنی وہم وگمان) پر چلتے ہیں اور حق کے مقابلے میں بے بنیاد خیالات ذرا بھی کام نہیں آسکتے ﴿۲۸﴾ سو تم ایسے شخص پر دھیان مت دو جس نے ہماری نصیحت سے منہ پھرا لیا اور وہ دنیوی زندگی کے سوا کچھ نہیں چاہتا① ﴿۲۹﴾ بس ان (لوگوں) کے علم (یعنی سمجھ) کی یہیں تک پہنچ ہے، یقیناً تمھارے رب خوب اچھی طرح جانتے ہیں اس کو جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہے اور وہی خوب جانتے ہیں کہ کس نے (صحیح) راستہ پایا ﴿۳۰﴾

① (دوسرا ترجمہ) اور دنیوی زندگی کے سوا (اس کا) کوئی مقصد ہی نہیں ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ
الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۚ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ
اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ
فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ ع
اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾
اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾

اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، نتیجہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے
برے کام کیے ان کو ان کے کیے کی سزا دیوے اور جنھوں نے نیک کام کیے ان کو بہترین بدلہ دیوے
﴿۳۱﴾ جو لوگ بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں؛ مگر یہ کہ کوئی معمولی گناہ
(کبھی ہو جاوے)، یقین رکھو! تمہارے رب کی مغفرت بہت وسیع ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو اس
وقت سے اچھی طرح سے جانتے ہیں جب اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں
کے پیٹ میں بچے (کی شکل میں) تھے؛ لہذا تم اپنی خوبیاں بیان مت کرو① وہ (اللہ تعالیٰ) خوب
اچھی طرح جانتے ہیں کون متقی ہے ﴿۳۲﴾
(اے نبی!) کیا بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے (دینِ حق سے) منہ پھرا لیا؟ ﴿۳۳﴾
اور تھوڑا سا (مال) دیا، پھر (دینا) بند کر دیا ﴿۳۴﴾ کیا اس کے پاس غیب کا علم (کسی صحیح ذریعہ سے
آیا) ہے کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہو؟ ﴿۳۵﴾ کیا اس کو ان (مضامین) کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ (علیہ السلام)
کے صحیفوں میں مذکور ہیں ﴿۳۶﴾ اور ابراہیم (علیہ السلام) کے (صحیفوں میں بھی ہیں) جو مکمل وفادار
تھے② ﴿۳۷﴾ (وہ) یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ﴿۳۸﴾

① (دوسرا ترجمہ) لہذا اپنے آپ کو پاکیزہ مت بتاؤ (تیسرا ترجمہ) تم اپنے آپ کو مقدس مت بتاؤ۔
② [دوسرا ترجمہ] جس نے ہر حکم کو پورا کیا۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ
الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ
وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ
النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ
عَادَا الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَاۡ فَمَآ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾

اور یہ کہ انسان کو صرف اپنی کوشش کا بدلہ ہی ملتا ہے①﴿۳۹﴾ اور یہ کہ اس (انسان) کی کوشش عنقریب ضرور دیکھی جائے گی②﴿۴۰﴾ پھر اس کو پورے پورا بدلہ دیا جائے گا﴿۴۱﴾ اور یہ کہ آخر (سب کو) تمھارے رب ہی کے پاس پہنچنا ہے﴿۴۲﴾ اور یہ کہ وہی (اللہ تعالیٰ) ہنساتے اور رلاتے ہیں﴿۴۳﴾ اور یہ کہ وہی (اللہ تعالیٰ) موت دیتے ہیں اور زندگی بخشتے ہیں﴿۴۴﴾ اور یہ کہ وہی (اللہ تعالیٰ) جوڑا یعنی نر اور مادہ پیدا کرتے ہیں﴿۴۵﴾ ایک نطفے سے (پیدا کرتے ہیں) جب وہ رحم میں ڈالا جاتا ہے﴿۴۶﴾ اور یہ کہ دوسری مرتبہ پیدا کرنا بھی انھوں نے اپنے ذمے میں لے لیا ہے﴿۴۷﴾ اور یہ کہ وہی (اللہ تعالیٰ) مال دار بناتے ہیں اور (دولت دے کر اس کو) محفوظ کراتے ہیں﴿۴۸﴾ اور یہ کہ وہی (اللہ تعالیٰ) شعریٰ ستارے کے رب ہیں③﴿۴۹﴾ اور یہ کہ اسی (اللہ تعالیٰ) نے پہلے زمانے کی قومِ عاد کو ہلاک کیا﴿۵۰﴾ اور ثمود کو بھی (اسی اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا) پھر (اُن قوموں میں سے) کسی کو باقی نہیں چھوڑا﴿۵۱﴾

---

① حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: یہ آیت "والذین امنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الخ سے منسوخ ہے۔ اور بعض لوگوں نے سعی سے سعیِ ایمانی مراد لی ہے؛ اس لیے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے لیے دعا کرے، شفاعت کرے، ایصالِ ثواب کرے، صدقہ کرے، مقروض کا کوئی قرض ادا کرے، مظلوم ظالم کا حق معاف کردے وغیرہ غرض ان اعمال سے فائدہ پہنچنا نص سے صراحتاً ثابت ہے، ہاں! ایمان خود ہی کا معتبر ہے۔ بعض نے انسان سے کافر مراد لیا ہے تو پھر منسوخ ماننے کی کوئی ضرورت ہی نہ ہوگی۔

② [دوسرا ترجمہ] دکھائی جائے گی۔ ③ گرمی کے موسم میں جوزاء کے بعد یہ ستارہ طلوع ہوتا، اور عرب کا خزاعہ قبیلہ خاص طور پر اس کی عبادت کرتا تھا۔ آج بھی لوگ مختلف ستاروں کی عبادت کرتے ہیں۔

وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ﴿٥٢﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ ﴿٥٣﴾
فَغَشَّاهَا مَا غَشَّىٰ ﴿٥٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ ﴿٥٥﴾ هَٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ ﴿٥٦﴾
أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ﴿٥٧﴾ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ﴿٥٨﴾ أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ﴿٥٩﴾
وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ﴿٦٠﴾ وَأَنتُمْ سَامِدُونَ ﴿٦١﴾ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۩ ﴿٦٢﴾ ع ٣ — سجدہ

اور (عاد اور ثمود سے) پہلے نوح (علیہ السلام) کی قوم کو بھی (ہلاک کیا) یقیناً وہ سب کے سب بڑے ظالم اور بہت زیادہ شریر تھے ﴿۵۲﴾ اور (اللہ تعالیٰ نے) الٹی ہوئی بستیوں کو بھی پھینک مارا① ﴿۵۳﴾ پھر ان (بستی) کو جس (خوفناک) چیز نے ڈھانپا وہ ان کو ڈھانپ کر ہی رہی② ﴿۵۴﴾ لہٰذا (اے انسان!) تو اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں میں شک (و انکار) کرتا رہے گا؟ ﴿۵۵﴾ یہ (نبی بھی یا قرآن) پہلے ڈرانے والے (نبیوں) کی طرح ایک ڈرانے والے ہیں ﴿۵۶﴾ جو (قیامت) جلدی آنے والی ہے وہ قریب آ پہنچی ہے ﴿۵۷﴾ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کو ہٹانے والا نہیں③ ﴿۵۸﴾ کیا بھلا تم اس بات (یعنی قرآن) سے تعجب کرتے ہو؟ ﴿۵۹﴾ اور (مذاق کرتے ہوئے) تم ہنستے ہو اور تم لوگ روتے نہیں ہو ﴿۶۰﴾ اور تم لوگ (تکبر کے ساتھ) غفلت (یعنی بے فکری) کا برتاؤ کرتے ہو④ ﴿۶۱﴾ بس اب اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرو اور تم (اس کی) عبادت کرو ﴿۶۲﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] اور الٹی ہوئی بستیوں کو پٹخ دیا۔
② [دوسرا ترجمہ] (بستی) پر (خوفناک چیز) آ پڑی وہ آ کر ہی رہی۔
③ [دوسرا ترجمہ] اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کو کھولنے والا نہیں (یعنی وقتِ مقررہ پر قیامت کو اللہ تعالیٰ ہی ظاہر فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا۔
④ [دوسرا ترجمہ] اور تم (اطاعت کے بجائے) گانے بجانے (یا کھیل تماشے) میں پڑے رہتے ہو۔
"سمد" کا ایک معنی: تکبر سے سر کو اونچا اٹھانا۔ اسی طرح راگ گانا جوزنا تک لے جانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ وہ معنی بھی ہے۔

سُوْرَةُ الْقَمَر

(مكية)

سورۂ قمر

یہ سورت مکی ہے، اس میں پچپن (۵۵) آیتیں ہیں۔ سورۂ طارق کے بعد اور سورۂ ص سے پہلے سینتیس (۳۷) نمبر پر نازل ہوئی۔

چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا واقعہ اس سورت میں بیان کیا گیا ہے۔

ہر مہینے کی تیسری تاریخ سے یا تیسری تاریخ کے بعد سے مہینے کی آخری تاریخ تک کے چاند کو "قمر" کہتے ہیں۔ ہاں! چودھویں تاریخ کے چاند کو "بدر" اور شروع کی تاریخ کے چاند کو "ہلال" کہا جاتا ہے۔ سورۂ قمر، رحمٰن اور واقعہ ان تینوں سورتوں میں لفظ "اللہ" نہیں ہے۔

رُكُوعَاتُهَا ۳	(۵۴) سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ (۳۷)	اٰيَاتُهَا ۵۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝۱ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝۲
وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝۳ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ
مُزْدَجَرٌ ۝۴

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قیامت قریب آچکی ہے ① اور چاند پھٹ گیا ﴿۱﴾ اور (اِن کافر لوگوں کا حال یہ ہے کہ) اگر کوئی معجزہ وہ دیکھتے بھی ہیں تو منہ پھرا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: یہ تو پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے ② ﴿۲﴾ اور انھوں نے (حق کو) جھٹلایا اور اپنے نفس کی خواہشات پر چلے اور ہر کام کی ایک حد ہے جہاں وہ ٹھہرنے والا ہے ③ ﴿۳﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ان (کافر لوگوں) کے پاس (پچھلی قوموں کے) اتنے واقعات پہنچ چکے ہیں کہ ان میں تنبیہ کی بڑی باتیں ہیں ﴿۴﴾

---

① (۱) ایک توجیہ یہ ہے کہ: قیامت کا آنا یقینی ہے اور یقینی چیز کو بتلانے کی یہ ایک تعبیر ہے (۲) قیامت کو قریب کہا گیا: اس لیے کہ پچھلا زمانہ جو دنیا کی عمر کا اکثر زمانہ ہے وہ گذر چکا، اور آئندہ دنیا کی عمر کا کم حصہ باقی ہے؛ اس لیے قیامت کا قریب آنا کہا گیا ہے (۳) مبدء اور شروعات کی طرف سے معمولی سا زمانہ بھی گذر جائے تو آئندہ کو قریب کہا جاتا ہے؛ اس لیے کہ مبدء سے تھوڑا سا بھی زمانہ گذر جائے گا، تو منتہا تک کی مسافت گھٹ جائے گی اور قریب ہو جائے گی۔

② (دوسرا ترجمہ) یہ تو ایک مضبوط جادو ہے، اس صورت میں "مِرَّۃٌ" سے مشتق ہوگا جس کے معنی آتے ہیں مضبوط اور قوی ہونے کے، ایک معنی دائمی کے بھی آتا ہے۔ ایک معنی ہے: گزر جائے گا؛ یعنی عنقریب ختم ہو جائے گا۔ ہجرت سے تقریباً چھ سال پہلے کا یہ واقعہ ہے۔

③ دوسرا ترجمہ: ہر کام ایک وقت پر ٹھہرا رکھا ہے (یعنی ان پر عذاب ایک وقت پر آئے گا، اللہ کے علم میں ان کی گمراہی اور ہلاکت جو طے شدہ ہے وہ کسی طرح ٹلنے والی نہیں، ہر کام کا ایک انجام ہوتا ہے؛ لہٰذا حضور ﷺ جو فرما رہے ہیں اور کافر جو کر رہے ہیں اس کا انجام عنقریب معلوم ہو جائے گا، ہر کام اپنی انتہا پر پہنچ کر صاف ہو جاتا ہے اور بناوٹ کا پردہ زائل ہو جاتا ہے

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۵ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۶
خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۷ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى
الدَّاعِ ؕ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۸ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا
عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۹ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۱۰ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ
السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۱۱ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۱۲

(یعنی دل میں) اتر جانے والی حکمت کی باتیں موجود تھیں① پھر بھی ڈرانے والی باتوں نے (ان کو) کوئی نفع نہیں دیا② ﴿۵﴾ لہٰذا (اے نبی!) تم ان کی پرواہ مت کرو، جس دن ایک پکارنے والا (فرشتہ) ایک سخت ناگوار چیز کی طرف بلائے گا ﴿۶﴾ یہ اپنی آنکھیں جھکائے ہوئے قبروں سے اس طرح نکل پڑیں گے جیسے ٹڈی ہر طرف پھیل جاتی ہے ﴿۷﴾ (قیامت کو نہ ماننے والے اس) پکارنے والے کی طرف دوڑ رہے ہوں گے، کافر لوگ کہتے جائیں گے: یہ بڑا سخت دن آ گیا ﴿۸﴾ ان (موجودہ کافروں) سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم جھٹلانے کا کام کر چکی ہے، سو انھوں نے ہمارے بندے (نوح علیہ السلام) کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ: یہ تو دیوانہ ہے اور ان کو دھمکیاں دی گئیں③ ﴿۹﴾ پس اس (نوح علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی کہ: میں عاجز (یعنی بے بس) ہو گیا ہوں④ اب آپ ہی ان سے بدلہ لے لیجیے ﴿۱۰﴾ سو ہم نے بہت زیادہ برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول ڈالے ﴿۱۱﴾ اور ہم نے زمین کو پھاڑ کر چشمے بہا دیے⑤ پھر (بارش اور زمین کا) پانی (مل کر) اس (عذاب کے) کام کے لیے جمع ہو گیا جو مقدر ہو چکا تھا ﴿۱۲﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اعلیٰ درجے کی حکمت کی باتیں موجود ہیں (تیسرا ترجمہ:) دلوں کو اپیل کرنے والی حکمت ہے؛ یعنی ایسی حکمت جو دل تک پہنچنے والی ہے۔
② دوسرا ترجمہ: پھر ڈرانے والوں نے ان کو کوئی نفع نہیں پہنچایا۔
③ [دوسرا ترجمہ] ان کو جھڑک ڈالا۔
④ یعنی میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ⑤ [دوسرا ترجمہ] اور ہم نے زمین کے چشموں کو جاری کر دیا۔

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ
تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ
لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ
مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ ع ۱۲ ۸

اور ہم نے اس (نوح) کو ایک تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کر دیا ﴿۱۳﴾ جو کشتی ہماری حفاظت (یعنی نگرانی) میں چلتی تھی اس (نبی) کی طرف سے بدلہ لینے کے لیے جن کے ساتھ کفر (یعنی انکار) کیا گیا① ﴿۱۴﴾ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس (کشتی اور طوفان کے واقعے) کو (عبرت حاصل ہو سکے ایسی) نشانی کے طور پر چھوڑ دیا تو کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا② ﴿۱۵﴾ سو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟ ﴿۱۶﴾ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنا دیا ہے، اب کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا③؟ ﴿۱۷﴾ عاد (کی قوم) نے بھی (نبی کو) جھٹلانے کا کام کیا، سو (دیکھو!) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا؟ ﴿۱۸﴾ یقیناً ہم نے ایک مسلسل نحوست کے دن میں ان پر تیز آندھی والی ہوا بھیجی ﴿۱۹﴾ جو (ہوا) لوگوں کو (اس طرح) اکھاڑ پھینک دیتی تھی جیسے کہ وہ کھجور کے اکھڑے ہوئے تنے ہوں ﴿۲۰﴾ سو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا؟ ﴿۲۱﴾ پکی بات یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنا دیا، اب کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟ ﴿۲۲﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] جن کی قدر نہ کی گئی (یعنی ناشکری کی گئی)۔

② یہ کلمہ چار مرتبہ چار قصوں کے بعد آیا ہے؛ یعنی چاروں قصے نصیحت کے لیے مستقل حیثیت رکھتے ہیں اور عبرت کے لیے کافی ہے؛ لیکن لوگ عبرت لیتے نہیں ہیں۔

③ قرآن کے جس حصے میں وعظ، نصیحت، ترغیب دینا، عذاب سے ڈرانا، تقویٰ، اصلاح، اللہ تعالیٰ کی قدرت میں غور، موت اور موت کے بعد کے حالات سے نصیحت ہے اس طرح کی آیات بہت آسان اور سہل ہے؛ البتہ احکام والی آیتوں میں خوب غور کی ضرورت پڑتی ہے۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾
ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ
الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ
قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ
كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾

قومِ ثمود نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلانے کا کام کیا﴿۲۳﴾ چناں چہ وہ کہنے لگے کہ: کیا ہم اپنے ہی میں سے ایک ایسے آدمی کی بات ماننے لگیں؟ جو تن تنہا ہے، (ایسا کریں گے تو) اس وقت ہم بڑی غلطی (یعنی گمراہی) اور دیوانگی میں پڑ جائیں گے① ﴿۲۴﴾ کیا ہم سب میں سے اسی (ایک آدمی) پر نصیحت (یعنی وحی) اتاردی گئی (یہ بات نہیں) بلکہ وہ شخص بڑا جھوٹا، بڑائی مارنے والا ہے② ﴿۲۵﴾ (ہم نے نبی صالح علیہ السلام سے کہا) عنقریب کل ہی ان کو پتہ چل جائے گا کہ کون بڑا جھوٹا اور بڑائی مارنے والا ہے؟ ﴿۲۶﴾ ہم ان کی آزمائش کے طور پر (ان کے پاس ان کے مانگنے کے مطابق) اونٹنی بھیج رہے ہیں؛ اس لیے تم (ہوشیاری سے) ان کو دیکھتے رہو اور تم صبر سے کام لو ﴿۲۷﴾ اور ان لوگوں کو بتلا دو کہ پانی ان کے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے، ہر (پانی کے) باری والے کو (اپنی باری پر) حاضر ہونا ہے ﴿۲۸﴾ پھر انھوں نے اپنے ساتھی (یعنی رفیق قُدار) کو پکارا، پھر اس نے (اونٹنی پر) ہاتھ چلایا③ اور (اونٹنی کو) کاٹ ڈالا ﴿۲۹﴾ سو (تم دیکھو!) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا؟ ﴿۳۰﴾

① [دوسرا ترجمہ] اور (ہم) آگ میں پڑ جائیں گے (اللہ تعالیٰ کے نبی ان کو فرماتے کہ: میری بات مان لو؛ ورنہ آگ میں ڈالے جاؤ گے تو وہ جواب میں کہنے لگے: اگر ہم نے تمھاری بات مانی تو ہم آگ میں ڈالے جائیں گے ایسی الٹی بات کہی۔

② (دوسرا ترجمہ) خود پسند، شیخی مارنے والا۔

③ یعنی تلوار سے وار کیا۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝٣١ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا
الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝٣٢ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ۝٣٣ إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
حَاصِبًا إِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۝٣٤ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ
شَكَرَ ۝٣٥ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝٣٦ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ
فَطَمَسْنَآ أَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝٣٧

یقینی بات ہے کہ ہم نے ان پر ایک ہولناک آواز (یعنی فرشتہ کی چنگھاڑ) کو مسلط کیا① جس سے وہ ایسے ہو گئے جیسے (کسی باڑھ لگانے والے کی) باڑھ کا چورا ہو جاتا ہے② ﴿۳۱﴾ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنا دیا، اب کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا؟ ﴿۳۲﴾ لوط (علیہ السلام) کی قوم نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا ﴿۳۳﴾ یقیناً ہم نے ان پر پتھر برسانے والی آندھی بھیجی سوائے لوط کے گھر والوں کے، ان کو ہم نے رات کے آخری وقت میں بچا لیا③ ﴿۳۴﴾ یہ ہماری طرف سے ایک نعمت تھی④ جو لوگ شکر کرتے ہیں ہم اُن کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ﴿۳۵﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ اس (لوط علیہ السلام) نے ان کو ہماری پکڑ سے ڈرایا تھا؛ مگر انھوں نے ڈرانے میں جھگڑے کھڑے کیے⑤ ﴿۳۶﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ وہ بری نیت سے ان (لوط علیہ السلام) کے مہمانوں کو ان (لوط) سے مانگنے لگے، جس پر ہم نے ان کی آنکھیں مٹا دی⑥ سو تم میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو ﴿۳۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ:) ہم نے ان پر ایک ہی نعرہ (فرشتہ کا) مسلط کیا۔
② حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: ''محتظر'' اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی بکریوں کے لیے درختوں اور کانٹوں کا باڑہ بنا لیتا ہے؛ تاکہ درندوں سے بکریوں کی حفاظت ہو جائے، اگر اس کا کوئی حصہ گر جاتا ہے اور بکریاں اس کو پامال کر دیتی اور روند ڈالتی ہے (اور اس کا چورا ہو جاتا ہے) تو اس کو ''ھشیم'' کہتے ہیں۔ (مظہری)
③ مراد مؤمنین جو آپ کی نبوت کو ماننے والے تھے۔
④ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچا لیا۔
⑤ یعنی بے کار شک اور جھگڑے کر کے انکار کرنے لگے۔⑥ [دوسرا ترجمہ] اندھی کر دی (تیسرا ترجمہ) چوپٹ کر دی۔

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا
الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا ع ١٨
كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي
الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ
السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿٤٦﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ صبح سویرے ہی ان پر ایسا عذاب آپڑا جو جم کر (یعنی ٹھہر کر) رہ گیا① ﴿٣٨﴾ سو تم میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو ﴿٣٩﴾ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنا دیا، اب کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا؟ ﴿٤٠﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ فرعونیوں کے پاس بھی ڈرانے والے (یعنی رسول) پہنچے② ﴿٤١﴾ (مگر) انھوں نے ہماری سب نشانیوں کو جھٹلایا، پھر ہم نے ان کو ایسی پکڑ میں لے لیا جو ایک زبردست اقتدار والے کی پکڑ ہوتی ہے③ ﴿٤٢﴾ کیا تمھارے کافر ان (گزرے ہوئے کافروں) سے اچھے ہیں؟④ کیا تمھارے لیے (آسمانی) کتابوں میں کوئی معافی کا پروانہ (لکھ دیا گیا) ہے؟ ﴿٤٣﴾ یا اِن کا (یہ) کہنا ہے کہ ہم بدلہ لینے والی جماعت ہیں⑤ ﴿٤٤﴾ سو عنقریب اس مجمع (جماعت) کو شکست دی جائے گی اور وہ سب پیٹھ پھرا کر بھاگیں گے⑥ ﴿٤٥﴾ (یہی نہیں): بلکہ ان کے (اصلی) وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی ہی سخت، بہت کڑوی (یعنی ناگوار) ہے⑦ ﴿٤٦﴾

---

①[دوسرا ترجمہ] اور صبح سویرے ہی ان پر ہمیشہ رہنے والا عذاب آپڑا۔
②[دوسرا ترجمہ] اور پکی بات یہ ہے کہ فرعونیوں کے پاس بھی ڈرانے والی (چیزیں) پہنچی۔
③[دوسرا ترجمہ] پھر ہم نے ان کو زبردست قابو میں کر کے پکڑ لیا۔
④ کہ یہ موجودہ کافر کفر اور نافرمانی کرے پھر بھی ان کو سزا نہ ہو؟۔
⑤[دوسرا ترجمہ] یا ان کا یہ کہنا ہے کہ ہم ایسی جماعت ہیں جو اپنا بچاؤ خود کر لیں گے [تیسرا ترجمہ] یا ان کا یہ کہنا ہے کہ ہم ایسی جماعت ہے جو غالب ہی رہیں گے۔⑥ جیسے غزوۂ احزاب میں ہوا۔⑦ الداہیہ: یعنی ایسا خطرناک ناپسندیدہ جس سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہ ہو، یوں بھی کہتے ہیں کہ قیامت بڑی چالاک، پینترا باز ہے۔

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا
مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾
وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَكُلُّ
صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ
مُّقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾ ع٣ ١٥

حقیقت میں گنہگار لوگ (بڑی) گمراہی اور جہالت میں ہیں① اور حقیقت میں گنہگار لوگ (دنیا میں) بڑی غلطی میں ہیں ﴿٤٧﴾ جس دن وہ آگ میں اوندھے منہ گھسیٹے جائیں گے (اور ان کو کہا جائے گا کہ) آگ کا مزہ چکھو ﴿٤٨﴾ یقینا ہم نے ہر چیز کو ایک (خاص) اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے② ﴿٤٩﴾ اور ہمارا حکم تو بس ایک ہی مرتبہ آنکھ جھپکنے کی طرح ہو جاتا ہے ﴿٥٠﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم تمھاری جماعت کے لوگوں کو پہلے ہی (اپنے عذاب سے) ہلاک کر چکے ہیں③ تو (بتاؤ) کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟ ﴿٥١﴾ اور جو چیز انھوں نے کی وہ اعمال ناموں میں (لکھی گئی) ہے ﴿٥٢﴾ اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے ﴿٥٣﴾ یقینا تقویٰ والے لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے ﴿٥٤﴾ سچی عزت والی بیٹھک میں④ ایسے بادشاہ کے نزدیک جن کا سب پر قبضہ ہے⑤ ﴿٥٥﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] (آخرت میں) بھڑکتی ہوئی آگ میں ہیں۔
② چیزوں کو وجود میں لانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علمِ کلی ازلی کے ذریعے ہر چیز کا جو اندازہ کیا وہ قدر ہے اور علمِ ازلی اور اس اندازے کے مطابق وہ چیز وجود میں لائی گئی وہ قضا ہے۔
③ [دوسرا ترجمہ] پکی بات یہ ہے کہ ہم تمھارے جیسے کافر لوگوں کو (پہلے ہی عذاب میں) ہلاک کر چکے ہیں۔
④ [دوسرا ترجمہ] عمدہ مقام میں۔
⑤ [دوسرا ترجمہ] جن کے قبضے میں سارا اقتدار ہے [تیسرا ترجمہ] جو بڑے قدرت والے ہیں جن کا ملک بہت عظیم ہے۔

سُوْرَةُ الرَّحْمٰن

(مدنية)

سورۂ رحمٰن

یہ سورت مکی ہے؛ لیکن اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ مدنی ہے، اس میں اٹھہتر (۷۸) یا(۷۹) آیتیں ہیں۔ سورۂ فرقان یا سورۂ رعد کے بعد اور سورۂ فاطر سے پہلے تینتالیس (۴۳) نمبر پر نازل ہوئی۔

یہ سورت رحمٰن ہی کے لفظ سے شروع ہوتی ہے۔ پورے قرآن میں سے یہ ایک ایسی سورت ہے جو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کسی ایک سے شروع ہوتی ہے۔

اس سورت میں رحمٰن تعالیٰ شانہ کی رحمت کے عجیب عجیب کرشموں کو بیان کیا گیا ہے۔

اس سورت کو حدیث میں ''عروس'' کہا گیا ہے۔

اس سورت میں ''فَبِاَيِّ اٰلاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ'' ۳۱ مرتبہ آیا ہے، جب بھی یہ آیت تلاوت کی جائے تو سنت ہے کہ سننے والے کو چاہیے کہ جواباً یہ کلمہ پڑھے ''لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ''۔ البتہ نماز میں جب یہ آیت سنے تو دل ہی دل میں اس مضمون کا تصور کریں۔

اور ایک روایت میں ''مِنْ نِعْمَتِكَ'' واحد کا صیغہ آیا ہے، دونوں طرح منقول ہے۔ واحد کا صیغہ مستدرک حاکم کتاب التفسیر میں ہے، الکشف والبیان للثعلبی میں بھی واحد کا صیغہ ہے۔

آيَاتُهَا ٧٨ | (٥٥) سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ (٩٧) | رُكُوْعَاتُهَا ٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلرَّحْمٰنُ ① عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ② خَلَقَ الْاِنْسَانَ ③ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ④ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
بِحُسْبَانٍ ⑤ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ⑥ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ⑦ اَلَّا
تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ⑧ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ⑨ وَالْاَرْضَ
وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ⑩ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ⑪ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ
وَالرَّيْحَانُ ⑫ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ⑬

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

رحمٰن ہی نے ﴿۱﴾ قرآن سکھایا ﴿۲﴾ اسی (اللہ تعالیٰ) نے انسان کو پیدا کیا ﴿۳﴾ اسی نے اس (انسان) کو (صفائی سے) بولنا سکھایا① ﴿۴﴾ سورج اور چاند مقررہ حساب سے (چلتے) ہیں ﴿۵﴾ اور (چھوٹے) جھاڑ اور (بڑے) درخت② سب (اس اللہ تعالیٰ کے آگے) سجدہ کرتے ہیں ﴿۶﴾ اور آسمان کو اسی (اللہ تعالیٰ) نے اونچا کیا اور اسی (اللہ تعالیٰ) نے ترازو رکھی ہے ﴿۷﴾ کہ تم تولنے میں زیادتی (یعنی ظلم، بے اعتدالی یا کمی بیشی) نہ کرو ﴿۸﴾ اور تم انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تم تول میں کمی مت کرو ﴿۹﴾ اور اسی نے زمین کو ساری مخلوق کے نفع کے لیے (اس جگہ) رکھ دیا ہے ﴿۱۰﴾ اسی (زمین) میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن (کے پھلوں) پر غلاف ہوتے ہیں③ ﴿۱۱﴾ اور (اسی میں) بھوسے والا اناج (یعنی غلہ) اور خوشبو والے پھول بھی ہیں ﴿۱۲﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۱۳﴾

① [دوسرا ترجمہ] اسی نے انسان کو (سمجھ میں آئے) ایسا بولنا سکھایا۔
② [دوسرا ترجمہ] بغیر تنے کے درخت اور تنے والے درخت [تیسرا] سجدہ کا مفہوم اطاعت بھی لے سکتے ہے۔
③ [دوسرا ترجمہ] اور کھجور کے گابھوں والے درخت بھی ہیں۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ
الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ الثلث ع ۲۵

اسی (اللہ تعالیٰ) نے انسان کو ① ٹھیکرے کی طرح (کھن کھن) بجنے والی (خشک) مٹی سے پیدا کیا ﴿۱۴﴾ اور جنات کو ② (بغیر دھویں کی) خالص آگ سے پیدا کیا ﴿۱۵﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۱۶﴾ دونوں مشرقوں کے حقیقی مالک اور دونوں مغربوں کے حقیقی مالک وہی ہیں ﴿۱۷﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۱۸﴾ اسی نے دو سمندروں کو اس طرح جاری کیا کہ دونوں (ظاہر میں) آپس میں ملے ہوئے ہیں ﴿۱۹﴾ (پھر بھی) ان کے درمیان ایک آڑ (پردہ) ہے کہ (جس سے) وہ ایک دوسرے کی حد (یعنی جگہ) سے بڑھ نہیں سکتے ﴿۲۰﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۲۱﴾ ان دونوں (سمندروں) سے موتی اور مونگا نکلتا ہے ﴿۲۲﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۲۳﴾ اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے اختیار میں ہے وہ جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے (معلوم ہوتے) ہیں ﴿۲۴﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۲۵﴾

---

① انسانِ اول؛ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو۔
② یعنی جناتوں کے اول فرد کو۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝٢٦ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝٢٧ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ۝٢٨ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝٢٩ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٣٠ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۝٣١ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٣٢
يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝٣٣ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٣٤

جو کوئی بھی (اس) زمین پر ہے وہ سب فنا ہونے والے ہیں ﴿۲۶﴾ اور صرف تمھارے رب کی ذات جو عظمت اور فضل و کرم والی ہے وہ باقی رہ جائے گی ﴿۲۷﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۲۸﴾ آسمانوں اور زمین میں جو (مخلوق) بھی ہیں اسی (اللہ تعالیٰ) سے (اپنی حاجتیں) مانگتے ہیں، وہ (اللہ تعالیٰ) ہر روز ایک نہ ایک شان میں ہے ﴿۲۹﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۳۰﴾ اے (جن اور انس) دو بھاری مخلوق ہم عنقریب تمھارے (حساب کے) لیے فارغ ہونے والے ہیں① ﴿۳۱﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۳۲﴾ اے جنات اور انسانوں کی جماعت! اگر تم کو آسمان اور زمین کی حدود (یعنی کناروں) سے باہر نکل جانے کی قدرت ہو تو (پار) نکل جاؤ اور تم زبردست زور (طاقت) کے بغیر نہیں نکل سکتے (اور وہ تمھارے پاس نہیں ہے) ﴿۳۳﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۳۴﴾

① فراغت سے استعارہ ہے، آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کائنات کے امور کی تدبیر کی طرف متوجہ ہیں، ابھی حساب کی طرف متوجہ نہیں ہیں؛ لیکن بہت جلد قیامت آئے گی اور اللہ تعالیٰ حساب کی طرف متوجہ ہوں گے یعنی ابھی کا ایک دور ختم ہوگا اور دوسرا نیا دور شروع ہوگا۔

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿٣٥﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٦﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٨﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٠﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا
وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿٤٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٥﴾ ع

تم پر (خالص) آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا، پھر تم اپنا بچاؤ نہیں کر سکو گے① ﴿٣٥﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿٣٦﴾ پھر (قیامت کا وقت آجائے گا کہ) جب آسمان پھٹ کر کے ایسا لال ہو جائے گا جیسے تیل کی تلچھٹ② ﴿٣٧﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿٣٨﴾ پھر اس دن کسی انسان سے اور کسی جن سے اس کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا③ ﴿٣٩﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿٤٠﴾ مجرم لوگ ان (کے چہروں) کی علامتوں④ سے پہچان لیے جائیں گے، پھر ان کو پیشانی کے بال اور پاؤں ملا کر پکڑا جائے گا ﴿٤١﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿٤٢﴾ یہی ہے وہ جہنم جس کو مجرم لوگ جھٹلایا کرتے تھے ﴿٤٣﴾ وہ (مجرمین) اس (آگ) کے اور گرم کھولتے پانی کے بیچ میں چکر لگائیں گے ﴿٤٤﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿٤٥﴾

---

①[دوسرا ترجمہ] پھر تم اس کو ہٹا نہیں سکو گے [تیسرا] پھر تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکو گے [چوتھا] پھر تم بدلہ نہیں لے سکو گے۔
②[دوسرا ترجمہ] جیسے لال چمڑا (لال یہ علامتِ غضب ہے)۔ ③ جرم ایسا واضح اور دوسرے ثبوت موجود ہوں گے کہ جرم کو ثابت کرنے کہ لیے سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اسی طرح قیامت میں الگ الگ مواقع ہوں گے، ابتدائی وقت میں سوال نہ ہوں گے، بعد میں سوالات کا سلسلہ شروع ہوگا۔ ④ یعنی کالا چہرہ اور آسمانی رنگ کی آنکھ۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿٤٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِاَيِّ
اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٩﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿٥٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥١﴾ فِيْهِمَا
مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿٥٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰي فُرُشٍۢ بَطَاۗىِٕنُهَا
مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ۭ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٥﴾ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ
الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَاۗنٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٧﴾

جو شخص (دنیا میں) اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے (ہر وقت) ڈرتا تھا اس کے لیے
دو باغ ہوں گے ﴿٤٦﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون
کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿٤٧﴾ وہ دونوں (باغ) کثرت سے ٹہنیوں والے ہوں گے ﴿٤٨﴾
سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿٤٩﴾
ان دونوں (باغوں) میں دو چشمے بہتے ہوئے ہوں گے ﴿٥٠﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب
بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿٥١﴾ ان دونوں (باغوں) میں ہر
پھل کی دو، دو قسمیں ہوں گی① ﴿٥٢﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے
رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿٥٣﴾ وہ (جنتی لوگ) ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے (بیٹھے)
ہوں گے جن کے استر موٹے ریشم کے ہوں گے اور ان دونوں باغوں کے پھل بہت ہی قریب
ہوں گے② ﴿٥٤﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی
نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿٥٥﴾ ان (جنتوں) میں نیچی نگاہوں والی (ایسی عورتیں) ہوں گی جن کو ان
(جنتیوں) سے پہلے نہ کسی انسان نے استعمال کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے (استعمال کیا ہوگا) ﴿٥٦﴾ سو
(اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿٥٧﴾

---

①[دوسرا ترجمہ] ہر پھل کے دو دو جوڑے ہوں گے۔

②[دوسرا ترجمہ] جھک پڑ رہے ہوں گے۔

كَاَنَّهُنَّ الۡيَاقُوۡتُ وَالۡمَرۡجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ
اِلَّا الۡاِحۡسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنۡ دُوۡنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدۡهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِيۡهِمَا عَيۡنٰنِ
نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِيۡهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخۡلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِيۡهِنَّ خَيۡرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾

وہ (عورتیں) ایسی (خوشنما یعنی صاف شفاف) ہوں گی جیسے یاقوت اور مرجان ہیں[1] ﴿۵۸﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۵۹﴾ اچھائی کا بدلہ اچھائی کے سوا اور کیا (ہوسکتا) ہے؟ ﴿۶۰﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۶۱﴾ اور اِن دونوں (باغوں) سے ذرا کم درجے کے دو باغ دوسرے بھی ہوں گے ﴿۶۲﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۶۳﴾ دونوں گہرے سبز (ہونے کی وجہ کالے جیسے) ہوں گے ﴿۶۴﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۶۵﴾ ان دونوں باغوں میں (پانی کے) ابلتے ہوئے (جوش مارتے ہوئے) دو چشمے ہوں گے ﴿۶۶﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۶۷﴾ ان دونوں (باغوں) میں میوے اور کھجوریں اور انار ہوں گے ﴿۶۸﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۶۹﴾ ان (باغوں) میں اچھی (یعنی خوب سیرت) خوب صورت عورتیں ہوں گی ﴿۷۰﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۷۱﴾

---

① یاقوت ایک ایسا صاف شفاف پتھر ہوتا ہے کہ اگر اس میں سوراخ کر کے ڈورا پرو دو تو باہر سے دکھائی دیتا ہے۔

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ
قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ
وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ
وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾ ع ۳

وہ حوریں جن کو خیموں میں حفاظت سے رکھا گیا ہوگا ﴿۷۲﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ
کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۷۳﴾ ان (جنت والوں) سے پہلے
ان کو نہ کسی انسان نے استعمال کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے ﴿۷۴﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب
بتاؤ کہ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۷۵﴾ وہ (جنتی لوگ) سبز رنگ
کے مسندوں پر اور عجیب خوشنما (یعنی خوب صورت) فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے
﴿۷۶﴾ سو (اے انسانوں اور جنات! اب بتاؤ) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
﴿۷۷﴾ (اے نبی!) تمھارے رب کا نام بڑی برکت والا ہے جو (رب) عظمت (یعنی بڑائی)
والے، اور کرم (یعنی انعام) والے ہیں ﴿۷۸﴾

---

① رفرف: سبز کپڑا جس سے بیٹھنے کی چیزیں اور بستر اور فرش اور تکیے، گدیاں بنائی جاتی ہیں۔
عبقر: ایک جگہ تھی جہاں جنات کی کثرت تھی اور وہاں کے کپڑے نہایت حسین ہوتے تھے۔ عبقری: ہر کامل اور عمدہ چیز۔

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ

(مكية)

سورۂ واقعہ

یہ سورت مکی ہے اس میں چھیانوے (۹۶) یا (۹۷) آیتیں ہیں۔ سورۂ طٰہٰ کے بعد اور سورۂ شعراء سے پہلے چھیالیس (۴۶) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں ''الواقعہ'' یعنی ہو پڑنے والی چیز'' قیامت کا تذکرہ ہے۔

الواقعہ: قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے، قیامت یقیناً واقع ہونے والی چیز ہے۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ فجر کی نماز میں اس کو تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جو آدمی رات میں سورۂ واقعہ کی تلاوت کرے اس کو کبھی فقرو فاقہ نہیں پہنچے گا۔

اس لیے روزی کی برکت کے لیے رات میں اس سورت کی تلاوت مفید ہے۔

آیاتها ۹۶	(٥٦) سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ (٤٦)	رُکوعاتها ٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝٢ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝٣ إِذَا رُجَّتِ
الْأَرْضُ رَجًّا ۝٤ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝٥ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا ۝٦ وَّكُنْتُمْ أَزْوَاجًا
ثَلٰثَةً ۝٧ فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝٨ وَأَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَآ أَصْحٰبُ
الْمَشْـَٔمَةِ ۝٩ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝١٠ أُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝١١ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝١٢ ثُلَّةٌ
مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ۝١٣ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝١٤

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

جب وہ (قیامت کا) ہونے والا واقعہ ہو جائے گا ﴿۱﴾ تو اس (قیامت) کے ہونے کے وقت کوئی اس کو جھٹلانے والا نہیں ہوگا ﴿۲﴾ وہ (قیامت) کسی (یعنی کافر) کو (جہنم کے درکات میں) نیچا کرے گی، کسی (یعنی مومن) کو (جنت کے درجات میں) اونچا کرے گی ﴿۳﴾ جب زمین بہت زور سے ہلا دی جائے گی ﴿۴﴾ اور پہاڑوں کو توڑ پھوڑ کر چورا کر دیا جائے گا ﴿۵﴾ یہاں تک کہ وہ (پہاڑ) اڑتا ہوا غبار ہو جائیں گے ﴿۶﴾ اور (اے لوگو!) تم (اس قیامت کے دن) تین قسم پر ہو جاؤ گے ﴿۷﴾ سو دائیں طرف والے کہ کیسی اچھی حالت میں دائیں طرف والے ہوں گے؟ ﴿۸﴾ اور بائیں طرف والے، سو کیسی بری حالت میں ہوں گے بائیں طرف والے؟ ﴿۹﴾ اور آگے رہنے والے، سو وہ تو ہیں ہی آگے رہنے والے① ﴿۱۰﴾ وہی لوگ تو (اللہ تعالیٰ کے) مقرب بندے ہیں ﴿۱۱﴾ وہ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے ﴿۱۲﴾ (ان مقربین کی) ایک بڑی جماعت پہلے لوگوں میں ہوگی② ﴿۱۳﴾ اور بعد کے لوگوں میں سے تھوڑے ہوں گے ﴿۱۴﴾

① اللہ تعالیٰ نے جس کام کا حکم دیا اس کو پورا کرنے کی طرف دوڑ پڑنے والے اور حکم پورا کرنے میں آگے بڑھنے والے۔
② چوں کہ پچھلی امتوں میں انبیا کی کثرت رہی۔

عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾
بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ
مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾
وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾

سونے کے تاروں سے بنے ہوئے اونچے تختوں پر ﴿۱۵﴾ ایک دوسرے کے آمنے سامنے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے ﴿۱۶﴾ ہمیشہ لڑکے ہی رہنے والے ان کے سامنے (آگے بیان ہونے والی چیزوں کو لیے) پھرتے ہوں گے ﴿۱۷﴾ ایسی صاف ستھری (یعنی بھانے والی) شراب کے پیالے اور جگ اور (بھرے ہوئے) گلاس لے کر کے ﴿۱۸﴾ جس سے ان کے سر میں درد نہیں ہوگا اور نہ ان کے ہوش اڑیں گے ① ﴿۱۹﴾ اور پھل لے کر جن کو وہ (جنتی لوگ) پسند کریں گے ﴿۲۰﴾ اور پرندوں کا ایسا گوشت لے کر جس کی ان کو رغبت ہو ﴿۲۱﴾ اور گوری بڑی آنکھوں والی عورتیں (یعنی حوریں) ہوں گی ﴿۲۲﴾ (ایسی صاف ستھری) جیسے (سیپی میں) ② چھپا کر رکھے ہوئے موتی ﴿۲۳﴾ جو (نیک) اعمال وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے ان کا بدلہ ہے ③ ﴿۲۴﴾ وہ اس (جنت) میں نہ کوئی بکواس اور نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے ﴿۲۵﴾ بس (ہر طرف) سلام سلام (یعنی سلامتی) ہی کی آواز ہوگی ﴿۲۶﴾ اور جو دائیں طرف والے ہیں کیسی اچھی حالت میں ہوں گے دائیں طرف والے؟ ﴿۲۷﴾ وہ ان باغوں میں ہوں گے جن میں بغیر کانٹوں کی بیریاں ہوگی ﴿۲۸﴾ اور تہہ بہ تہہ کیلے ہوں گے ④ ﴿۲۹﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] بکواس نہیں کریں گے۔ ② سیپی: سیپ کا خول جس میں موتی ہوتا ہے۔
③ نوٹ: جنت کا داخلہ محض اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگا اور جنت کی نعمتیں رحمت اور عمل کی برکت سے ملیں گی اور جنت میں ترقی یقین کی برکت سے ہوگی۔
④ مراد اوپر سے نیچے تک کیلے خوب لگے ہوں گے۔

وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿۳۰﴾ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿۳۱﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿۳۳﴾
وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿۳۴﴾ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّأَصْحَابِ
الْيَمِينِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿۴۰﴾ وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ ع ۸ ۱۴
الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ ﴿۴۲﴾ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ﴿۴۴﴾ إِنَّهُمْ
كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿۴۵﴾

اور دور تک پھیلے ہوئے سائے ہوں گے ﴿۳۰﴾ اور بہتا ہوا پانی ہوگا ﴿۳۱﴾ اور بہت زیادہ میوے ہوں گے ﴿۳۲﴾ جو کبھی ختم نہیں ہوں گے اور ان پر کوئی پابندی (یعنی روک ٹوک) نہیں ہوگی ﴿۳۳﴾ اونچے اونچے بچھونے ہوں گے ① ﴿۳۴﴾ یقین جانو! ہم نے ان (جنت کی عورتوں) کو (خاص) نئی اٹھان دی ہے ② سو ان (عورتوں) کو ہم نے ایسا بنایا ہے کہ ﴿۳۵﴾ وہ باکرہ (یعنی کنواری) ہی رہے گی ﴿۳۶﴾ (شوہروں کی) محبوبہ اور عمر میں برابر ہوں گی ﴿۳۷﴾ یہ سب کچھ داہنی طرف والوں کے لیے ہیں ﴿۳۸﴾ (ان داہنی طرف والوں کی) ایک بڑی جماعت پہلے لوگوں میں ہوگی ﴿۳۹﴾ اور ایک بڑی جماعت پچھلے لوگوں میں ہوگی ﴿۴۰﴾ اور جو بائیں طرف والے ہیں سو وہ بائیں طرف والے کیسی بری حالت میں ہیں؟ ﴿۴۱﴾ وہ لوگ آگ ③ اور کھولتے ہوئے گرم پانی میں ہوں گے ﴿۴۲﴾ اور (بہت زیادہ) کالے دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے ④ ﴿۴۳﴾ وہ (سایہ) ٹھنڈا (بھی) نہیں ہوگا اور نہ کوئی فائدہ پہنچائے گا ⑤ ﴿۴۴﴾ وہ لوگ اس (آخرت) سے پہلے (دنیا میں) بڑے عیش (یعنی خوش حالی) میں تھے ﴿۴۵﴾

---

① جنت میں اونچے تختوں پر بچھونے بچھائے گئے ہوں گے، عمدگی اور ظاہری اعتبار سے بھی اونچے ہوں گے۔

② [دوسرا ترجمہ] (خاص) طور سے بنایا ہے۔

③ سموم جہنم کی وادی ہے یا جہنم کا ایک نام ہے یا تیز آگ جیسی ہوا جس کو "لو" کہا جاتا ہے۔

④ اس کو سایہ کا نام دینا تحکم کے طور پر ہے۔

⑤ [دوسرا ترجمہ] فرحت (یا راحت) بخش نہیں ہوگا۔ سایہ کا کام ہے راحت دینا جو ان کو حاصل نہیں ہوگا۔

وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿٤٦﴾ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۬ اَىِٕذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا
وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ﴿٤٧﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ۙ﴿٤٩﴾
لَمَجْمُوْعُوْنَ ۬ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۙ﴿٥١﴾
لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۙ﴿٥٢﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۚ﴿٥٣﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ
الْحَمِيْمِ ۚ﴿٥٤﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ؕ﴿٥٥﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ؕ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ
فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٧﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ؕ﴿٥٨﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ
قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۙ﴿٦٠﴾

اور وہ بڑے بھاری گناہ (یعنی شرک) پر اصرار (یعنی ضد) کرتے تھے① ﴿۴۶﴾ اور وہ کہا کرتے تھے کہ: کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟ ﴿۴۷﴾ کیا ہمارے پہلے گزرے ہوئے باپ دادا بھی (اٹھائے جائیں گے) ﴿۴۸﴾ تو (اے نبی!) تم کہہ دو: یقیناً سب اگلے اور پچھلے لوگ ﴿۴۹﴾ ایک مقررہ دن کے وقت پر ضرور جمع کیے جائیں گے ﴿۵۰﴾ پھر (جمع کیے جانے کے بعد) تم اے گمراہوں، جھٹلانے والو! ﴿۵۱﴾ تم کو زقوم کے درخت سے کھانا پڑے گا ﴿۵۲﴾ پھر اسی سے (اپنے) پیٹوں کو بھرنا ہوگا ﴿۵۳﴾ پھر اس (زقوم) کے اوپر سے کھولتا ہوا گرم پانی پینا پڑے گا ﴿۵۴﴾ جس طرح پیاس کی بیماری والے اونٹ پیتے ہیں اس طرح پینا ہوگا② ﴿۵۵﴾ یہ جزا و سزا کے دن ان کی مہمانی ہوگی ﴿۵۶﴾ ہم نے تم کو (پہلی بار) پیدا کیا ہے، پھر تم (توحید اور قیامت کو) کیوں سچ نہیں مانتے؟ ﴿۵۷﴾ ذرا یہ تو بتاؤ کہ جو منی تم (عورتوں کے رحم میں) ٹپکاتے ہو ﴿۵۸﴾ کیا تم اس (منی یا انسان) کو پیدا کرتے ہو یا ہم (اس کے) پیدا کرنے والے ہیں؟ ﴿۵۹﴾ ہم نے ہی تمھارے درمیان موت کو (معین وقت پر) مقرر کر رکھا ہے اور ہم اس بات سے عاجز نہیں ہے ﴿۶۰﴾

① [دوسرا ترجمہ] وہ بڑے بھاری گناہ (یعنی شرک) پر اڑے رہتے تھے (حنث کا ایک مطلب دانستہ جھوٹی قسم کھانا بھی ہے)۔
② ھیم ایک بیماری ہے جس میں اونٹ اتنا پانی پیتا ہے کہ وہ مر جاتا ہے۔

عَلٰٓی اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ
الْاُوْلٰی فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَ اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ
الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ
مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَ اَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ
نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ
تُوْرُوْنَ ﴿٧١﴾ ءَ اَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿٧٢﴾

کہ ہم تمھاری جگہ تم ہی جیسی کوئی اور قوم لے آئیں اور تم کو ایسی جگہ اٹھا کھڑا کر دیں جسے تم نہیں جانتے
ہو① ﴿٦١﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ تم کو پہلی پیدائش کا پورا پتہ ہے، پھر تم (توحید اور قیامت کو) کیوں
نہیں سمجھتے ہو؟② ﴿٦٢﴾ اچھا بتاؤ جو بیج تم زمین میں ڈالتے ہو ﴿٦٣﴾ کیا تم اس کو اگاتے ہو یا ہم
(اس کو) اگانے والے ہیں؟ ﴿٦٤﴾ اگر ہم چاہیں تو اس (فصل) کو چورا چورا کر ڈالیں پھر تم تعجب (یا
ندامت) کرتے ہی رہ جاؤ③ ﴿٦٥﴾ کہ ہم تو قرض دار رہ گئے ﴿٦٦﴾ بلکہ ہم تو بالکل ہی محروم (یعنی
بے نصیب) رہ گئے④ ﴿٦٧﴾ اچھا بھلا بتاؤ جو پانی تم پیتے ہو ﴿٦٨﴾ کیا تم اس کو بادل سے
برساتے ہو یا ہم برسانے والے ہیں؟ ﴿٦٩﴾ اگر ہم چاہیں تو اس (پانی) کو کھارا⑤ بنا کر رکھ دیویں
پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے؟ ﴿٧٠﴾ اچھا یہ بتاؤ کہ یہ آگ جو تم سلگایا کرتے ہو ﴿٧١﴾ کیا
اس (آگ) کے درخت کو تم نے پیدا کیا یا ہم پیدا کرنے والے ہیں؟ ﴿٧٢﴾

---

① یعنی دوسری آخرت کی دنیا جس کو تم پورے طور پر جانتے نہیں ہو وہاں تم کو لے جاویں۔ دوسرا مطلب: انسان والی صورت سے مسخ کر کے جانور یا پتھر کی شکل میں بنا دیویں یا مر کر مٹی کی شکل میں تبدیل کر دیویں۔ دوسرا ترجمہ: اور ہم تم کو ایسی صورت میں بنا دے جن کو تم جانتے بھی نہیں ہو، یعنی انسان کا جو موڈل چل رہا ہے اس کے علاوہ دوسرے موڈل میں ہم تم کو بدل سکتے ہیں، ہماری قدرت میں بہت سارے موڈل ہیں۔ ② [دوسرا ترجمہ] پھر تم کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے ہو؟

③ [دوسرا ترجمہ] پھر تم باتیں ہی بناتے رہ جاؤ (کہ اس طرح نقصان ہو گیا، جیسے عام طور پر نقصان کے وقت اس طرح باتیں بنانے کا رواج ہے)

④ یعنی فصل برباد ہوئی مفت کا تاوان پڑا اور پورا سرمایہ برباد ہو گیا۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ:) کڑوا کسیلا۔

نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾ ع
فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿٧٥﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿٧٦﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٧﴾
فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿٧٩﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اَفَبِهٰذَا
الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿٨١﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٨٢﴾

ہم نے ہی اس کو نصیحت کا① سامان اور مسافروں کے لیے فائدہ کی چیز بنایا ہے ﴿۷۳﴾ سو (اے نبی!) تم اپنے عظیم رب کا نام لے کر تسبیح کرو ﴿۷۴﴾

سو میں ستاروں کے گرنے (یعنی چھپنے) کی جگہوں کی قسم کھاتا ہوں② ﴿۷۵﴾ اور اگر تم سمجھو تو یہ بڑی زبردست قسم ہے ﴿۷۶﴾ یقیناً وہ تو عزت والا قرآن ہے ﴿۷۷﴾ جو ایک چھپی ہوئی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں (پہلے سے) لکھا ہوا ہے ﴿۷۸﴾ اس کو بہت پاک لوگ ہی چھوتے ہیں ﴿۷۹﴾ یہ (قرآن) تمام عالموں کے رب کی طرف سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہوا ہے ﴿۸۰﴾ کیا پھر بھی تم اس کلام سے بے پروائی (یعنی سستی) برتتے ہو③ ﴿۸۱﴾ اور تم نے اپنا وظیفہ ہی بنا لیا کہ تم (اس کو) جھٹلاتے رہو ﴿۸۲﴾

---

① دنیوی آگ سے جہنم کی آگ کا اندازہ لگاؤ؛ حالاں کہ دنیوی آگ دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے، پھر اس سترویں حصہ کو دو بار پانی سے بجھایا گیا تب نفع اٹھانے کے قابل اور اس کے قریب جا سکو ایسی ہوئی۔

② [دوسرا] سو میں (ستاروں سے زیادہ چمک دار) آیتوں کے اترنے کی جگہوں [نبیوں کے دلوں کی] قسم کھاتا ہوں۔

(۱) ضرورت کے وقت ستارے اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں اور روشنی دیتے ہیں، اسی طرح قرآن بھی لوحِ محفوظ سے بیت العزت میں آیا اور دنیا میں آیا اور رہنمائی کا کام کرتا ہے۔

(۲) جس سال قرآنِ کریم کا نزول شروع ہوا اس سال سات ستارے ایک برج میں اکٹھا ہوئے تھے، جو اس سے پہلے کبھی اکٹھا نہیں ہوئے تھے اور آئندہ بھی کبھی اکٹھا نہیں ہوں گے، جب آسمانوں میں ایسا انوکھا واقعہ پیش آیا تو لامحالہ زمین میں بھی کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آنے والا ہے، اور وہ ہے قرآنِ مجید کے نازل ہونے کا واقعہ۔

نوٹ: عالمِ علویات کا اثر عالمِ سفلیات پر پڑتا ہے۔

③ [دوسرا ترجمہ] کیا پھر بھی تم اس کلام کو سرسری بات سمجھتے ہو؟

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿٨٣﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ
وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَاَمَّآ
اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ
الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ
الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾ ع

پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ جب (کسی کی) روح (موت کے وقت) گلے تک پہنچ جاتی ہے ﴿۸۳﴾ اور تم اس وقت (حسرت سے اس مرنے والے کو) دیکھتے رہتے ہو ﴿۸۴﴾ اور ہم اس (مرنے والے) کے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں؛ مگر تم کو (ہمارا نزدیک ہونا) نظر نہیں آتا[1] ﴿۸۵﴾ پھر اگر (تم اپنی سمجھ میں ایسے ہو کہ) تمھارا کوئی حساب کتاب ہونے والا نہیں ہے[2] ﴿۸۶﴾ تو اگر تم سچے ہو تو اس (کی روح) کو (بدن میں) واپس کیوں نہیں لوٹا دیتے ﴿۸۷﴾ پھر اگر وہ (مرنے والا اللہ تعالیٰ کے) مقرب بندوں میں سے ہو ﴿۸۸﴾ تو (اس کو) راحت ہی راحت ہے اور خوشبو ہی خوشبو ہے اور نعمتوں سے بھرا ہوا باغ ہے ﴿۸۹﴾ اور اگر وہ (مرنے والا) داہنی طرف والوں میں ہو ﴿۹۰﴾ تو (اس کو کہا جائے گا کہ) تمھارے لیے تو سلامتی ہی سلامتی ہے (یعنی امن و امان ہی ہے) کہ تم داہنی طرف والوں میں سے ہو ﴿۹۱﴾ اور اگر وہ (شخص) ان گمراہوں میں سے ہو جو (حق کو) جھٹلانے والے تھے ﴿۹۲﴾ تو (اس کے لیے) جلتے ہوئے پانی کی دعوت ہوگی[3] ﴿۹۳﴾ اور دوزخ میں داخل ہونا ہوگا ﴿۹۴﴾ یقیناً یہ باتیں سراسر حق (اور) یقینی ہے ﴿۹۵﴾ لہٰذا (اے نبی!) تم اپنے عظیم رب کا نام لے کر (اس کی) تسبیح کرو ﴿۹۶﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] سمجھ میں نہیں آتا۔ ② [دوسرا ترجمہ] پھر اگر تم (تمھاری سمجھ کے مطابق) کسی کے قابو کے تحت (یعنی کسی کا حکم تم پر چلتا نہ ہو، تم کسی کے اختیار میں نہ ہو) نہیں ہو۔

③ مہمان کو باقاعدہ ضیافت سے پہلے جو پیش کیا جاتا ہے وہ "نُزُل" ہے۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْد

(مدنية)

سورۂ حدید

یہ سورت مدنی ہے، اس میں انتیس (۲۹) آیتیں ہیں۔ سورۂ زلزال کے بعد اور سورۂ محمد سے پہلے چورانوے (۹۴) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں حدید کا تذکرہ کیا گیا ہے، جو اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

سورۂ حدید، حشر، صف، جمعہ اور تغابن کو مسبحات کہا جاتا ہے۔ اور مسبحات کی یہ پہلی سورت ہے، مسبحات کی پانچ سورتوں میں سے تین سورتوں کے شروع میں سبّح ماضی کا صیغہ آیا اور دو جگہ مضارع کا صیغہ آیا ہے، اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ماضی حال اور مستقبل ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے اور ہر دور میں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے تسبیح ہے۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ رات کو سوتے وقت ان کی تلاوت فرماتے تھے، اور یہ بھی فرمایا کہ: ان میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

وساوسِ شیطانیہ کا علاج: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: اگر کبھی تمھارے دل میں اللہ تعالیٰ اور دینِ حق کے معاملے میں شیطان کوئی وسوسہ ڈالے تو اس سورت کی آیت نمبر تین آہستہ پڑھ لیا کرو "هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③"۔

آیاتها ۲۹	(۵۷) سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ (۹۴)	رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ
وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ
اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ
مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ (مخلوقات) ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے ہی زبردست اور بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱﴾ اسی (اللہ تعالیٰ) کے لیے آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے، وہی (اللہ تعالیٰ) زندگی دیتے ہیں اور موت دیتے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۲﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) سب سے پہلے اور سب سے آخر میں ہیں، (وہی) ظاہر میں بھی ہیں چھپے ہوئے بھی ہیں اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہر چیز کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿۳﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جنھوں نے آسمان اور زمین کو چھ دن (کی مقدار) میں پیدا کیا، پھر (اپنی شان کے مطابق) عرش پر قائم ہوئے، جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے① اور جو اس (زمین) سے نکلتی ہے② اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے③ اور جو اس (آسمان) میں چڑھتی ہے④ ان سب کو وہ (اللہ تعالیٰ) جانتے ہیں اور تم جہاں کہیں بھی رہو وہ (اللہ تعالیٰ علم اور قدرت اور قابو سے) تمھارے ساتھ ہے اور جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتے ہیں ﴿۴﴾

① یعنی بارش کا پانی، بیج، مُردے وغیرہ۔ ② یعنی نباتات، معدنیات۔

③ یعنی بارش، ملائکہ، احکام، رحمت، عذاب۔ ④ یعنی نیک اور برے اعمال، ملائکہ، ارواح۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝٥ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ
النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٦ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا
جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝٧ وَمَا
لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٨ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝٩

اسی (اللہ تعالیٰ) کے لیے آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے اور سب کام اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں ﴿۵﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) رات کو دن میں داخل کرتے ہیں[1] اور وہی دن کو رات میں داخل کرتے ہیں[2] اور وہ سینوں میں چھپی ہوئی (تمام) باتوں کو جانتے ہیں ﴿۶﴾ تم لوگ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس (مال) میں سے (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) خرچ کرو جس میں اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو (دوسروں کا) نائب (یعنی قائم مقام) بنایا ہے، سو جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا ان کو بہت بڑا اجر ملے گا ﴿۷﴾ اور تمھارے لیے کیا وجہ ہے کہ تم (اللہ تعالیٰ پر) ایمان نہیں لاتے؛ حالاں کہ رسول تم کو دعوت دے رہے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھو اور وہ تم سے پکا (ایمان اور نصرت کا) عہد لے چکے ہیں، اگر تم واقعی ایمان لانے والے ہو تو ﴿۸﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جو اپنے بندے (یعنی محمد ﷺ) پر صاف صاف آیتیں اتارتے ہیں؛ تاکہ تم کو (کفر کی) اندھیریوں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی میں لائیں اور یقین رکھو اللہ تعالیٰ تم پر بڑے شفیق، بہت مہربان ہیں ﴿۹﴾

---

① جس سے دن لمبا ہو جاتا ہے۔
② جس سے رات لمبی ہو جاتی ہے۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ
مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا
مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾ ع۱ ۱۷
مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ
جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾

اور تمھارے لیے کون سی وجہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہ کرو؛ حالاں کہ آسمانوں اور زمین کی ساری میراث اللہ تعالیٰ کی ہے①تم میں سے جن لوگوں نے (مکہ کی) فتح سے پہلے (اللہ تعالیٰ کے راستہ میں) خرچ کیا اور جہاد کیا وہ (بعد والوں کے) برابر نہیں ہو سکتے (بلکہ) وہ (پہلے لوگ) مرتبہ میں ان لوگوں سے بہت بڑھے ہوئے ہیں جنھوں نے (مکہ کی) فتح کے بعد (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) خرچ کیا اور جہاد کیا اور (ہاں!) اللہ تعالیٰ نے ہر ایک سے بھلائی (یعنی نیکی اور جنت) کا وعدہ کیا ہے اور جو اعمال تم کرتے ہو اس کی پوری خبر رکھتے ہیں ﴿۱۰﴾

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دیوے اچھی طرح (قرض دینا)②جس کے نتیجے میں وہ (اللہ تعالیٰ) اسے اس (قرض دینے والے) کے لیے کئی گنا بڑھاتے چلے جاویں اور اس (شخص) کو بڑا عزت کا ثواب ملے گا ﴿۱۱﴾ (اے نبی!) اس دن تم ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے سامنے اور ان کی داہنی جانب دوڑ رہا ہوگا (اور ان کو کہا جائے گا کہ): آج تم کو ایسے باغات کی خوش خبری ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ان (باغوں) میں ہمیشہ (رہوگے) یہی تو بہت بڑی کامیابی ہے ﴿۱۲﴾

---

①اس وقت کی عارضی ملکیت ختم ہوگی اور آخر سب چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں رہے گی۔②یعنی اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے دین کے تقاضوں پر خرچ کرنا۔ قرضِ حسن: (۱) حلال مال (۲) اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت (۳) دل کی خوشی (۴) ریا کاری نہ ہو (۵) احسان جتلانا نہ ہو (۶) لینے والے کو تکلیف پہنچانا نہ ہو، اتنی شرائط سے مال خرچ کرنا قرضِ حسن کہلاتا ہے۔

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿١٤﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾

اس دن نفاق والے مرد اور نفاق والی عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ: (پلِ صراط پر) ہمارا (ذرا) انتظار کرو کہ ہم بھی تمھارے نور (یعنی روشنی) میں سے کچھ (نور) حاصل کرلیں، تو ان کو کہا جائے گا کہ: تم اپنے پیچھے کی جانب لوٹ جاؤ، پھر (وہاں) نور تلاش کرو، اتنے میں ان (مؤمنوں اور منافقوں) کے درمیان ایک (ایسی) دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا، اس کے اندر کی جانب رحمت اور اس کے باہر کی جانب عذاب ہوگا ﴿١٣﴾ وہ (منافق) ان (ایمان والوں) کو پکاریں گے کہ: کیا ہم تمھارے ساتھ ① نہیں تھے تو وہ (ایمان والے) جواب میں کہیں گے: ہاں! ساتھ تھے تو سہی؛ لیکن تم نے خود اپنے کو فتنہ (یعنی گمراہی) میں ڈال دیا تھا اور تم انتظار (یعنی تمنا) میں رہے اور تم شک میں پڑے رہے اور تمھاری غلط آرزؤں نے تم کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (یعنی موت) آپہنچا اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں تم کو اس بڑے دھوکے باز (یعنی شیطان) نے دھوکے میں رکھا ﴿١٤﴾ سو آج نہ تو تم (منافقوں) سے کوئی فدیہ (یعنی معاوضہ) قبول کیا جائے گا اور نہ ان لوگوں سے جنھوں نے کفر کیا اور تم سب کا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ ہے، وہی (ہمیشہ کے لیے) تمھاری رکھوالی کرنے والی ہے ② اور وہ بہت بری جگہ پہنچے ﴿١٥﴾

---

① یعنی دنیا میں ظاہری ایمان واطاعت میں۔

② [دوسرا ترجمہ:] وہی جہنم تمھارے لائق ہے۔ [تیسرا] وہی تمھاری رفیق ہے۔

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا
كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ
مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿١٦﴾ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا
يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ
الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾ ع ٩ ١٨

جولوگ ایمان لے آئے ہیں کیاان کے لیے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے اور جوحق نازل ہوا ہے اس کے لیے جھک جاوے ① اور وہ ان لوگوں جیسے نہ بنے جن کواس سے پہلے (آسمانی) کتاب دی گئی تھی، پھران پر لمبی مدت گزر گئی، پھران کے دل سخت ہو گئے اور (اب ان کی حالت یہ ہے کہ) ان میں سے اکثر نافرمان ہیں ﴿۱۶﴾ (یہ بات) جان لو کہ اللہ تعالیٰ زمین کواس کے مرنے (یعنی خشک ہونے) کے بعد زندہ کرتے ہیں ②، پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تمہارے لیے (اپنی) نشانیاں کھول کھول کر بیان کردیں بلہذا تم عقل (سمجھ) سے کام لو ﴿۱۷﴾ یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح (یعنی اخلاص کے ساتھ) قرض دیا کرتے ہیں تو ان کے لیے اس کو کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان لوگوں کو عزت کا ثواب ملے گا ﴿۱۸﴾ اور جولوگ اللہ تعالیٰ پر اور ان کے (سب) رسولوں پر ایمان لائے تو وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک سچے ایمان والے اور شہید ③ (گواہی دینے والے) ہیں ان کے لیے ان کا اجر اور ان کا نور ہے اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے وہی دوزخ کے لوگ ہیں ﴿۱۹﴾

①[دوسرا ترجمہ:] گڑگڑائیں۔ ②بارش سے بنجر زمین زندہ ہوجاتی ہے، قرآن اور صحیح علم کے ذریعے دلوں کی زمین زندہ ہوتی ہے۔ ③[۱] اس آیت کے لحاظ سے ہر مؤمن ایک حیثیت سے صدیق اور شہید ہے [۲] ہر کامل ایمان والوں کو، طاعت کے پابند لوگوں کو صدیق اور شہید کا لقب دیا گیا [۳] اس امت کا ہر فرد سابقہ نبیوں کی امت کے خلاف نبی کی تصدیق کے لیے گواہ بنے گا۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ
وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ
حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ⑳ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ
السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ
يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ㉑

(اچھی طرح) جان لو کہ (آخرت کے مقابلے میں) اس دنیا کی زندگی کی حقیقت تو کھیل کود اور ظاہری سجاوٹ اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر (یعنی بڑائی) جتانا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا ہے ① (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ جس سے اگنے والی چیز کسانوں کو خوش کرتی ہے، پھر وہ (اگنے والی چیز) سوکھ جاتی ہے ② پھر تم اس کو دیکھتے ہو کہ وہ زرد پڑ گئی، پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کے سوا اور کچھ نہیں ﴿۲۰﴾ تم اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو کہ اس (جنت) کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی جیسی ہے، وہ (جنت) ان لوگوں کے لیے تیار رکھی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ اور ان کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، یہ (مغفرت اور جنت) اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وہ اپنا فضل جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں ﴿۲۱﴾

---

① [دوسرا ترجمہ:] ایک دوسرے سے خود کو زیادہ جتلانے کی کوشش کرنا ہے۔
لعب: جیسے بچوں کا کھیل۔ لہو: جیسے جوانوں کا تماشا۔
زینت: جیسے عورتوں کا میک اپ، بناؤ۔ تفاخر: چند ایک جیسے لوگوں آپس میں فخر کرے۔
تکاثر: امیر اور بادشاہ مال، حکومت لشکر میں زیادہ ہونے کی ہوس رکھے۔ یہ ایک تفسیر ہے۔

② [دوسرا ترجمہ:] پھر وہ اگنے والی چیز اپنا زور دکھاتی ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ
لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿۲۳﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ
فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ
لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ ع ۳

کوئی مصیبت جو زمین (یعنی دنیا) میں پڑے اور خود تمھاری جانوں کو پہنچے وہ ایک کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں اس کو (دنیا میں) ہمارے پیدا کرنے سے پہلے ہی لکھ دیا ہے، یقین جانو یہ (پہلے سے تقدیر میں لکھ دینا) اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے ﴿۲۲﴾ یہ اس لیے تا کہ جو چیز① تم سے جاتی رہی اس پر تم غم میں نہ پڑو اور اس (اللہ تعالیٰ) نے جو تم کو دیا اس پر تم نہ اتراؤ اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے، بڑائی مارنے والے کو پسند نہیں کرتے ﴿۲۳﴾ وہ ایسے لوگ ہیں جو خود (بھی) بخیلی کرتے ہیں اور (دوسرے) لوگوں کو کنجوسی کرنا سکھاتے ہیں اور جو شخص بھی منہ پھرا لیوے تو یاد رکھو وہ اللہ تعالیٰ (سب سے) بے نیاز ہیں اور سب خوبیوں والے ہیں ﴿۲۴﴾ اور پکی بات ہے ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور ترازو اتاری② تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہے، اور ہم نے لوہا اتارا (یعنی پیدا کیا) جس میں سخت لڑائی (کا سامان) ہے③ اور لوگوں کے لیے (دوسرے) فائدے بھی ہیں اور تا کہ اللہ تعالیٰ (ظاہری طور پر) جان لیویں④ کہ کون بغیر دیکھے ان (اللہ تعالیٰ کے دین) کی اور ان کے رسولوں کی مدد کرتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت زور والے، بڑے زبردست ہیں ﴿۲۵﴾

① یعنی تندرستی، مال، اولاد، عزت کے جانے پر غم زدہ نہ ہو۔ ② حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں حقیقی ترازو اتاری گئی، اسی طرح انصاف سے بھرے ہوئے قوانین اللہ تعالیٰ نے اتارے، وہ بھی ایک طرح کی ترازو ہے۔
③ دین کی حفاظت کے لیے لوہے سے کام لے کر دشمنوں کا مقابلہ کرو۔ ④ [دوسرا] تا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر کر دیوے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۬ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَرَهْبَانِيَّةَ ۣابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٧﴾

اور پکی بات ہے کہ ہم نے نوح (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کو (رسول بنا کر) بھیجا اور ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب کا سلسلہ جاری رکھا، پھر ان اولاد میں سے بعض تو ہدایت پر رہے اور ان میں بہت سارے نافرمان رہے ﴿٢٦﴾ پھر ان کے بعد ان ہی کے نقشِ قدم پر ہم اپنے دوسرے رسولوں کو بھیجتے رہے اور ان کے بعد ہم نے عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کو بھیجا اور ہم نے ان (عیسیٰ علیہ السلام) کو انجیل عطا فرمائی، اور جن لوگوں نے ان (عیسیٰ علیہ السلام) کی اتباع کی ہم نے ان لوگوں کے دلوں میں شفقت اور رحم دلی پیدا کر دی اور رہبانیت① تو اسے خود انھوں نے ایجاد کر لیا تھا، اس (رہبانیت) کو ہم نے ان پر لازم نہیں کیا تھا؛ لیکن انھوں نے (رہبانیت کو) اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل کرنے کے لیے اختیار کیا، پھر وہ اس کی رعایت (یعنی نباہ کرنے) کا جو حق ہے ویسی رعایت نہیں کر سکے، غرض ان میں سے جو ایمان لائے ان کو ہم نے ان کا ثواب دیا اور ان میں سے بہت سارے لوگ نافرمان رہے ﴿٢٧﴾

---

① رہبانیت: یعنی دنیا چھوڑ کر الگ تھلگ رہنا، بہت زیادہ عبادت و ریاضت، مرغوبات و خواہشات کو اس حد تک چھوڑ دینا کہ مباح کو بھی چھوڑ دیوے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ
لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٢٨ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ
اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝٢٩ ع۴

اے (پچھلے نبیوں پر) ایمان لانے والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور تم اس کے رسول (یعنی محمد ﷺ) پر ایمان لاؤ، وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو اپنی رحمت سے دو حصے عطا فرمائیں گے اور تمھارے لیے ایسا نور پیدا کردیں گے جس کو لے کر تم چلو① اور (اللہ تعالیٰ) تمھارے گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے، نہایت رحم والے ہیں ﴿۲۸﴾ تاکہ اہلِ کتاب کو معلوم ہو جاوے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل میں سے کسی چیز پر بھی ان کو کوئی اختیار (یعنی قدرت) نہیں ہے اور یہ کہ فضل اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہے، وہ جس کو چاہتے ہیں اپنا فضل عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو بڑے فضل والے ہیں ﴿۲۹﴾

① یعنی دنیا میں بھی وہ نورِ ہدایت ہر موقع پر ساتھ دے گا اور پلِ صراط پر بھی کام آئے گا) [دوسرا ترجمہ] جس کو لے کر کے تم چلو پھرو (یعنی اللہ تعالیٰ جس کو نورِ ہدایت عطا کرے وہ اس کی روشنی میں خود بھی چلے اور انسانیت کو وہ روشنی پہنچائے اس روشنی کو لے کر ایک جگہ بیٹھے نہ رہے)۔

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةَ

(مدنية)

سورۂ مجادلہ

یہ سورت مدنی ہے، اس میں بائیس (۲۲) آیتیں ہیں۔ سورۂ منافقون کے بعد اور سورۂ تحریم سے پہلے ایک سوتین (۱۰۳) یا (۱۰۵) نمبر پر نازل ہوئی۔

ایک عورت حضرت خولہ رضی اللہ عنہا حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت ایک اہم مسئلہ میں سوال وجواب کرنے آئی تھی اس اہم واقعہ کا ذکر اس سورت میں کیا گیا ہے۔ اس سورت کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس کی تمام کی تمام ۲۲ آیتوں میں ہر ہر آیت میں اللہ تعالیٰ کا مبارک نام آیا ہے۔

آیاتُھا ۲۲	(۵۸) سُوْرَۃُ الْمُجَادَلَۃِ مَدَنِیَّۃٌ (۱۰۵)	رُکُوْعَاتُھَا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ
اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗــِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ
لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ②

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) یقینی بات ہے کہ ① اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں تم سے بحث کر رہی تھی ② اور اللہ تعالیٰ کے سامنے فریاد کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال و جواب (یعنی بات چیت) کو سن رہے تھے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بات کو سننے والے، ہر چیز کو دیکھنے والے ہیں ﴿۱﴾ جو لوگ تم میں سے اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں ③ تو (اس کہنے سے) وہ بیویاں (حقیقت میں) ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں، ان کی (حقیقی) مائیں وہی عورتیں ہیں جنھوں نے ان کو جنم دیا اور یقیناً وہ (ظہار کرنے والے) بہت بُری اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ تو بہت ہی معاف کرنے والے، بڑے بخشنے والے ہیں ﴿۲﴾

① ”قَدْ“ کا لفظ بتلاتا ہے کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کو اپنی دعا کی قبولیت کا پورا یقین تھا۔
”سَمِعَ“ کا مطلب ہے: اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔
② ”تُجَادِلُ“ کا ایک ترجمہ ہے: کسی بات کو بار بار عرض کرنا۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کسی بات کو بار بار عرض کرنا عورتوں کی فطری عادت ہے۔
③ مثلاً بیوی کو کہے: تو میرے لیے ماں کی طرح ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۳﴾ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ
مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ
اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵﴾

اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر وہ اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کرنا چاہتے ہوں① تو ان کے ذمے ایک غلام کو آزاد کرنا (ضروری) ہے اس سے پہلے کہ وہ دونوں (میاں بیوی) آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگاویں، اس (کفارے کے حکم) سے تم کو نصیحت کی جارہی ہے② اور جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی پوری خبر رکھتے ہیں ﴿۳﴾ پھر جس کو (غلام یا باندی) نہ ملے تو اس کے ذمے دو مہینے کے لگا تار روزے ہیں اس سے پہلے کہ وہ دونوں (میاں بیوی) آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگاویں، پھر جس شخص کو روزے کی بھی طاقت نہ ہو تو اس کے ذمے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، یہ (حکم) اس لیے (دیا جارہا) ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور یہ (احکام) اللہ تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۴﴾ یقین رکھو! جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں③ وہ اسی طرح ذلیل کیے جائیں گے جس طرح ان سے پہلے لوگ ذلیل کیے گئے اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے صاف صاف آیتیں (یعنی احکام) اتاریں اور کافروں کے لیے ایسا عذاب ہے جو (ان کو) رسوا کر کے رکھ دے گا ﴿۵﴾

---

① یعنی جس عورت کے لیے کہا تھا اس سے بیوی والا برتاؤ کرنا چاہے۔

② [دوسرا ترجمہ] اس کفارہ کے حکم سے تم کو نصیحت ہوگی (کہ آئندہ ایسی غلطی نہیں کروگے)۔

③ محادۃ کا معنی ہے: ایک شخص ایک حد پر ہو، سامنے والا اس کے علاوہ دوسری مخالف حد پر ہو۔ اس میں بشارت کا اشارہ ہے کہ ایمان والوں کو فتح ہوگی۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝٦ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ ع
نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْثَرَ
اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝٧ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ
وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ؗ

(یہ عذاب) اس دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ ان سب کو دوبارہ زندہ کریں گے، پھر جو اعمال انھوں نے کیے تھے وہ ان کو بتادیں گے، اللہ تعالیٰ نے ان (سب اعمال) کو شمار رکھا ہے؛ حالاں کہ وہ خود اسے (کرکے) بھول گئے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے گواہ ہیں[1] ﴿٦﴾

کیا تم نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ ان (سب) کو جانتے ہیں، کہیں تین آدمیوں کی خفیہ بات ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھے وہ (اللہ تعالیٰ) نہ ہوں اور پانچ آدمیوں کی خفیہ بات ایسی نہیں ہوتی جس میں اللہ تعالیٰ چھٹے نہ ہوں[2]، اور خفیہ بات کرنے والے اس (تین) سے کم ہوں یا (پانچ سے) زیادہ ہوں وہ (مشورہ کرنے والے) جہاں کہیں بھی ہوں وہ (اللہ تعالیٰ) ان کے ساتھ ہوتے ہیں، پھر انھوں نے جو کچھ کیا وہ (اللہ) ان کو قیامت کے دن بتلادیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿٧﴾ کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو خفیہ بات (یا خفیہ مشورہ) کرنے سے منع کیا گیا تھا، پھر بھی وہ (ایک دوسرے کے ساتھ) وہی بات کرتے ہیں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور وہ آپس میں گناہ اور ظلم اور رسول کی نافرمانی کی باتیں چپکے چپکے کیا کرتے ہیں،

---

① [دوسرا ترجمہ] اور اللہ ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں۔

② تین، چار، پانچ کے عدد میں یہ اشارہ ہے کہ منافقین نے ایک مرتبہ تین، ایک مرتبہ پانچ؛ اس طرح کی تعداد میں ایمان والوں کو چڑانے کے لیے سرگوشی کی تھی۔

وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ
بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۸ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا
تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ
وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۹ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ۱۰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا
يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ

اور جب وہ تمھارے پاس آتے ہیں تو ایسے الفاظ سے تم کو سلام کرتے ہیں جن الفاظ سے اللہ تعالیٰ نے تم پر سلام نہیں بھیجا① اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ: ہم (نبی کی بے ادبی والی بات) جو کہتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ ہم کو عذاب کیوں نہیں دیتے؟ جہنم ان (کی سزا) کے لیے کافی ہے، اس (جہنم) میں وہ لوگ داخل ہوں گے، سو وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے ﴿۸﴾ اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک دوسرے سے (کسی ضرورت سے) خفیہ بات کرو تو گناہ اور ظلم (زیادتی) اور رسول کی نافرمانی کی خفیہ بات مت کرو اور نیک کام② اور تقویٰ کی باتوں کا آپس میں مشورہ کیا کرو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے پاس تم سب کو جمع کر کے لے جایا جائے گا ﴿۹﴾ یقیناً ایسی (بری) خفیہ باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں؛ تاکہ وہ ایمان والوں کو غم (یعنی رنج و تکلیف) میں ڈال دیوے اور وہ ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور ایمان والوں کو تو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے ﴿۱۰﴾ اے ایمان والو! جب تم کو کہا جائے کہ: مجلس میں (دوسروں کے لیے) جگہ کی گنجائش پیدا کرو③ تو جگہ کھول دیا کرو④ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے (جنت میں) وسعت پیدا کریں گے،

① یعنی یہود و منافقین حضور ﷺ کی مجلس میں آ کر "السام علیک" یعنی آپ کی موت ہو (نعوذ باللہ) ایسے جملے بولتے تھے۔
② [دوسرا ترجمہ] دوسروں کو نفع پہنچانے کے کام۔ ③ نئے آنے والے آدمی کے لیے جگہ کر دینے سے اس کو یہ احساس ہوگا کہ میرا اکرام کیا گیا۔ ④ یعنی جگہ میں وسعت، گنجائش کر دو۔

وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ
فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ
تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ
وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا ع
هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور جب (تم کو) کہا جائے کہ: (مجلس سے) اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو، تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں (ان کے) اور جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجوں کو اللہ تعالیٰ بلند کریں گے اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی پوری خبر رکھتے ہیں ﴿۱۱﴾ اے ایمان والو! جب تم رسول سے تنہائی میں کوئی بات کرنا چاہو تو اپنی تنہائی کی بات سے پہلے (مسکینوں کو) خیرات کر دیا کرو، یہ (صدقہ دینا) تمھارے لیے بہت بہتر ہے اور صاف ستھرا طریقہ ہے، ہاں! اگر تمھارے پاس (صدقہ دینے کے لیے) کچھ نہ ہو تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے، بڑے ہی مہربان ہیں ﴿۱۲﴾ کیا تم ڈر گئے کہ تنہائی میں بات کرنے سے پہلے صدقہ دے دیا کرو؟ اب جب تم ایسا نہیں کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا سو تم نماز کو قائم کرتے رہو، اور زکوۃ دیتے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو① اور جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ﴿۱۳﴾ کیا تم نے ان (منافق) لوگوں کو نہیں دیکھا جو ایسی قوم (یعنی یہود) سے دوستی رکھتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ غصے ہوئے، وہ لوگ (پوری طرح) تم (مسلمانوں) میں سے نہیں ہیں اور نہ ان (کافروں) میں سے ہیں اور وہ لوگ خود بھی جانتے ہوئے جھوٹی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں ﴿۱۴﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو۔

أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ اِتَّخَذُوٓا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً
فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٦﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَآ
أَوْلَادُهُم مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۚ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿١٧﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ
اللّٰهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۚ أَلَآ إِنَّهُمْ
هُمُ الْكٰذِبُونَ ﴿١٨﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَأَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۚ أُولٰٓئِكَ حِزْبُ
الشَّيْطٰنِ ۚ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿١٩﴾

اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، یقیناً وہ بہت ہی برے کام کر رہے ہیں[1]
﴿۱۵﴾ ان منافقوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے، پھر (دوسروں کو بھی) اللہ تعالیٰ کے راستے
(یعنی اسلام) سے روکتے ہیں، ان کے لیے ایسا عذاب ہے جو (ان کو) ذلیل کر کے رکھ دے گا ﴿۱۶﴾
ان کو ان کا مال اور ان کی اولاد اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے ذرا بھی بچا نہیں سکیں گے، وہی لوگ آگ
(میں جانے) والے ہیں اور وہ لوگ اس (آگ) میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۱۷﴾ جس دن اللہ تعالیٰ ان
سب کو دوبارہ زندہ کریں گے، پھر وہ اس (اللہ تعالیٰ) کے سامنے اس طرح (جھوٹی) قسمیں
کھائیں گے جس طرح تمھارے سامنے (جھوٹی) قسمیں کھایا کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو کوئی
سہارے کی چیز مل گئی[2] دھیان سے سنو! وہ پکے جھوٹے لوگ ہیں ﴿۱۸﴾ شیطان نے ان پر پوری
طرح قابو کر لیا ہے، سو اس (شیطان) نے ان سے اللہ تعالیٰ کی یاد بھلا دی، یہی لوگ شیطان کا لشکر
ہیں، سنو! یقیناً شیطان کا لشکر ہی برباد ہونے والا ہے ﴿۱۹﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] یقیناً بہت ہی برے ہیں جو کام وہ کر رہے ہیں۔
② [دوسرا ترجمہ] وہ کسی اچھی حالت میں ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولٰٓئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴿٢٠﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا

وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢١﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ

مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ

أُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۚ

أَلَآ إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾ ع

یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ بڑے ذلیل لوگوں میں سے ہیں ﴿۲۰﴾ اللہ تعالیٰ (ازل میں یہ بات) لکھ چکے ہیں کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب آئیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے طاقت والے، بڑے زبردست ہیں ﴿۲۱﴾ (اے نبی!) جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں ان کو ایسے لوگوں کے ساتھ محبت کرتے ہوئے نہ دیکھوں گے کہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہو، چاہے وہ ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے خاندان کے ہوں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اس (اللہ تعالیٰ) نے ایمان کو (پکا) لکھ دیا ہے اور اپنی روح سے[1] ان کی مدد فرمائی اور اللہ تعالیٰ ان کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان (کی اطاعت) سے راضی ہو گئے اور وہ اس (اللہ تعالیٰ کی نوازشات) سے راضی ہو گئے، وہی اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے، سن لو! یقیناً اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی کامیاب ہونے والی ہے ﴿۲۲﴾

---

① دوسرا ترجمہ: اپنے غیبی فیض سے ان کی مدد فرمائی۔

روح سے مراد: (۱) نور اور غیبی فیض جس سے دل کو ایک خاص روحانی زندگی ملتی ہے۔

(۲) قرآنی دلائل جو روحِ ایمان ہیں۔

(۳) روح القدس حضرت جبرئیل علیہ السلام۔

سُوْرَةُ الْحَشْر

(مدنية)

سورۂ حشر

یہ سورت مدنی ہے،اس میں چوبیس (۲۴) آیتیں ہیں۔سورۂ بینہ کے بعداور سورۂ نصر سے پہلے اٹھانوے (۹۸) یا (۱۰۱) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت کا دوسرا نام سورۂ بنونضیر بھی ہے۔

قبیلہ بنونضیر کے یہودی کا اول حشر؛ یعنی جلاوطنی کا اس سورت میں ذکر کیا گیا ہے اور اس کو غزوۂ بنونضیر بھی کہا جاتا ہے جو ۴ھ ہجری میں پیش آیا؛ اس لیے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس سورت کو بنونضیر بھی کہتے تھے۔

حشر کا ایک ترجمہ اجتماع کا بھی ہے: یعنی مسلمانوں کے لشکر کا پہلا اجتماع ہوا،اس جنگ میں مقابلہ کی ضرورت نہیں پڑی اور یہود بنونضیر قابو میں آگئے۔

اول کا لفظ یہ اشارہ دے رہا تھا کہ آئندہ بھی ان یہود کی جلاوطنی ہوگی اور وہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں پیش آئی۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو"اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم" تین مرتبہ پڑھے، پھر اس سورت کی آخری تین آیات"ھو اللہ الذی" سے آخر تک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر فرمادیتے ہیں، جو صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔(یعنی نیکیوں کی توفیق وغیرہ کی دعا کرتے رہتے ہیں) اور اگر اس دن یا رات میں مرجائے تو شہادت کی موت مرے گا۔(ترمذی: حدیث نمبر:۲۹۲۲، ۲:۱۲۰) مسنون وظائف: ص ۴۸)

آیاتھا ۲۴ (۵۹) سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۱) رکوعاتھا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا
وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ
وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ
فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۲﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

جو (مخلوقات) آسمانوں میں اور جو (مخلوقات) زمین میں ہیں سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں، وہی (اللہ تعالیٰ) زبردست ہیں، حکمت کے مالک ہیں ﴿۱﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جنھوں نے اہلِ کتاب میں سے کافروں (یعنی بنی نضیر) کو ان کے گھروں سے پہلی مرتبہ میں ہی اکھٹا کرکے نکال دیا① (اے مسلمانو!) تم کو تو یہ خیال بھی نہیں تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ خود بھی یہ خیال رکھتے تھے کہ ان کے قلعے ان کو اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے بچالیں گے، پھر اللہ تعالیٰ (کا عذاب) ان کے پاس ایسی جگہ سے پہنچا جہاں سے ان کو گمان بھی نہیں تھا اور اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کے دلوں میں (مسلمانوں کا) رعب ڈال دیا کہ ②وہ اپنے گھروں کو (خود) اپنے ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے (بھی) برباد کررہے تھے؛ لہذا اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرلو ﴿۲﴾

---

① یعنی مسلمانوں کا پہلا حملہ ہی کامیاب ہوگیا اور وہ قابو میں آگئے یا جلاوطنی ان کی یہ پہلی مرتبہ تھی، پھر دوسری مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی۔

② [دوسرا ترجمہ] مسلمانوں کی دھاک بٹھادی۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ

النَّارِ ۳ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

الْعِقَابِ ۴ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ

وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۵ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ

خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۖ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

قَدِيْرٌ ۶ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى

اور اگر اللہ تعالیٰ نے جلاوطن ہونا ان کی قسمت میں نہ لکھا ہوتا تو ان کو دنیا ہی میں (قتل وغیرہ کی) سزا دیتے اور ان کے لیے آخرت میں آگ کا عذاب ہے ﴿۳﴾ یہ (سزا) اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مخالف ہو گئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ تو سخت عذاب دینے والے ہیں ﴿۴﴾ (اے مسلمانو!) تم نے کھجور کے جو درخت کاٹ ڈالے یا جن کو اپنی جڑوں پر کھڑے رہنے دیا① تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا② اور تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) نافرمانوں کو رسوا کرے ﴿۵﴾ اور جو مال اللہ تعالیٰ نے ان (بنونضیر) کا اپنے رسول کے ہاتھ (بغیر جنگ کے) لگوادیا③ (اس میں تم کو تصرف کا اختیار نہیں ہے؛ چوں کہ) اس پر تم نے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ تو اونٹ (دوڑائے) لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتے ہیں مسلط (یعنی غالب) فرمادیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۶﴾ (بنونضیر کے اموال کی طرح) جو مال بھی اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو (دوسری) بستیوں (کے کفر کرنے) والوں سے فئ کے طور پر دلوادیوے تو وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور (اللہ تعالیٰ کے) رسول کا (حق ہے) اور (نبی کے) رشتے داروں کا (حق ہے)،

---

① یعنی بچالیا۔

② یعنی رضائے الٰہی کے موافق تھا۔

③ [دوسرا ترجمہ] اپنے رسول کو (بغیر جنگ کے) بطورِ فئ دلوادیا۔

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ
اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الْعِقَابِ ⑦ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ⑧ۚ
وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ
صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۖ

اور یتیموں کا (حق ہے) اور مسکینوں کا (حق ہے) اور مسافروں کا (حق ہے)، (یہ حکم اس لیے دیا گیا) تا کہ وہ (مال) تم میں سے صرف مال داروں کے درمیان پھرتا نہ ہوجاوے① اور رسول جو تم کو دیوے وہ لے لو اور جس چیز سے تم کو روکے (یعنی منع کرے) اس سے رک جایا کرو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، یقین رکھو! اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں ﴿۷﴾ (اسی طرح وہ فَیٔ کا مال) ان حاجت مند (یعنی مفلس) ہجرت کرنے والوں کا بھی حق ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے (ظلماً) نکال دیے گئے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل اور خوشی چاہتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول کی مدد کرتے ہیں، وہی لوگ حقیقت میں (ایمان میں) سچے ہیں ﴿۸﴾ اور (اسی طرح وہ فَیٔ کا مال) ان لوگوں کو ملے گا جو ان (مہاجرین) سے پہلے ہی اس جگہ (یعنی مدینہ منورہ میں) ایمان کے ساتھ رہتے ہیں② جو کوئی ان کے پاس ہجرت کر کے آتے ہیں وہ ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے وہ اس سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی (یعنی خلش) محسوس نہیں کرتے اور ان (مہاجرین) کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں③ چاہے وہ خود کتنے ہی فاقے (یعنی تنگی) میں ہو،

① (دوسرا ترجمہ) صرف مال داروں کے درمیان لینے دینے میں نہ آوے [تیسرا] صرف مال داروں کے قبضے میں نہ آجاوے۔

② [دوسرا ترجمہ] جو دار (یعنی دارالاسلام مدینہ میں) مقیم (یعنی جگہ پکڑے ہوئے) ہیں۔

③ [دوسرا ترجمہ] اور ان (مہاجرین) کو اپنی ذات سے آگے رکھتے ہیں۔ (۱) ایثار: ابھی خود کو جس چیز کی حاجت ہو وہ دوسرے کو دے دینا (۲) ھِبہ: کوئی چیز محض انعام کے طور پر دینا، شکر اور عوض کی چاہت نہ ہو (۳) کرم: سوال کے بعد کوئی چیز کسی کو دینا (۴) جود: سوال کرنے سے پہلے کسی کو دے دینا۔

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۰ ع
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ
اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ
لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۱

اور جو شخص بھی اپنی طبیعت کی بخیلی (یعنی لالچ) سے بچالیا گیا سو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں① ﴿۹﴾ اور (اسی طرح وہ مال ان لوگوں کو ملے گا) جو ان (مہاجرین اور انصار) کے بعد آئے وہ (دعامیں یوں) کہتے ہیں کہ: اے ہمارے رب! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما دیجیے جو ایمان لانے میں ہم سے پہلے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے بارے میں کوئی بغض (یعنی کینہ اور عداوت) نہ رکھیے②، اے ہمارے رب! آپ تو بڑی شفقت کرنے والے ہیں، بڑے مہربان ہیں ﴿۱۰﴾

(اے نبی!) کیا تم نے اِن منافق لوگوں کو نہیں دیکھا جو اہلِ کتاب میں سے اپنے کافر (یعنی ہم مذہب) بھائیوں سے (یوں) کہتے ہیں کہ: اگر تم کو (وطن سے) نکال دیا گیا تو ہم بھی تمھارے ساتھ ضرور نکل جائیں گے اور ہم تمھارے معاملے میں کسی کا کبھی کہنا نہیں مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی کی گئی تو ہم ضرور تمھاری مدد کریں گے، اللہ تعالیٰ گواہی دیتے ہیں کہ وہ (منافق) لوگ پکے جھوٹے ہیں ﴿۱۱﴾

① (دوسرا ترجمہ:) جو لوگ خودغرضی سے بچائے گئے وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔
نوٹ: خودغرضی کا علاج یہ ہے کہ آدمی جو اپنے یا اپنوں کے لیے پسند کریں وہی دوسروں کے لیے پسند کرے۔
② کسی کو ایک بھی صحابی سے کینہ ہو وہ اس آیت کا انکار کرنے والا ہے، اور قرآن کی کسی آیت کا انکار کفر ہے۔

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ
لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ
وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾

پکی بات یہ ہے کہ اگر ان (کافر اہلِ کتاب) کو نکالا گیا تو وہ (منافق) ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان (اہلِ کتاب) سے لڑائی کی گئی تو وہ (منافق) ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر (بالفرض) وہ ان کی مدد کریں (اور لڑائی میں شریک ہو گئے) تو پیٹھ پھیر کر ضرور بھاگ جائیں گے، پھر ان (اہلِ کتاب) کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی ﴿۱۲﴾ یقیناً (مسلمانوں) تمھارا خوف اُن (منافقوں) کے دلوں میں اللہ تعالیٰ (کے خوف) سے زیادہ ہے، یہ اس لیے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (اللہ کی عظمت کو) سمجھتے نہیں ہیں① ﴿۱۳﴾ وہ سب مل کر بھی تم سے جنگ نہیں کر سکتے؛ اِلّا یہ کہ قلعوں میں محفوظ بستیوں میں یا دیواروں کے پیچھے سے (چھپ کر تھوڑی بہت تمھارے خلاف کارروائی کر لیں گے) ان کی لڑائی آپس میں بڑی سخت ہے، تم سمجھتے ہو کہ وہ متحد ہیں؛ حالاں کہ ان کے دل جدا جدا ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایسی قوم ہے کہ ان کو عقل نہیں ہے ﴿۱۴﴾ ان (بنونضیر) کی حالت ان (بنوقینقاع کے) لوگوں جیسی ہے جو ان سے پہلے قریب میں ہی اپنے (کیے ہوئے غداریوں کے) کاموں کی سزا کا مزہ (دنیا میں) چکھ چکے ہیں، اور ان کے لیے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے ﴿۱۵﴾

① اللہ تعالیٰ کی عظمت کو وہ پہچانتے نہیں ہے؛ اس لیے اللہ تعالیٰ سے تو ڈرتے نہیں؛ البتہ مسلمانوں کے مقابلے کی وہ تاب نہیں لا سکے اور لا سکتے بھی نہیں؛ اس لیے وہ مسلمانوں سے زیادہ ڈرتے ہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوتا تو ایمان لاتے؛ لیکن اللہ تعالیٰ کا ڈر نہیں؛ اس لیے ایمان نہیں لائے۔ اور یہ بھی ہے کہ بعض مرتبہ مخلوق کا ڈر انسان کو طبعی طور پر زیادہ ہوتا ہے، چوں کہ اللہ تعالیٰ کی تو شانِ غفور پر بھی نظر ہوتی ہے، جب کہ مخلوق کے اندر انتقام کا جذبہ غالب ہوا کرتا ہے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ
اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ
جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ﴿۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ ع
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ
اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ﴿۲۰﴾

ان (منافقوں) کی مثال شیطان جیسی ہے کہ وہ (پہلے تو) انسان کو کہتا ہے کہ: تو کافر ہو جا، پھر جب وہ (انسان) کافر ہو جاتا ہے تو کہتا ہے: میرا تجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے① میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو تمام عالموں کے رب ہیں②﴿۱۶﴾ پھر ان دونوں (یعنی شیطان اور اس کے ماننے والے انسان) کا انجام یہ ہے کہ وہ دونوں آگ میں ہوں گے، وہ دونوں اس (آگ) میں ہمیشہ رہیں گے اور ظلم کرنے والوں کی یہی سزا ہے﴿۱۷﴾

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص یہ دیکھ لے کہ اس نے کل (قیامت) کے لیے کیا آگے بھیجا ہے اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقیناً جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے③﴿۱۸﴾ اور تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جانا جو اللہ تعالیٰ کو بھول گئے تو اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کو خود ان کی اپنی جانوں سے بھلا دیا④ وہی لوگ نافرمان ہیں﴿۱۹﴾ جنت والے اور آگ والے دونوں برابر نہیں ہو سکتے، جنت والے ہی (اپنے مقصد میں) کامیاب ہونے والے ہیں﴿۲۰﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] میں تجھ سے الگ ہوں۔

② یہ بات شیطان کی دکھاوے کی ہے، ورنہ اس کی طبیعت میں خوفِ خدا ہے ہی نہیں۔

③ تقویٰ کتنی اہم چیز ہے، ایک ہی آیت میں دو دو مرتبہ اس کا حکم آیا۔ اللھم اجعلنا من عبادک المتقین بفضلک یا رب العالمین امین۔

④ یعنی ان کی عقل ایسی ماردی گئی کہ وہ اپنا حقیقی نفع یعنی آخرت کی کامیابی کو حاصل کرنا بھول گئے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ
الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ
الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ ع

اور اگر ہم نے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا① تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے دب (یعنی جھک) جاتا اور پھٹ جاتا اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے اس لیے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور کریں ﴿۲۱﴾ وہ اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ جن کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر چھپی اور کھلی بات کو جانتے ہیں وہ جن کی رحمت سب کے لیے ہے جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۲۲﴾ وہ اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ ہیں، پاک ذات ہیں② سلامتی دینے والے ہیں، امن دینے والے ہیں، حفاظت میں لینے والے ہیں③ بڑے زبردست ہیں، ہر خرابی کو ٹھیک کرنے والے ہیں④ اور بڑائی کے مالک ہیں⑤ وہ (کافر) جو شرک کرتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ (کی ذات) پاک ہے ﴿۲۳﴾ وہی اللہ تعالیٰ ہیں جو (ہر چیز کو) پیدا کرنے والے، وجود میں لانے والے، صورت بنانے والے ہیں، عمدہ عمدہ نام اسی (اللہ تعالیٰ) کے ہیں، جتنی بھی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں وہ سب اس (اللہ تعالیٰ) کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ بڑے زبردست، بڑے حکمت والے ہیں ﴿۲۴﴾

---

① [۱] قرآن کی تاثیر کی قوت کا بیان ہے [۲] نبی ﷺ کے مقامِ عالی کا بیان ہے، پہاڑ جس کو برداشت نہ کر سکے نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قوت سے اس کو برداشت کر گئے [۳] کافروں کی مذمت ہے کہ پتھر جیسی جامد چیز قرآن کی تاثیر کا ادراک کر سکتی ہے؛ مگر یہ کافر اس سے بھی گئے گزرے نکلے۔ ② [۱] قدوس وہ ذات ہے جو تمام ان چیزوں سے جو ان کے شایانِ شان نہ ہو اس سے پاک ہو [۲] ہر قسم کے عیب اور کمی سے پاک ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہیں جو خوبیوں کے مالک ہیں۔ ③ [دوسرا ترجمہ] دیکھ بھال کرنے والے ہیں۔ ④ [دوسرا ترجمہ] عظمت (بڑائی) والے ہیں۔ ⑤ ہر بڑائی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے، جو کسی چیز کے محتاج نہیں ہیں؛ چوں کہ جو محتاج ہوتا ہے وہ بڑا نہیں ہو سکتا۔

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَة

(مدنية)

سورۂ ممتحنہ

یہ سورت مدنی ہے،اس میں تیرہ (۱۳) آیتیں ہیں۔سورۂ احزاب کے بعد اور سورۂ نسا سے پہلے اکیانوے (۹۱) یا بانوے (۹۲) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آنے والی عورتوں کا امتحان لینے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

سورۂ ممتحنہ: حاء کے کسرہ کے ساتھ؛اس لیے کہ اس میں مؤمنین کو حکم دیا گیا کہ ہجرت کر کے آنے والی عورتوں کا امتحان لیں اور ممتحنہ فتحہ کے ساتھ ایک خاص عورت کے اعتبار سے ہے اور وہ حضرت امِ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہے جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے،جن کا امتحان لیا گیا تھا۔

آیاتھا ١٣	(٦٠) سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ (٩١)	رکوعاتھا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ
كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ
اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖۗ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖۗ
وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ
السَّبِيْلِ ① اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ
وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ؕ②

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اے ایمان والو! تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ تم ان کو محبت کے پیغام بھیجنے لگو؛ حالاں کہ جو سچا دین تمھارے پاس آیا ہے انھوں نے اس کا انکار کیا ہے، وہ رسول کو اور تم کو صرف اسی وجہ سے (مکہ سے) باہر نکالتے رہے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو، اگر تم (مسلمان) میرے راستے میں جہاد کرنے کے لیے اور میری خوشی حاصل کرنے کے لیے (گھر سے) نکلے ہو (تو ان کافروں کو دوست مت بناؤ) تم چپکے چپکے ان سے دوستی کی باتیں کرتے ہو؛ حالاں کہ جو کچھ تم چھپا کر کے کرتے ہو اور جو کچھ ظاہر کر کے کرتے ہو میں سب کو پوری طرح جانتا ہوں اور جو کوئی بھی تم میں سے ایسا کرے گا تو پکی بات ہے کہ وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا ﴿۱﴾ اگر وہ (کافر) تم پر قابو پالیں گے تو وہ تمھارے دشمن بن جائیں گے ① اور تمھاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ چلائیں گے ② اور ان کی چاہت یہی ہے کہ تم (کسی طرح) کافر بن جاؤ ﴿۲﴾

① [دوسرا ترجمہ] اگر تم ان کافروں کے ہاتھ میں آجاؤ تو وہ تمھارے لیے دشمنی (ظاہر) کریں گے۔ ② یعنی دست درازی اور زبان درازی کریں گے [دوسرا ترجمہ] اور وہ کافر اپنے ہاتھ اور زبانیں پھیلا پھیلا کر تم مسلمانوں کے ساتھ برائی کریں گے۔

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳﴾ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا
لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا
وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ
لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ
اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۴﴾ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ

قیامت کے دن تمھاری رشتے داریاں کچھ بھی کام نہیں آئیں گی اور نہ تمھاری اولاد، اللہ تعالیٰ تمھارے درمیان فیصلہ کریں گے اور جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح دیکھتے ہیں ﴿۳﴾ کچی بات ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام) اور جو لوگ (ایمان میں) ان کا ساتھ دینے والے تھے ان کی زندگی میں تمھارے لیے بہترین نمونہ ہے، جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ: ہم تم سے اور ان (بتوں) سے جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا تم عبادت کرتے ہو الگ (بے تعلق) ہیں، ہم تمھارے (باطل عقائد کے) منکر ہیں اور ہمارے اور تمھارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور بغض ظاہر ہوگیا ہے جب تک کہ تم اکیلے اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لے آؤ؛ لیکن ابراہیم نے تو اپنے ابا سے اتنا کہا تھا: میں تمھارے لیے (اللہ تعالیٰ سے) مغفرت (کی دعا) ضرور مانگوں گا اگر چہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمھارے لیے کوئی فائدہ پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا، اے ہمارے رب! ہم آپ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہم آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف (سب کو) لوٹ کر آنا ہے ﴿۴﴾ اے ہمارے رب! ہم کو کافروں کا تختۂ مشق (محلِ آزمائش) مت بنائیے① اور اے ہمارے رب! ہماری مغفرت کردیجیے،

① اس دعا کے مفہوم میں یہ سب باتیں شامل ہیں: (۱) کافروں کو ہمارے پر ایسا موقع نہ ملے کہ وہ ہم پر ظلم کرنے لگیں (۲) مسلمانوں کو کوئی ایسی بری حالت پیش نہ آوے کہ ان کو خوش ہونے کا موقع مل جاوے۔ (۳) اسلام اور مسلمانوں کے خلاف آوازیں لگائیں، تحریریں لکھیں ایسا نہ ہو۔ (۴) اسلام کے مقابلے میں اپنے باطل عقائد کی حقانیت پر دلیلیں پیش نہ کرنے لگیں (۵) کافر ہم پر مسلط ہو کر سخت ایذائیں دینے لگیں، ایسے اسباب پیدا نہ ہوں۔

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٥﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا
اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦﴾ ع
عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً ۚ وَاللّٰهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللّٰهُ
غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٧﴾ لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ
يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٨﴾

یقیناً آپ تو بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۵﴾ (اے مسلمانو!) پکی بات یہ ہے کہ تمھارے لیے ان (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے طرزِ عمل) میں بہترین نمونہ ہے جو شخص کہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہو اس کے لیے اور جو شخص منہ پھیرائے تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں اور تمام تعریفوں والے ہیں ﴿۶﴾

امید ہے کہ ① اللہ تعالیٰ تمھارے اور جن لوگوں سے تمھاری دشمنی ہے ان کے درمیان دوستی پیدا کردے اور اللہ تعالیٰ (اس بات پر) پوری طرح قدرت رکھتے ہیں ② اور اللہ تعالیٰ تو بڑے معاف کرنے والے، مہربان ہیں ﴿۷﴾ اللہ تعالیٰ تم کو اس بات سے منع نہیں کرتے کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور تم کو تمھارے گھروں سے نہیں نکالا کہ تم ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، اور ان سے انصاف کا برتاؤ کرو، یقین رکھو! اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں ③ ﴿۸﴾

---

① عسیٰ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ پورا ہی ہوگا۔

② حالات کے بدلنے میں اور محبت کے اسباب کو آسان کرنے میں اللہ تعالیٰ پوری قدرت رکھتے ہیں۔

③ کافروں اور نافرمانوں کے برے کاموں پر خوشی کو ظاہر کرنا یہ مداہنت کہلاتا ہے؛ لیکن جو دین نہیں جانتے ان کو دین سکھانے میں نرمی کرنا، مہربانی کرکے برے کام سے روکنا اور اچھا سلوک کرنا، یہ مدارات کہلاتا ہے۔

إِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا
عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ
عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ
لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ

اللہ تعالیٰ تم کو صرف ایسے لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتے ہیں جن لوگوں نے تمھارے ساتھ دین کے معاملے میں جنگ کی اور تم کو تمھارے گھروں سے نکالا اور تمھارے خلاف نکالنے والوں کی مدد کی① اور جو ان کے ساتھ دوستی رکھے گا سو وہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں ﴿۹﴾ اے ایمان والو! جب تمھارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کرکے آجائیں تو تم ان کا امتحان لے لیا کرو، ان کے (حقیقی) ایمان کو تو اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح جانتے ہیں، پھر اگر تم کو معلوم ہوجائے کہ وہ (واقعی) ایمان والیاں ہیں تو تم اُن کو کافروں کے پاس واپس نہ کرو (کیوں کہ) وہ (عورتیں) ان (کافروں) کے لیے حلال نہیں ہیں اور وہ (کافر) ان (عورتوں) کے لیے حلال نہیں ہیں اور ان (کافر شوہروں) کو جو انھوں نے (مہر) خرچ کیا ہو تم واپس کردو اور تم کو اِن (ہجرت کرکے آنے والی) عورتوں سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے جب کہ تم ان کو ان (عورتوں) کا مہر ادا کردو اور تم کافر عورتوں کی عصمتیں اپنے قبضے میں باقی نہ رکھو② اور جو (مہر) تم نے (ان کافر بیویوں پر) خرچ کیا ہو وہ (ان کے نئے شوہروں سے) مانگ لو اور ان کافر شوہروں نے جو (مہر ایمان لانے والی بیویوں پر) خرچ کیا ہو وہ (ان عورتوں کے نئے مسلمان شوہروں سے) مانگ لے،

① [دوسرا ترجمہ] اور تم کو نکالنے میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوئے۔
② [دوسرا ترجمہ] اور تم کافر عورتوں سے بیوی والا کوئی تعلق باقی نہ رکھو۔

ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ
اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ
عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ

یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارے درمیان فیصلہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے ہیں، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۰﴾ اور اگر تمھاری بیویوں میں سے کوئی کافروں کی طرف چلے جانے سے تمھارے ہاتھ سے نکل گئی① پھر تمھاری باری آئے تو وہ (مہر کی) رقم (کافروں کے بجائے) ان (مسلمانوں) کو دے دو جن کی بیویاں جاتی رہی ہیں اتنی ہی جتنی ان مسلمانوں نے خرچ کی تھی② اور تم اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو ﴿۱۱﴾ اے نبی! جب ایمان والی عورتیں تمھارے پاس آئے کہ اس بات پر تم سے بیعت کریں کہ③ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور چوری نہیں کریں گی اور زنا بھی نہیں کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی،

---

① یعنی نعوذ باللہ! کوئی مسلمان عورت مرتد ہو کر چلی گئی، اسی طرح مسلمان کی بیوی کافروں کے پاس ہی رہ گئی، دار الاسلام نہ آئی۔

② اگر کسی مسلمان کی بیوی کافر کے پاس چلی گئی اور کافر سے نکاح کر لیا اور کافر نے شرط کے مطابق اس عورت کے سابق مسلمان شوہر کو مہر کی رقم نہ دی، اسی درمیان ایسا موقع آیا کہ ہجرت کر کے آنے والی عورت سے کسی مسلمان نے نکاح کیا اور اس مسلمان کے ذمے اس عورت کے سابق کافر شوہر کا مہر چکانا ہے تو وہ مسلمان وہ مہر کی رقم اس دوسرے مسلمان کو دے دیوے جس کی بیوی کافر کے پاس چلی گئی، اسی طرح یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس مسلمان کی بیوی کافر کے پاس چلی گئی اور اس کا مہر نئے کافر شوہر نے مسلمان کو ادا نہ کیا اور اسی درمیان مسلمانوں کو کافروں سے مالِ غنیمت ملے تو اسی سے مسلمان شوہر کو اس کی چلی جانے والی بیوی کا حق مہر دے دیا جاوے۔

③ بیعت میں زبانی اقرار پر اعتماد کر لیا جائے اور باطنی حالات اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیے جائیں؛ اس لیے کہ باطنی حالات جمنے میں دیر لگتی ہے۔

وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ
فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا
قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ
الْقُبُوْرِ ﴿١٣﴾

اور ایسا بہتان نہیں باندھیں گی جو انھوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گڑھ لیا ہو① اور کسی (شرعی) بھلائی کے کام میں وہ تمھاری نافرمانی نہیں کریں گی تو تم ان عورتوں کو بیعت کرلو② اور تم ان عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بہت رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۲﴾ اے ایمان والو! ایسے لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ تعالیٰ غصہ ہوئے، وہ آخرت سے اس طرح ناامید ہوگئے ہیں جس طرح کافر لوگ قبر میں دفن کیے لوگوں سے ناامید ہوگئے ہیں ﴿۱۳﴾

① یعنی دوسرے مرد کی منی سے پیدا ہونے والے بچے کو اپنے شوہر کا بتادیوے، یہ غلط کام ہے۔

② اصلاحِ اعمال کی نیت سے بیعت اس آیت سے ثابت ہوتی ہے۔

سُوْرَةُ الصَّف

(مدنية)

سورۂ صف

یہ سورت مدنی ہے، بعض حضرات کے نزدیک مکی ہے، اس میں چودہ (۱۴) آیتیں ہیں۔ سورۂ تغابن کے بعد اور سورۂ فتح سے پہلے ایک سو آٹھ (۱۰۸) یا (۱۰۹) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں اللہ کے راستے میں صف بستہ ہو کر دشمنوں سے قتال کرنے والوں کا تذکرہ ہے۔ اس سورۃ کا ایک نام: سورۃ عیسیٰ اور سورۂ حواریین بھی ہے۔

حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس سورت کی تلاوت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت محبوب چیز ہے۔

آیاتُھا ۱۴ (۶۱) سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۹) رُکُوعاتُھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④ وَاِذْ قَالَ
مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۖ فَلَمَّا زَاغُوْٓا
اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

آسمانوں میں جو کوئی مخلوق ہیں اور زمین میں جو کوئی مخلوق ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) تو بڑے زبردست ہیں، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱﴾ اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ ﴿۲﴾ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ناراضگی کی ہے کہ تم ایسی بات کہو جو تم کرو نہیں ﴿۳﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ (خاص طور پر) ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو اس (اللہ تعالیٰ) کے راستے میں صف باندھ کر لڑتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہو① ﴿۴﴾ اور (وہ واقعہ یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا تھا: اے میری قوم کے لوگو! تم مجھے کیوں ستاتے ہو؟ حالاں کہ تم جانتے ہو کہ میں تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، پھر جب وہ ٹیڑھے ہی رہے② تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اور (زیادہ) ٹیڑھا کر دیا③ اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت تک نہیں پہنچاتے ﴿۵﴾

① یعنی آپس میں مل کر دشمنوں سے جنگ کرتے ہیں اور لڑائی میں اپنی جگہ سے ہلتے نہیں، جمے رہتے ہیں۔
② یعنی سمجھانے کے باوجود سچی بات انھوں نے قبول نہیں کی۔
③ [دوسرا ترجمہ] پھر جب وہ (ہدایت سے) پھر گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اور زیادہ پھیر دیا۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ
يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٦ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ
يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٧ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ
بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝٨ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى
وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝٩ ع
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝١٠

اور (وہ واقعہ بھی یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا تھا کہ: اے بنی اسرائیل! میں تمھاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ مجھ سے پہلے جو تورات (اتاری گئی) تھی اسے میں سچا بتاتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی خوش خبری سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے جن کا نام احمد ہوگا، پھر جب وہ (رسول) ان کے پاس صاف صاف دلیل لے کر آگئے تو وہ کہنے لگے: یہ تو کھلا ہوا جادو ہے ﴿٦﴾ اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے؛ حالاں کہ اس کو اسلام کی دعوت دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والی قوم کو ہدایت تک نہیں پہنچاتے ﴿٧﴾ یہ لوگ تو چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور (یعنی دینِ اسلام) کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں؛ حالاں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کر کے رہیں گے چاہے کافر لوگ کتنا ہی برا مانیں ﴿٨﴾ وہی اللہ تعالیٰ ہے جنھوں نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا؛ تاکہ وہ اس کو تمام ادیان (باطلہ) پر غالب کر دیوے، چاہے شرک کرنے والے کو (یہ بات) کتنی ہی بُری لگے ﴿٩﴾

اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی تجارت بتلاؤں جو تم کو دردناک عذاب سے بچا لیوے① ﴿١٠﴾

① اس میں اخروی عذاب کے ساتھ دنیوی حوادث سے بھی حفاظت ہے۔

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ
خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَیُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۲﴾ وَاُخْرٰی
تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ
قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَكَفَرَتْ
طَّآىِٕفَةٌ ۚ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ﴿۱۴﴾ ع

تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرو، یہ تمھارے لیے بہترین بات ہے اگر تم سمجھو ﴿۱۱﴾ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تمھارے لیے تمھارے گناہوں کو معاف کر دیں گے اور تم کو ایسے باغات میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور عمدہ مکانوں میں (داخل کریں گے) جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں واقع ہوں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے ﴿۱۲﴾ اور (ان نعمتوں کے علاوہ تمھارے لیے) دوسری نعمت بھی ہے جس کو تم پسند کرتے ہو (اور وہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد① اور جلدی حاصل ہونے والی فتح ہے اور (اے نبی!) ایمان والوں کو خوش خبری سنا دو ﴿۱۳﴾ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کرنے والے بن جاؤ جس طرح عیسیٰ مریم کے بیٹے نے حواریوں سے کہا تھا: کون اللہ تعالیٰ کے (دین کی) خاطر میری مدد کرے گا؟ (اس پر) حواریوں نے جواب دیا کہ: ہم اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کرنے والے ہیں، پھر (ان کوشش کے بعد بھی) بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان لے آئی اور ایک جماعت نے کفر اپنا لیا، پھر ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی جس کے نتیجے میں وہ غالب آ گئے ﴿۱۴﴾

① نقد فائدہ انسان کو بہت زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَة

(مدنية)

سورۂ جمعہ

یہ سورت مدنی ہے، اس میں گیارہ (١١) آیتیں ہیں۔ سورۂ تحریم یا سورۂ صف کے بعد اور سورۂ تغابن سے پہلے ایک سو چھ (١٠٦) یا (١١٠) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں جمعہ کی نماز اور جمعہ کے کچھ احکام کا تذکرہ ہے۔

جمعہ کے لفظ میں اجتماع کا معنیٰ نکلتا ہے، اس دن سب مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ جمعہ کی نماز کی پہلی رکعت میں اس سورت کو تلاوت فرماتے تھے۔

آیاتُھا ١١ — (٦٢) سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ (١١٠) — رُكُوْعَاتُھا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ①
هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ② وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا
يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو
الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

آسمانوں میں جتنی مخلوق ہیں اور زمین میں جتنی مخلوق ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں جو بادشاہ ہیں، پاک ذات ہیں، بڑے زبردست ہیں، بڑی حکمت کے مالک ہیں ﴿۱﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جنھوں نے (عرب کے) امی ①(یعنی ان پڑھ) لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اس (اللہ تعالیٰ کے قرآن) کی آیتیں ان کے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاکیزہ بناتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت سکھلاتے ہیں؛ اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے ﴿۲﴾ اور (یہ رسول جن کی طرف بھیجے گئے) ان میں کچھ دوسرے لوگ بھی ہیں جو ابھی تک ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں ② اور وہ اللہ تعالیٰ بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۳﴾ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وہ اپنا فضل جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں ﴿۴﴾

---

① آپ ﷺ پوری دنیا کے لیے مبعوث کیے گئے تھے اس کے باوجود آیت میں صرف ''امیین'' کا لفظ آیا، یہ عرب کے امیوں کی خاص فضیلت کی طرف اشارہ ہے۔
② بلکہ قیامت تک آنے والے زمانے میں شامل ہوتے رہیں گے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ
مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٥ قُلْ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٦ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
بِالظّٰلِمِيْنَ ۝٧ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٨ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ ع ٨/١
لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٩

ان لوگوں کی مثال جن پر تورات کا بوجھ ڈالا گیا پھر انھوں نے اس کا بوجھ نہیں اٹھایا① اس گدھے کی سی ہے جو بہت ساری (بڑی بڑی) کتابیں اٹھائے ہوئے ہو، جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا ان کی بہت بری مثال ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتے ﴿۵﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: اے یہودیو! اگر تم لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ سارے لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ تعالیٰ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو، اگر تم سچے ہو ﴿۶﴾ اور ان یہودیوں نے اپنے ہاتھوں (سے کیے ہوئے) جو (برے) اعمال آگے بھیج رکھے ہیں ان کی وجہ سے کبھی بھی اس (موت) کی تمنا نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۷﴾ (اے نبی!) تم (ان کو) کہہ دو کہ: جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ یقیناً تم کو مل کر ہی رہے گی② پھر تم کو اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹایا جائے گا جو ہر چھپی اور کھلی ہوئی باتوں کو جانتے ہیں، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) جو کام تم کرتے ہو تم کو بتلا دیں گے ﴿۸﴾

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دے دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف فوراً چل پڑو③ اور خرید نا بیچنا چھوڑ دیا کرو④ یہ تمھارے لیے اچھی بات ہے اگر تم سمجھو ﴿۹﴾

---

① یعنی تورات کے علوم پر عمل کی ذمے داری ڈالی گئی تھی جو انھوں نے نہیں نبھائی ② [دوسرا ترجمہ] تم کو پکڑ کر ہی رہے گی۔ تیسرا ترجمہ: پہنچ کر ہی رہے گی۔ ③ یعنی خطبہ نماز کے لیے جلدی چلو۔ ④ یعنی دنیوی مشاغل بھی چھوڑ دینے چاہیے۔

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠﴾ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۖ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١﴾ ع

پھر جب (جمعہ کی) نماز پوری ہو جائے تو (اختیار ہے کہ) تم زمین میں پھیل جاؤ (یعنی چلو، پھرو) اور اللہ تعالیٰ کا فضل (حلال روزی) تلاش کرو① اور تم اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرو②؛ تاکہ تم لوگ کامیاب ہو جاؤ ﴿١٠﴾ اور جب کچھ لوگوں نے تجارت یا کوئی کھیل (تماشا) دیکھا تو اس کی طرف دوڑ پڑے اور تم کو کھڑا ہوا چھوڑ دیا (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: (ثواب کی) جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ کھیل (اور تماشا) اور تجارت سے بہت بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ تو رزق دینے والوں میں سب سے اچھے ہیں③ ﴿١١﴾

---

① مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ سے مراد: (١) حلال تجارت کے ذریعے روزی کمانا (٢) حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: اس سے طلب علم مراد ہے (٣) نفل نماز (٤) مریضوں کی عیادت، جنازوں میں شرکت، ایسے دوست کی ملاقات کے لیے جانا جس سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت ہو۔ (از: روضۃ المتقین، شرح ریاض الصالحین، جلد: ٣)

② خصوصی ذکر: خطبہ اور نماز کے بعد عمومی ذکر بھی جاری رہے۔

③ دنیا میں کوئی انسان کسی کے لیے ظاہری رزق کا ذریعہ بنتا ہے، حقیقی رزاق تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

فائدہ: حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے اس آیت سے جمعہ کے متعلق مسلکِ احناف کو ثابت کیا ہے؛ چنانچہ جب حضرت گنگوہیؒ کا رسالہ "اوثق العرى في الجمعة في القرى" آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو ارشاد فرمایا: بھئی! میں زیادہ تو جانتا نہیں؛ لیکن اتنا کہتا ہوں کہ: گاؤں میں جمعہ کا عدمِ جواز قرآنِ مجید سے ثابت ہے، دیکھو! فرمایا گیا ہے: "يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ" اس میں جمعہ کا حکم دیا گیا ہے جس کا معنی ہے: دوڑنا اور لپک کر چلنا۔ سعی کی نوبت وہیں آسکتی ہے جہاں لمبی مسافت طے کرنی ہو، اور گاؤں میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ پھر فرمایا گیا: "وَذَرُوا الْبَيْعَ" یعنی خرید و فروخت چھوڑ دو، معلوم ہوا کہ جمعہ کا حکم ایسی جگہ کے لیے جہاں کوئی بڑا بازار اور منڈی وغیرہ ہو اور لوگ وہاں خرید و فروخت کے معاملات میں بہت زیادہ مصروف و منہمک ہوں، گاؤں میں ایسی مصروفیت کے بازار کہاں؟

آگے فرمایا گیا ہے: "فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ" یعنی بعد نماز زمین میں پھیل کر اپنے ذرائعِ آمدنی و دیگر مشاغل میں مصروف ہونے کا حکم، اس سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ایسے مقام پر اس سلسلے کے مشاغل کثیر تعداد میں اور بہت پھیلے ہوئے ہونے چاہیے۔ (از توضیح السنن شرح آثار السنن ٦١٦/٢)

سُوْرَةُ الْمُنَافِقُوْن

(مدنية)

سورۂ منافقون

یہ سورت مدنی ہے، اس میں گیارہ (۱۱) آیتیں ہیں۔ سورۂ جمعہ یا سورۂ حج کے بعد اور سورۂ مجادلہ سے پہلے ایک سو دو (۱۰۲) یا (۱۰۴) نمبر پر نازل ہوئی۔ قرآنِ مجید کی موجودہ ترتیب میں یہ ۶۳ نمبر کی سورت ہے؛ اس لیے اس کی گیارہ نمبر کی جو آیت ہے اس کو سامنے رکھ کر بعض حضرات نے یہ نکتہ نکالا ہے اس میں ۶۳ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا اشارہ ملتا ہے۔

اس سورت میں منافقین کی بری عادتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ جمعہ کی دوسری رکعت میں سورۂ منافقون کی تلاوت فرماتے تھے۔

منافق آدمی ظاہر میں زبان سے ایمان کا اقرار کرتا ہے، دکھاوے کے لیے کچھ اسلامی اعمال بھی کرلیتا ہے، دل میں اسلام کے خلاف عقیدے رکھتا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے حوالے سے تفسیر معالم العرفان میں ہے:

اعتقادی اور عملی منافقوں کے علاوہ دوسری قسمیں بھی ہیں: (۱) جو اپنے قومی اور خاندانی طور و طریق ہی کو اسلام میں جاری رکھے (۲) جن میں دنیوی لذتوں کا غلبہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت سے وہ لوگ محروم ہوتے ہیں (۳) مال کی لالچ، حسد، کینہ وغیرہ بیماریوں میں رہتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے مناجات میں لطف نہیں (۴) دنیا کمانے میں اس قدر منہمک رہتے ہیں کہ آخرت کی فکر ہی نہیں رہتی (۵) اللہ تعالیٰ کے نبی کی نبوت اور رسالت کے متعلق شکوک اور شبہات (۶) جو اپنی قوم، قبیلے، خاندان کی مدد کو ضروری سمجھتے ہیں؛ چاہے وہ مدد اسلام کے خلاف ہی ہو، وہ لوگ اسلام کے معاملے میں سستی کرتے ہیں۔

آج بھی دنیا ایسے منافقون سے بھری ہوئی ہے۔

آیاتُھا ۱۱	(۶۳) سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِیَّۃٌ (۱۰۴)	رُکُوْعَاتُھَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ
وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱ اِتَّخَذُوْۤا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ
اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ
فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ۝۳ وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) جب منافق لوگ تمھارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ: ہم (اس بات کی) گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ آپ واقعی اس (اللہ تعالیٰ) کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً یہ منافق لوگ جھوٹے ہیں ﴿۱﴾ انھوں نے اپنی قسموں کو (اپنی جان و مال بچانے کے لیے) ڈھال بنا رکھا ہے، پھر وہ (دوسروں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں، جو کام وہ لوگ کر رہے ہیں وہ واقعی بہت برے ہیں ﴿۲﴾ یہ ساری باتیں صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ (شروع میں صرف زبان سے) ایمان لے آئے، پھر وہ کافر ہو گئے؛ لہٰذا ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی جس کے نتیجے میں وہ لوگ (حق بات کو) سمجھتے ہی نہیں ہیں ﴿۳﴾ اور اگر تم ان کو دیکھو تو (ظاہری شان و شوکت کی وجہ سے) ان کے جسم تم کو بہت اچھے لگیں گے ① اور اگر وہ بات کریں تو (نہایت میٹھی اور دل چسپ ہونے کی وجہ سے) تم ان کی باتیں سنتے ہی رہ جاؤ،

---

① عبد اللہ بن ابی اور دوسرے منافقین کا حال یہ تھا کہ ان کا بدن بہت خوب صورت تھا؛ لیکن حقیقی رونق اور نور سے وہ سب خالی تھے۔

كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ
قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝٤ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا
رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝٥ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ
لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ
الْفٰسِقِيْنَ ۝٦ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى
يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝٧

(ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کہ وہ لوگ ایسی لکڑیاں ہیں جو کسی سہارے سے لگا دی گئی ہو① ہر چیخ و پکار کو② وہ اپنے خلاف (خطرہ) سمجھتے ہیں، یہی لوگ (تمھارے) دشمن ہیں؛ لہذا تم ان سے بچتے رہو، اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کریں، وہ (سچے دین کو چھوڑ کر) کہاں اوندھے چلے جا رہے ہیں؟ ﴿۴﴾ اور جب ان (منافقوں) کو کہا جاتا ہے کہ: آؤ! اللہ تعالیٰ کے رسول تمھارے لیے مغفرت کی دعا کریں تو وہ اپنے سروں کو مٹکاتے (یعنی ہلاتے پھراتے) ہیں اور تم ان کو دیکھو گے کہ وہ تکبر کے ساتھ بات ماننے سے رک جاتے ہیں ﴿۵﴾ (اے نبی!) ان کے لیے (دونوں باتیں) برابر ہے، چاہے تم ان کے لیے مغفر کی دعا کرو یا نہ کرو، اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو معاف نہیں کریں گے، یقین رکھو! اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتے ﴿۶﴾ یہی وہ (منافق تو) ہیں جو (ایسا) کہتے ہیں: جو لوگ (یعنی مہاجرین مخلصین) اللہ تعالیٰ کے رسول کے پاس (رہتے) ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو، یہاں تک کہ وہ (خود رسول کے پاس سے) منتشر ہو جائیں؛ حالاں کہ آسمانوں اور زمین کے خزانے تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں؛ لیکن منافق لوگ سمجھتے نہیں ہیں ﴿۷﴾

①[۱] حضور ﷺ کی مجلس میں دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے تھے اس کی طرف اشارہ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ دینی مجالس میں بلا عذر ٹیک لگا کر بیٹھنا بے ادبی ہے [۲] بے فائدہ لکڑی کو چھت یا دیوار میں لگانے کے بجائے دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی کر دی جاتی ہے اس طرح کا حال منافقین کا ہے وہ علم و عمل ایمان سے خالی ہیں۔ مسندۃ: یعنی اس لکڑی میں عقل، حس اور حرکت بھی نہیں؛ چولہے میں جلانے کے لائق ہے۔ ②[دوسرا] ہر اونچی آواز کو (چاہے وہ کسی وجہ سے ہو)

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ
وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۠ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا ع۴
تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْخٰسِرُوْنَ ۝۹ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ
رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ
اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۠ ۝۱۱ ع۲

وہ (منافق) کہتے ہیں: اگر ہم مدینہ واپس لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا ① حالاں کہ عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اس (اللہ تعالیٰ) کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے؛ لیکن منافق لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿۸﴾

اے ایمان والو! تم کو نہ تو تمھارے مال اور نہ تمھاری اولاد اللہ تعالیٰ کی یاد (اور اطاعت) سے غافل کر دیوے اور جو ایسا کرے گا تو وہی لوگ سخت نقصان میں رہیں گے ﴿۹﴾ اور جو رزق ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے (اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق) خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو وہ (موت کے آثار کو دیکھ کر) کہنے لگے: اے میرے رب! آپ نے مجھے تھوڑے دنوں کی مہلت کیوں نہیں دی کہ ② میں خوب صدقہ کرتا اور میں نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا؟ ﴿۱۰﴾ اور کسی بھی نفس (یعنی جاندار) کا مقرر وقت جب آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی پوری خبر رکھتے ہیں ﴿۱۱﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] طاقت والا کمزور کو نکال دے گا۔ یعنی ان کے زعم میں ہم مدینہ والے عزت اور زور والے ہیں، ہم ان پردیسی ذلیل کمزور مکہ کے لوگوں کو مدینہ سے نکال دیں گے، اس طرح کے منافقانہ، وطنی، علاقائی تعصبات سے آج امتِ مسلمہ کی اللہ تعالیٰ ہی حفاظت فرماوے۔

② زندگی میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے رہو؛ تاکہ موت کے وقت حسرت نہ رہے۔

سُوْرَةُ التَّغَابُن

(مدنية)

سورۂ تغابن

یہ سورت مکی ہے، اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ مدنی ہے، اس میں اٹھارہ (۱۸) آیتیں ہیں۔
سورۂ جمعہ یا سورۂ تحریم کے بعد اور سورۂ صف سے پہلے ستتر (۷۷) یا (۱۰۸) نمبر پر نازل ہوئی۔
ہار جیت کو عربی میں تغابن کہتے ہیں اور قیامت کے دن اہلِ ایمان کی جیت ہوگی اور وہ جنت میں چلے جائیں گے اور کافروں کی ہار ہوگی اور وہ جہنم میں چلے جائیں گے۔
تغابن کا ایک معنیٰ آتا ہے ''ایک دوسرے سے بازی لے جانا'' اور قیامت کے دن ہر ایک کو یہی تمنا ہوگی کہ میں دوسرے سے بازی لے جاؤں اور میری جیت ہو جائے۔

آیاتُها ۱۸ — (۶۴) سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۸) — رُکوعاتُها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ۝۱ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۲
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۳
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۴ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۵

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

آسمانوں میں جو کوئی (مخلوق) ہے اور زمین میں جو کوئی (مخلوق) ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے، حکومت ان ہی کی ہے اور تمام تعریفیں ان ہی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں ﴿۱﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جنھوں نے تم کو پیدا کیا تو تم میں سے کوئی کافر ہے اور تم میں سے کوئی ایمان والا ہے اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح دیکھتے ہیں ﴿۲﴾ اس (اللہ تعالیٰ) نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر پیدا کیا اور اسی نے تمھاری صورتیں بنائیں، سو تمھاری بہترین صورتیں بنائی اور انہی کی طرف (سب کو) واپس پھر کر جانا ہے ﴿۳﴾ آسمانوں میں اور زمین میں جو کوئی ہے وہ (اللہ تعالیٰ) اس کو جانتے ہیں اور جو کام تم چھپ کر کرتے ہو اور جو تم کھلم کھلا کرتے ہو وہ (اللہ تعالیٰ) اس کو جانتے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) تو دلوں کی باتوں کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۴﴾ کیا تم لوگوں کو ان لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے کافر ہو چکے ہیں، پھر انھوں نے اپنے کاموں کا وبال (دنیا میں بھی) چکھا اور ان کو (آخرت میں) دردناک عذاب ہونے والا ہے ﴿۵﴾

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ؗ فَكَفَرُوْا

وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ

بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ

وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ

الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

یہ (دنیا آخرت کی سزا) اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آتے رہے تو وہ کہتے تھے کہ: کیا (ہمارے جیسے) انسان ہماری رہنمائی کریں گے؟ غرض انھوں نے کفر کیا اور انھوں نے (ایمان سے) منہ پھرا لیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی (ان کی) کچھ پروا نہیں کی① اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں، سب تعریفوں والے ہیں ﴿٦﴾ جن لوگوں نے کفر اپنایا ہے وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو کبھی دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا، تم کہہ دو: کیوں نہیں؟ قسم ہے میرے رب کی! تم کو ضرور دوبارہ زندہ کیا جائے گا، پھر تم نے جو کچھ کیا تھا وہ تم کو ضرور بتا دیا جائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے ﴿٧﴾ سو تم اللہ تعالیٰ پر اور اس (اللہ) کے رسول پر اور اس نور (یعنی قرآن) پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی پوری خبر رکھتے ہیں ﴿٨﴾ اس (قیامت کے) دن کو (یاد کرو) جس جمع ہونے کے دن میں اللہ تعالیٰ تم سب کو جمع کریں گے، یہ (ایمان والوں کے لیے) نفع اور (کافروں کے لیے) نقصان ظاہر ہونے کا دن ہوگا② اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور نیک کام کرتا ہے وہ (اللہ تعالیٰ) اس سے اس کے گناہ کو دور کر دیں گے اور اس کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے ﴿٩﴾

---

① یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی بے طلبی کی وجہ سے نظرِ رحمت اٹھالی۔

② [دوسرا ترجمہ] یہ (ایمان والوں کے لیے) جیت اور (کافروں کی) ہار کا دن ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۰﴾ ع ۱
مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا
وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری (یعنی قرآن کی) آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ آگ (میں جانے) والے ہیں، اس میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بہت بری جگہ (پہنچنے کی) ہے ﴿۱۰﴾

کوئی بھی مصیبت اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر آیا نہیں کرتی اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس کے دل کو صحیح راستہ دکھاتے ہیں ① اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۱۱﴾ اور تم اللہ تعالیٰ کی بات مانو اور رسول (محمد ﷺ) کی بات مانو، پھر اگر تم (اطاعت سے) منہ پھراؤ گے تو ہمارے رسول کی ذمے داری تو صرف صاف صاف (بات) پہنچا دینا ہے ﴿۱۲﴾ اللہ تعالیٰ وہ ہیں کہ ان کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور ایمان والوں کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ﴿۱۳﴾ اے ایمان والو! تمھاری بیویوں اور تمھاری اولاد میں سے کچھ تمھارے دشمن ہیں ② سو تم ان (کی شریعت کے خلاف بات ماننے) سے بچتے رہو ③ اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور (زبان اور دل سے ان کو) بخش دو ④ تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۴﴾

---

① مطلب: مصیبت پہنچے تو اللہ کی طرف سے ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے، اور بندہ یہ سمجھتا ہے کہ جو مصیبت مقدر ہے وہ ٹل نہیں سکتی اور جو مقدر میں نہیں ہے وہ آ نہیں سکتی، اسی طرح اطاعت اور بھلائی کے کام کی رہنمائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کی ہوتی ہے۔

② یعنی جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام تم سے کرواتے ہیں۔

③ اولاد و بیوی پر بے جا غصہ ہونے سے گھریلو نظام درہم برہم ہو جائے گا؛ البتہ ان سے احتیاط رکھنا بہت ضروری ہے، ان کی بے دینی سے بے فکر نہ ہو، ان کی بات مان کر دین کے خاطر ہجرت کو نہ چھوڑو اور ان کی شرارت سے غافل نہ رہو۔ =

إِنَّمَآ أَمۡوَٰلُكُمۡ وَأَوۡلَٰدُكُمۡ فِتۡنَةٞۚ وَٱللَّهُ عِندَهُۥٓ أَجۡرٌ عَظِيمٞ ۝١٥ فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ مَا
ٱسۡتَطَعۡتُمۡ وَٱسۡمَعُواْ وَأَطِيعُواْ وَأَنفِقُواْ خَيۡرٗا لِّأَنفُسِكُمۡۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفۡسِهِۦ
فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ۝١٦ إِن تُقۡرِضُواْ ٱللَّهَ قَرۡضًا حَسَنٗا يُضَٰعِفۡهُ لَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ
لَكُمۡۚ وَٱللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ۝١٧ عَٰلِمُ ٱلۡغَيۡبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ۝١٨ ع ۲/۱۸

یقیناً تمھارے مال اور تمھاری اولاد (تمھارے لیے) ایک آزمائش ہے① اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بڑا ثواب ہے ﴿۱۵﴾ سو تم سے جتنا ہو سکے اتنا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو② اور تم (شریعت کے احکام) سنو اور مانو اور (اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق) خرچ کرتے رہو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے اور جو لوگ اپنے نفس کی لالچ (یعنی بخیلی) سے بچا لیے گئے بس وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں③ ﴿۱۶﴾ اگر تم اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض دو گے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس (کے ثواب) کو تمھارے لیے کئی گنا بڑھا دیں گے اور تم کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ تو بہت قدر کرتے ہیں④ (اور) حلیم ہے⑤ ﴿۱۷﴾ ہر چھپی اور کھلی چیز کے جاننے والے ہیں، بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۸﴾

= ⑥ نافرمانی چھوڑ کر دین پر عمل کرنے لگیں اور اللہ سے بھی معافی مانگ لیں اور تم سے بھی معافی مانگیں تو معاف کر دیا کرو، بیوی اور اولاد پر بے جا غصہ کرتے رہنے سے گھر کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

اس صفحے کا حاشیہ:

① یعنی مال اور اولاد کی خاطر اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرنے میں کمی کوتاہی کرتے ہو یا مکمل دین پر چلتے ہو؟

② تقویٰ انسان کے بس کی بات ہے، قابو سے باہر کی بات ہے نہیں، ظاہر ہے کہ تقویٰ کا مفہوم یعنی حرام سے بچنا کوئی مشکل کام نہیں اللھم وفقنا۔③ (دوسرا ترجمہ:) جو لوگ خود غرضی سے بچائے گئے وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

نوٹ: خود غرضی کا علاج یہ ہے کہ آدمی اپنے لیے جو پسند کرے وہی دوسرے مسلمان کے لیے بھی پسند کرے۔

④ بندہ کمزور ہے؛ اس لیے اس کے نیک اعمال میں کمی کوتاہیاں رہ جاتی ہیں، پھر بھی اللہ تعالیٰ بندوں کے نیک اعمال قبول فرما کر اپنی رضا اور اجر سے نوازتے ہیں اور مزید کی توفیق عطا فرماتے ہیں، یہ کتنی بڑی قدر دانی ہوئی، کوئی انسان دوسرے انسان کی صحیح قدر کر ہی نہیں سکتا؛ چوں کہ انسان کی قدر دانی جس شکل میں بھی ہوگی وہ فانی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو قدر دانی ہے وہ دائمی ہے۔ اور یہ بھی بڑی قدر دانی ہے کہ تھوڑے سے عمل پر بہت بڑا ثواب دیتے ہیں۔

⑤ یعنی گناہ پر فوری سزا نہیں دیتے۔ حلیم: جو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتے چاہے کتنا بڑا گناہ کیوں نہ ہو جائے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ لمبی مہلت دیتے ہیں؛ تاکہ بندہ احسان مان کر توبہ کر لیوے۔

سُوْرَةُ الطَّلَاق

(مدنية)

سورۂ طلاق

یہ سورت مدنی ہے، اس میں بارہ (۱۲) آیتیں ہیں۔ سورۂ انسان کے بعد اور سورۂ بینہ سے پہلے بیانوے (۹۲) یا چھیانوے (۹۶) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں طلاق کے احکام کو اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اس سورت کا دوسرا نام ''نساء صغریٰ'' بھی ہے، اس میں عورت کے خرچے، رہائش، عدت وغیرہ کے احکام کا ذکر کیا گیا ہے۔

نکاح کے بندھن سے عورت باہر آجائے اسے طلاق کہتے ہیں۔

آیاتها ۱۲ | (۶۵) سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ (۹۹) | رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ
وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ
يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝۱ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ
بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اے نبی! (مسلمانوں کو بتلادو) جب تم (اپنی) بیویوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو ان عورتوں کو ان کی عدت کے وقت (سے پہلے پاکی کے زمانے میں) طلاق دو اور (طلاق کے بعد) عدت کو گنتے رہو اور (طلاق کے بعد) تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو تمھارے رب ہیں، تم ان (طلاق دی ہوئی عورتوں) کو ان کے (رہنے کے) گھروں سے (عدت ختم ہونے تک) مت نکالو اور وہ عورتیں خود بھی نکل نہ جائیں؛ الا یہ کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا کام کریں (تو اس کو گھر سے روانہ کرسکتے ہو)① اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے بڑھا تو پکی بات ہے کہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا، تم نہیں جانتے کہ اس (طلاق دینے) کے بعد شاید اللہ تعالیٰ کوئی نئی شکل بنا دیوے②(۱) پھر جب وہ (طلاق دی ہوئی) عورتیں اپنی عدت کو (پوری کرنے کے قریب) پہنچے تو ان کو اچھے طریقے سے (اپنے نکاح میں) روکے رکھو یا ان کو اچھے طریقے سے الگ کردو اور اپنے (یعنی مسلمان) میں سے دو معتبر شخص کو گواہ بنالو اور خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ٹھیک ٹھیک گواہی دو،

①[۱] چوری، زنا اس طرح کا کوئی کام کریں [۲] بدزبانی کی وجہ سے ہر وقت جھگڑا ہی کرتی رہتی ہے، ایسی مجبوری میں روانہ کرسکتے ہیں۔ ② یعنی ندامت ہو اور مرد و عورت شرعی طریقے سے پھر سے ساتھ ہو جانے کا ارادہ کرلیوے۔

ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ
مَخْرَجًا ۙ﴿٢﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿٣﴾ وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ
نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ
اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ﴿٤﴾ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ
اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ﴿٥﴾ اَسْكِنُوْهُنَّ
مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ

یہ وہ باتیں ہیں جس کی نصیحت اس شخص کو کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اور جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس کے لیے (مشکلوں سے نکلنے کا) کوئی راستہ بنا ہی دیتے ہیں ﴿۲﴾ اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہنچاتے ہیں جہاں سے اس کو خیال بھی نہیں ہوتا اور جو آدمی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس (کا کام بنانے) کے لیے کافی ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اپنا کام (جس طرح چاہتے ہیں) پورا کر کے ہی رہتے ہیں، پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے ﴿۳﴾ اور جو تمھاری عورتیں حیض آنے سے ناامید ہو گئی ہوں (اور ایسی عورتوں کی عدت کے بارے میں) اگر تم کو شک ہو جاوے تو ان کی عدت تین مہینے ہیں اور جن (عورتوں) کو (عمر کم ہونے کی وجہ سے) حیض آنا شروع بھی نہیں ہوا ان کی عدت بھی (تین مہینے ہیں) اور جن عورتوں کے پیٹ میں حمل ہے ان کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن لیویں اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس کے لیے اس کے کام میں آسانی پیدا کر دیتے ہیں ﴿۴﴾ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمھاری طرف اتارا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس سے اس کے گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اس کو بڑا ثواب دیں گے ﴿۵﴾ تم ان (طلاق دی ہوئی) عورتوں کو (عدت کے زمانے میں) اپنی حیثیت کے مطابق جس جگہ تم رہتے ہو اسی جگہ رکھو① اور تم ان عورتوں کو تنگ کرنے کے لیے تکلیف مت پہنچاؤ،

① یعنی مکان کے ایک حصے میں پردے کے اہتمام کے ساتھ عدت کے دنوں میں رکھو۔

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ
فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ
اُخْرٰى ۝۶ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ
ع ۱۷ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝۷ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ
عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸

اور اگر وہ (طلاق دی ہوئی) عورتیں حاملہ ہیں تو اپنے پیٹ کا بچہ جنے وہاں تک ان کو خرچہ دیتے رہو، پھر اگر وہ (طلاق دی ہوئی) عورتیں تمھارے کہنے سے (بچے کو) دودھ پلاویں تو ان کو ان کی اجرت (یعنی دودھ پلانے کا بدلہ) ادا کرو اور (اجرت طے کرنے کے لیے) آپس میں مناسب طریقے سے مشورہ کرلیا کرو① اور اگر تم دونوں آپس میں ایک دوسرے کے لیے مشکلیں پیدا کروگے تو (شوہر کے کہنے سے) کوئی دوسری عورت اس (بچے) کو دودھ پلائے گی ﴿۶﴾ مالی وسعت والا اپنی گنجائش کے مطابق خرچہ دیوے اور جس شخص پر اس کی روزی تنگ کردی گئی ہو② تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس کو دیا ہے اس میں سے خرچہ دیوے، اللہ تعالیٰ نے جس کو جتنا دیا ہے اس کو اس سے زیادہ تکلیف (یعنی بوجھ) نہیں دیتے، مشکلی کے بعد عنقریب اللہ تعالیٰ آسانی (بھی) پیدا کردیں گے ﴿۷﴾

اور بہت سی بستیاں (یعنی وہاں کے لوگ) اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے (شرارت کے ساتھ) نکل گئیں، سو ہم ان سے سخت حساب لیں گے③ اور ہم ان کو ایسا عذاب دیں گے جو کبھی دیکھنے میں نہ آیا ہو ﴿۸﴾

①(دوسرا ترجمہ) دودھ پلانے کا معاملہ آپس میں مشورہ سے طے کرو۔
②[دوسرا ترجمہ] جس شخص کو اس کی روزی ناپ کر ملتی ہو۔
③حساب سے مراد: [۱] جس طرح حساب کتاب کے بعد مجرم کی سزا طے کردی جاتی ہے اس طرح ان کی سزا متعین کردی گئی [۲] آخرت میں ان سے سخت حساب لینا طے کردیا گیا [۳] حساب اور عذاب سے دنیوی سزا اور آخرت کا عذاب دونوں مراد ہوسکتے ہیں۔

فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ﴿۹﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۚۛ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿۱۰﴾ رَّسُوْلًا
يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ
سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾

غرض انھوں نے اپنے (بُرے) کاموں کا وبال چکھا اور ان کے کاموں کا انجام نقصان ہی نقصان ہوا ﴿۹﴾ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کیا ہے تو اے عقل والو! جو ایمان لا چکے ہو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر نصیحت اتاری ہے ﴿۱۰﴾ یعنی (قرآن کی شکل میں نصیحت لے کر کے اللہ تعالیٰ نے) رسول (بھیجے ہیں) جو تم کو (اللہ تعالیٰ کے احکام) کھول کھول کر بتلانے والی اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں؛ تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان کو (کفر کی) اندھیریوں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی کی طرف لے آویں اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور نیک کام کرتا ہے وہ (اللہ تعالیٰ) اس کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، پکی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بہترین روزی طے کردی ہے ﴿۱۱﴾ اللہ تعالیٰ تو وہ (قدرت والے) ہیں جنھوں نے سات آسمان پیدا کیے اور زمین بھی انہی (آسمانوں) کی طرح (سات پیدا کی، اللہ تعالیٰ کا تشریعی اور تکوینی) حکم ① ان (آسمانوں اور زمین) کے درمیان اترتا رہتا ہے؛ تاکہ تم کو معلوم ہو جاوے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کرلیا ہے۔ ﴿۱۲﴾

① امر سے مراد وحی بھی لیا ہے۔ [۱] یعنی آسمان زمین ہر جگہ ضرورت کے مطابق وحی کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا امر وحی کے واسطے سے اترتا ہے [۲] ساتویں آسمان سے لے کر سب سے نیچے ساتویں زمین تک اللہ تعالیٰ کا حکم جاری ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ التَّحْرِيْم

(مدنية)

سورۂ تحریم

یہ سورت مدنی ہے، اس میں بارہ (۱۲) آیتیں ہیں۔ سورۂ حجرات کے بعد اور سورۂ جمعہ سے پہلے ایک سو پانچ (۱۰۵) یا (۱۰۷) نمبر پر نازل ہوئی۔

ایک مباح چیز جیسے کہ شہد کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا واقعہ اس سورت میں موجود ہے۔

تحریم کا معنیٰ آتا ہے کسی چیز کو حرام قرار دینا یا کسی چیز پر حرام ہونے کا حکم لگانا۔

اس سورت کا دوسرا نام ''سورۃ النبی ﷺ'' بھی ہے، سورت کی شروعات ہی یاایھاالنبی کے پیار بھرے خطاب سے ہوئی ہے۔

اٰیَاتُهَا ۱۲ | (۶۶) سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۷) | رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

رَّحِيْمٌ ۝۱ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

الْحَكِيْمُ ۝۲ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ

عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ

قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۳

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اے نبی! جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے حلال کی ہیں تم اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنے کے لیے (قسم کھا کر) ان کو کیوں حرام کرتے ہو؟ اور اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے بہت رحم کرنے والے ہیں ﴿۱﴾ پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے تمھاری قسموں (کی پابندی) سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے[1] اور اللہ تعالیٰ تمھارے کام بنانے والے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ ہر کام کو) پوری طرح جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۲﴾ اور (وہ واقعہ بھی یاد کرو) جب نبی نے اپنی کسی بیوی (یعنی حفصہ) کو (راز کے طور پر) چپکے سے ایک بات کہی تھی، پھر جب وہ بات اس بیوی نے (کسی دوسری بیوی یعنی عائشہؓ کو) بتلا دی اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کی اس (نبی) کو خبر دی تو اس (نبی) نے (اس راز کو ظاہر کرنے والی بیوی کو) کچھ بات جتلا دی اور کچھ بات نظر انداز کر دی (یعنی نہیں بتلائی) پھر جب اس (نبی) نے اس (راز ظاہر کرنے والی) بیوی کو (کچھ) بات بتلا دی تو وہ (تعجب سے) کہنے لگی کہ: آپ کو یہ بات کس نے بتلا دی؟ تو اس (نبی) نے کہا کہ: مجھے تو (اس اللہ تعالیٰ نے جو) بڑے جاننے والے، بڑی خبر رکھنے والے نے اطلاع دی ﴿۳﴾

---

① یعنی نامناسب قسم پر کفارہ ادا کرو اور قسم کی پابندی سے نکل جاؤ۔

إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۚ وَإِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيلُ
وَصٰلِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيرٌ ﴿٤﴾ عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ
أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ
وَأَبْكَارًا ﴿٥﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا قُوٓا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ
عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦﴾
يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧﴾ ع ١٩

(اے نبی کی دونوں بیویاں!) اگر تم اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرلو (تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے) کہ تم دونوں کے دل اس کی طرف مائل ہو ہی گئے ہیں① اور اگر تم دونوں نے اس (نبی) کے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد کی تو (یادرکھنا کہ) یقیناً اللہ تعالیٰ اس (نبی) کا ساتھ دینے والے ہیں اور جبرئیل اور نیک ایمان والے بھی (ساتھ دینے والے ہیں) اور ان کے علاوہ فرشتے بھی مدد کرنے والے ہیں ﴿۴﴾ اگر وہ (نبی) تم سب بیویوں کو طلاق دے دیویں تو ان کے رب بہت جلدی تمھارے بدلے تم سے بہتر بیویاں ان کو دے دیں گے کہ جو مسلمان، ایمان والیاں، اطاعت کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزے رکھنے والیاں، پہلے شادی کر چکی ہوں ایسی اور کنواریاں ہوں ﴿۵﴾ اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ کہ اس (آگ) کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس (آگ) پر مزاج کے سخت②، بہت زور والے فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے کسی حکم میں ان کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو دیا جاتا ہے وہی کام کرتے ہیں ﴿۶﴾ (قیامت کے دن کہا جاوے گا) اے کفر والو! آج تم کوئی بہانے مت کرو③ یقیناً جو کام تم کرتے تھے اس کا بدلہ تم کو دیا ہی جائے گا ﴿۷﴾

---

① [۱] تم دونوں کے دل توبہ کی طرف مائل ہو گئے ہیں؛ اس لیے توبہ کرلو [۲] نبی کا راز بتلا دینا نامناسب تھا اس نامناسب بات کی طرف تمھارے دل مائل ہو گئے ہیں۔② غلاظ: ان کے بدن اور دل انتہائی سخت ہے، نرمی کا نام ونشان نہیں۔ شداد: سختی ایسی کہ فرشتہ ایک مرتبہ میں ستر ہزار کافروں کو جہنم میں ڈال دے گا۔③ [دوسرا ترجمہ] آج کے دن تم کوئی عذر مت پیش کرو۔ یہ خطاب جس میں اہانت ہے قرآن میں دو جگہ خاص انداز ہے: ایک یہاں اور دوسرا سورۂ کافرون میں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ
سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا
نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۸﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ
وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۹﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ
كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی (یعنی صاف دل سے) توبہ کرو، امید ہے کہ تمھارے رب تم سے تمھاری برائیاں (یعنی گناہ) دور کر دیویں (یعنی معاف کر دیویں) اور تم کو ایسے باغیچوں میں داخل کر دیویں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، اس دن اللہ تعالیٰ نبی اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو رسوا نہیں کریں گے، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کی داہنی طرف (تیزی سے) دوڑ رہا ہوگا، وہ (یوں) دعا کرتے ہوں گے کہ: اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارے نور کو پورا کر دیجیے① اور ہم کو معاف کر دیجیے② یقیناً آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۸﴾ اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ تو جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے ﴿۹﴾ اللہ تعالیٰ نے کافروں (کی عبرت) کے لیے نوح کی بیوی کی اور لوط کی بیوی کی حالت بیان فرمائی ہے، یہ دونوں (بیویاں) ہمارے بندوں میں سے دو خاص نیک بندوں کے نکاح میں تھیں،

---

① یعنی پورے پل صراط پر نور باقی رہے، راستے میں بجھ نہ جاوے۔
② اپنی کمی کا اعتراف کرنا نجات کی دلیل ہے۔

فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ⑩
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا
فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ⑪ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ
عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا
وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ⑫ ع

پھر دونوں بیویوں نے ان دونوں (شوہروں) کے ساتھ بے وفائی کی① تو وہ دونوں (نیک بندے) اللہ تعالیٰ (کے عذاب) کے مقابلے میں ان دونوں (بیویوں) کو کچھ بھی کام نہیں آسکے اور (ان عورتوں کو) حکم دیا گیا کہ (دوسرے آگ میں) جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی آگ میں داخل ہو جاؤ② ﴿۱۰﴾ اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں (کی تسلی) کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی، جب اس عورت نے دعا کی: اے میرے رب! میرے لیے جنت میں آپ اپنے قریب ایک گھر بنا دیجیے③ اور مجھے فرعون اور اس کے (برے) کام سے نجات دیجیے اور مجھے ظالم قوم سے نجات عطا فرمایئے④ ﴿۱۱﴾ اور (اسی طرح) عمران کی بیٹی مریم (کی مثال بیان فرمائی) جس نے اپنی شرمگاہ کی (حلال و حرام سے) حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی⑤ اور مریم نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کا یقین رکھا تھا⑥ اور وہ بندگی کرنے والوں میں تھی⑦ ﴿۱۲﴾

---

① فخانتاهما: یہ خیانت اور نفاق دین کے معاملے میں تھا، فراش کے معاملے میں نہیں تھا۔
② حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کا تفصیلی واقعہ بندے کی کتاب ”قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات، جلد: ۱“ میں ملاحظہ کیجیے۔
③ پہلے اللہ تعالیٰ کے قرب کا سوال کیا، پھر جنت مانگی، کیسی عشقِ الٰہی والی عورت تھی۔ اللھم ارزقنا بفضلک۔
④ حضرت آسیہ کا مفصل قصہ کتاب ”قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات، جلد: ۲“ میں ملاحظہ کیجیے۔
⑤ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کے گریبان میں روح پھونک دی جس کے نتیجہ میں وہ حاملہ ہوگئی۔
⑥ [دوسرا] اللہ تعالیٰ کی باتوں کو سچا جانا یعنی مانا اور یہ سچا ہے ایسا دوسروں کو بھی بتایا۔
⑦ حضرت مریم کا مفصل قصہ ”قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات، جلد: ۲“ میں ملاحظہ کیجیے۔

سُوْرَةُ الْمُلْك

(مكية)

سورۂ ملک

یہ سورت مکی ہے، حسن بصریؒ اس کو مدنی قرار دیتے ہیں، اس میں تیس (٣٠) آیتیں ہیں۔
سورۂ طور کے بعد اور سورۂ حاقہ سے پہلے ستتر (٧٧) نمبر پر نازل ہوئی۔
سورت کے شروع ہی میں اللہ تعالیٰ کی عظیم سلطنت اور حکمرانی کا تذکرہ ہے۔
اس سورت کا دوسرا نام "تبارک" بھی ہے، سورت کی شروعات اللہ تعالیٰ کی عظمت اور برکت والا ہونے کے تذکرے سے ہو رہی ہے۔
اس کا تیسرا نام "مانعہ" ہے؛ یعنی اپنے پڑھنے والے سے عذاب کو روکنے والی۔
چوتھا نام "دافعہ" ہے؛ یعنی عذاب کو دفع کرنے والی۔
پانچواں نام "واقیہ" ہے؛ یعنی عذاب سے بچانے والی۔
چھٹا نام "منجیہ" ہے؛ یعنی دنیا میں گمراہی اور آخرت میں عذاب سے نجات کا ذریعہ۔
حضرت نبیٔ کریم ﷺ رات کو سوتے وقت اس کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت نبیٔ کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: میرا دل چاہتا ہے کہ یہ سورت میری امت کے ہر شخص کے دل میں محفوظ ہو؛ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس کو زبانی یاد کرلیوے۔

آیاتُھا ٣٠ | (٦٧) سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ (٧٧) | رُکُوْعَاتُھا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۨ ۝١ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ
لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝٢ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝٣
ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝٤

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

بہت بڑی شان اس (اللہ تعالیٰ) کی ہے① جن کے قبضے میں (پوری) حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿١﴾ جنھوں نے موت اور حیات② کو اس لیے پیدا کیا تاکہ وہ تم کو آزمائے کہ کون تم میں سے زیادہ اچھا عمل کرتا ہے③؟ اور وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے زبردست، بڑے معاف کرنے والے ہیں ﴿٢﴾ جس (اللہ تعالیٰ) نے ایک پر ایک (فاصلے سے) سات آسمان پیدا کیے ہیں، تم رحمن کی تخلیق میں کوئی تفاوت نہیں دیکھو گے④۔ اب پھر نظر دوڑا کر دیکھو! کیا کہیں تم کو پھٹا ہوا نظر آتا ہے؟ ﴿٣﴾ پھر بار بار نظر ڈال کر کے دیکھو!⑤ (تو نتیجہ یہ ہوگا کہ) نظر تھک ہار کر تمھارے پاس ناکام واپس آئے گی⑥ ﴿٤﴾

① مبارک ایسی ذات کو کہتے ہیں جن میں ہمیشہ خیر کا صدور پایا جائے۔
② (١) موت کو مقدم کرنے کی حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ موت ہر وقت سامنے رہتی ہے یا رہنی چاہیے (٢) بعض حضرات نے موت سے جب انسان منی کے نطفے کی شکل میں تھا اس کو مراد لیا ہے، اور حیات سے دنیوی زندگی مراد لی ہے (٣) بعض نے موت سے دنیا کی موت اور حیات سے آخرت کی حیات مراد لی ہے۔
③ ایک مطلب یہ بھی ہے کہ کون اللہ کی زیادہ اطاعت کرنے والا ہے۔ اسی طرح حرام سے پرہیز اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہر وقت مستعد رہنا، یہ حسنِ عمل ہے۔
④ تفاوت یعنی بے ضابطگی کہیں نظر نہیں آئے گی۔ ⑤ [دوسرا ترجمہ] پھر دو دو بار نظر پھرا پھرا کر دیکھو۔
⑥ کرتین یہاں پر تثنیہ عدد کے لیے نہیں ہے؛ بلکہ تکرار کے لیے ہے، یعنی آسمان کی طرف بار بار دیکھو۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ
عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝٥ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٦ اِذَآ
اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا
فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝٨ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا
وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝٩ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ
نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝١٠ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝١١

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے دنیا سے نظر آنے والے آسمان کو چراغوں سے سجا رکھا ہے[1] اور ہم نے ان کو شیطان کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے اور ہم نے ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۵﴾ اور جو لوگ اپنے رب کا انکار کرتے ہیں ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے ﴿۶﴾ جب وہ (کافر) اس (جہنم کی آگ) میں ڈالے جائیں گے تو اس کی خوفناک آواز سنیں گے، اور وہ (جہنم) جوش مارتی ہوگی ﴿۷﴾ ایسا لگتا ہوگا کہ وہ غصے کی وجہ سے (ابھی) پھٹ پڑے گی، جب بھی اس میں (نافرمانوں کی) کسی فوج کو پھینکا جائے گا تو اس (جہنم) کے حفاظت کے فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ: کیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) آیا نہیں تھا؟ ﴿۸﴾ تو وہ (نافرمان) جواب دیں گے کہ کیوں نہیں؟ (ہاں) بیشک ڈرانے والے پیغمبر ہمارے پاس آئے تھے؛ مگر ہم نے تو جھٹلا دیا تھا اور ہم نے کہا تھا: اللہ تعالیٰ نے (دین اور شریعت جیسی) کوئی چیز نہیں اتاری، تم لوگ تو بڑی بھاری گمراہی میں پڑے ہوئے ہو ﴿۹﴾ اور کافر لوگ (یہ بھی) کہیں گے کہ: اگر (دنیا میں) ہم سن لیا کرتے یا سمجھ سے کام لیا کرتے تو ہم جہنم کی آگ والوں میں سے نہ ہوتے ﴿۱۰﴾ اس طرح وہ خود اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے، سو (اے) جہنم والو! تم (اللہ تعالیٰ کی) رحمت سے دور ہو جاؤ ﴿۱۱﴾

---

[1] [دوسرا ترجمہ] چراغوں سے رونق دی ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١٢﴾ وَأَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ أَوِ
اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ إِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١٣﴾ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ
الْخَبِيْرُ ﴿١٤﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ ع ١٤
رِّزْقِهٖ ۭ وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿١٥﴾ ءَأَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ أَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ
تَمُوْرُ ﴿١٦﴾ أَمْ أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ أَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۭ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ
نَذِيْرِ ﴿١٧﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿١٨﴾

(ان کے برخلاف) جو لوگ اپنے رب سے غائبانہ (دیکھے بغیر) ڈرتے ہیں ان کے لیے مغفرت ہے اور بہت بڑا اجر ہے ﴿۱۲﴾ اور تم اپنی بات چھپا کر کرو یا زور سے کرو (اللہ تعالیٰ سب باتوں کو جانتے ہیں؛ اس لیے کہ) وہ تو سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿۱۳﴾ کیا جس نے پیدا کیا وہ اپنی مخلوق کو جانتا نہیں؟ اور وہی (اللہ تعالیٰ تو) باریکی سے دیکھنے والے① سب خبر رکھنے والے ہیں ﴿۱۴﴾

وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جنھوں نے تمھارے (نفع کے) لیے زمین کو نیچے کر دیا②؛ تاکہ تم اس کے کندھوں پر چلو پھرو③ اور تم اس کا رزق کھاؤ، اور دوبارہ زندہ ہو کر ان ہی کے پاس جانا ہے ﴿۱۵﴾ کیا آسمان والے (یعنی اللہ تعالیٰ) سے تم نڈر (یعنی بے خوف) ہو گئے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دیوے، پھر وہ (زمین) ایک دم لرزنے (یعنی تھرتھرانے) لگے ﴿۱۶﴾ کیا تم آسمان والے (اللہ تعالیٰ) سے بے خوف ہو کر بیٹھے ہو کہ وہ تمھارے پر پتھر برسانے والی آندھی بھیج دیوے، پھر عنقریب تم کو پتہ چل جائے گا کہ میرا (عذاب سے) ڈرانا کیسا تھا؟ ﴿۱۷﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ان (مکہ والوں) سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلانے کا کام کیا تھا، سو میرے انکار کا انجام کیسا رہا؟ ﴿۱۸﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] بھید کو جاننے والے۔

② دوسرا ترجمہ: مسخر، ماتحت کر دیا۔

③ یعنی اس کے اطراف و جوانب میں چلو پھرو۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۛؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ إِنَّهٗ
بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾ أَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ إِنِ
الْكٰفِرُوْنَ إِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ۚ ﴿۲۰﴾ أَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ
عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ أَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ أَهْدٰٓى أَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ أَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْـِٕدَةَ ؕ
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾

اور کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر (اڑتے ہوئے) پرندوں کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھا جو پروں کو پھیلائے ہوئے (اڑتے پھرتے) ہیں اور (کبھی پر) سمیٹ بھی لیتے ہیں، ان کو رحمن کے سوا کوئی تھامے (روکے) ہوئے نہیں ہے[1] یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) ہر چیز کو پوری طرح دیکھتے ہیں ﴿۱۹﴾ بھلا اللہ رحمن کے سوا وہ کون ہے جو لشکر بن کر (آفتوں میں) تمھاری مدد کرے؟ کافر لوگ تو (اپنے معبودوں کے متعلق) سراسر دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں ﴿۲۰﴾ اگر وہ (اللہ) اپنا رزق بند کر دیوے تو بھلا وہ کون ہے جو تم کو روزی عطا کر سکے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ (کافر) شرارت اور نفرت پر اڑے ہوئے ہیں ﴿۲۱﴾ کیا جو (کافر) شخص اپنے منہ کے بل اوندھا چل رہا ہو وہ زیادہ ہدایت پر ہوگا یا وہ (مسلمان) شخص جو (اسلام کے) سیدھے راستے پر برابر چل رہا ہو[2] ﴿۲۲﴾ (اے نبی!) تم کہو: وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جنھوں نے تم کو پیدا کیا اور تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیئے ہیں (پھر بھی) تم لوگ بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہو ﴿۲۳﴾ (اے نبی!) کہہ دو کہ: وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جنھوں نے تم کو زمین میں پھیلا رکھا ہے اور انہی کے پاس تم سب کو (قیامت میں) جمع کیا جائے گا ﴿۲۴﴾ اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ: اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ (قیامت کا) وعدہ کب پورا ہوگا؟ ﴿۲۵﴾

---

(۱) یعنی اس طرح ہوا میں معلق رکھنا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

(۲) یعنی منزلِ مقصود پر کون پہنچ سکے گا؟ (دوسرا ترجمہ) سیدھا سیدھا چل رہا ہو۔

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِیَ اللّٰهُ

وَمَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ یُّجِیْرُ الْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا

بِهٖ وَعَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿٢٩﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ

مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ ﴿٣٠﴾ ع ١٦ ٢

تو (ان کو) کہہ دو: اس کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے، بس میں تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں ﴿٢٦﴾ پھر جب وہ اس (قیامت کے عذاب) کو قریب آتا دیکھ لیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور (ان کو) کہا جائے گا کہ: یہ (عذاب) وہ چیز ہے جس کو تم (دنیا میں) برابر مانگتے تھے ﴿٢٧﴾ (اے نبی!) تم (ان لوگوں کو) کہہ دو کہ: ذرا یہ تو بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ (تمھاری آرزو کے مطابق) مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دیوے یا ہم پر رحم فرما دیوے (دونوں حالت میں) کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟ ﴿٢٨﴾ (اے نبی!) کہہ دو: وہ رحمن ہے، ہم ان پر ایمان لائے، اور اسی (اللہ تعالیٰ) پر ہم نے بھروسہ کیا ہے، سو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کون کھلی گمراہی میں پڑا ہوا ہے؟ ﴿٢٩﴾ (اے نبی! یہ بات) کہہ دو کہ: ذرا یہ بتاؤ اگر کسی صبح میں تمھارے (کنوؤں کا) پانی نیچے اتر کر خشک ہو جائے تو کون ہے جو (صاف شفاف) بہتا پانی① تمھارے لیے لے کر آئے؟② ﴿٣٠﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] چشموں سے بہتا پانی۔

② [جواب] اللہ تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے لا سکتے ہیں۔

(مستحب یہ ہے کہ اس آیت کو پڑھنے والا یہ کہے کہ اللہ رب العالمین ہی لا سکتے ہیں۔)

سُوْرَةُ الْقَلَمَ

(مكية)

سورۂ قلم

یہ سورت مکی ہے، اس میں باون (۵۲) آیتیں ہیں۔

سورۂ علق کے بعد اور سورۂ مزمل سے پہلے دوسرے (۲) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت کے بالکل شروع میں قلم کا تذکرہ ہے۔ لکھنے کے آلہ کو قلم کہتے ہیں۔

ایک قلم وہ ہے جو انسانوں کی تقدیر لکھنے کا کام کرتا ہے، جس کے چلنے کی آواز خود حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے معراج کی رات میں سنی۔

اس سورت کا دوسرا نام "ن" ہے، اس کی شروع والی آیت میں لفظ "ن" آیا ہے۔

اٰیَاتُھَا ۵۲ | (۶۸) سُوْرَۃُ الْقَلَمِ مَکِّیَّۃٌ (۲) | رُکُوْعَاتُھَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ﴿۱﴾ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

ن ①، قسم ہے قلم ② کی اور اس چیز کی جو وہ (تقدیر لکھنے والے فرشتے) لکھ رہے ہیں ③ ﴿۱﴾ کہ تم اپنے رب کے فضل سے دیوانے (یعنی مجنون) نہیں ہو ﴿۲﴾ اور یقیناً تمھارے لیے ایسا ثواب ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا ④ ﴿۳﴾ اور یقیناً تم بڑے اونچے اخلاق پر (پیدا کیے گئے) ہو ⑤ ﴿۴﴾

---

① (۱) نون سے مراد مچھلی ہے جس کی پیٹھ پر ساری زمین ہے (۲) ایک تختے کا نام ہے جو نور سے بنا ہوا ہے، فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم دیا جاتا ہے وہ اس میں لکھ لیتے ہیں (۳) ایک نہر کا نام ہے (۴) اللہ تعالیٰ کے دو ناموں کی طرف اشارہ ہے: نور اور ناصر (۵) نون سے ایمان والوں کی نصرت کی طرف اشارہ ہے۔ نکتہ: حرفِ نون کو نبوت سے مناسبت ہے؛ یعنی محمد ﷺ کا نور، آپ ﷺ کی نبوت سارے عالم میں پھیلے گی اور آپ ہی فاتح بنیں گے۔

② قلم سے مراد: (۱) تقدیر لکھنے والا قلم جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا (۲) عام قلم۔

قلم کے فوائد: (۱) قلم ہاتھ کی زبان ہے (۲) دل کا مترجم ہے (۳) بھیدوں کا خزانہ ہے (۴) خبروں کو ظاہر کرنے والا ہے (۵) نشانیوں کو یاد رکھنے والا ہے (۶) دوات میں سے سیاہی کو لیتا ہے، کاغذ پر لکھتا ہے اور آدمی کے دل میں اسی کو نور بنا کر پہنچاتا ہے۔ اس آیت میں تحریر کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔

③ بعض مفسرین نے "ما یسطرون" سے علما اپنے قلم سے جو علم دین کی باتیں لکھتے ہیں وہ مراد لیا ہے۔

④ (۱) نبی ﷺ کے ذریعے قیامت تک ہدایت عام ہوگی اور اس کا ثواب قیامت تک حضور ﷺ کو برابر ملتا رہے گا۔ ایمان والے جو نیک اعمال کرتے ہیں ان کو جنت کی شکل میں جو اجر دیا جائے گا وہ بھی ہمیشہ باقی رہے گا۔

⑤ (۱) جو چیز اللہ تعالیٰ کے یہاں اچھی ہے اسی کو نبی ﷺ کی طبیعت بھی چاہتی تھی، اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ نہیں نبی ﷺ کی طبیعت کو اس سے نفرت تھی (۲) ظاہر میں مخلوق کے ساتھ نیکی کے کام کا حکم اور اس میں پیش آنے والی تکلیفوں پر درگزر اور باطن میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغولی یہ سب اونچے اخلاق ہیں۔

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝٥ بِاَىيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝٦ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ
سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝٧ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝٨ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ
فَيُدْهِنُوْنَ ۝٩ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝١٠ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ۝١١ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ
مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝١٢ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝١٣ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝١٤ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ
اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٥

اب عنقریب تم بھی دیکھ لو گے اور وہ (کافر) بھی دیکھ لیں گے ﴿۵﴾ کہ تم میں سے کون (حقیقی) دیوانے پن میں تھا؟ ﴿۶﴾ یقیناً تمھارے رب اس شخص کو اچھی طرح جانتے ہیں جو ان کے راستے سے بھٹک گیا ہے اور وہ ان لوگوں کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں جو سیدھے راستے پر ہیں ﴿۷﴾ لہٰذا تم جھٹلانے والوں کی بات مت مانو ﴿۸﴾ وہ (کافر) یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم (بتوں کے بارے میں) نرم پڑ جاؤ تو وہ بھی (آپ کی مخالفت میں) ڈھیلے پڑ جائیں گے ﴿۹﴾ اور (کبھی) تم ایسے شخص کی بات مت ماننا جو بہت قسمیں کھانے والا ہو ذلیل ہو① ﴿۱۰﴾ طعنے دینے کی عادت رکھتا ہو②، چغل خوری کرتا پھرتا ہو ﴿۱۱﴾ بھلائی (کے کام) سے روکنے والا ہو، حد سے آگے بڑھنے والا ہو③ بڑا گنہگار ہو ﴿۱۲﴾ بدمزاج ہو، ان سب برائیوں کے علاوہ نچلے نسب والا ہو④ ﴿۱۳﴾ صرف اس وجہ سے کہ وہ شخص مال اور اولاد والا ہو⑤ ﴿۱۴﴾ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ: یہ تو پچھلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ﴿۱۵﴾

① یعنی لوگ اس کی بات پر اعتماد نہیں کرتے: اس لیے اس کو بار بار قسم کھانی پڑتی ہے۔
(۱) جو بہت زیادہ قسم کھاتا ہو وہ اپنے مالک کی عظمت اور بزرگی کی قدر نہیں جانتا (۲) ایسا آدمی اکثر جھوٹا ہوتا ہے۔
② هَمَّاز: اللہ کی مخلوق پر عیب لگاتا پھرتا ہو۔
③ [دوسرا ترجمہ] زیادتی کرنے والا ہو۔
④ حرام زادہ، ولد الزنا۔ ولید بن مغیرہ کا اٹھارہ برس کی عمر تک کوئی باپ مقرر نہیں تھا، پھر مغیرہ نے کہا کہ: میں نے اس کی ماں سے زنا کیا اور اس سے یہ پیدا ہوا۔
⑤ یعنی صرف مال اور اولاد کی کثرت کی وجہ سے اس کی بات نہیں مانی جانی چاہیے۔

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾

عنقریب ہم اس کی ناک پر (رسوائی ظاہر کرنے کے لیے) داغ لگادیں گے① ﴿۱۶﴾ ہم نے ان (مکہ والوں) کی اسی طرح آزمائش کی ہے جس طرح ہم نے ان باغ والوں کی آزمائش کی تھی جب کہ انھوں نے قسم کھائی تھی کہ صبح ہوتے ہی ضرور اس باغ کا پھل توڑ لیں گے ﴿۱۷﴾ اور (یہ کہتے ہوئے) وہ استثنا بھی نہیں کر رہے تھے② ﴿۱۸﴾ پھر (ایسا ہوا کہ) جس وقت وہ سو رہے تھے اس وقت تمھارے رب کی طرف سے ایک بلا اس (باغ) پر چکر لگا گئی ﴿۱۹﴾ جس کی وجہ سے صبح ہوتے ہوتے تو وہ (باغ) کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہو گیا ﴿۲۰﴾ پھر صبح ہوتے ہی وہ (باغ والے) آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے لگے ﴿۲۱﴾ کہ اگر پھل توڑنے ہے تو صبح سویرے اپنے کھیت کی طرف چلو ﴿۲۲﴾ پھر وہ آپس میں چپکے چپکے یہ بات کہتے ہوئے③ روانہ ہوئے ﴿۲۳﴾

① ولید بن مغیرہ کو دنیا میں غزوۂ بدر میں ناک پر تلوار کا نشان آیا جو پوری عمر باقی رہا اور وہی موت کا ذریعہ بنا۔
خرطوم: لغت میں ہاتھی اور سور کی ناک کو کہتے ہیں؛ گویا ولید خسیس ہونے میں انسان سے نکل کر سور اور تکبر میں ہاتھی جیسا ہو گیا ہے۔ ہر جانور کی ناک اوپر کی طرف اٹھی ہوئی ہوتی ہے، ہاتھی اور سور کی ناک نیچے کی طرف جھکی اور لٹکی ہوئی رہتی ہے، اس میں اشارہ ہے کہ جس قدر اس کی اولاد اور مال میں زیادتی ہوتی تھی یہ نیچ پن میں پستی کی طرف مزید مائل ہوتا تھا۔
نکتہ: ولید نے نبی ﷺ پر ایک طعن کیا تھا: مجنون۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر دس عیب لگائے، نتیجہ نکلا نبی ﷺ کو تکلیف دینے والوں کو ایک کے بدلے دس سزا دی جاتی ہے، تو جو آپ ﷺ سے محبت کرے اس کو ایک کے بدلے میں کم از کم دس انعام دیے جاتے ہیں، من صلی علیہ واحدۃ صلی اللّٰہ علیہ عشرا۔
② ان کے والد جو انتقال کر گئے تھے وہ فقراء کا حصہ الگ رکھتے تھے، انھوں نے الگ کرنے کی بات نہیں بولی یا ان شاء اللہ نہیں بولا۔
③ چھپے چھپے گلی کوچوں سے باغ کی طرف جا رہے تھے۔

اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿٢٤﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا
قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا
تُسَبِّحُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿٣٠﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿٣١﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ
اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿٣٢﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾ ع٣

کہ آج کوئی مسکین اس (باغ) میں تمھارے پاس آنے نہ پائے ﴿٢٤﴾ اور وہ خود کو (مسکینوں کو نہ دینے پر) قادر سمجھتے ہوئے صبح سویرے (کھیت کی طرف) روانہ ہوئے ﴿٢٥﴾ پھر جب (وہاں پہنچ کر) اس (باغ) کو دیکھا تو کہنے لگے: ہم ضرور راستہ بھٹک گئے ﴿٢٦﴾ (پھر کچھ دیر بعد کہا کہ: نہیں! راستہ بھولے نہیں ہے) بلکہ ہم تو (باغ ہی سے) محروم کردیے گئے① ﴿٢٧﴾ ان (باغ کے مالکوں) میں جو درمیانی عمر والا تھا② وہ کہنے لگا: کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ تم (اللہ تعالیٰ کی) تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ ﴿٢٨﴾ (اس پر) سب (توبہ کے طور پر) کہنے لگے: ہمارے رب کی ذات تو ہر عیب سے پاک ہے، یقیناً ہم ہی ظلم کرنے والے ہیں ﴿٢٩﴾ پھر ایک دوسرے کی طرف منہ کرکے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے③ ﴿٣٠﴾ (آخر میں) سب (ایک ساتھ) کہنے لگے: ہم سب پر افسوس ہے کہ ہم ہی حد سے بڑھ جانے والے لوگ تھے ﴿٣١﴾ امید ہے کہ ہمارے رب ہم کو (اس باغ کے بدلے) اس سے اچھا (باغ) عطا کردیوے، یقیناً ہم ہمارے رب ہی سے آرزو رکھتے ہیں④ ﴿٣٢﴾ عذاب ایسا ہی ہوا کرتا ہے اور یقیناً (دنیا کے عذاب سے) آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے، کاش یہ (کافر) لوگ سمجھتے ہوتے ﴿٣٣﴾

---

① بری نیت کا انجام دنیا ہی میں دیکھ لیا۔ ② یہ بیچ والا بھائی رائی میں معتدل اور عمر میں درمیانی تھا اور کچھ اچھا تھا۔
③ کوئی کام اچھا ہوتا ہے تو ہر ایک اس کا سہرا اپنے پر باندھنے تیار ہوتا ہے اور کام بگڑتا ہے تو ایک دوسرے پر الزام ڈالا جاتا ہے۔
④ [دوسرا ترجمہ] یقیناً ہم ہمارے رب ہی سے (توبہ کے ذریعہ معافی کی) رغبت رکھتے ہیں۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ ﴿۳۵﴾ مَا
لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِیْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِیْهِ لَمَا
تَخَیَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَیْمَانٌ عَلَیْنَا بَالِغَةٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾
سَلْهُمْ اَیُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِیْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْیَاْتُوْا بِشُرَكَآىِٕهِمْ اِنْ كَانُوْا
صٰدِقِیْنَ ﴿۴۱﴾ یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿۴۲﴾
خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

یقیناً تقویٰ والوں کے لیے ان کے رب کے پاس نعمتوں کے باغات ہیں ﴿۳۴﴾ کیا ہم مسلمانوں کو (جزا دینے میں) مجرموں کے برابر کردیں گے؟ ﴿۳۵﴾ تم کو کیا ہوگیا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟ ﴿۳۶﴾ کیا تمھارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو؟ ﴿۳۷﴾ کہ تم کو اس (آخرت) میں وہ چیز ملے گی جس کو تم پسند کرتے ہو ﴿۳۸﴾ کیا تم نے ہم سے قیامت کے دن تک باقی رہنے والی قسمیں لے لی ہے کہ تم کو وہ سب چیزیں ملے گی جو تم اپنے لیے طے کررہے ہو ﴿۳۹﴾ (اے نبی!) ان سے پوچھو! ان میں سے کون ہے جو اس قسم کی بات کا ذمے دار ہے؟ ﴿۴۰﴾ کیا ان (مشرکوں) کے (مانے ہوئے) کچھ شریک ہیں (جنھوں نے یہ سب دلوانے کی ذمے داری لی ہو) پھر اگر وہ (مشرکین) سچے ہوں تو اپنے (ان) شریکوں کو لے آئے ﴿۴۱﴾ جس دن ساق کھول دی جائے گی① اور ان (کافروں) کو سجدے کے لیے بلایا جائے گا تو پھر وہ سجدہ نہیں کرسکیں گے ﴿۴۲﴾ ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی اور (اس کی وجہ یہ ہے کہ) ان کو (دنیا میں) سجدے کے لیے بلایا جاتا تھا② حالاں کہ اس وقت صحیح سلامت (تندرست، طاقت ور) تھے ﴿۴۳﴾

---

①(۱) ساق: پنڈلی [۱] اس کی پوری کیفیت محشر میں پتہ چلے گی [۲] قیامت کے دن کے سخت حالات کی طرف اشارہ ہے [۳] قیامت کے دن تمام حقائق بے نقاب کردیے جائیں گے اور لوگوں کے احوال کھل کر سامنے آجاویں گے وہ مراد ہے۔

② بعض حضرات نے سجدہ بول کر نماز مراد لیا ہے، کہتے ہیں کہ: یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو نماز باجماعت سے پیچھے رہتے تھے؛ یعنی جب ان کو "حی علی الفلاح" کہہ کر نماز کے لیے بلایا جاتا تھا تو وہ نماز کے لیے آتے نہیں تھے، اور اس سے پہلی والی آیت میں سجدے سے سجدۂ حقیقی مراد ہے۔

فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٤﴾
وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۚ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿٤٥﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ اَمْ
عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ
اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾
فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ
بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٢﴾ ع ٢

لہٰذا (اے نبی!) جو لوگ اس کلام کو جھٹلا رہے ہیں ان کو اور مجھ کو چھوڑ دو، ہم ان کو اس طرح دھیرے دھیرے عذاب کی طرف لے جائیں گے کہ ان کو پتہ بھی نہیں چلے گا ﴿۴۴﴾ اور میں ان کو مہلت دے رہا ہوں، یقیناً میری تدبیر (یعنی داؤ، پکڑ) بڑی مضبوط ہے ﴿۴۵﴾ (اے نبی!) کیا تم ان سے (اس تبلیغ پر) کوئی معاوضہ مانگتے ہو کہ وہ معاوضہ کے بوجھ میں دبے جا رہے ہیں؟ ﴿۴۶﴾ یا ان کے پاس (کوئی) غیب کا علم ہے جسے وہ لکھ رہے ہیں؟ ﴿۴۷﴾ غرض تم اپنے رب کا حکم آنے تک صبر کرتے رہو اور (دل تنگ کرنے میں) مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کی طرح نہ ہو جانا، جب انھوں نے (قوم کی نافرمانی پر) غم سے گھٹ گھٹ کر ہم کو پکارا تھا ﴿۴۸﴾ اگر ان کے رب کے فضل نے ان کو سنبھالا نہ ہوتا تو ان کو چٹیل (کھلے) میدان میں پھینک دیا جاتا اور اس کا حال برا ہوتا (لیکن اللہ کے فضل سے بری حالت سے بچ گئے) ﴿۴۹﴾ پھر ان کے رب نے ان کو نواز دیا[1] اور ان کو (اونچے درجے کے) نیک لوگوں میں شامل کر دیا ﴿۵۰﴾ اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے جب وہ (قرآنی) نصیحت سنتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنی تیز آنکھوں سے تم کو پھسلا کر گرا دیں گے اور وہ (یوں) کہتے ہیں کہ: یہ شخص تو دیوانہ ہی ہے[2] ﴿۵۱﴾ حالاں کہ وہ (قرآن) تو تمام عالم کے لوگوں کے لیے نصیحت ہی نصیحت ہے ﴿۵۲﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] سو ان کے رب نے ان کو (نبوت کے لیے) چن لیا۔ ② حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ جس شخص کو نظرِ بد لگ گئی ہو اس پر یہ آیات پڑھ کر دم کر دینا اس کے اثر کو زائل کر دیتا ہے، یہ آیات (وان یکاد سے آخر تک)۔

سُورَةُ الْحَاقَّة

(مكية)

سورۂ حاقہ

یہ سورت مکی ہے، اس میں اکیاون (۵۱) یا باون (۵۲) آیتیں ہیں۔
سورۂ تبارک کے بعد اور سورۂ معارج سے پہلے سات (۷) نمبر پر نازل ہوئی۔
حاقّہ کے لفظ سے سورت شروع ہو رہی ہے، یہ قیامت کی صفت ہے۔
حاقّہ : یعنی حق اور ثابت ہونے والی، چمٹنے والی، مسلط ہونے والی قیامت کے لیے لفظ "الحاقّة" یہاں استعمال ہوا ہے۔

اٰیَاتُهَا ٥٢ | (٦٩) سُوْرَةُ الْحَاۗقَّةِ مَكِّيَّةٌ (٧٨) | رُكُوْعَاتُهَا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَاۗقَّةُ ۝١ مَا الْحَاۗقَّةُ ۝٢ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَاۗقَّةُ ۝٣ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝٤
فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝٥ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝٦ سَخَّرَهَا
عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ
اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝٧ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝٨

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

وہ (قیامت) جو ہو کر رہے گی ﴿١﴾ کیا ہے وہ جو ہو کر ہی رہے گی؟ ﴿٢﴾ اور تم کو کچھ خبر ہے کہ وہ چیز کیا ہے جو ہو کر ہی رہے گی؟ ﴿٣﴾ ثمود اور عاد (کی قوم) نے (اس) جھنجھوڑنے والی (قیامت) کو جھٹلایا تھا ﴿٤﴾ نتیجہ یہ ہوا کہ ثمود تو ایک حد سے زیادہ (بھیانک) آفت سے ہلاک کردیے گئے ﴿٥﴾ اور (قوم) عاد کے لوگ تو ایسی طوفانی بے قابو ہَوا سے ہلاک کردیے گئے ﴿٦﴾ جس کو اس (اللہ تعالیٰ) نے ان پر سات رات اور آٹھ دن تک لگاتار مسلط کردیا تھا①، سو تم (اگر وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہاں لوگ کھجور کے (گرے ہوئے) کھوکھلے تنوں کی طرح پچھاڑے ہوئے پڑے تھے ﴿٧﴾ اب کیا تم کو ان میں سے کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے؟ ﴿٨﴾

---

① بعض روایات میں ہے کہ بدھ کے دن صبح سے یہ آندھی کا عذاب شروع ہوا اور دوسرے بدھ کی شام تک رہا، اس طرح دن آٹھ اور راتیں سات ہوئیں۔

وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝۹ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ
فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝۱۰ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝۱۱ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ
تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝۱۲

اورفرعون اوراس سے پہلے کے (عاداورثمود کے) لوگ اور (لوط علیہ السلام کی) الٹی ہوئی① بستیوں (کے رہنے والوں) نے (بڑی بڑی) خطائیں کیں② ﴿۹﴾ سوانھوں نے اپنے رب کے پیغمبر کی نافرمانی کی تھی، آخراس (اللہ تعالیٰ) نے ان کوسختی کے ساتھ پکڑلیا ﴿۱۰﴾ یقیناً جس وقت پانی حد سے اونچا ہوا تو ہم نے تم کوکشتی③ میں سوار کردیا④ ﴿۱۱﴾ تاکہ ہم اس (واقعے) کو تمھارے لیے (عبرت سے بھری ہوئی) یادگار بنادیوے اور یادرکھنے والے کان اس کو (سن کر) یادرکھیں ﴿۱۲﴾

---

① حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے گناہ:

(۱) مردکا مرد سے براکام کرنا (۲) کبوتر بازی (۳) مینڈھے لڑانا (۴) پتھروں سے آپس میں لڑنا (۵) مہمان کا اکرام نہ کرنا (۶) جوغلہ خریدنے آوے اس کوشہر سے غلہ نہ دینا (۷) ہنسی کھیل میں بھی گالیوں اور فحش باتوں کا عام رواج (۸) راستے میں چلتے ہوئے مذاق کرنا (۹) عورت کی طرح مسی لگوانا (۱۰) ہاتھ پاؤں پرعورتوں کی طرح مردکا مہندی لگوانا (۱۱) سب کے سامنے ننگا ہونا اور ایک دوسرے کے سامنے زور سے ریح خارج کرنا۔

② جن گناہوں کا براہونا سب کے نزدیک ثابت تھا ان گناہوں کا ارتکاب کیا، ان میں سے ایک نبیوں کی اولاد کے ساتھ دشمنی ہے۔

③ گویاکشتی ایک چھوٹا ساشہرتھی، تین طبقے بنائے گئے تھے، بالکل نیچے والے طبقے میں درندوں اور دوسرے جانوروں کو، بیچ میں انسان اور جنات، اوپر والے میں اڑنے والے پرندوں کو بٹھایا گیا تھا، دنیا بھر کے جانور کوکشتی کے پاس حاضر ہونے کا حکم دیا گیا، جس جانور کی نسل قیامت تک باقی رکھنا مقدرتھی اس کا جوڑا حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں بٹھادیا، جانوروں کے دلوں سے دشمنی نکال دی گئی؛ تاکہ چھ ماہ تک کشتی میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کررہ سکے، اور چھ ماہ تک چل سکے اتنی خوراک بھی جمع کی گئی۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ: یہ پہلی کشتی تھی؛ اس لیے نمونے کے طورپر یوں فرمایا گیا کہ: کشتی کا آگے والا حصہ مرغ کے سرکی طرح، بیچ والا حصہ بطخ کے سینے کی طرح اور پیچھے والا حصہ کبوتر کے دم کی طرح ہو؛ تاکہ آسانی کے ساتھ تیرسکے اور موجوں میں ڈوب نہ جائے۔

④ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام نے بنائی تھی۔

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾
فَیَوْمَىِٕذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَىِٕذٍ وَّاهِیَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰۤی
اَرْجَآىِٕهَا ؕ وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ ثَمٰنِیَةٌ ﴿۱۷﴾ یَوْمَىِٕذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰی
مِنْكُمْ خَافِیَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ﴿۱۹﴾
اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ﴿۲۰﴾

پھر جب صور میں ایک ہی دفعہ پھونک ماردی جائے گی ﴿۱۳﴾ اور زمین اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) اٹھا لیے جائیں گے اور ایک ہی (مرتبہ کی) چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے ﴿۱۴﴾ تو اس دن ہوجانے والی چیز (یعنی قیامت) واقع ہو ہی جائے گی① ﴿۱۵﴾ اور آسمان پھٹ جائے گا، سو وہ اس دن بالکل کمزور ہوجائے گا ﴿۱۶﴾ اور فرشتے (آسمان پھٹے اس وقت) اس کے کناروں پر ہوں گے اور تمھارے رب کے عرش کو اس دن آٹھ فرشتے② اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے ﴿۱۷﴾ اس دن تم اس طرح حاضر کیے جاؤ گے کہ تمھاری کوئی چھپی ہوئی چیز چھپی نہیں رہے گی ﴿۱۸﴾ پھر جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ (لوگوں کو) کہے گا: لو! ذرا یہ میرا اعمال نامہ تو پڑھو③ ﴿۱۹﴾ میں (پہلے ہی) سمجھتا تھا کہ مجھے اپنے حساب کا سامنا کرنا ہوگا④ ﴿۲۰﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] اس دن پیش آنے والی چیز (یعنی قیامت) پیش آ ہی جائے گی۔ یعنی وہ واقعہ پیش آجائے گا جیسے پیش آنا ہے۔

② حدیث میں آتا ہے کہ اِس وقت عرش کے اٹھانے والے چار فرشتے ہیں، قیامت کے دن دوسرے چار فرشتے بڑھا کر آٹھ کردیے جائیں گے۔

③ کتابیه اور حسابیه کے آخر میں جو "ہا" ساکن ہے وہ ضمیر کی نہیں؛ بلکہ سکتہ کی ہے، جو عربوں کے کلام میں وقف کے واسطے زیادہ کی جاتی ہے۔

④ [دوسرا ترجمہ] مجھے میرا حساب ملنے ہی والا ہے۔

فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا
بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ
لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ
مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِيْ
سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿٣٢﴾

سو وہ شخص پسندیدہ عیش میں ہوگا ﴿۲۱﴾ (یہ پسندیدہ عیش) اونچی جنت میں ہوگا ﴿۲۲﴾ اس کے پھل بہت قریب ہوں گے① ﴿۲۳﴾ (ان کو کہا جائے گا کہ): جو اعمال تم نے پہلے گزرے ہوئے دنوں میں کیے تھے② اس کے بدلے میں تم مزے سے کھاؤ، پیو③ ﴿۲۴﴾ اور جس کو اس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ: اے کاش کہ مجھ کو میرا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا! ﴿۲۵﴾ اور مجھے خبر ہی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے (تو بہت اچھا ہوتا) ﴿۲۶﴾ کتنا اچھا ہوتا کہ وہ (پہلی) موت ہی (میرا معاملہ) ختم کر دیتی! ﴿۲۷﴾ مجھے میرا مال کچھ کام نہیں آیا ﴿۲۸﴾ میری حکومت مجھ سے ہلاک ہوگئی ﴿۲۹﴾ (حکم ہوگا کہ) اس کو پکڑو اور اس کے گلے میں طوق ڈال دو ﴿۳۰﴾ پھر اس کو جہنم میں داخل کردو ﴿۳۱﴾ پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی لمبائی ستر ہاتھ کے برابر ہے اس کو جکڑ دو④ ﴿۳۲﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] جھک پڑے ہوں گے۔ جنتی چاہے گا تو میوے کی ٹہنی اس کے منہ کے پاس پہنچا دی جائے گی۔

② (۱) دنیا میں جو نیک اعمال کیے اس کے بدلے میں جنت کی مزے دار غذائیں۔

(۲) دنیا کے جو ایام روزے کی وجہ سے کھانے پینے سے خالی تھے اس کی برکت سے جنت کے مزے دار کھانے۔

③ ھنیئا: (۱) آسانی سے پچ جائے اور بدہضمی نہ ہو۔

(۲) پیٹ میں غذا کا بوجھ بھی نہ ہو۔

(۳) کسی بیماری کا سبب بھی نہ بنے۔

④ منقول ہے کہ وہ زنجیر اس قدر جلتی ہوگی کہ پاخانے کے مقام سے گھسے گی، حلق سے نکل آوے گی، جس طرح دانوں کو دھاگوں میں پرو دیا جاتا ہے انسانوں کو اس میں پرو دیا جائے گا، پھر پیشانی سے قدم تک لپٹ جائے گی۔

إِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿٣٤﴾ فَلَيْسَ لَهُ
الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿٣٥﴾ وَّلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾ لَّا يَأْكُلُهٗٓ إِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ ﴿٣٧﴾ ع
فَلَآ أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ إِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿٤٠﴾ وَّمَا
هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾

کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ جو سب سے بڑے ہیں ان پر ایمان نہیں لاتا تھا﴿۳۳﴾اور محتاجوں کو کھانا کھلانے کی تاکید نہیں کرتا تھا①﴿۳۴﴾لہذا یہاں آج اس کا کوئی ہمدردی کرنے والا دوست نہیں ہے﴿۳۵﴾اور غسلین کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے②﴿۳۶﴾جس کو گنہگار لوگ ہی کھائیں گے﴿۳۷﴾ اب میں ان چیزوں کی قسم کھاتا ہوں جن کو تم دیکھتے ہو﴿۳۸﴾اور ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے نہیں③﴿۳۹﴾ کہ یقیناً یہ (قرآن) بہت ہی عزت والے پیغام لانے والے (فرشتے) کا کلام ہے ﴿۴۰﴾ اور وہ (قرآن) کسی شاعر کا کلام نہیں ہے؛ (مگر) تم بہت تھوڑا ایمان لاتے ہو﴿۴۱﴾اور وہ کسی کاہن کا کلام نہیں ہے، تم بہت کم دھیان دیتے ہو﴿۴۲﴾

① [دوسرا ترجمہ] ترغیب نہیں دیتا تھا۔ کافروں پر عذاب ایمان نہ لانے کے سبب ہوگا؛ لیکن جو کافر مسکینوں کو کھانا کھلاوے، اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر احسان کرے، ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوگی۔

② زخم دھوتے وقت جو پانی گرتا ہے یا اس جیسی کوئی کھانے کی چیز۔

③ مَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ سے مراد:

وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ	مَا تُبْصِرُوْنَ
حضرت جبریل علیہ السلام جو نظر نہیں آتے تھے	حضور ﷺ جو اس وقت نظر آتے تھے
نظر نہ آنے والی مخلوق	نظر آنے والی مخلوق
غائبی عالم (آخرت)	ظاہری عالم (دنیا)
زمین کے نیچے	زمین کے اوپر
عالمِ ارواح (روح کا عالم)	عالمِ اجساد (جسم کا عالم)
جنات	انسان
بیتِ معمور	کعبہ

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝۴۳ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ۝۴۴ لَاَخَذْنَا مِنْهُ
بِالْيَمِيْنِ۝۴۵ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ۝۴۶ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ۝۴۷ وَاِنَّهٗ
لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ۝۴۸ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ۝۴۹ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ۝۵۰ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ۝۵۱ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ۝۵۲ ع ۱۵

یہ (قرآن) تمام عالموں کی رب کی طرف سے اتارا جارہا ہے ﴿۴۳﴾ اور اگر (بالفرض) یہ نبی ہماری طرف کچھ (غلط) باتیں (بیان کرکے) منسوب کردیتے ﴿۴۴﴾ تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے ﴿۴۵﴾ پھر ہم ان کی شہ رگ کاٹ دیتے① ﴿۴۶﴾ پھر تم میں سے کوئی بھی (ان کو) اس (قتل کی سزا) سے روکنے والا نہ ہوتا ﴿۴۷﴾ اور یقین رکھو کہ وہ (قرآن تو) تقویٰ والوں کے لیے نصیحت ہی نصیحت ہے ﴿۴۸﴾ اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ تم میں بعض (اس قرآن کو) جھٹلانے والے ہیں ﴿۴۹﴾ اور یقیناً وہ (قرآن) کافروں کے لیے حسرت کا ذریعہ ہے ﴿۵۰﴾ اور یقیناً وہی (قرآن) حق اور یقینی ہے ﴿۵۱﴾ سو تم اپنے رب جو بڑی عظمت والے ہیں ان کے نام کی تسبیح پڑھیے ﴿۵۲﴾

① یعنی قتل کردیتے۔ اس رگ کو نیاط بھی کہتے ہیں، زبان کے قریب ہوتی ہے، دل کے ارادے کے مطابق زبان سے بات نکالنے کا کام اس کے ذریعے ہوتا ہے۔

سُورَةُ الْمَعَارِج

(مكية)

سورۂ معارج

یہ سورت مکی ہے، اس میں چوالیس (۴۴) آیتیں ہیں۔ سورۂ حاقہ کے بعد اور سورۂ نبا سے پہلے (۷۸) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، برتری اور درجات کی بلندی کا تذکرہ ہے؛ یعنی اللہ تعالیٰ بڑے فضائل والے، بڑے بلندیوں والے ہیں۔

معارج کا دوسرا مطلب ہے: فرشتے اور ایمان والوں کی روحیں درجہ بدرجہ طے کرکے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ قرب تک چڑھتی ہیں، فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کام سونپا جاتا ہے اس کو پورا کرکے اوپر کی طرف چڑھتے ہیں۔

تیسرا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ کی تابع داری میں دل وجان سے کوشش کرکے اور اچھی عادتوں سے آراستہ ہوکر اللہ تعالیٰ کے قرب اور وصول کے روحانی مرتبوں اور درجوں سے ترقی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حضوری سے مشرف ہوتے ہیں۔

معارج کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ آسمان پر چڑھنے کے راستے، جن راستوں پر چڑھ کر فرشتے اوپر کی دنیا میں پہنچتے ہیں۔

اٰیَاتُھَا ۴۴ (۷۰) سُوْرَۃُ الْمَعَارِجِ مَکِّیَّۃٌ (۷۹) رُکُوْعَاتُھَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَاَلَ سَآىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍۙ ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌۙ ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِؕ ﴿۳﴾
تَعْرُجُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍۚ ﴿۴﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

ایک مانگنے والے نے وہ عذاب مانگا ہے① جو کافروں پر آنے ہی والا ہے، اس (عذاب) کو کوئی ہٹانے والا نہیں ہے② ﴿۱﴾ ﴿۲﴾ (وہ عذاب) اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے (آئے گا) جو چڑھنے کے راستوں (یعنی آسمانوں) کے مالک ہیں③ ﴿۳﴾ فرشتے اور روح اس کی طرف اس دن میں چڑھتے ہوں گے جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے④ ﴿۴﴾

① (۱) سأل کا صلہ ''ب'' آئے تو درخواست، طلب اور مانگنا کے معنی ہوتا ہے، اور یہاں یہی معنی ہے، اور جب سأل کا صلہ ''عن'' ہوتا ہے تو پوچھنے کے معنی میں آتا ہے۔

(۲) آیت میں مفعولِ اول؛ یعنی جس ذات (اللہ تعالیٰ) سے سوال کیا گیا اس کو محذوف کردیا گیا؛ چوں کہ سائل گستاخ ہے، اس نے بے ادبی سے اس طرح کا سوال کرڈالا ہے۔

(۳) لفظ ''عذاب'' نکرہ لایا گیا، اگر نکرہ سے عظمت مراد لیوے تو سائل نے بڑے عذاب کو نہایت جرأت سے جان بوجھ کر مانگا ہے، اور اگر نکرہ سے حقارت مراد لی جائے تو سائل کی نادانی ثابت ہوتی ہے کہ اس نے بڑے عذاب کو حقیر سمجھا ہے۔

یہ مطالبہ کرنے والا نضر بن حارث تھا۔

② [دوسرا ترجمہ] ایک مانگنے والے نے (ایسا) عذاب مانگا ہے جو (یقینا) پڑنے والا ہی ہے، کافروں پر سے اس عذاب کو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔

③ [دوسرا ترجمہ] جو سیڑھیوں کے (یعنی آسمانوں) کے مالک ہیں۔ (تیسرا ترجمہ) جو بلند درجات کے صاحب ہے۔

④ [دوسرا ترجمہ] جن سیڑھیوں سے فرشتے اور (ایمان والوں کی) روح اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہے وہ عذاب اس دن میں واقع ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝٥ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝٦ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝٧ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ
كَالْمُهْلِ ۝٨ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝٩ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝١٠ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ
الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ۝١١ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝١٢ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ
تُـْٔوِيْهِ ۝١٣ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝١٤ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۝١٥ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝١٦

لہٰذا (اے نبی!) تم خوب صورتی کے ساتھ صبر کرتے جاؤ[۱] ﴿۵﴾ یہ لوگ اس (عذاب کے دن) کو (بہت) دور سمجھ رہے ہیں[۲] ﴿۶﴾ اور ہم اس کو قریب دیکھ رہے ہیں[۳] ﴿۷﴾ (وہ عذاب) اس دن (ہوگا) جب آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوجائے گا[۴] ﴿۸﴾ اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہوجائیں گے ﴿۹﴾ اور کوئی جگری دوست کسی جگری دوست کو پوچھے گا بھی نہیں ﴿۱۰﴾ حالاں کہ وہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیے جائیں گے، مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اپنے بیٹے کو[۵] ﴿۱۱﴾ اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو ﴿۱۲﴾ اور اپنے اس گھرانے کو جس میں وہ رہتا تھا ﴿۱۳﴾ اور زمین کے تمام رہنے والوں کو فدیہ میں دے ڈالے، پھر (فدیہ دے کر) خود کو بچائے ﴿۱۴﴾ (لیکن ایسا) ہرگز نہیں ہوگا، وہ تو ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہے ﴿۱۵﴾ جو کھال کھینچ لینے والی ہوگی ﴿۱۶﴾

---

۱ یعنی ایسا صبر جس میں کوئی شکایت نہ ہو۔

۲ کچھ کافر سمجھتے ہیں کہ آسمان اور زمین خراب ہونے کے بعد قیامت آئے گی، اور آسمان و زمین کے خراب ہونے کو ابھی بہت لمبی مدت ہے، اور وہ ہماری زندگی میں تو ہونے والا نہیں ہے، تو پھر ہم کو قیامت سے ڈرنا بھی نہیں چاہیے۔

۳ ارے اس دن کی شروعات تو موت سے ہی ہوجائے گی۔ ایک مطلب یہ بھی ہے کہ قیامت کے واقع ہونے کے امکان کو بھی یہ لوگ دور سمجھتے ہیں؛ حالاں کہ قیامت کا واقع ہونا یقینی اور قریب ہے۔

۴ [دوسرا ترجمہ] تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوجائے گا۔

۵ عذاب سے چھٹکارے کے لیے فدیہ دینے کی بات ہے، اور فدیہ میں اپنے تابع دار اور فرماں بردار کو پہلے پیش کیا جاتا ہے؛ اس لیے فدیہ دینے میں فرماں بردار اور تابع دار والی ترتیب اس سورت میں ہے، اور سورۂ عبس میں بھاگنے کا بیان ہے، اور بھاگتے وقت پہلے انسان اس کو چھوڑتا ہے جس سے محبت کم ہوتی ہے؛ اس لیے وہاں وہ ترتیب مناسب ہے۔

تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

وہ (آگ) اس شخص کو پکارتی ہوگی جس نے (ایمان سے) پیٹھ پھرالی ہوگی اور منہ پھرا کر چلا گیا ہوگا① ﴿۱۷﴾ اور (مال کو) جمع کیا ہوگا اور سنبھال کر (حفاظت سے) رکھ دیا ہوگا② ﴿۱۸﴾ یقیناً انسان بہت کم صبر کرنے والا پیدا کیا گیا ہے③ ﴿۱۹﴾ جب اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بہت گھبرا جاتا ہے④ ﴿۲۰﴾ اور جب کوئی بھلائی اس کو پہنچتی ہے تو (مال خرچ کرنے سے) بہت منع کرتا ہے⑤ ﴿۲۱﴾ مگر ہاں وہ نمازی لوگ (ایسے نہیں ہیں) ﴿۲۲﴾ جو اپنی نماز کی برابر پابندی رکھتے ہیں⑥ ﴿۲۳﴾

---

① قیامت کے دن جہنم للکار کر فصیح زبان میں پکارے گی: اِلَيَّ یا کافر اِلَيَّ یا منافق!

② یعنی مال میں اللہ تعالیٰ اور بندوں کے جو حقوق ہیں وہ ادا نہیں کرتا تھا۔ اور بڑی بے پرواہی سے حلال، حرام اور مشتبہ کی پروا کیے بغیر مال کو جمع کرتا ہوا چلا گیا۔

③ [دوسرا ترجمہ] کم ہمت پیدا کیا گیا [تیسرا ترجمہ] کم حوصلہ پیدا کیا گیا۔

هلوعا:

(۱) بے صبری۔

(۲) بخیلی۔

(۳) تنگ دلی۔

اور یہ سب چیزیں انسان کی فطرت میں ہے۔

④ کسی بھی مصیبت کے وقت انسان بے قرار ہو جاتا ہے؛ اس لیے کہ انسان کی سمجھ بوجھ بہت قوی ہے، اس کی فکر دور دور تک پہنچتی ہے؛ اس لیے مصیبت میں بے قرار بھی جلدی ہو جاتا ہے، یہ چیز دوسرے جانوروں میں نہیں ہے۔

⑤ [دوسرا ترجمہ] بہت بخیل بن جاتا ہے۔

⑥ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نماز کی ہمیشگی سے کیا مراد ہے؟ اس لیے کہ ہر وقت نماز میں رہنا آدمی کی طاقت سے باہر ہے۔

انھوں نے فرمایا کہ: نماز پڑھنے میں دائیں بائیں نہ دیکھیں، دل بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رہے۔

وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ
بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَیْرُ
مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ
اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾

اور وہ جن کے مالوں میں متعین حصہ ہے ﴿۲۴﴾ سوال کرنے والے کا بھی اور سوال سے بچنے والے کا بھی① ﴿۲۵﴾ اور وہ لوگ جو بدلے کے دن کا یقین (یعنی اعتقاد) رکھتے ہیں ﴿۲۶﴾ اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں ﴿۲۷﴾ یقیناً ان کے رب کے عذاب سے نڈر (یعنی بے خوف) نہیں ہونا چاہیے ﴿۲۸﴾ اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی (برابر) حفاظت رکھتے ہیں② ﴿۲۹﴾ سوائے اپنی بیویوں کے یا ان باندیوں کے جو ان کی مالکی میں آچکی ہوں تو ان پر کوئی ملامت نہیں ہے ﴿۳۰﴾ اور جو بھی اس کے علاوہ (شہوت پورا کرنے کا دوسرا طریقہ اپنانا) چاہے گا سو وہی لوگ (شریعت کی) حد سے آگے نکلنے والے ہیں ﴿۳۱﴾

---

① (۱) سائل سے مراد جو سوال کرتے پھرتے ہیں، اور محروم سے مراد وہ محتاج جو کسی سے اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتے اور لوگ ان کو غنی سمجھتے ہیں۔

(۲) سائل سے انسان مراد ہے جو اپنی حاجت کو اپنی زبان سے ظاہر کرسکتا ہے اور محروم سے جانور مراد ہے جو زبان سے اپنی حاجت ظاہر نہیں کرسکتا۔

(۳) محروم کا ایک مطلب یہ بھی ہے جس کی روزی کے اسباب درہم برہم ہوگئے ہوں یا جس تاجر کا سرمایہ ہی ختم ہوگیا ہو۔

(۴) سائل سے مراد شرعی طور پر جو اپنے حقوق مانگ سکتے ہیں، جیسے بیوی، غلام، باندی، قرض خواہ؛ اور محروم سے مراد جو شرعی طور پر کسی سے متعین مطالبہ نہیں کرسکتے جیسے: فقیر، مسکین۔

② یعنی قابو میں رکھتے ہیں۔ زنا، بدکاری یا اپنی شرم گاہ پر کسی کی نظر پڑ جانے سے حفاظت میں رکھتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾
وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾

ع۲

اوروہ لوگ جو اپنی امانتوں کو اور اپنے عہدوں کو نبھاتے ہیں① ﴿۳۲﴾ اور وہ لوگ جو اپنی گواہیاں ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں② ﴿۳۳﴾ اور وہ لوگ جو اپنی (فرض) نمازوں کی پوری حفاظت کرتے ہیں③ ﴿۳۴﴾ وہی لوگ ہیں جو جنتوں میں عزت (یعنی احترام) کے ساتھ رہیں گے ﴿۳۵﴾

(اے نبی!) تو ان کافروں کو کیا ہو گیا وہ داہنی طرف سے بھی اور بائیں طرف سے بھی آپ کی طرف ٹولیاں بنا بنا کر دوڑ دوڑ کر آ رہے ہیں ﴿۳۶﴾ ﴿۳۷﴾

---

① (۱) اللہ تعالیٰ کی امانتیں: یعنی شریعت کے احکام کی پابندی۔

(۲) مخلوق کی امانتیں: جیسے: کسی کا مال کسی کے پاس امانت کے طور پر ہو، اسی طرح حقوق کی ادائیگی، میراث کا حق، ناپ تول برابر کرنا، راز کی باتیں، حکومت میں انصاف، فتویٰ دینے میں حق بات، میاں بیوی میں تنہائی کی باتیں، ملازم کے لیے آقا (سیٹھ) کی باتیں، پڑوسی کی باتیں، دوستوں کی باتیں: ان سب کی حفاظت شریعت میں ضروری ہے۔

وعھدھم: اللہ تعالیٰ سے جو عبادت اور اطاعت کا اقرار کیا ہے اور مخلوق کے ساتھ جائز امور میں جو قرار کیا۔

② اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ سچی گواہی دینے کے لیے مستعد رہتے ہیں، دوستی یا رشتے داری چھوٹ جانے سے ڈرتے نہیں ہیں، مخالف یا دشمن کو نفع پہنچتا ہو تو بھی صحیح گواہی دیتے ہیں۔

سچی گواہی چھپانا گناہِ کبیرہ ہے؛ چاہے جان بوجھ کر گواہی دینے سے انکار کرے اور کہے کہ: میں نہیں جانتا، یا حیلے بہانے کر کے اس کو ٹال دیوے۔

جھوٹی گواہی یہ بھی گناہِ کبیرہ ہے، اس سے کسی کا حق باطل ہو جاتا ہے یا کسی کا جھوٹا حق ثابت ہو جاتا ہے۔

③ سورت میں نماز کے لیے دو الگ الگ لفظ آئے: دائمون اور یحافظون: دونوں کا حاصل:

(۱) نماز کے مقدمے: یعنی وقت آنے سے پہلے یا وقت آنے کے بعد طہارت حاصل کر کے قبلہ رو ہو کر نماز کے لیے تیار ہو جائے، ظاہری و باطنی عاجزی ہو، ریا سے بچے، سنن کی رعایت کے ساتھ نماز کو مکمل کرے، نماز کے بعد بھی بری باتوں سے بچے۔ (۲) مداومت سے پانچ وقت کی نمازوں کو پابندی سے ادا کرنا، جان بوجھ کر کسی نماز کو نہ چھوڑنا اور محافظت میں ظاہری و باطنی آداب اور شرائط کی رعایت (۳) مداومت سے فرائض اور محافظت سے سنن و نوافل مراد ہے۔

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ؕ إِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾
فَلَآ أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ إِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى أَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ
وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ
يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾
خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۸

کیا ان میں سے ہر شخص یہ لالچ رکھتا ہے کہ اس کو نعمتوں والی جنت میں داخل کر دیا جائے گا؟⓵ (ایسا) ہرگز نہیں ہوگا⓶ ﴿۳۸﴾ ہم نے ان کو جس چیز سے پیدا کیا ہے⓷ اس کو وہ بھی جانتے ہیں ﴿۳۹﴾ سو اب میں مشرقوں اور مغربوں⓸ کے رب کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم یقیناً اس بات پر پوری قدرت رکھتے ہیں کہ ہم ان کی جگہ ان سے بہتر لوگوں کو (بدل کر کے) لے آئیں⓹ اور وہ ہمارے قابو سے نکل نہیں جائیں گے ﴿۴۰﴾ ﴿۴۱﴾ لہذا (اے نبی!) تم ان کو چھوڑ دو کہ وہ بیہودہ باتوں میں لگے رہیں اور کھیل کود کرتے رہیں، یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے جا ملے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے ﴿۴۲﴾ جس دن وہ (کافر) قبروں سے اس طرح جلدی جلدی نکلیں گے جیسے وہ کسی بت کے تھان کی طرف دوڑ رہے ہوں ﴿۴۳﴾ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی⓺ ذلت ان پر چھا رہی ہوگی، یہ وہی دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے ﴿۴۴﴾

⓵ کفر، نبی کی دشمنی، قرآن کا مذاق، باطل عقیدہ، گھمنڈ یہ سب برائی ہونے کے باوجود خود کو جنتی سمجھتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔
⓶ ان بری عادتوں کے ساتھ جنت کی جھوٹی لالچ چھوڑ دینی چاہیے۔
⓷ یعنی منی کے بے جان نطفے سے۔ منی خود ناپاک ہے، ناپاک جگہ سے نکلتی ہے، ناپاک جگہ ٹھہرتی ہے، بدن یا کپڑے پر لگے تو اس کو ناپاک کرتی ہے، پھر آدمی کہاں سے دعویٰ کرے کہ میں بڑا پاک باز ہوں؟ ہاں ایمان اور عمل صالح سے کمال پیدا ہوگا۔ ⓸ یعنی جن جگہوں سے ستارے طلوع ہوتے ہیں اور جن جگہوں پر ستارے غروب ہوتے ہیں۔
⓹ (۱) نئی مخلوق زیادہ کمال والی پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں تو موجودہ انسانوں کو قیامت کے دن پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟ (۲) آپ ﷺ کی صحبت کے واسطے، آپ سے ایمان سیکھنے کے لیے دوسری بہتر جماعت ہم لا سکتے ہیں، اور وہ انصاریوں کی جماعت تھی۔ ⓺ [دوسرا ترجمہ] ان کی آنکھیں نیچی ہو رہی ہوں گی۔

سُوْرَةُ نُوْح

(مكية)

سورۂ نوح

یہ سورت مکی ہے، اس میں اٹھائیس (۲۸) آیتیں ہیں۔

سورۂ نحل کے بعد اور سورۂ طور سے پہلے اکہتر (۷۱) یا تہتر (۷۳) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے ایک جلیل القدر نبی حضرت نوح علیہ السلام بن لامک کا تذکرہ ہے۔

کہتے ہیں: نوحہ؛ یعنی کثرت سے رونے کی وجہ سے آپ کا نام نوح سے مشہور ہو گیا، اصلی نام عبد الجبار بھی بتایا جاتا ہے۔

آپ علیہ السلام کا لقب ''آدمِ ثانی'' ہے۔

اٰيَاتُهَا ٢٨	(٧١) سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ (٧١)	رُكُوْعَاتُهَا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ①
قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ② اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ③ يَغْفِرْ لَكُمْ
مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ④ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ⑤ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْۤ اِلَّا فِرَارًا ⑥

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

یقیناً ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا کہ اپنی قوم کو (کفر کی سزا سے) ڈراؤ اس سے پہلے کہ ان پر کوئی دردناک عذاب آپہنچے ﴿١﴾ نوح (علیہ السلام) نے (اپنی قوم کو) کہا کہ: اے میری قوم! میں تمھارے لیے صاف صاف ڈرانے والا ہوں ﴿٢﴾ یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس (اللہ تعالیٰ) سے ڈرو اور میری بات مان لو① ﴿٣﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارے کچھ گناہوں کی مغفرت کردیں گے اور تم کو مقرر وقت (یعنی جتنی زندگی مقدر ہے وہاں) تک باقی رکھیں گے② یقیناً اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا ہے جب وہ آجائے گا تو پھر اس کو پیچھے نہیں ہٹایا جاسکتا، کاش تم یہ بات سمجھتے ہوتے ﴿٤﴾ نوح (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے رب! میں اپنی قوم کو رات اور دن (توحید کی) دعوت دیتا رہا ﴿٥﴾ لیکن میری دعوت سے وہ (ایمان سے) اور زیادہ بھاگنے لگے ﴿٦﴾

---

① نبیوں نے جو دعوت دی اس کا خلاصہ تین لفظوں میں:

(١) اللہ تعالیٰ کی عبادت۔

(٢) تقویٰ حاصل کرنا۔

(٣) نبی کی اتباع کرنا، یہ صحیح اور حقیقی دعوت کا خلاصہ ہے۔

② [دوسرا ترجمہ] اور تم کو مقرر وقت تک ڈھیل دیں گے۔

وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ
وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًاۚ۝۷ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًاۙ۝۸ ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ
وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًاۙ۝۹ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاۙ۝۱۰ یُّرْسِلِ
السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًاۙ۝۱۱ وَّیُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ
لَّكُمْ اَنْهٰرًاؕ۝۱۲

اور میں نے جب بھی ان کو (توحید کی) دعوت دی تا کہ آپ ان کی مغفرت کردے ① تو انھوں نے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ڈال دیں اور اپنے کپڑے اپنے اوپر (اوڑھ کر) لپیٹ لیے ② اور (کفر پر) اڑے رہے ③ اور انھوں نے انتہائی تکبر کیا ﴿۷﴾ پھر میں نے ان کو بلند آواز سے دعوت دی ④ ﴿۸﴾ پھر میں نے ان کو کھل کر بھی سمجھایا اور چپکے چپکے بھی ان کو سمجھایا ⑤ ﴿۹﴾ سو میں نے (ان سے) کہا کہ: تم اپنے رب سے استغفار کرو، یقین رکھو وہ بہت معاف کرنے والے ہیں ﴿۱۰﴾ وہ تمھارے اوپر آسمان سے خوب بارش برسائیں گے ﴿۱۱﴾ اور تمھارے مال اور اولاد میں مدد کریں گے ⑥ اور تمھارے لیے باغات پیدا کردیں گے اور تمھارے لیے نہریں جاری کردیں گے ⑦ ﴿۱۲﴾

① میری دعوت اپنے کسی نفع کے واسطے نہیں ہے کہ مجھے حکومت یا بدلہ ملے؛ بلکہ تمھارے ہی خاص نفع کے لیے ہے کہ تمھارے مغفرت ہوجائے۔

② تا کہ نبی کی صورت بھی نہ دیکھے اور نبی کی آواز بھی نہ سنے ایسے ضدی اور ہٹ دھرم لوگ تھے۔

③ [دوسرا ترجمہ] ضد کرنے لگے۔

④ یعنی مجلسوں میں جا جا کر مجمع عام میں بھی دعوت دی۔

⑤ یعنی انفرادی ملاقاتیں، تنہائی میں چپکے چپکے سمجھایا، غرض جس طرح بھی دعوت دی جاسکتی ہو ان تمام طریقوں سے دعوت دی؛ لیکن انھوں نے اس دعوت کو الٹا سمجھا۔

⑥ [دوسرا ترجمہ] بڑھادیں گے۔ قرآن کی آیتوں اور احادیث میں اولاد کی کثرت کو بطورِ نعمت بیان کیا گیا ہے اور بعض آیتوں میں بتایا گیا کہ نافرمان لوگ بھی اولاد کی کثرت کو فخریہ انداز میں بیان کرتے ہیں، افسوس! آج کے دور میں اولاد کی کثرت کو لوگ معیوب سمجھ رہے ہیں، کیسا الٹا حال ہے؟

⑦ استغفار کے عجیب فوائد اور حضرت حسن بصری کا واقعہ خطباتِ محمود میں ملاحظہ فرمائیں۔

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ
سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ
اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ
لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ ع ۱

تم کو کیا ہو گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت سے بالکل ڈرتے نہیں ہو① ﴿۱۳﴾ حالاں کہ اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو (منی کے نطفے سے انسان بننے تک) مختلف دور سے گزار کر پیدا کیا ہے ﴿۱۴﴾ کیا تم (یہ) نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اوپر نیچے سات آسمان پیدا فرمائے ہیں؟② ﴿۱۵﴾ اور ان (آسمانوں) میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا ہے ﴿۱۶﴾ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو خاص طریقے سے زمین سے اگایا (یعنی پیدا کیا) ہے③ ﴿۱۷﴾ پھر وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو اس (زمین) میں دوبارہ لے جائیں گے اور (قیامت میں وہیں سے) تم کو باہر نکالیں گے ﴿۱۸﴾ اور اللہ تعالیٰ④ نے تمھارے لیے زمین کو فرش (بچھونا) بنادیا⑤ ﴿۱۹﴾ تاکہ تم اس کے کھلے (کشادہ) راستوں پر چلو پھرو ﴿۲۰﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] تم کو کیا ہو گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی سے بالکل امید نہیں رکھتے، یعنی اللہ کی عظمت سے امید رکھو کہ اگر تم اطاعت کروں گے تو تم کو عزت ملے گی، یا اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعتقاد رکھ کر عظمت سے ڈرو۔

② ایک کے اوپر ایک سات طبقے، اور ہر طبقہ موٹائی، بلندی، کشادگی اور بڑائی میں اپنے نیچے والے طبقے سے زیادہ ہے۔

③ عام طور پر انسان منی سے پیدا ہوا ہے اور منی غذا سے بنی ہے اور غذا کا تعلق زمین سے اگنے والی چیزوں سے ہے اور انسانِ اول حضرت آدم ﷺ تو مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔

④ یہاں تک چار مرتبہ اللہ کا پاک نام ظاہر کر کے لیا گیا؛ اگرچہ ضمیر بھی کافی تھی لیکن:

(۱) زبان کو اللہ تعالیٰ کے نام سے مشرف کرنا۔

(۲) لذت حاصل کرنا۔

(۳) ابتدا سے انتہا، عرش سے فرش، انفس سے آفاق، اعلیٰ سے ادنیٰ: تمام مخلوق کو ترقی اور ادنیٰ سے اعلیٰ مرتبے کو پہنچانے والے صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

⑤ جس پر کھاتے پیتے، بیٹھے اٹھتے اور سیر کرتے ہو۔

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًاۚ﴿۲۱﴾
وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًاۚ﴿۲۲﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ۬ وَّلَا
یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًاۚ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا ۚ۬ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا﴿۲۴﴾ مِمَّا
خَطِیْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ۬ فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا﴿۲۵﴾

نوح علیہ السلام نے کہا کہ: اے میرے رب! حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے میرا کہنا نہیں مانا اور ان (سرداروں) کی بات پر چلے① جن کو ان کے مال اور اولاد نے نقصان ہی زیادہ پہنچایا②﴿۲۱﴾ اور انھوں نے (میرے خلاف) بڑی بھاری مکاری (یعنی تدبیریں) کیں③﴿۲۲﴾ اور (ان سرداروں نے عوام سے) کہا کہ: تم اپنے معبودوں کو ہرگز مت چھوڑنا اور (خاص طور پر) بالکل مت چھوڑنا ''ود'' کو اور نہ تو ''سواع'' کو اور نہ تو ''یغوث'' کو اور (نہ تو) ''یعوق'' کو اور (نہ تو) ''نسر'' کو④ ﴿۲۳﴾ اور پکی بات ہے کہ (اس طرح) ان سرداروں (اور بتوں) نے بہت سوں کو گمراہ کر دیا؛ اور (اے رب!) آپ بھی ان ظالموں کو گمراہی میں اور زیادہ کر دیجیے ﴿۲۴﴾ وہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے (پانی میں)⑤ ڈبو دیئے گئے اور آگ میں داخل کر دیے گئے، پھر اپنے لیے انھوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں پایا (جو ان کو عذاب سے بچا لیوے) ﴿۲۵﴾

① حضرت نوح علیہ السلام کی شکایت کا حاصل یہ تھا کہ قوم کے لوگ نبی کی اطاعت نہیں کر رہے ہیں؛ بلکہ قوم کے لیڈر لوگ جن کو مال اور اولاد کی کثرت نے دنیا و آخرت کے نقصان میں دین سے دوری کے نقصان میں ڈال رکھا ہے، ایسے ہی لوگوں کی لوگ اتباع کرتے ہیں۔ آج بھی امت میں یہی حال ہے کہ لوگ علما اور دینی رہبری کرنے والوں کی بات نہیں مانتے؛ بلکہ قوم کے بن بیٹھے لیڈر جن کے مال اور عہدے کا لوگوں کے اوپر ایک ہوّا ہوتا ہے، لوگ انھیں کی بات مانتے ہیں؛ چاہے شریعت کے خلاف ہو۔
② دنیا میں دو طرح کے مال و اولاد والے ہوتے ہیں: (۱) مال و اولاد کی کثرت سے آخرت کمانے والے (۲) آخرت کو بھولنے والے۔ ③ ان لوگوں نے ایسا فریب کیا کہ ایسا فریب ہو ہی نہیں سکتا۔
④ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب دہلویؒ نے تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں آج تک ان بتوں کی عبادت ہوتی ہے، نام یہاں بدلے ہوئے ہیں: ود: بشن (وشنو)۔ سواع: برہما۔ یغوث: اندرا۔ یعوق: شیو۔ نسر: ہنومان۔
⑤ ''مِمَّا'' اس جگہ تعلیلیہ ہے: گناہوں کے سبب جہنمی ہوئے۔

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا
عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ
مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾

اور نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ: اے میرے رب! آپ کافروں میں سے زمین پر کسی بسنے والے کو باقی نہ چھوڑیے① ﴿٢٦﴾ یقیناً اگر آپ ان کو باقی رکھیں گے تو وہ آپ کے بندوں کو گمراہ کردیں گے اور ان سے بدکار، پکی کافر اولاد ہی پیدا ہوگی② ﴿٢٧﴾ اے میرے رب! آپ میری مغفرت کردیجیے③ اور میرے والدین④ کی اور جو میرے گھر میں ایمان لاکر داخل ہوجائے⑤ اس کی اور (قیامت تک آنے والے) ایمان والے مردوں کی اور ایمان والی عورتوں کی، اور ظالموں کی تو بربادی ہی زیادہ کردیجیے⑥ ﴿٢٨﴾

① [دوسرا ترجمہ] زمین پر ایک گھر بھی باقی نہ رکھیے۔ دیارا: فیعال کے وزن پر ہے، "دار" یا "دور" سے مشتق ہے، ایک معنی ہے گھر میں رہنے والا بسنے والا، دوسرا: پھرنے والا اور چلنے والا، یہ لفظ فعّال کے وزن پر نہیں ہے۔

② حضرت نوح علیہ السلام نے باری تعالیٰ سے ایسا عذاب مانگا جو عام ہو، سب کو شامل ہو، قیامت کا نمونہ ہو، تو اب خطرہ یہ ہوگیا کہ قہر الٰہی جوش میں آجائے اور نبی سے جو کبھی کبھی ترکِ اولیٰ ہوجاتا ہے، اور مسلمانوں سے جو گناہ ہوجاتے ہیں اس پر بھی پکڑ ہوجائے، اسی خوف کو دور کرنے کے واسطے آگے والی دعا اللہ تعالیٰ سے مانگی۔

③ میرے مرتبے کے لائق جو کوتاہی ہوئی ہو اس کو معاف فرمادیجیے، انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ بہت اونچا ہوتا ہے؛ اس لیے ان سے معمولی کوتاہی بھی بڑی تصور کی جاتی ہے۔

④ حضرت نوح علیہ السلام کے باپ کا نام: ملک بن متوشلخ، والدہ کا نام: شمخا بنت انوش تھا۔

⑤ یعنی: میری کشتی جو میرا چلتا پھرتا گھر ہے، اس میں جتنے ایمان والے ہیں ان کی مغفرت فرمادیجیے۔ کہتے ہیں کہ: آپ کی کشتی میں ابلیس بھی تھا وہ مغفرت کا مستحق نہیں تھا؛ اس لیے مؤمن کی قید لگائی؛ تاکہ ابلیس نکل جائے۔

وللمؤمنین: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ: قیامت تک آنے والے مؤمنین کے لیے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا میں خوش خبری ہے۔

⑥ حضرت نوح علیہ السلام کی اس دعا سے دعا کی ایک ترتیب بھی معلوم ہوگئی کہ پہلے خود کے لیے، پھر اپنے اصول: آباؤ اجداد کے لیے، پھر اپنی فروع: اہل وعیال کے لیے، پھر عام اہلِ ایمان کے لیے دعا مانگی جائے۔

سُوْرَةُ الْجِنّ

(مكية)

سورۂ جن

یہ سورت مکی ہے،اس میں اٹھائیس (۲۸) آیتیں ہیں۔

سورۂ اعراف کے بعد اور سورۂ یٰسین سے پہلے چالس (۴۰) نمبر پر نازل ہوئی۔

جناتوں کے قرآن سننے کے واقعے کو اس سورت میں بیان کیا گیا ہے۔

''جن'' اللہ تعالیٰ کی ایک مستقل مخلوق ہے،ان کی پیدائش آگ سے ہوئی،ان کی پیدائش کی تفصیلی کیفیت ہم کو معلوم نہیں، ہماری طرح وہ بھی احکامِ شرعیہ کے مکلف ہیں،توالد و تناسل کا سلسلہ بھی ہے، ایمان والے بھی ہیں،غیر ایمان والے بھی ہیں۔

''جِن'' کا لفظ ''جَنّ'' سے بنا ہے،جس کا معنیٰ آتا ہے چھپا لینا، یہ عام طور پر نظروں سے غائب رہتے ہیں؛اسی لیے ان کو ''جن'' کہا جاتا ہے۔ان کے جسم میں آگ اور ہوا کا مادہ ہے؛اس لیے عام طور پر انسان کی نظروں سے مخفی ہے،ان کا بدن اتنا لطیف ہے کہ اپنے وہم اور خیال کی قوت سے اپنے بدن میں شکل اور صورت بدلتے رہتے ہیں،لطیف بدن ہونے کے باوجود بھاری اور بھرکم کام وہ کر سکتے ہیں، جیسے ہوا لطیف ہونے کے باوجود بھاری درختوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے،ان میں نر-مادہ دونوں ہے، کھانا،صحبت کرنا بھی ہے۔

جنات اور فرشتوں کا وجود قرآن سے قطعی طور پر ثابت ہے؛اس لیے انکار کرنا کفر ہے،ان میں شریر جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اور انسانوں کو قصداً تکلیف پہنچانے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں،ان کو فارسی زبان میں ''دیو'' اور عربی میں ''شیطان'' کہتے ہیں،ان میں جو اچھے ہیں ان کو ''پری'' اور ''جن'' کہتے ہیں۔

بعض جنوں کے پر بھی ہوتے ہیں، ہوا میں اڑتے ہیں،بعض جن انسان جیسے بھی ہوتے ہیں، مکان،محلات،شہران کے ہوتے ہیں جو جنگلات، ویرانے اور پہاڑی علاقوں میں ہوتے ہیں۔

اِس سورت میں جناتوں کی تیرہ باتیں نقل کی گئی ہیں،ان میں سے پہلی بات پر ''اِنا'' ہمزہ کے کسرے کے ساتھ آیا ہے، باقی بارہ مقام پر ''اَنا'' ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ آیا ہے۔

جناتوں کی کچھ باتیں: (۱) انسان کے ہم جنس نہیں ہیں (۲) انسان کی بات سمجھنے کی پوری قوتِ فہم نہیں ہے (۳) عام طور پر انسان نے ان کو دیکھا نہیں ہے (۴) عام طور پر انسان کے ساتھ رہتے نہیں (۵) غرور اور تکبر (۶) ہٹ دھرمی (۷) بھاگنے اور چھوپنے پر بھروسا۔ (از: تفسیر عزیزی)

ان سب چیزوں کے باوجود جب کہ انھوں آخری نبی کو اس واقعے سے پہلے دیکھا نہیں تھا اور صحبت نہیں اٹھائی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام سے ان کو قرآن سنایا بھی نہیں، راستے میں چلتے ہوئے قرآن کی کئی آیتیں سن لی تو ہدایت کے نشے میں ایسے مست ہو گئے، قرآن کے معتقد، آخری نبی کے تابع دار اور ایمان والے بن گئے، کہ اپنی قوم کے پیشواؤں کی پیروی کرنے سے بالکل ہٹ گئے، ایمان کی خوبی اور کفر کی برائی بیان کرنے لگے، اپنی قوم کی سامنے آخری نبی کی نبوت کے داعی بن گئے، اے انسانو! تمھارے لیے یہ عبرت کا مقام ہے، تمھیں بدرجۂ اولی آخری نبی کی اطاعت کرنی چاہیے۔

آیاتها ٢٨ | (٧٢) سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ (٤٠) | رکوعاتها ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝١ يَّهْدِيْٓ اِلَى
الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝٢ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً
وَّلَا وَلَدًا ۝٣ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝٤

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) تم کہہ دو کہ: میرے پاس وحی بھیجی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے (قرآن کو) غور سے سنا① پھر انھوں نے (اپنی قوم کو جا کر) کہا کہ: ہم نے تو ایک عجیب قرآن سنا②〈١〉 جو نیک راستہ بتلاتا ہے؛ لہٰذا ہم اس (قرآن) پر ایمان لے آئے ہیں③ اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو (عبادت میں) بالکل شریک نہیں مانیں گے 〈٢〉 اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت اونچی ہے، اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ کسی کو بیٹا بنایا 〈٣〉 اور یہ کہ ہم میں سے بے وقوف لوگ اللہ تعالیٰ کی شان میں حقیقت سے دور باتیں کرتے تھے④ 〈٤〉

---

① یعنی حضرت نبی کریم ﷺ سے سنا، طائف کی مشقت پر دو نقد انعام دنیا ہی میں ملے:
(١) جناتوں میں ایمان پھیلنا شروع ہوا۔
(٢) معراج۔
اور ایک مستقبل میں: طائف والوں کا ایمان اور ان کے ذریعے ایشیا میں غیر منقسم ہند کو ایمان کی سعادت۔
② یہ ایک نصیحت ہے؛ لیکن عجیب وغریب نکات پر مشتمل ہے: حقائق الٰہیہ اور دقائق کونیہ، علمی باریکیاں، دل چسپ اور مناسب خطابت، عجیب الفاظ اور عجیب مضامین کا مجموعہ ہے اور عام نظم کی طرح بھی نہیں اور عام نثر کی طرح بھی نہیں ہے۔
③ یہ جناتوں کی قابلِ تقلید بات ہے کہ حق بات سنی تو فوری ایمان قبول کر لیا۔ اس سے پوچھیں گے۔ اس سے تحقیق کریں گے۔ غور کریں گے۔ اس طرح ٹالنے والے چکروں میں نہ پڑے۔
④ [دوسرا ترجمہ] (نامناسب) باتیں حد سے بڑھ کر کہتے تھے۔

وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًاۙ۝۵ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ
يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًاۙ۝۶ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ
يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًاۙ۝۷ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًاۙ۝۸

اور ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ انسان اور جنات اللہ تعالیٰ کی شان میں کبھی کوئی جھوٹی بات نہیں کہیں گے ①﴿۵﴾ اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنات کے کچھ لوگوں سے پناہ لیا کرتے تھے، اس طرح ان (حفاظت لینے والے) انسانوں نے ان جناتوں کی شرارت (یعنی بد دماغی) زیادہ کردی ②﴿۶﴾ اور یہ کہ جس طرح تم (جناتوں) نے خیال قائم کر رکھا تھا ویسا ہی ان انسانوں نے خیال قائم کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو (مرنے کے بعد) دوسری مرتبہ ہرگز زندہ نہیں کریں گے ③ ﴿۷﴾ اور یہ کہ ہم نے آسمان کی تلاشی لینا چاہی ④ تو اسے بڑے سخت چوکیداروں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا ﴿۸﴾

---

① اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا سب سے برا اور خطرناک کام ہے، انسان اور جنات جو عقل اور سمجھ کے اندر اپنے کو سب سے زیادہ ہوشیار سمجھتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیسے فاسد اور جھوٹی بات جرأت اور بے باکی کے ساتھ کہتے ہیں؟ اس پر خود جناتوں کو گہرا تعجب ہوا۔

② [دوسرا ترجمہ] اس طرح جناتوں کو اور زیادہ سر پر چڑھا دیا۔

جناتوں سے حفاظت چاہنے کے الگ الگ طریقے تھے: (۱) جب کسی کو کوئی بیماری ہوتی تھی تو وہ ایسا سمجھتے تھے کہ یہ جنات کی بدنظری کا اثر ہے، تو جنات کے واسطے کھانا، خوشبو تیار کر کے ایسی جگہ رکھ دیتے تھے جہاں جنوں کے آنے کا خیال ہوتا تھا، اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ چیز ہم جنات کو رشوت کے طور پر دے رہے ہیں؛ تاکہ جنات کی تکلیف سے ہماری حفاظت ہو۔ (۲) مشکل کام کے موقع پر جناتوں کے نام کے وظیفے پڑھتے تھے، اور جناتوں کی طے کی ہوئی جگہوں کے اوپر مثلاً: بت کدے پر جانوروں کی قربانی چڑھاتے تھے۔ (۳) مستقبل کی کوئی بات جاننا ہوتو جن لوگوں کے پاس جن آتے تھے، یعنی کاہنوں سے پوچھا جاتا تھا۔ (۴) سفر میں کسی جنگل یا پہاڑ یا مکان میں اترنا ہوتا تو جنوں کے سرداروں اور بادشاہوں کا نام لے کر پکارتے تھے اور ان کی مدد چاہتے تھے۔ اس وجہ سے بہت سے جناتوں کو یہ گمان ہو گیا کہ انسان بہت سے کاموں میں ہمارے محتاج ہیں اور ہم ان کے کام کر دیتے ہیں؛ اس لیے شاید ہم اللہ تعالیٰ کے نظام میں شرکت اور دخل رکھتے ہیں، اور اسی چیز نے ان کے اندر تکبر کو پیدا کیا۔

③ [دوسرا ترجمہ] اب اللہ تعالیٰ کسی (رسول کو) ہرگز مبعوث نہیں کریں گے۔ ④ [دوسرا ترجمہ] چھان بین کرنا چاہی۔

وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ۝۹ وَّاَنَّا
لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ۝۱۰ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ
وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۙ۝۱۱ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ
نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۙ۝۱۲ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا
رَهَقًا ۙ۝۱۳ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝۱۴

اور یہ کہ (پہلے) ہم تو اس (آسمان) کی کچھ جگہوں پر سننے کے لیے بیٹھا کرتے تھے① لیکن اب جو کوئی سننا چاہے تو وہ دیکھتا ہے کہ ایک شعلہ اس کی گھات میں لگا ہے②﴿۹﴾ اور یہ کہ ہم (یہ) نہیں جانتے کہ (اس روک ٹوک سے) زمین کے رہنے والوں سے کوئی برا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے ان کو سیدھا راستہ دکھانے کا ارادہ کیا ہے؟﴿۱۰﴾ اور یہ کہ ہم میں سے کچھ نیک ہیں اور ہم میں سے کچھ ان کے سوا (دوسری طرح کے) بھی ہیں، (غرض) ہم الگ الگ طریقوں پر (چلے آ رہے) تھے﴿۱۱﴾ اور یہ کہ ہم سمجھ چکے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو زمین میں بالکل عاجز نہیں کر سکتے اور کہیں بھاگ کر کے ان کو تھکا (یعنی ہرا) نہیں سکتے﴿۱۲﴾ اور یہ کہ جب ہم نے (قرآن کی شکل میں) ہدایت کی بات سن لی تو ہم اس پر ایمان لے آئے؛ لہٰذا جو شخص بھی اپنے رب پر ایمان لے آئے گا تو اس کو کسی کمی (یعنی نقصان) کا ڈر نہیں ہوگا اور نہ کسی زبردستی (یا زیادتی) کا﴿۱۳﴾ اور یہ کہ ہم میں سے کچھ تو مسلمان (ہو گئے) ہیں اور ہم میں سے کچھ (تو ابھی بھی) ظالم ہیں③، سو جو مسلمان ہو گئے تھے تو انھوں نے نیک راستہ تلاش کر لیا ہے④﴿۱۴﴾

① ملائکہ آسمان سے نیچے اتر کر بادل کے قریب دنیا میں جاری کیے جانے والے فیصلوں کا تذکرہ کرتے ہیں شیاطین ان باتوں کو سننے کی کوشش کرتے تھے۔

② [دوسرا ترجمہ] ایک شعلہ کو (انتظار میں) تیار پاتا ہے۔

③ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ: جس طرح انسانوں میں مذہبوں کا اختلاف پایا جاتا ہے، اسی طرح کا اختلاف جنوں کے اندر بھی پایا جاتا ہے۔ ④ [دوسرا ترجمہ] نیکی کا راستہ اپنا لیا ہے۔

وَّاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ

مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾

اور وہ لوگ جو ظالم ہیں سو وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے ﴿۱۵﴾ اور (اے نبی! تم) یہ (بھی کہو) کہ: (مجھ پر یہ وحی بھی آئی ہے کہ) اگر وہ لوگ (ہدایت کے) راستے پر سیدھے رہتے① تو ہم ان کو وافر پانی سے سیراب کرتے② ﴿۱۶﴾ تا کہ اس میں ہم ان کو آزماویں③ اور جو شخص بھی اپنے رب کی یاد سے منہ پھرائے گا تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس کو ایک چڑھتے عذاب میں ڈال دیں گے④ ﴿۱۷﴾ اور (مجھے) یہ (بھی وحی کی گئی) کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہیں، سو (ان میں) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو⑤ ﴿۱۸﴾

---

① حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ: کن طالب الاستقامة، ولا تکن صاحب الکرامة، فان الرب یطلب منک الاستقامة، والنفس منک الکرامة: یعنی تو استقامت کو طلب کرنے والا بن کر رہ، کرامت کے پیچھے مت پڑ؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے استقامت چاہتے ہیں اور نفس تجھ سے کرامت چاہتا ہے۔

② مکہ والوں پر کفر کی سزا میں سات برس قحط ہوا، انسان، جنات، جانور سب قحط کی وجہ سے پریشان تھے، اس وقت یہ وعدہ کیا گیا، اور ایسے یہ وعدہ عام بھی ہے کہ اگر ایمان اور اطاعت کو اختیار کرو گے تو بارش جی بھر کر برسائیں گے اور قحط دور کردیں گے۔

③ کہ ان نعمتوں پر کون شکر ادا کرتا ہے اور کون ناشکری کرتا ہے؟

④ صعدا: [۱] ایسا عذاب جس میں پریشانی اور مصائب کی بلندیوں پر چڑھتے ہی رہنا پڑے [۲] مشقت بھرا عذاب۔ [۳] جہنم کے ایک پہاڑ کا نام بھی صعدا ہے۔ اس پہاڑ پر کافر کو زبردستی چڑھایا جائے گا، آگے سے اس کو فرشتے زنجیروں سے کھینچیں گے اور پیچھے سے بھی آگ کے گرزوں سے ماریں گے؛ یہاں تک کہ چالیس برس میں اس پہاڑ پر پہنچے گا، پھر وہاں سے فرشتے اس کو نیچے دھکیل دیں گے، پھر اسی طرح اس کو مار مار کر اوپر چڑھائیں گے اور پھر ڈھکیلیں گے؛ تا کہ ہمیشہ وہ اس عذاب میں مبتلا رہے۔

⑤ پوری زمین اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، اللہ تعالیٰ کی زمین پر غیر اللہ کی عبادت ہونی ہی نہیں چاہیے، خاص کر مساجد میں تو غیر اللہ کی عبادت کا خیال تک نہ آوے، مساجد غیر اسلامی رسومات سے پاک رہیں۔ (دوسرا ترجمہ) کہ تمام سجدے تو اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے (یعنی انسان کے بدن کے ہر عضو سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کی فرماں برداری ظاہر ہو) سو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو مت پکارو۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحے پر) =

ع ۱۱

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾

قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾

قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ

وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ﴿۲۳﴾

اور یہ بھی کہ جب اللہ تعالیٰ کے (خاص) بندے (یعنی حضرت محمد ﷺ) اس کی عبادت کرنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے وہ لوگ اس (بندے) پر ٹوٹ پڑتے ہوں① ﴿۱۹﴾

(اے نبی!) تم کہہ دو کہ میں تو اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں ﴿۲۰﴾ (اور یہ بھی) کہہ دو کہ: تمھارا کوئی نقصان میرے اختیار میں نہیں ہے اور نہ (تمھاری) کوئی بھلائی ﴿۲۱﴾ (اے نبی! یہ بات) کہہ دو کہ (تمھاری چاہت کے مطابق دین میں اگر میں تبدیلی کردوں تو) اللہ تعالیٰ سے مجھے کوئی بچا نہیں سکتا اور میں اس کو چھوڑ کر کوئی حفاظت کی جگہ پا نہیں سکتا ﴿۲۲﴾ (میرا تو) بس (اتنا ہی کام ہے کہ) میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے (احکامات) پہنچا دیتا ہوں اور اس کے پیغامات بھی (بندوں کو دے دیتا ہوں) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو یقیناً اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ﴿۲۳﴾

= حقیقت میں لفظ مسجد اس چیز کا نام ہے جس کو سجدہ میں کسی طرح کا بھی دخل ہے اور اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) سجدہ کی جگہ، حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ امتِ محمدیہ کے لیے پوری زمین کو سجدہ کی جگہ بنادیا گیا۔

(۲) سجدہ کے لیے قبلہ (یعنی جس کی طرف سجدہ کرے)۔

(۳) انسان کے اعضا جن سے وہ سجدہ کرتا ہے: چہرہ، پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے سجدے کے لیے خاص ہیں۔

اِس صفحے کا حاشیہ:

① ابتدائے اسلام میں حضور ﷺ پر دورانِ نماز حملے بھی ہوئے (دوسرا ترجمہ) اس بندے پر بھیڑ لگادیتے ہوں (کفار دشمنی میں بھیڑ لگادیتے اور مسلمان محبت میں شوق سے بھیڑ لگاتے)۔

حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿٢٤﴾ قُلْ اِنْ

اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ﴿٢٥﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ

اَحَدًا ﴿٢٦﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٧﴾

لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾ ع ٢ / ١٢

(اور یہ لوگ نافرمانی کرتے رہیں گے) یہاں تک کہ جب وہ (نافرمان لوگ) اس چیز کو دیکھ لیں گے جس سے ان کو ڈرایا جا رہا ہے تب ان کو پتہ چل جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور تعداد کے اعتبار سے کون کم ہے؟ ﴿٢٤﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: میں نہیں جانتا کہ جس (عذاب) کا وعدہ تم سے کیا گیا ہے کیا وہ نزدیک (آنے والا) ہے یا میرے رب نے اس کے لیے کوئی لمبی مدت مقرر فرمائی ہے؟ ﴿٢٥﴾ (وہ اللہ تو) غیب کی باتوں کو جاننے والے ہیں، چناں چہ وہ اپنے غیب کی کسی کو خبر نہیں دیا کرتے ﴿٢٦﴾ سوائے کسی رسول کے جس کو انھوں نے پسند فرما لیا ہو، سو وہ بھی (اس اہتمام کے ساتھ کہ) اس (رسول) کے آگے ① اور اس کے پیچھے حفاظت کرنے والے (یعنی چوکیداروں) کو چلاتے ہیں ② ﴿٢٧﴾ تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) یہ دیکھ لیویں کہ انھوں نے اپنے رب کے پیغامات کو (پوری حفاظت سے) پہنچا دیا ③ اور اس (اللہ) نے ان کے سارے حالات کا احاطہ کر رکھا ہے ④ اور (ان کی) ہر چیز کی پوری گنتی کر رکھی ہے۔ ﴿٢٨﴾

① یسلک اور رصدا: سے چوری اور التباس سے حفاظت۔

② رسول یا تو انسان ہوتا ہے یا تو فرشتہ، انسان جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک، اور فرشتہ جیسے کہ حضرت جبریل علیہ السلام، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص غیب کی باتوں کی خبر دیتے ہیں؛ تاکہ وہ اس غیب کی باتوں کو مکلف بندوں تک پہنچا دے۔ ایک روایت یہ ہے کہ: حضرت جبریل علیہ السلام کبھی تنہا وحی لے کر تشریف نہیں لائے؛ بلکہ ان کے ساتھ حفاظت کے لیے فرشتے ہوتے تھے۔

③ کہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے کہ فرشتوں نے پیغمبروں کو یا پیغمبروں نے دوسرے بندوں کو اللہ تعالیٰ کے پیغامات ہو بہو کمی زیادتی کیے بغیر پہنچا دیے ہیں۔

④ أحاط: سے وسائط کی حفاظت، أحصی: نسیان سے حفاظت۔

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّل

(مكية)

سورۂ مزمل

یہ سورت مکی ہے، اس میں بیس (۲۰) آیتیں ہیں۔

سورۂ مدثر کے بعد تین (۳) نمبر پر یا سورۂ نون والقلم کے بعد چار (۴) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو ایک خاص ادا یعنی ''چادر میں لپٹنا'' کے ذریعے خطاب کیا گیا ہے۔

اٰيَاتُهَا ٢٠	(٧٣) سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ (٣)	رُكُوْعَاتُهَا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝١ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝٢ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝٣ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ
وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝٤ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝٥ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ
وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝٦

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اے چادر میں لپٹنے والے!① ﴿۱﴾ رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی رات (عبادت کے لیے) کھڑے ہو جایا کرو② ﴿۲﴾ اس کا آدھا حصہ (عبادت کے لیے کھڑے ہو) یا اس میں سے کچھ کم کرلو ﴿۳﴾ یا اس سے کچھ زیادہ کر دیا کرو اور قرآن کو اطمینان سے صاف صاف پڑھا کرو③ ﴿۴﴾ ہم عنقریب تم پر ایک وزن دار کلام اتارنے والے ہیں④ ﴿۵﴾ (اور) یقیناً رات کو اٹھنا⑤ وہ ایسا مؤثر عمل ہے جس سے نفس بڑی اچھی طرح کچلتا ہے اور بات بھی سیدھے طریقے پر نکلتی ہے ﴿۶﴾

---

① عربی زبان میں ''مزمل'' ایسے شخص کو کہتے ہیں جو بڑے کشادہ کپڑے کو اپنے اوپر لپیٹ لے، حضرت نبی کریم ﷺ کا معمول ایسا تھا کہ جب تہجد کی نماز اور قرآن کی تلاوت کے واسطے رات کو اٹھتے تھے تو ایک لمبی کمبل اپنے اوپر اوڑھ لیتے تھے؛ تاکہ سردی سے بھی بدن کی حفاظت ہو، اور وضو اور نماز میں اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے کمبل لپٹنے کی وجہ سے کسی طرح کا حرج نہ ہو، کہتے ہیں کہ: وہ کمبل چودہ ہاتھ لمبا تھا اور اسی مقصد سے آپ ﷺ نے رکھا تھا، اور یہ کمبل کو اوڑھ لینا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ مولائے حقیقی کی عبادت میں داخل ہوا ہوں۔

② خلاصہ یہ نکلا کہ کم از کم چوتھائی رات سے کچھ زیادہ عبادت میں مشغول رہنا ہی چاہیے۔ بیماری، سفر وغیرہ کی وجہ سے تہجد میں نہ اٹھ سکیں تو اجر مل جاوے گا جبکہ عام حالات میں پابندی کرے۔

③ ترتیل کا حاصل:

(۱) حرفوں کو اپنے صحیح مخرج سے نکالنا؛ تاکہ ''ط'' کی جگہ ''ت'' اور ''ض'' کی جگہ ''ظ'' نہ نکلے۔

(۲) وقف کی جگہ پر اچھی طرح ٹھہرنا؛ تاکہ وصل اور قطع کی صورت میں کلام بے موقع نہ ہونے پائے۔

(۳) حرکتوں میں اشباع کرنا؛ یعنی زبر، زیر، پیش کو ان کے خاص انداز سے ادا کرنا۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے پوچھا تھا تو انھوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے قرآن پڑھنے کا طریقہ یہ بتلایا کہ: زبر، زیر اور پیش کو پورا پورا نکالتے تھے۔

(۴) آواز کو تھوڑا بلند کرنا کہ قرآن کے الفاظ زبان سے نکل کر کان تک پہنچ جاوے اور وہاں سے دل پر اور دل میں کیفیت پیدا کرے۔

(۵) آواز کو اچھا کرنا کہ آواز میں درد پایا جائے؛ تاکہ دل پر جلدی اثر ہو، جو مضمون بھی خوش آوازی سے دل تک پہنچتا ہے تو اس سے روح کو لذت حاصل ہوتی ہے اور روح جلدی اس کی تاثیر کو قبول کر لیتی ہے۔

(۶) تشدید اور مد کا لحاظ کرنا، اس سے کلامِ الٰہی میں عظمت ظاہر ہوتی ہے اور تاثیر بھی پیدا ہوتی ہے۔

(۷) قرآن میں کسی ڈر یا خوف کا مضمون سنے تو وہاں تھوڑی دیر کے لیے رک جاوے اور اللہ تعالیٰ سے حفاظت چاہے، اور اچھا اور اپنے مقصد کا مضمون سنے تو وہاں رک کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے مقصد کو مانگے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے جنت کو مانگنا۔

ان چیزوں کی رعایت کرنے سے قرآن میں تدبر اور فہم پیدا ہوگا، غور کرنا نصیب ہوگا اور تدبر کا مرتبہ یہ ہے کہ قرآن میں آئے ہوئے ہر خطاب اور ہر قصے میں انسان اپنی ذات کو مخاطب سمجھے۔

④ (۱) قرآنِ مجید نازل ہوتے وقت حضرت نبی کریم ﷺ پر بہت سختی گزرتی تھی، آپ ﷺ کے حواسِ ظاہری اور باطنی اس دنیا سے بالکل منقطع ہو کر عالمِ غیب کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور سخت ٹھنڈی کے دنوں میں بھی بدن مبارک میں گرمی پیدا ہو جاتی تھی، پیشانی سے پسینہ جاری ہوتا، کسی جانور پر آپ ﷺ سوار ہوتے تو وہ جانور دب جاتا تھا، یا اپنے پاؤں کو ٹیڑھا کر کے زمین پر ٹیک دیتا تھا، وحی کے وقت حضرت نبی کریم ﷺ نے کسی کی ران کو تکیہ دیا ہوتا تو اس شخص کو ایسا وزن محسوس ہوتا کہ اس کی ران ٹوٹ جائے گی، آپ ﷺ کا چہرہ مبارک بھی لال ہو جاتا، دم چڑھنے لگتا۔

(۲) نازل ہوتے ہی لکھے بغیر اس کو یاد رکھنا بھی مشکل تھا۔

(۳) دشمن کے سامنے سنانا جو ہمیشہ ہنسی مذاق کرتے تھے۔

(۴) قرآن کے عجائبات اور باریکیوں کو سمجھنا جس میں بہت زیادہ غور و فکر کی ضرورت پڑتی تھی۔

(۵) آیتوں میں تفریق کرنا، محکم، متشابہ، ناسخ، منسوخ۔

(۶) مسلمانوں کو یہ گرانی ہوتی کہ قرآن کے اوامر کے مطابق عمل کرنا اور نواہی کے مطابق اپنے آپ کو بچانا، یہ بھی بھاری کام ہے۔

(۷) کافروں کے لیے قرآن کو سننا بہت گراں گزرتا تھا، یہ سب چیزیں فضلِ الٰہی کے بغیر آسان نہیں ہو سکتی تھی۔

⑤ ناشی: لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو نئی پیدا ہوئی ہو۔

اشد: (۱) رات کو اٹھنا، وضو کے اسباب تلاش کرنا، پھر وضو کرنا، پھر نماز کے لیے کھڑا ہونا اور اس میں قرآنِ مجید کی تلاوت یہ نفس پر بہت سخت اور بھاری ہے۔ (۲) رات کا چین اور آرام چھوڑنا پڑتا ہے۔

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝٧ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝٨ رَبُّ
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝٩ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ
وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝١٠

یقیناً دن میں تو تمھارے ساتھ لمبی مشغولیات لگی رہتی ہیں① ﴿٧﴾ اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرو اور سب سے الگ ہوکر پورے طور پر اسی کی طرف متوجہ رہو② ﴿٨﴾ مشرق اور مغرب کے مالک ہیں، ان کے سوا کوئی معبود نہیں، سو انہیں کو وکیل بنالو③ ﴿٩﴾ اور وہ (کافر لوگ) جو بات کہتے ہیں اس پر صبر کرو④ اور خوب صورتی کے ساتھ ان کو (ان کے حال پر) چھوڑ دو⑤ ﴿١٠﴾

① حضرت نبی کریم ﷺ کی دن بھر کی مشغولیات خالص دینی، دعوتی ہوا کرتی تھی پھر بھی رات کو عبادت کے لیے یکسوئی کا حکم ہے، دین کا کام کرنے والے حضرات اس کی طرف خصوصی توجہ دیں، رات کی عبادت اور رونا، مانگنا اور دن میں محنت کرنا یہ کامیابی کی چابی ہے، وبالليل رهبان وبالنهار فرسان۔ صحیح بات کسی نے کہی: جب تک امت میں رات کو رونے کا عام ماحول تھا اللہ تعالیٰ دن کے اجالے میں امت کو خوشی، فتح وظفر کے حالات دکھاتے تھے، جب سے راتوں کا رونا ختم یا کم ہو گیا تب سے دن کے اجالے میں رلانے والے حالات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ''کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی''۔

② [دوسرا ترجمہ] پورے طور پر اسی کے بن کے رہو۔ ③ یعنی سارے کام اللہ تعالیٰ کو سونپ دو، وہی کام بنانے والے ہیں۔

④ دشمنوں اور حاسدوں کی طرف سے زبانی تکلیف تین قسم کی ہوتی ہے: (١) انسان کے معبود، خالق، اسی طرح پیر، استاذ، مرشد اور بڑوں کے حق میں زبان درازی کرنا، یہ بہت سخت قسم کی تکلیف پہنچانا ہے۔ (٢) خاص اسی شخص کے حق میں طعن کرنا۔ (٣) انسان کے دوستوں، اولاد، گھر والوں، متعلقہ کاموں کے متعلق طنز اور طعن کرنا۔

حضرت نبی کریم ﷺ کو تینوں قسم کی تکلیف امت کے کافروں، منافقوں اور بدزبانوں نے انتہائی درجے کی پہنچائی تھی۔ پہلی قسم کے طعن کی مثال: انطعم من لو يشاء الله اطعمه (یٰس) یعنی کافر کہتے تھے کہ محمد (ﷺ) کے خدا محتاج ہے (نعوذ باللہ) اسی لیے ہم کو کھانا کھلانے کا حکم دیتے ہیں۔ دوسری قسم: آپ ﷺ کی ذات کو شاعر، کاہن، ساحر کہتے تھے، اسی طرح مال هذا الرسول ياكل الطعام۔ تیسری قسم: آپ کے رشتے داروں اور گھر والوں کے متعلق منافق اور فاسق لوگ خیبر، فدک، بنو نضیر، بنو قریظہ کے اموال کے سلسلے میں نعوذ باللہ! اقربا پروری کی تہمت لگاتے تھے، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگائی۔

⑤ یعنی مسلسل دعوت کے بعد بھی ایمان نہ لائے تب۔ اس میں تین چیزیں ہیں: (١) ظاہر میں ان کے ساتھ تعلق کو چھوڑ دینا؛ لیکن دل سے ان کی دینی فکر میں لگا رہے (٢) ان کی بدسلوکی کی شکایت کسی کے سامنے نہ کرے (٣) جدائی کے باوجود ان کو نصیحت، خیر خواہی اور دینی رہنمائی میں کمی نہ کرے۔

وَذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا وَّجَحِیْمًا ﴿۱۲﴾
وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۳﴾ یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ
كَثِیْبًا مَّهِیْلًا ﴿۱۴﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى
فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِیْلًا ﴿۱۶﴾ فَكَیْفَ تَتَّقُوْنَ
اِنْ كَفَرْتُمْ یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا ﴿۱۷﴾

اور (تم کو) جھٹلانے والے جو عیش وآرام میں (پڑے) رہتے ہیں ان کے معاملے کو مجھ پر چھوڑ دو اوران کو تھوڑی سی مہلت دے دو ﴿۱۱﴾ یقینا ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ ہے ﴿۱۲﴾ اور ایسا کھانا ہے جو گلے میں پھنس جاتا ہو اور دردناک عذاب ہے ﴿۱۳﴾ (یہ سزائیں اس دن ہوں گی) جس دن زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے اور (سارے) پہاڑ اڑتے ہوئے ریت کے ٹیلے ہوجائیں گے[1] ﴿۱۴﴾ یقیناً ہم نے تمھاری طرف (اللہ تعالیٰ کے یہاں) تم پر گواہی دینے والے رسول کو بھیجا ہے جیسا ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا ﴿۱۵﴾ سو فرعون نے رسول کا کہنا نہیں مانا تو ہم نے اس کو ایسا پکڑ لیا جو اس کے لیے ایک زبردست وبال تھا ﴿۱۶﴾ سو اگر تم کفر کے او پر رہے تو اس (قیامت کے) دن (کے عذاب) سے کیسے بچو گے جو (دن) بچوں کو بوڑھا بنادے گا[2] ﴿۱۷﴾

---

① [دوسرا ترجمہ] پھسلتے ہوئے ریت کے ٹیلے ہوجائیں گے [تیسرا] بکھرے ہوئے ریت کے ٹیلے ہوجائیں گے۔

② (۱) قیامت کے دن کے ہولناک منظر کی وجہ سے بچے بوڑھے ہوجائیں گے؛ یعنی ایسا خوف ہوگا کہ کوئی بچہ بھی ہوگا تو وہ بوڑھا ہوجائے گا، خلاصہ یہ کہ یہ ایک تمثیل ہے (۲) حقیقت مراد ہے؛ یعنی قیامت کا دن اتنا لمبا ہوگا کہ ایک بچہ بھی بوڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے گا (۳) کافروں کے بچے خاص طور پر مراد ہیں؛ چونکہ وہ اپنے ماں باپ کو عذاب میں پریشان دیکھیں گے اور ماں باپ کا ایمان نہ ہونے کی وجہ سے ان کی شفاعت کی درخواست بھی نہیں کرسکیں گے؛ اس لیے ماں باپ، بھائی بہن کی تکلیف کو دیکھ کر بچوں پر اس قدر رنج اور غم کا غلبہ ہوگا کہ ان کے بال سفید ہوجائیں گے (۴) بعض حضرات نے کہا کہ: جو بچے زنا سے پیدا ہوئے ہیں ان کے بال سفید ہوں گے؛ گویا سفید بال حرام زادگی کی نشانی بنے گی (۵) اس دن تکلیف کی سختی اور اس دن کے لمبا ہونے کو ''الولدان شیبا'' سے تعبیر کیا گیا؛ گویا یہ کنایہ ہے اس دن کے لمبا ہونے اور تکلیف کے زیادہ ہونے سے۔

السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ⑱ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ

سَبِيْلًا ⑲ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ ع١٩

مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ

يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ

اس (دن) میں آسمان پھٹ پڑے گا[1]، اس (اللہ تعالیٰ) کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا ﴿۱۸﴾ یقیناً یہ ایک نصیحت کی بات ہے، اب جو چاہے اپنے رب کی طرف (پہنچنے کا) راستہ (یعنی دینِ اسلام) اپنا لیوے ﴿۱۹﴾

(اے نبی!) یقیناً تمھارے رب جانتے ہیں کہ تم دو تہائی رات کے قریب اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) ایک تہائی رات (تہجد پڑھنے کے لیے) کھڑے ہوتے ہو اور تمھارے ساتھیوں میں سے بھی ایک جماعت (ایسا ہی کرتی ہے) اور رات اور دن (کی صحیح مقدار) تو اللہ تعالیٰ ہی مقرر فرماتے ہیں[2] اس (اللہ تعالیٰ) کو معلوم تھا کہ تم اس کا صحیح حساب ہرگز نہیں رکھ سکو گے؛ اس لیے اس (اللہ تعالیٰ) نے تم پر عنایت فرمائی، اب تم قرآن میں جتنا آسانی سے پڑھ سکو پڑھو، وہ (اللہ تعالیٰ) جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ لوگ بیمار ہوں گے اور دوسرے کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کا فضل (یعنی حلال روزی) تلاش کرنے کے لیے زمین میں سفر کر رہے ہوں گے اور دوسرے بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتے ہوں گے؛

① منفطر کے مذکر لانے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت آسمان باقی نہیں رہے گا، جیسے کہ گھر کی دیوار اور چھت ٹوٹنے کے بعد گھر نہیں کہتے؛ بلکہ کھلا ہوا میدان کہتے ہیں؛ اس لیے جب آسمان ہی نہیں رہے گا تو مؤنث کی بھی ضرورت نہیں ہے؛ جب کہ دوسری جگہوں پر: اذا السماء انشقت، انفطرت وغیرہ تانیث آسمان کے وجود کے اعتبار سے لائی گئی۔

② [دوسرا ترجمہ] رات اور دن کا پورا اندازہ تو اللہ تعالیٰ ہی کر سکتے ہیں۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾

ع۱ ۱۴

لہذا اب تم اس (قرآن) میں سے جتنا آسان ہو اتنا پڑھ لیا کرو① اور تم نماز قائم کرو اور زکوۃ دیتے رہو اور تم اللہ تعالیٰ کو اچھے طریقے سے قرض دو② اور جو نیکی تم اپنے لیے آگے بھیج دو گے اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ کر بہتر حالت میں اور بڑے ثواب کی شکل میں پاؤ گے اور تم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو③ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے، بڑے رحمت والے ہیں ﴿۲۰﴾

---

① پہلے تہجد فرض تھی اور اس کے لیے مقدار بھی متعین تھی، بعد میں آسانی کر دی گئی، اب جتنی ہو سکے اتنی تہجد پڑھ لینا چاہیے، بہت ہی فائدے کی نماز ہے، آخری درجے میں رات کو سونے سے قبل یا عشا کی فرض، وتر اور نوافل کے بعد دو چار رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لو، اللھم وفقنا۔

② (۱) اللہ تعالیٰ کے محتاج بندوں کو قرض دو اور سود اور فائدہ ان سے مت لو۔
(۲) مانگتے وقت سختی اور تنگی مت کرو۔
(۳) اگر وہ کچھ کم قرض جمع کراوے یا وعدے میں دیر ہو جاوے تو قبول کر لو۔
(۴) احسان مت جتلاؤ۔

③ بہت سارے نیک اعمال کے ساتھ استغفار کا حکم ہے، کون ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کر سکتا ہوں؟ ایسا لگتا ہے کہ اسی وجہ سے استغفار کا حکم ہوا ہے۔ جو شخص استغفار کی پابندی کرے گا وہ گناہوں کی گندگی سے ہمیشہ پاک وصاف رہے گا۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّر

(مكية)

سورۂ مدثر

یہ سورت مکی ہے، اس میں چھپن (۵۶) آیتیں ہیں۔

سورۂ علق کی ابتدائی آیات کے بعد یا سورۂ مزمل کے بعد یا چار (۴) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں بھی خطاب کا انداز عشق و محبت کا ہے یعنی ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم لحاف میں لپٹے ہوئے ہیں'' اس ادا کے ذریعے خطاب کیا گیا۔

آياتها ٥٦ | (٧٤) سورة المدثر مكية (٤) | ركوعاتها ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ۝۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ۝۳ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ۝۴

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اے لحاف میں لپٹنے والے!﴿۱﴾ اٹھو! اور (لوگوں کو عذاب سے) ڈراؤ①﴿۲﴾ اور اپنے رب کی تکبیر کہو②﴿۳﴾ اور اپنے کپڑوں کو (اچھے طریقے سے) پاک رکھو③﴿۴﴾

---

① یعنی اپنی جگہ سے اٹھو، یا مستعد ہو جاؤ۔

② تکبیر سے دوسروں کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت آوے گی، خود کے دل میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت کا یقین پیدا ہوگا اور دوسروں کو بھی سمجھاؤ کہ اللہ تعالیٰ ہی بڑے ہیں۔ اپنے رب کی عظمت اور بزرگی بیان کرو، بعض حضرات نے تکبیر سے نماز کی تکبیر مراد لی ہے؛ یعنی تکبیرِ تحریمہ اور تکبیراتِ انتقالات۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ: یہاں تکبیر برائے خوشی؛ چوں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت کا عظیم منصب ملا؛ اس لیے بعض روایات میں ہے کہ: جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو آپ نے اللہ اکبر! ارشاد فرمایا، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اللہ اکبر کہا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔

③ (۱) ظاہری کپڑوں کو نجاست اور گندگی سے پاک رکھو۔

(۲) ظاہری کپڑوں کو معنوی نجاستوں سے پاک رکھو؛ یعنی کپڑا غصب، چوری، خیانت اور حرام کمائی کا نہ ہو اور کپڑے کے علاوہ جن چیزوں کا استعمال حرام ہے وہ بھی نہ ہو، اسی طرح اسراف والا کپڑا نہ ہو جیسے ٹخنے سے نیچے لٹکا ہوا کپڑا۔

(۳) عربی محاورے میں کپڑا بول کر کپڑا پہننے والے کی ذات مراد لیتے ہیں؛ اس لیے مطلب ہوگا کہ اپنے اوصاف اور اخلاق پاکیزہ رکھیے۔

(۴) ایک عرف یہ بھی ہے کہ کپڑا بول کر آبرو اور نام بھی عرب لوگ مراد لیتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اے نبی! اپنی ذات اور آبرو کو بری صفات، برے اخلاق اور بری تہمت سے بچا کر رکھیے۔

(۵) کپڑے سے مراد خاص بدن کا وہ حصہ ہے جو مقامِ استنجا ہے تو گویا کہ استنجا کے مقامات کو اچھی طرح صاف کرنا مراد ہے۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷ فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ۝۸

اور (ہر قسم کی) گندگی (یا بتوں کی گندگی) سے دور ہی رہو① ﴿۵﴾ اور (کسی پر) اس غرض سے احسان مت کرو کہ زیادہ وصول کرو② ﴿۶﴾ اور اپنے رب کے لیے صبر کرتے رہو③ ﴿۷﴾ پھر جب صور پھونکا جائے گا ﴿۸﴾

---

① (دوسرا ترجمہ:) بت پرستی کو چھوڑے رکھیے۔ (تیسرا ترجمہ:) بت پرستی کا ابطال کیجیے۔ (چوتھا ترجمہ) رجز سے مراد مکان رجز ہے؛ لہٰذا ترجمہ ہوگا: ایسی جگہ نماز پڑھیے جہاں گندگی بالکل نہ ہو۔ اس طرح آیت میں ثیاب ومقام دونوں کی پاکی کا تذکرہ ہوجائے گا۔

خلاصہ: (۱) فاسد اعتقاد (۲) برے اخلاق (۳) جھوٹی باتیں (۴) برے کام (۵) معنوی ناپاکی (۶) بتوں کی گندگی؛ یعنی آج تک آپ نے چھوڑ رکھی ہے، آئندہ بھی اس پر پابند رہیے یا یہ کہ نبی کو بتلا کر امت کو تعلیم دینا مقصد ہے۔

② یعنی کسی آدمی پر اس نیت سے احسان نہ کرے کہ آئندہ اس سے زیادہ وصول کریں:

(۱) اس لیے ہدیہ، تحفہ اس نیت سے دینا کہ وہ اس کے بدلے میں آئندہ اس سے زیادہ مجھے دے گا یہ بہت ہی بری بات ہے۔

(۲) اسی طریقے سے قرآن کی تعلیم اور شریعت کی تعلیم اور تبلیغ کا احسان اس نیت سے مت رکھو کہ کسی طرح کی ''دنیوی زیادتی'' اس میں مقصود ہو، مثلاً میرے شاگرد اور مرید بہت زیادہ ہوجائیں گے، اس کی وجہ سے میرا نام اور بڑا مرتبہ ہوگا، یا یہ کہ اس کی وجہ سے مجھے بہت سارا مال حاصل ہوجائے گا۔

(۳) ایک مطلب یہ بھی ہے کہ کسی پر کوئی احسان کرتے وقت اس احسان کو بڑا احسان جان کر حسنِ سلوک مت کرو؛ اس لیے کہ لینے والا محسن ہے کہ اس نے آپ کے صدقے کو قبول کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی فقیر آتا تو فرماتے: مرحبا بمن یحمل زادنا بلا اجر؛ یعنی مرحبا ایسے شخص کے لیے جو ہمارے توشے کو بغیر اجرت اور مزدوری کے آخرت تک پہنچاتے ہیں۔

③ یعنی حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے صبر کرنا یہ اجر اور ثواب کی چیز ہے۔ اگر کوئی آدمی مخلوق کی خاطرداری کے لیے صبر کرتا ہے تو اس میں وہ ثواب نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے صبر کرنے میں ثواب ہے، اگر کوئی آدمی غریب، مسکین اور فقیر کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر ایسا ہی صبر کرتا ہے جیسا مال داروں اور حکومت والوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے، تو یہ علامت ہوگی کہ اس کا مخلوق کے لیے صبر اور تحمل کرنا اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی واسطے ہے؛ لیکن اگر غریبوں اور مسکینوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر بالکل تحمل نہیں کرتا، یا کم کرتا اور مال داروں اور حکومت کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر پورا صبر کرتا ہے، تو یہ صبر میں کمی آتی ہے، اس میں مخلوق کی خاطرداری بھی ہوئی۔

فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌۙ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ﴿۱۰﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًاۙ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًاۙ﴿۱۲﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًاۙ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًاۙ﴿۱۴﴾

تو وہ دن بڑا مشکل دن ہوگا﴿۹﴾ کافروں کے لیے آسان دن نہیں ہوگا① ﴿۱۰﴾ اس شخص کا معاملہ میرے اوپر چھوڑ دو جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا﴿۱۱﴾ اور میں نے اس کو دور تک پھیلا ہوا مال دیا② ﴿۱۲﴾ اور ایسے بیٹے (دیے) جو آنکھ کے سامنے رہتے ہیں③ ﴿۱۳﴾ اور میں نے اس کے لیے ہر کام کا راستہ آسان کر دیا④ ﴿۱۴﴾

---

① قیامت کے دن اول مرحلے میں ایمان والے اور نیک لوگ بھی سختی میں گرفتار ہوں گے؛ لیکن ایمان کی تاثیر اور نبیوں اور قرآن کی شفاعت سے وہ سختی آسانی میں بدل جائے گی، برخلاف کافروں کے کہ اس دن ان پر سختی میں زیادتی ہوتی چلی جائے گی، ہرگز کسی طرح کی آسانی ان کے لیے نہیں ہوگی۔

② یعنی میں نے اس کو بہت زیادہ مال دیا، مختلف مقامات پر اس انسان کی پھیلی ہوئی جائیداد اور مال کی طرف اشارہ معلوم ہو رہا ہے۔ جو مال زیادہ ہوتا جاتا ہے وہ تین قسم کا ہوتا ہے: (۱) کھیتی (۲) جانور (۳) تجارت۔ عام طور پر ان تینوں قسموں سے جو حاصل ہوتا ہے وہ اس پر خرچ کیے ہوئے سے زیادہ ہوتا ہے، بخلاف دوسرے مالوں کے۔

③ عرب لوگوں کے یہاں اولاد میں بیٹے بہترین شمار کیے جاتے تھے اور وہ بھی جو اولاد نظروں کے سامنے ہوں وہ مستقل نعمت ہے، اس نعمت کی مزید وضاحت بندے کے خطبات میں ملاحظہ فرمائیں۔

شہودا کی ایک تحقیق یہ ہے کہ: یہ لفظ شہادت سے ہے؛ یعنی ولید بن مغیرہ کے بیٹے اس کی ہر بات کو چاہے سچی ہو یا جھوٹی، اس کو لوگوں کے سامنے سچی ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ دنیا میں دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ جو اولاد باپ کی مرضی کے مطابق نہیں چلتی تو وہ باپ کے لیے رنج کا سبب بنتی ہے؛ لیکن ولید کی اولاد سب باپ کی مرضی کے مطابق رہتی تھی، صحیح کام میں بھی اور غلط کام میں بھی وہ باپ کی تائید کرتے تھے۔

اسی ولید بن مغیرہ کے چار بیٹے: ولید، خالد، عمارہ، ہشام کو ایمان کی دولت سے اللہ تعالیٰ نے نوازا۔

قریش میں اس کا ایک لقب وحید مشہور تھا؛ اس لیے کہ وہ اوصاف، کمالات اور خوبیوں میں یکتا تھا، قابلیت کے فنون جیسے شعر، شاعری میں بڑا کمال رکھتا تھا، اس کو ریحانۃ قریش بھی کہتے تھے؛ یعنی قریش کا پھول، ظاہری خوش اخلاقی اور خوبصورتی بھی اس میں تھی؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ جہنم میں اکیلا جاوے گا۔

④ (دوسرا ترجمہ) اور میں نے اس کو سب طرح کا (دنیوی) سامان مہیا کر دیا۔

ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿١٥﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿١٦﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿١٧﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿٢٤﴾

پھر بھی وہ یہ لالچ کرتا ہے کہ میں (اس کو) اور زیادہ دوں؟① ﴿۱۵﴾ (ایسا) ہرگز نہیں ہوگا، وہ تو ہماری آیتوں کا دشمن بن ہی گیا ہے② ﴿۱۶﴾ عنقریب میں اس کو ایک مشقت والی چڑھائی پر چڑھاؤں گا③ ﴿۱۷﴾ اس نے (قرآن کے بارے میں) سوچ کر ایک بات طے کرلی ﴿۱۸﴾ سو اللہ تعالیٰ اس کو برباد کردے! کیسی بات طے کرڈالی؟ ﴿۱۹﴾ پھر (دوبارہ) اللہ تعالیٰ اس کو برباد کرڈالے! کیسی بات طے کرڈالی؟ ﴿۲۰﴾ پھر اس نے (حاضرین کی طرف) نظر دوڑائی ﴿۲۱﴾ پھر تیور چڑھائے اور منہ بگاڑا ﴿۲۲﴾ پھر پیٹھ پھرائی اور غرور دکھایا④ ﴿۲۳﴾ پھر کہنے لگا کہ: یہ (قرآن) کچھ نہیں، یہ تو ایک جادو ہے، جو نقل ہوتا ہوا چلا آتا ہے⑤ ﴿۲۴﴾

① آیت کا ایک اور مطلب یہ بھی ہے کہ اس کے گمان کے مطابق بالفرض اگر آخرت ہوگی تو دنیا سے زیادہ ہی اللہ تعالیٰ اس کو نعمت دیں گے (چونکہ مکہ کے کافر بعث بعد الموت کے منکر تھے)۔ ایک مطلب یہ ہے کہ دنیا کے اندر ہی مال کی حرص وطمع بڑھتی ہی رہے گی۔

② اللہ تعالیٰ کے کلام سے دشمنی رکھنے والا گویا اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ جو نعمت اور احسانات کرتے ہیں ان کی ناشکری کرنا یہ نعمتوں کے زوال کا ذریعہ ہے، تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ان آیتوں کے نازل ہونے کے بعد مسلسل اس کا مال گھٹنا شروع ہوا، یہاں تک کہ فقیر ہو کر مرا۔

عنیدا: عناد میں دو باتیں ہیں: (۱) جان بوجھ کر حق کو باطل کرے (۲) حق بات میں عیب نکالنے کے پیچھے پڑا رہے۔

③ ''صعود'' جہنم کے ایک پہاڑ کا نام ہے جو بھڑکتی ہوئی آگ سے بنایا گیا ہے، جو کافر عناد والے ہیں ان کو جہنم کے فرشتے زبردستی اوپر چڑھائیں گے، اور اس کی جلن کا حال یہ ہے کہ کافر جیسے ہی اس پر اپنا ہاتھ رکھے گا اس کے ہاتھ جل کر بھسم ہوجائے گا، پھر ہاتھ نیا بنے گا پھر جلے گا، اسی طرح کا حال پاؤں کا ہوگا، اسی طرح تکلیف اور مشقت کے ساتھ فرشتے اس کو زنجیروں سے کھینچ کر پہاڑ کی چوٹی پر لے کر پہنچیں گے، پھر اوپر سے نیچے دھکیل کر گرادیں گے، پھر مار مار کر چڑھائیں گے پھر گرائیں گے، ہمیشہ اس عذاب میں رہے گا؛ اس لیے کہ دنیا میں ہر وقت اس کی فکر ایمان و اسلام کے خلاف اوپر چڑھتی ہی رہتی تھی؛ یعنی بڑھتی ہی رہتی تھی۔

④ تاکہ دیکھنے والوں کو لگے کہ اس کو قرآن سے نفرت ہے۔ ⑤ بابل یا عجم کے کسی دوسرے ملک سے نقل کیا گیا ہے۔

اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِیْ وَلَا
تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَاۤ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓىِٕكَةً ۪
وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۙ

یہ (قرآن) تو صرف (کسی) آدمی کا کلام ہے ﴿۲۵﴾ اب میں اس شخص کو (جلدی ہی) آگ میں ڈال دوں گا① ﴿۲۶﴾ اور (اے نبی!) تم کو کچھ خبر ہے کہ وہ آگ کیا چیز ہے؟ ﴿۲۷﴾ وہ (داخل کیے جانے والی کسی چیز) کو باقی نہیں رکھے گی اور نہ (کسی کافر) کو چھوڑے گی ﴿۲۸﴾ کھال کو جھلس دینے والی ہے② ﴿۲۹﴾ اس (جہنم) پر انیس (۱۹) (فرشتے) مقرر ہیں③ ﴿۳۰﴾ اور ہم نے جہنم کے داروغے فرشتوں کے سوا اور کسی کو نہیں بنایا④ اور ان (فرشتوں) کی گنتی صرف کافروں کو آزمائش میں ڈالنے کے لیے مقرر کی ہے؛

---

① سقر: جہنم کا پانچواں طبقہ ہے، اللہ تعالیٰ کے غضب اور قہر کا کامل مظہر ہے۔

② یعنی چمڑی کو بگاڑ دینے والی (سیاہ کردینے والی) ہے، (دوسرا ترجمہ) (دوزخ) انسان کے سامنے ظاہر ہو جائے گی۔

③ تفسیرِ فتح العزیز میں لکھا ہے کہ ان فرشتوں کی آنکھیں برق کی طرح چمکتی ہوں گی، ان کی آواز رعد کی طرح گرجتی ہوگی، دانت بارہ سنگا جانور کی سینگ کی طرح ہوں گے، ان کے بال اتنے لمبے ہوں گے کہ دامن کی طرح زمین پر گھسٹتے ہوں گے، ان کے منہ سے آگ کے شعلے فوارے کی طرح نکلتے ہوں گے، وہ اتنے بڑے ہوں گے کہ ایک کندھے سے لے کر دوسرے کندھے تک ایک سال کی مسافت ہوگی، ان کی ہتھیلی اتنی لمبی ہوگی کہ ستر ہزار آدمیوں کو ایک مرتبہ مٹھی میں لے کر جہاں چاہیں گے پھینک دیں گے، مہربانی اور نرمی ان کے دل سے نکال دی گئی ہوگی۔

علیها تسعة عشر میں ایک نکتہ یہ ہے کہ: عام طور پر ہر انسان میں انیس چیزیں ہیں:

(۱، ۲) دو ہاتھ (۳، ۴) دو پاؤں (۵) زبان (۶) دل (۷) شرم گاہ (۸) پیٹ (۹) پیٹھ (۱۰-۱۴) حواسِ خمسہ: قوتِ باصرہ، قوتِ سامعہ، قوتِ لامسہ، قوتِ ذائقہ، قوتِ شامہ (۱۵) عقل، (۱۶) وہم (۱۷) خیال (۱۸) شہوت (۱۹) غضب: ان انیس چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف استعمال کرنے سے، بے جا شہوات اور لالچ میں استعمال کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے۔

④ یعنی ہم نے جہنم کے کارکن صرف فرشتے ہی کو بنایا انسان کو نہیں بنایا۔

لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ
اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ
جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝۳۱ كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝۳۲ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۝۳۳ ع ۱۵
وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ۝۳۴ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۝۳۵ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۝۳۶

تاکہ جن کو کتاب دی گئی ہے ان کو (سنتے ہی) یقین آجائے① اور ایمان والوں کا ایمان اور زیادہ (قوی) ہو جاوے، اور جن کو کتاب دی گئی وہ اور ایمان والے کسی شک (یعنی دھوکے) میں نہ پڑے اور تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے اور جو لوگ کافر ہیں وہ یہ کہیں کہ: اس قسم کی عجیب بات بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصد ہے؟ اسی طریقہ سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں گمراہ کر دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں (اس کو) ہدایت دیتے ہیں اور تمھارے رب کے لشکر کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا② اور وہ (جہنم کے احوال اور اس طرح کی دوسری باتیں تمام) انسان کے لیے نصیحت ہی ہے ﴿۳۱﴾

خبردار! (جہنم کا انکار مت کرو، وہ تو بالکل سچی بات ہے) قسم ہے چاند کی! ﴿۳۲﴾ اور رات کی جب وہ پیٹھ پھرا کر جانے لگے ﴿۳۳﴾ اور صبح کی جب روشنی پھیل جاوے ﴿۳۴﴾ یقیناً وہ (جہنم) تو بڑی (بھیانک) چیزوں میں سے ایک ہے ﴿۳۵﴾ جو لوگوں کو ڈرانے والی ہے ﴿۳۶﴾

① اہلِ کتاب کے یہاں جہنم کے ملائکہ کی تعداد انیس (۱۹) مشہور تھی۔
② اللہ تعالیٰ کے لشکر میں سے بعضے وہ ہیں جو اکیلے لاکھوں، کروڑوں کو کافی ہو جاتے ہیں، جیسے ملک الموت، اور بعض وہ ہیں جو دو دو مل کر کام کرتے ہیں، جیسے کراماً کاتبین۔

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ۳۷ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۳۸ اِلَّآ
اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۳۹ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۴۰ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۴۱ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ
سَقَرَ ۴۲ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۴۳ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۴۴ وَكُنَّا نَخُوْضُ
مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۴۵

اس کے لیے تم میں سے (نیکی میں) آگے بڑھنا چاہے، یا جو پیچھے ہٹنا چاہے (سب کے لیے)① ﴿۳۷﴾ ہر شخص اپنے کیے ہوئے کاموں میں پھنسا ہوا ہے② ﴿۳۸﴾ مگر داہنی طرف والے③ ﴿۳۹﴾ کہ وہ جنتوں میں ہوں گے④ (اور) مجرموں کے بارے میں پوچھتے ہوں گے ﴿۴۰﴾ ﴿۴۱﴾ تم کو کس چیز نے جہنم میں داخل کیا؟ ﴿۴۲﴾ وہ جواب دیں گے: ہم نماز پڑھنے والوں میں نہیں تھے ﴿۴۳﴾

اور ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے ﴿۴۴﴾ اور جو لوگ بیہودہ باتوں میں لگے رہتے تھے ہم بھی ان کے ساتھ بیہودہ باتوں میں لگے رہتے تھے⑤ ﴿۴۵﴾

---

① نیک کام میں آگے بڑھے یا برائی میں آگے بڑھے۔ او یتأخر: اچھے کاموں میں پیچھے ہٹ جاوے یا برے کاموں سے پیچھے ہٹ جاوے، برے کام میں آگے بڑھنے سے اور اچھے کام میں تاخیر کرنے سے جہنم کا ڈر ہوتا ہے؛ البتہ ہر نیک کام میں آگے بڑھنے والے اور برے کام سے پیچھے ہٹنے والے انسان بہت کم ہیں۔

② انسان کی ذات رہن یعنی گروی رکھی ہوئی ہے، ایمان لایا تو پوری ذات کو نجات اور جنت ملے گی، ورنہ اس کی پوری ذات جہنم میں ڈالی جاوے گی۔

③ (۱) عالمِ ارواح میں حضرت آدم علیہ السلام کی داہنی پشت سے نکالے گئے (۲) دنیا میں داہنی طرف یعنی سیدھے راستے کی طرف چلتے رہے (۳) قیامت کے میدان میں عرش کی داہنی طرف جہاں جنت ہے وہاں پر کھڑے رہنے والے (۴) ان کو ان کے اعمال نامے داہنے ہاتھ میں دیے جائیں گے۔

④ جن کے اعمال نامے داہنے ہاتھ میں دیے جائیں گے وہ نیک لوگ جنتوں کے باغات میں ہوں گے۔

⑤ یہاں خاص طور پر کفار کے سردار مراد ہیں، جو دینِ اسلام کے متعلق نکتہ چینی اور مذاق کیا کرتے تھے اور اس کے لیے باقاعدہ مجلس قائم کرتے تھے، البتہ آیت کے عموم میں تمام قسم کی بیہودہ باتیں اور بیجا نکتہ چینیاں شامل ہیں، جو آخرت میں وبال کا ذریعہ بنے، اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے حفاظت میں رکھے۔

وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ
الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ
مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ؕ بَلْ لَّا
يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ
اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ ع ۲ ۲۵ ۱۲

اور ہم بدلے کے دن (یعنی قیامت) کو جھٹلاتے تھے ﴿۴۶﴾ یہاں تک کہ (وہ) یقینی چیز (یعنی موت) ہمارے پاس آہی گئی ① ﴿۴۷﴾ لہذا ایسے لوگوں کو سفارش کرنے والوں کی سفارش کام نہیں آئے گی ﴿۴۸﴾ سو ان (نافرمانوں) کو کیا ہو گیا کہ وہ نصیحت کی بات (یعنی قرآن) سے اس طرح منہ پھرا لیتے ہیں ﴿۴۹﴾ جیسے کہ وہ جنگلی گدھے ہوں ﴿۵۰﴾ جو کسی شیر سے (ڈر کر) بھاگ رہے ہوں ﴿۵۱﴾ بلکہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے (آسمانی) صحیفے دے دیے جاویں ﴿۵۲﴾ (ایسا) ہرگز نہیں ہوگا (کہ ہر ایک کو کوئی آسمانی کتاب دے دی جاوے) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) وہ آخرت (کے عذاب) سے ڈرتے ہی نہیں ہیں ﴿۵۳﴾ ہرگز نہیں! وہ (قرآن) تو نصیحت ہے ﴿۵۴﴾ پھر جو شخص چاہے تو اس (نصیحت) کو قبول کر لیوے ﴿۵۵﴾ اور وہ لوگ نصیحت قبول کرنے والے نہیں ہیں؛ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہیں، تو (وہ نصیحت قبول کر لیں گے) وہی (اللہ تعالیٰ) اس بات کے لائق ہیں کہ ان (کی پکڑ) سے ڈرا جاوے اور وہی (ایمان والوں کی) مغفرت کرنے کے لائق ہیں ﴿۵۶﴾

① دنیا کے عیش میں آخرت کا یقین نہ آیا اور موت آئی تب آخرت کا یقین ہوا، اور وہ فائدہ مند نہ ہوا۔

سُورَةُ الْقِيَامَة

(مكية)

سورۂ قیامہ

یہ سورت مکی ہے، اس میں چالیس (۴۰) آیتیں ہیں۔

سورۂ القارعہ کے بعد اور سورۂ ہمزہ سے پہلے اکتیس (۳۱) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں قیامت کے دن کی قسم کھائی گئی ہے۔

''القیامۃ'' کا معنیٰ آتا ہے: ایک بار کھڑا ہونا۔ قیامت کے دن سب لوگ یک بارگی کھڑے ہوجائیں گے۔

قیام کے ایک معنیٰ: ثبوت کے بھی آتے ہیں؛ یعنی قیامت ثابت ہے، اٹل ہے۔

آیاتھا ۴۰ — (۷۵) سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ (۳۱) — رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝۱ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ
نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝۳ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝۴ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝۵

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی ﴿۱﴾ اور قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی① ﴿۲﴾ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو ہرگز اکٹھا نہیں کرسکیں گے؟ ﴿۳﴾ کیوں نہیں (جب کہ) ہم کو اس پر بھی قدرت ہے کہ اس (کی انگلیوں) کے پوروں کو ٹھیک بنا دیویں② ﴿۴﴾ بلکہ (قیامت کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ) انسان یہ چاہتا ہے کہ اپنے آگے کی زندگی میں (بے باک ہوکر) کھلے گناہ کرتا رہے③ ﴿۵﴾

---

①: (الف) جو نفس ہر وقت زیادہ نیکی کرنے کے لیے ٹوکتا ہو۔ (ب) کافروں کو اس کا نفس کفر پر ملامت کرے گا۔ (ج) قیامت میں مؤمن کا نفس نیکی زیادہ کیوں نہیں کی اس پر ملامت کرے گا۔ (د) دنیا میں دکھ سکھ کسی حال میں قرار نہیں ہے؛ اس لیے انسانی نفس احوال بدلنے پر ملامت کرتا ہے۔

آدمی اپنے نفس کی حقیقت سے بے خبر اور غافل ہے، یہ نہیں جانتا کہ نفس مجھ کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عذاب میں پکڑوا دے گا اور سزا کا یہی سبب بنے گا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: قیامت کے دن ہر نفس "لوامہ" ہوگا: یعنی ملامت کرے گا، اگر نیک ہے تو نیکی زیادہ کیوں نہیں کی؟ وقت بے فائدہ کیوں گنوا دیا؟ اس پر ملامت کرے گا، اور برا ہوگا تو برائی پر ملامت کرے گا۔ ہر نفس سے کوتاہی تو ہوتی ہی ہے اس پر ملامت کرتا رہے، خود اپنے کاموں کا حساب کر کے ملامت کرے کہ ضروری کاموں میں، یا نیکی میں، یا اخلاق میں، یا طریقۂ سنت میں کوئی کمی ہوگئی۔

② (۱) معتدل اور متوسط عضو "بنان" ہے (۲) انسان کی خلقت اسی چمڑی پر مکمل ہوتی ہے (۳) سب سے نازک یہی چمڑی ہے، برودت وحرارت کی حس سب سے زیادہ اسی عضو میں ہے (۴) سب سے چھوٹا عضو ہے؛ لیکن کاریگری عجیب ہے کہ اس کے نشانات ہمیشہ ممتاز رہے ہیں؛ اسی لیے دنیا میں تعارف خاص کے لیے فنگر پرنٹ کا دستور ہے۔

③ گویا مستقبل کے لیے بھی اس نے غلط ارادے اور عزائم قائم کررکھے ہیں۔

يَسۡـَٔلُ اَيَّانَ يَوۡمُ الۡقِيٰمَةِ ؕ‏ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُۙ‏ ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الۡقَمَرُۙ‏ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُۙ‏ ﴿۹﴾ يَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ يَوۡمَـئِذٍ اَيۡنَ الۡمَفَرُّ ۚ‏ ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَؕ‏ ﴿۱۱﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوۡمَـئِذِ اۨلۡمُسۡتَقَرُّ ؕ‏ ﴿۱۲﴾ يُنَبَّؤُا الۡاِنۡسَانُ يَوۡمَـئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ؕ‏ ﴿۱۳﴾

(انکار کرنے کے لیے) سوال کرتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا① ﴿۶﴾ سو جس وقت آنکھیں چندھیا جاویں گی② ﴿۷﴾ اور چاند کو گرہن لگ جاوے گا③ ﴿۸﴾ اور سورج اور چاند کو اکٹھا کر دیا جاوے گا④ ﴿۹﴾ اس دن انسان کہے گا کہ: کوئی جگہ ہے جہاں بھاگ کر چلا جاؤں؟ ﴿۱۰﴾ ہرگز (بھاگنا ممکن) نہیں! کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں ہوگی ﴿۱۱﴾ اس دن (ہر ایک کو) تمھارے رب ہی کے سامنے جا کر ٹھہرنا ہوگا ﴿۱۲﴾ اس دن (ہر) انسان کو اس کے اگلے پچھلے (تمام) اعمال سے آگاہ کر دیا جائے گا⑤ ﴿۱۳﴾

---

① یعنی نبیوں سے سوال کرتا ہے یا نصیحت کرنے والوں سے سوال کرتا ہے کہ تاریخ کی قید کے ساتھ بیان کرو کہ قیامت کب آئے گی، تب جا کر ہم قیامت کا یقین کریں گے؛ ورنہ یقین نہیں کریں گے۔

② دنیا میں بجلی کی چمک دیکھ کر آنکھ چندھیا جاتی ہے، قیامت کے دن حق تعالیٰ کی قہر والی تجلی کی روشنی سے جو چمک ہوگی اس کی وجہ سے کافر اور فاسق کی بینائی چندھیا جائے گی اور اللہ تعالیٰ کا خصوصی نور بھی اس دن ظاہر ہوگا، جیسا کہ دوسری آیت میں ہے: واشرقت الارض بنور ربھا۔

③ یعنی قیامت میں بے نور ہوگا۔

④ یعنی دونوں کی روشنی قیامت میں ختم ہو جاوے گی۔

⑤ بما قدم واخر: (۱) ''مَا قَدَّمَ'': جو اعمال مقدم کیے جاتے ہیں؛ جیسے: نماز سے پہلے وضو، فرائض سے پہلے سنن، اہل و عیال پر صدقہ فقیروں پر صدقہ کرنے سے پہلے، اور ''اَخَّرَ'' سے مراد جو اعمال بعد میں کیے جائیں؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرض ادا کرنے کے بعد والدین کی خدمت کرنا، ضروری حاجتوں اور جن کا نفقہ ضروری ہے ان کو دینے کے بعد رشتے داروں اور دیگر فقرا پر خرچ کرنا (۲) ''مَا قَدَّمَ'' سے مراد: وہ اعمال جو زندگی میں کر چکا؛ چاہے اچھے ہوں یا برے، اور ''اَخَّرَ'' سے مراد: وہ اعمال جو کر سکتا تھا اور اس نے نہیں کیے اور وقت کو ضائع کیا (۳) ''مَا قَدَّمَ'' سے مراد: وہ مال جو آخرت کے لیے صدقہ کر کے جمع کرا دے اور ''اَخَّرَ'' سے مراد: جو وارثوں کے واسطے پیچھے چھوڑ دیا (۴) ''مَا قَدَّمَ'' سے مراد: وہ اعمال جو خود کیے؛ چاہے نیک ہوں یا برے، اور ''اَخَّرَ'' سے مراد: جس کام کا رواج اور رسم دنیا میں جاری کر دیا (۵) ''مَا قَدَّمَ'' سے مراد: جوانی میں جو کام کیے اور ''اَخَّرَ'' سے مراد: بڑھاپے میں جو اعمال کیے۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾

بلکہ انسان خود اپنی ذات سے اچھی طرح واقف ہوگا① ﴿۱۴﴾ چاہے وہ اپنے کتنے ہی بہانے بناوے ﴿۱۵﴾ (اے نبی! اس قرآن کے اترنے کے وقت) اس کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو ہلایا (یعنی چلایا) نہ کرو② ﴿۱۶﴾ یقین رکھو! اس (قرآن) کو (دل میں) یاد کروادینا③ اور (زبان سے) اس کو پڑھوانا ہماری ذمے داری ہے ﴿۱۷﴾ پھر جب ہم اس کو (فرشتے کے واسطے سے) پڑھنے لگیں تو تم (ذہن اور فکر سے) اس کے پڑھنے کے ساتھ رہو④ ﴿۱۸﴾ پھر اس (کے معانی اور مطالب) کو کھول کر بتانا ہماری ذمے داری ہے ﴿۱۹﴾ سنو! (اے کافرو!) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم جلدی ملنے والی چیز (یعنی دنیا) سے محبت کرتے ہو ﴿۲۰﴾ اور تم آخرت کو چھوڑے بیٹھے ہو ﴿۲۱﴾ اس دن بہت سارے چہرے خوش وخرم ہوں گے⑤ ﴿۲۲﴾ وہ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے⑥ ﴿۲۳﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) بلکہ انسان خود اپنے خلاف (یا اپنے واسطے) کھلی دلیل ہوگا۔ اس لیے کہ نیک اعمال اچھی شکلوں میں سامنے ہوں گے، وضو کی برکت سے اعضائے وضو کی چمک ہوگی، خیانت کا بوجھ گردن پر ہوگا، زنا کرنے والوں کی شرمگاہوں سے بدبو آتی ہوگی؛ گویا اچھے اور برے اعمال کی شکلیں بالکل سامنے ہوں گی۔

②(دوسرا ترجمہ) اس قرآن کے اترنے کے وقت اس قرآن کو جلدی جلدی حاصل کرنے کی غرض سے اپنی زبان کو قرآن کے ساتھ حرکت نہ دیا کرو۔

③اس قرآن کو آپ ﷺ کے قلبِ اطہر میں جمع کروادینے کی اور یاد کروادینے کی بھی ذمے داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔

④یعنی اس کے پڑھنے کے تابع رہو۔ جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھا آئندہ اسی طرح آپ کو پڑھنا ہے، وحی کے نزول کو دھیان سے سن لیجیے، الفاظ ہم آپ کو یاد کرواہی دیں گے، اور آیات پر عمل کی طرف متوجہ رہیے۔

⑤یعنی بارونق چمکتے ہوئے چہرے ہوں گے۔ (۱) نیک عقیدے کا نور (۲) نیک اعمال کی روشنی دونوں چہروں پر نمایا ہوگی۔

⑥نیک لوگوں کو ایک دن میں دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍۭ بَاسِرَةٌۙ۝۲۴ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌؕ۝۲۵ كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَۙ۝۲۶ وَقِيْلَ مَنْ ٜ رَاقٍۙ۝۲۷ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُۙ۝۲۸ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِۙ۝۲۹ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ الْمَسَاقُؕ۝۳۰

ع ۱۷

اوراس دن بہت سارے چہرے اداس ہوں گے① ﴿۲۴﴾ وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑنے والا معاملہ کیا جائے گا② ﴿۲۵﴾ ہرگز نہیں! جب جان ہنسلیوں③ تک پہنچ جاتی ہے ﴿۲۶﴾ اور (مریض کی خدمت کرنے والے کی طرف سے) کہا جاتا ہے کہ: کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟④ ﴿۲۷﴾ اور وہ (مرنے والا) سمجھ جاتا ہے کہ جدائی کا وقت آ گیا⑤ ﴿۲۸﴾ اور (ایک) پنڈلی (دوسری) پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے⑥ ﴿۲۹﴾ اس دن تمھارے رب کی طرف کھینچ کر چلنا ہے⑦ ﴿۳۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) بگڑے ہوں گے، اداس ہوں گے۔
② یعنی ان پر سخت عذاب ہوگا۔ ③ (دوسرا ترجمہ) حلق تک۔
④ عام طور پر امراض میں علاج ومعالجہ سے ہار کر لوگ عاملوں کو تلاش کرتے ہیں، عرب میں بھی اس کا بڑا دستور تھا۔ بعض حضرات نے "راق" کو "الرقی" یعنی لے کر چڑھنے کے معنی میں لیا ہے، یعنی انسان کا جب آخری وقت ہوتا ہے تب ملائکہ آپس میں بات کرتے ہیں کہ رحمت کے فرشتے یا عذاب کے فرشتے میں سے کون اس کی روح کو لیکر آسمان کی طرف چڑھے گا؟۔
⑤ گھر بار سے، اہل وعیال، مال سامان سے جدائی کا وقت آ گیا، اور ظن کے لفظ سے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ آدمی دنیا کی زندگی اور لذتوں کے حاصل کرنے میں ایسا لالچی ہے کہ آخری حالت میں بھی موت کے آنے کا یقین نہیں کرتا؛ بلکہ اس وقت پر بھی اس کو یہ گمان ہی رہتا ہے کہ مروں گا یا بچ کے پھر باہر نکل جاؤں گا، یہ لفظ ظن کا نکتہ ہے۔
⑥ (۱) نیچے کے بدن سے روح کا اثر بالکل ختم ہو چکا: اس لیے پنڈلیوں کا ہلانا، ایک دوسرے سے جدا رکھنا اس کے اختیار میں نہیں رہا، بے چینی کے وقت آدمی ایک پنڈلی کو دوسری پنڈلی پر مارتا ہے، اور روح نکلنے کے وقت پر ایک خاص بے چینی ہوتی ہے (۲) پنڈلی سے مراد سختی؛ یعنی ایک سختی دوسری سختی کے ساتھ مل گئی، ایک سختی ہے: دنیا سے جانے کی، مال سامان، اہل وعیال، عزت کے چھوٹنے کی، اور دوسری سختی ہے: آخرت کے احوال کے شروع ہونے کی (۳) دنیا اور آخرت دونوں کا ملنا مراد ہے؛ یعنی دنیا کی آخری گھڑی اور آخرت کی پہلی گھڑی (۴) ایک مطلب یہ بھی ہے کہ: آخری وقت میں انسان کو کمزوری اتنی ہو جاتی ہے کہ پیر پر سے پیر ہٹانا چاہے تو وہ بھی نہیں ہٹا سکتا، اور دونوں پیر ملے ہوئے رہ جاتے ہیں۔
⑦ لفظ "مساق" میں ہنکانا کے معنی بھی نکلتے ہیں۔

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی ۝۳۱ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝۳۲ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤی اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰی ۝۳۳ اَوْلٰی لَكَ
فَاَوْلٰی ۝۳۴ ثُمَّ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ۝۳۵ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی ۝۳۶ اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً
مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی ۝۳۷ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰی ۝۳۸ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ
وَالْاُنْثٰی ۝۳۹ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِﰯ الْمَوْتٰی ۝۴۰ ع ۱۸

ان سب کے باوجود بھی (انسان) نے نہیں مانا① اور نہ نماز پڑھی ﴿۳۱﴾ بلکہ (حق کو) جھٹلایا اور (دین سے) منہ پھرالیا ﴿۳۲﴾ پھر② فخر کرتا ہوا اپنے گھر والوں کے پاس چل دیا③ ﴿۳۳﴾ (اے انسان!) تیرے لیے بربادی ہے، سو بربادی ہے ﴿۳۴﴾ پھر تیری بربادی ہے سو بربادی ہے ﴿۳۵﴾ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اس کو یوں ہی بے کار (یعنی مہمل) چھوڑ دیا جاوے گا④ ﴿۳۶﴾ کیا وہ ایک منی کا قطرہ نہیں تھا جو (ماں کے رحم میں) ٹپکایا جاتا ہے ﴿۳۷﴾ پھر وہ ایک لوتھڑا بنا، پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے (اس کو انسان) بنایا، سو (اس کے اعضا کو) ٹھیک ٹھاک کیا ﴿۳۸﴾ پھر اسی سے مرد اور عورت دو قسمیں کردی⑤ ﴿۳۹﴾ کیا (وہ خدا جنھوں نے انسان کو ابتدا میں بنایا) وہ اس بات پر قادر نہیں ہیں کہ وہ مردوں کو (دوبارہ) زندہ کردیویں⑥؟ ﴿۴۰﴾

---

① نہیں مانا: یعنی قرآن کو سچا نہیں مانا، اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو سچا نہیں مانا؛ اس لیے عقیدہ بھی صحیح نہیں ہوا۔

② سچے داعی کی دعوت کو چھوڑ کر۔

③ نبی کو، قرآن کے جھٹلانے میں اور نماز کو چھوڑنے میں اپنی طاقت پر اکڑتا رہتا ہے تو ایسے آدمی کو اولی لک فاولی کا خطاب دیا جائے گا۔ اور چار مرتبہ یہ لفظ آیا ہے جس میں چار طرح کی بربادی کی طرف اشارہ ہے: (۱) موت کے وقت (۲) قبر میں (۳) حشر میں (۴) جہنم میں داخلے کے وقت۔

④ آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ جانوروں کی طرح جو کرنا چاہے وہ اس کو کرتا ہوا چھوڑ دیا جائے گا، نہیں! بالکل نہیں۔

⑤ دو الگ الگ قسم بنائی، مردوں کے کام عورتوں سے نہیں ہوسکتے، اور عورتوں کے کام مردوں سے نہیں ہوسکتے؛ اس لیے دونوں میں امتیازات رکھے، عورت کے ذمے گھریلو کام، کھانا پکانا، اولاد کی پرورش گھر کا نظام، اور مرد کے ذمے معاش کی تلاش۔

⑥ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اس آیت کی تلاوت کے وقت بلی وانا علی ذالک من الشاهدین کہے، یا سبحانک اللهم بلی کہے۔

سُوْرَةُ الدَّهْر

(مدنية)

سورۂ دہر

یہ سورت مکی ہے،بعض اس کو مدنی کہتے ہیں،اس میں اکتیس (٣١) آیتیں ہیں۔

سورۂ رحمٰن کے بعداور سورۂ طلاق سے پہلے اٹھانوے (٩٨) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں ''دہر''؛یعنی زمانہ اور وقت کا ذکر کیا گیا ہے۔

دہر: عالم کے وجود میں آنے سے لے کر ختم ہونے تک کی مدت کو کہتے ہیں۔اسی طرح ہر بڑی مدت کو بھی کہتے ہیں۔

اس سورت کا دوسرا نام ''انسان'' بھی ہے۔سورت کے بالکل شروع میں انسان کا تذکرہ ہے۔

اس کا تیسرا نام ''امشاج'' بھی ہے۔امشاج منی کے قطرے کو کہتے ہیں۔جو مختلف غذاؤں سے مل کر اس کے خلاصے کے طور پر تیار ہوتا ہے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مرد اور عورت کی منی مل کر انسان بنتا ہے۔

ایک نام: ابرار بھی ہے۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی دوسری رکعت میں اس سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

آیاتھا ۳۱ | (۷۶) سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ (۹۸) | رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ① اِنَّا خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ②

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

کیا زمانے میں انسان پر ایک ایسا وقت آیا ہے کہ وہ تذکرہ کرنے کے قابل چیز بھی نہیں تھا① ﴿۱﴾ ہم نے انسان کو (الگ الگ چیزوں سے) ملے ہوئے نطفے سے② اس طرح پیدا کیا کہ ہم اس کو (مکلف بنا کر) آزماویں③، پھر ہم نے اس کو سننے والا، دیکھنے والا بنا دیا④ ﴿۲﴾

---

① دوسرا ترجمہ: پکی بات ہے کہ زمانے میں انسان پر ایک ایسا وقت آیا ہے کہ جب وہ زبان پر لانے کے قابل چیز بھی نہیں تھا۔ نکتہ (۱) ایک وقت ایسا تھا کہ انسان کی نوع کا عالم میں وجود نہیں تھا؛ بلکہ اس کا نام اور نشان فرشتوں اور جنوں کی زبان اور ذہن میں جاری نہیں تھا؛ یعنی پہلے سے انسان کا ذہنی وجود بھی نہیں تھا اور لفظی وجود بھی نہیں تھا (۲) انسان بالکل معدوم تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا (۳) انسان کو نطفے سے پیدا کیا جو خلاصہ ہے مختلف غذاؤں کا (اور لوگ اس طرح کی چیز زبان پر بے ضرورت لانا اچھا نہیں سمجھتے)۔

② من نطفة کا ایک ترجمہ ہے ماں باپ کے نطفے سے، جو نطفہ مختلف بھی ہے اور مختلف چیزوں سے مرکب بھی ہے۔

③ (۱) انسان کی پیدائش امتحان اور آزمائش کے واسطے ہوئی ہے (۲) امتحان اور آزمائش کے واسطے جو چیزیں ضروری تھیں وہ انسان کو دی گئی اور اس راہ پر چلنے کا طریقہ بھی سکھا دیا گیا۔

نوٹ: آزمائش کہتے ہیں: ایک چیز کو اختیار اور شعور دے کر کوئی کام کرنے کے لیے کہا جائے، جیسا کہ یہاں آیت میں نیک کام کرنے کا حکم اور برے کام سے روکا گیا ہے؛ تا کہ دیکھا جائے کہ یہ انسان اپنی اختیار سے کیا کرتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق عمل کیا تو ثواب، عمل نہیں کیا تو سزا۔

④ انسان کا دیکھنا اور سننا دوسری مخلوقات سے بڑا نرالا ہے، انسان آواز کے ساتھ حروف اور لفظوں کے مخرجوں کی باریکیوں کو بھی سنتا ہے اور آواز میں تمیز بھی کرتا ہے، معنی کی خاصیتوں کو بھی سمجھتا ہے، اور ہر لفظ کی مختلف وضع کو بھی سمجھتا ہے؛ اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب کا وہ اہل بنا۔

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝

ہم نے اس کو (رسولوں کے ذریعے) راستہ دکھا دیا① اب وہ یا تو شکر کرنے والا بنے یا تو وہ ناشکری کرنے والا بنے② ﴿۳﴾ یقیناً ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں اور (گلے کے) طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے③ ﴿۴﴾ البتہ (جو) نیک لوگ④ (ہیں وہ) ایسے جام سے (پینے کی چیزیں) پیویں گے جس میں کافور ملی ہوئی ہوگی⑤ ﴿۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ہم نے اس کو راستہ سمجھا دیا۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کی راہ بتلائی (۲) اپنے شکر ادا کرنے کا طریقہ بتلایا (۳) اپنی اطاعت کا حکم بتلانے کے لیے مسلسل ابنیا بھیجے (۴) ابنیا کے ہاتھ سے معجزے دکھلائے (۵) آسمان سے ایسی کتابیں نازل فرمائی جن کی دلیلیں بالکل واضح ہو۔ اگر یہ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کرتا ہے اور انسانیت پر قائم رہتا ہے تو انسان کہلانے کے قابل ہے (اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافتِ کبریٰ کا وہ لائق بھی ہوگا)؛ ورنہ قالین پر بنے ہوئے شیر کی تصویر کی طرح ہے۔

② شاکراً: اسمِ فاعل کے صیغے سے یہ نکلتا ہے کہ شکر کرنے والے قلیل ہوتے ہیں، اور "کفور" مبالغہ کے صیغے سے یہ نکلتا ہے کہ ناشکری کرنے والے بکثرت ہوتے ہیں۔

③ سلاسلا: دنیا میں انسان نے اپنے آپ کو بہت ساری زنجیروں سے جکڑ رکھا تھا: (۱) مال کی محبت کی زنجیر (۲) عورت و اولاد کی زنجیر (۳) کھیتی باڑی کی زنجیر (۴) نئی عمارت بنانے کی زنجیر (۵) فوج اور حکومت کی زنجیر (۶) وہمی خیال اور فائدے کے فوت ہوجانے کے رنج کی زنجیر (۷) نئی اور نادر صنعتیں ایجاد کرنے کی زنجیر، ان تمام زنجیروں کے جکڑ سے عام طور پر انسان اللہ تعالیٰ کی طاعت سے غافل ہوگیا؛ اس لیے سب زنجیریں قیامت کے دن آگ کی زنجیر میں تبدیل ہوجائیں گی۔

اغلالا: طوق جو گردن میں ہوتا ہے اس کی وجہ سے انسان سر نہیں اٹھا سکتا ہے، دنیا میں بہت سارے طوق اس نے اپنے گلے میں ڈال رکھے تھے؛ کسی نے بادشاہوں کی چاپلوسی اور جاسوسی کا طوق، کسی نے غیر ضروری جانوروں کے پالنے کا طوق، یہ سب طوق قیامت کے دن عذاب کے طوق کی شکل میں بدل جائیں گے۔

سعیرا: دنیا میں بہت سی جلن انسان کے دل میں رہتی تھی تو وہی نامناسب جلن قیامت کے دن بھڑکتی آگ کی شکل اختیار کرے گی۔

④ تین جماعت کا تذکرہ ہے: (۱) ابرار، جن کو اصحاب الیمین بھی کہتے ہیں (۲) مقربین، جن کو عباد اللہ اور عباد الرحمن بھی کہا جاتا ہے (۳) سابقین۔ ابرار سے شروعات ہوئی۔ ابرار (۱) جو اپنی طاقت کے زور سے کسی کا حق برباد نہیں کرتے (۲) اپنے بارے میں کسی کا احسان لینا نہیں چاہتے (۳) اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر ونواہی کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

⑤ کافور: (۱) روح کو قوت دیتی ہے (۲) دل کی مفرح ہے (۳) خوشبو ہے (۴) رنگ بھی اس کا نورانی ہے۔

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝٦ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝٧ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝٨ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝٩

وہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے (نیک) بندے پیتے ہوں گے، وہ (نیک) لوگ اس کو (جہاں چاہیں گے) آسانی سے بہا کر لے جائیں گے① ﴿٦﴾ وہ لوگ (اپنی اپنی) منتوں کو پورا کرتے ہیں② اور اس دن سے ڈرا کرتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی③ ﴿٧﴾ اور وہ اس (اللہ تعالیٰ) کی محبت میں مسکینوں کو اور یتیموں کو اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں④ ﴿٨﴾ (اور وہ کھانا کھلانے والے ان سے کہتے ہیں کہ:) ہم تو تم کو محض اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل کرنے کے لیے کھانا کھلا رہے ہیں، ہم تم سے کسی طرح کا نہ تو بدلہ اور نہ شکریہ چاہتے ہیں⑤ ﴿٩﴾

---

① وہ چشمہ ان کے اختیار میں کر دیا جائے گا جہاں دل چاہے وہاں جاری ہو جاوے گا، یہ بھی نقل کیا جاتا ہے کہ اس چشمے کا اصل منبع حضور ﷺ کا قصرِ عالی ہوگا، وہاں سے سب جگہ پانی پہنچتا ہوگا۔

② تمام شرعی واجبات کو پورا کرنا مراد ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) جس کی برائی (کے اثرات) ہر طرف پھیلے ہوں گے۔ آندھی اور ہوا چلتی ہو اور اس دن آگ لگ جائے، تو پوری بستی کے تمام مکانوں کو خوف لگ جاتا ہے، بس اس دن کی برائی کا حال اسی طرح کا ہوگا۔

④ (دوسرا ترجمہ) اور وہ اس کھانے کی خود کو رغبت کے باوجود مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں۔ خود یتامیٰ مساکین اور قیدیوں سے بھی محبت کرتے ہیں اور ان کو کھانا کھلاتے ہیں۔ بعض مفسرین نے "علیٰ" بمعنی "مع" لیا ہے؛ یعنی خود محتاجی ہے اس کے باوجود دوسروں کو کھلاتے ہیں۔

واسیرا: قیدی کوئی بھی ہو؛ چاہے کافر ہو اس کو بھی کھانا کھلانا ثواب ہے۔

⑤ (۱) جس کو کھانا کھلایا وہ سلام کرے (سلام مارے)۔

(۲) کھلانے والے کی تعظیم کرے۔

(۳) اپنے حق میں ترقی کی کسی دعا کی بھی چاہت نہ ہو، یہ ہے شکریہ نہ چاہنا؛ جیسے: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: جب آپ کسی کو صدقہ بھیجتی اور پھر پتہ چلتا کہ اس گھر والوں نے صدقہ لینے کے بعد دعا دی تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی جواباً دعا کر دیتی تھی؛ تاکہ دعا کا بدل دعا سے ہو جائے اور صدقہ کا ثواب بعینہٖ اپنی جگہ باقی رہ جائے۔

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ⑩ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ
نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ⑪ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ⑫ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ
لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ⑬ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ⑭

ہم تو اپنے رب کی طرف سے (آنے والے) اس دن سے ڈرتے ہیں جو دن بڑا سخت، بڑی مصیبت والا ہوگا① ﴿۱۰﴾ سو اللہ تعالیٰ ان کو اس دن کی سختی سے بچالیں گے اور ان کو تازگی اور خوشی سے نوازیں گے② ﴿۱۱﴾ اور ان لوگوں نے جو صبر کیا اس کے بدلے میں ان کو جنت اور ریشمی لباس عطا کریں گے③ ﴿۱۲﴾ وہ ان (باغوں) میں (اونچے) تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے (بیٹھے) ہوں گے اور اس (جنت) میں نہ سورج کی گرمی اور نہ سخت سردی دیکھیں گے ﴿۱۳﴾ اور حالت یہ ہوگی کہ ان (باغوں) کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے④ اور اس کے پھل ان کے اختیار میں کردیے جائیں گے⑤ ﴿۱۴﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) ہم تو اپنے رب کی طرف سے (آنے والے) اس دن سے ڈرتے ہیں جس (دن) میں چہرے اداسی سے بگڑے ہوئے ہوں گے۔

② دنیا میں دین کے خاطر غم، آخرت کا فکر ہر وقت دل میں رہتا تھا، اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ آخرت میں ان کے باطن کو خوشیوں سے بھر دیں گے، یہ ہے سُرُوْرًا، اور وہ باطن کی خوشی چہرہ پر تازگی کی شکل میں نمودار ہوگی، یہ ہے نَضْرَةً۔

③ بما صبروا: دنیا میں جسمانی لذتوں کو ترک کیا تھا، طاعت کی مشقتوں کو برداشت کیا تھا اس صبر پر یہ نعمت ملی۔

حریرا: بہت سی روایتوں میں آیا ہے کہ کم سے کم درجے کے جنتی ستر جوڑے الگ الگ رنگ کے حریر کے نفیس اور منقش تبدیل کریں گے، دنیا میں حریر سے خود کو بچایا تھا، حرام لباس سے بچایا تھا، اور حلال لباس چاہے پھٹا پرانا ہی کیوں نہ ہو پہن لیا کرتے تھے، اس کے بدلے میں یہ نعمت ملی۔

④ (الف) مراد جنت کے درختوں کی ٹہنیاں ہیں وہ جھکی ہوئی ہوں گی۔ (ب) واقعی اس طرح کا سایہ ہوگا۔ (ج) جنت میں سورج کی دھوپ تو نہیں ہے؛ لیکن انوارات انواع واقسام کے پھیلے ہوئے ہوں گے۔ دانیة: جنت کے درختوں کو شعور اور ارادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہوا ہوگا؛ اس لیے وہ خود جنتیوں کے قریب پہنچ جائیں گے۔

ظلالها: (۱) درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھنا لذت اور آرام کے واسطے ہوگا؛ اس لیے کہ وہاں گرمی کی تکلیف تو ہوگی نہیں (۲) جنت میں دوسری بھی روشنی کی چیزیں ہوگی اس کا سایہ (۳) جنت کی فضا بدلتی رہے گی اس کا سایہ، جیسے کہ دنیا میں اعلیٰ قسم کی شادی کے ہالوں میں روشنیوں کا سماں بدلتا رہتا ہے، سمجھانے کے لیے یہ مثال دی گئی ہے۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) پھل ان کے قابو میں کردیے جائیں گے۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ
قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى
سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا
مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾

اوران لوگوں کے سامنے (کھانے پینے کی چیزیں پہنچانے کے لیے) چاندی کے برتن اور شیشے کے پیالے پھرائے جائیں گے① ﴿۱۵﴾ شیشے بھی چاندی کے ہوں گے② جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا③ ﴿۱۶﴾ اوران لوگوں کو اس (جنت) میں ایسا جام پلایا جائے گا جس میں سونٹھ ملی ہوئی ہوگی ﴿۱۷﴾ اس (جنت) میں ایک چشمہ ہوگا جس کا نام سلسبیل ہوگا④ ﴿۱۸﴾ اور ان کے سامنے (خدمت کے لیے) ایسے لڑکے پھرتے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے، جب تم ان (لڑکوں) کو دیکھو گے تو ان کو بکھرے ہوئے موتی سمجھو گے⑤ ﴿۱۹﴾ اور (سچی بات یہ ہے کہ) جب تم وہ جگہ دیکھو گے تو تم کو (بے شمار) نعمتیں اور بڑی سلطنتیں نظر آئیں گی⑥ ﴿۲۰﴾

① (دوسرا ترجمہ) اوران لوگوں کے سامنے چاندی کے برتن اور پیالے پیش کیے جائیں گے جو شیشے کے ہوں گے۔
② حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جنت کی نعمتوں کی کوئی نہ کوئی مثال دنیا میں ہے؛ لیکن قواریر من فضۃ یہ ایک ایسی نعمت ہے جس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں ہے (۲) جنت کی چاندی کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہوگی (۳) شیشے چاندی کے بنائے گئے ہیں؛ تاکہ سفیدی اور چمک چاندی کی ہوجائے اور صاف ہونے میں شیشہ کی طرح ہوجائے۔
③ (۱) پینے کی چاہت کے مطابق برتن بھرا ہوا ہوگا (۲) برتن میں مشروب ختم ہوجانے کا غم بھی نہیں ہوگا اس طرح بھرا ہوا ہوگا۔
④ (۱) دنیا میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا راستہ پوچھتے رہتے تھے۔ بعض مفسرین نے "سلسبیل" سلاست سے مشتق مانا ہے، جس کے معنی نرمی اور آسانی ہے؛ چوں کہ عرب لوگ بولتے ہیں، ماء سلس یعنی یہ پانی شیریں آسانی سے اتر جانے والا۔
⑤ (۱) نوعمر لڑکے (۲) حسین وجمیل (۳) نرم ونازک (۴) صاف ستھرے (۵) چمک دمک رنگ والے (۶) ہر وقت مستعد (۷) ایک گیا دوسرا آیا (۸) ایک خدمت کے لیے اس طرف کھڑا ہے، دوسرا دوسری طرف کھڑا ہے، اور ہر ایک کے حسن کا عکس ایک دوسرے کے چہرے پر پڑ رہا ہے، اس انداز کے لڑکے خدمت میں ہوں گے (۹) جوانی کی سختی اور بڑھاپے کی ضعیفی اور سستی، یہ دونوں چیز ان لڑکوں میں نہیں ہوگی۔⑥ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جنت میں فرشتوں اور خادموں کو اس طرح حکم جاری کریں گے، جیسے دنیا میں بادشاہوں کا حکم ہوا کرتا ہے۔

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۡ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ
رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿٢١﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاۗءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿٢٢﴾ ع ١
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿٢٣﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ
كَفُوْرًا ﴿٢٤﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٢٥﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا
طَوِيْلًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَاۗءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿٢٧﴾

ان (جنت والوں) کے اوپر باریک ریشم کے سبز رنگ کے کپڑے ہوں گے اور موٹے ریشم کے (کپڑے) بھی (پہنائے جائیں گے) اور ان کو چاندی کے کنگنوں سے سجایا جائے گا اور ان کو ان کے رب (نہایت) پاکیزہ شراب پلائیں گے① ﴿۲۱﴾ (اور ان جنت والوں کو کہا جائے گا کہ) یہ تمھارا (دنیا میں کی ہوئی نیکیوں کا) بدلہ ہے اور تمھاری محنت کی پوری قدر کی گئی② ﴿۲۲﴾

(اے نبی!) ہم نے تم پر یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے ﴿۲۳﴾ سو اپنے رب کے حکم پر جمے رہو اور ان میں سے کسی گنہگار یا کافر کی بات نہ مانو③ ﴿۲۴﴾ اور اپنے رب کے نام کا صبح و شام ذکر کیا کرو④ ﴿۲۵﴾ اور رات کے کچھ حصے میں بھی (اپنے) اس (رب) کے آگے سجدہ کیا کرو اور رات کے لمبے حصے میں اس (رب) کی تسبیح کرو ﴿۲۶﴾ یقیناً وہ (کافر) لوگ جلدی ملنے والی (دنیا کی) چیزوں سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے پیچھے (قیامت کا) جو بھاری دن آ رہا ہے اس کو چھوڑ بیٹھے ہیں ﴿۲۷﴾

---

① ربهم: رب خود ان کو بلا کر سیراب کرے، یہ ان کے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہوگی۔
طهورا: (۱) پاک کرنے والی (۲) جس میں کوئی ناپاکی اور کدورت نہ ہو (۳) بدمزہ بھی نہیں ہوگی۔
② (دوسرا ترجمہ) اور تمھاری محنت مقبول ہوگئی۔ سعیکم (۱) اللہ تعالی کی محبت میں کوشش (۲) اچھے اخلاق کی عادت ڈالنے کی کوشش (۳) خلافِ شرع دنیوی چیزوں سے اپنے آپ کو روکنے کی کوشش، ان سب کی قدر کی جائے گی۔
③ حضرت نبی کریم ﷺ ان کی اطاعت یا موافقت کرے یہ بات ناممکن تھی؛ لیکن جس طرح آج تک اس کا اہتمام کیا آئندہ بھی اس کا اہتمام کرنا مراد ہے اور ساتھ میں امت کو تعلیم بھی دینی ہے کہ ان کافروں کی کسی طرح اطاعت نہ کی جائے۔
④ صبح اور شام: اس سے مراد ہمیشہ، اس طرح ذکر ہو کہ غیر اللہ کی محبت دل سے بالکل ختم کر دینے والی ہو۔

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ۝۲۸ اِنَّ هٰذِهٖ
تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝۲۹ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۳۰ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۳۱ ع

ہم نے ہی ان کو پیدا کیا اور ہم نے ہی ان کے جوڑ بند کو مضبوط کیا اور ہم جب چاہیں گے ان کے بدلے ان کے جیسے دوسرے لوگ پیدا کر دیں گے ﴿۲۸﴾ یقیناً یہ تو نصیحت ہے① اب جو چاہے اپنے رب کی طرف (پہنچنے کا) راستہ اختیار کر لیوے ﴿۲۹﴾ اللہ تعالیٰ کے چاہے بغیر تم کوئی بات چاہ نہیں سکتے، یقیناً اللہ تعالیٰ تو بڑے جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں② ﴿۳۰﴾ جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت میں داخل کر لیتے ہیں اور ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۳۱﴾

---

① (۱) اللہ تعالیٰ کے قرب کے فائدے بیان کیے گئے ہیں۔
(۲) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دوری کے نقصانات بیان کیے گئے ہیں۔
(۳) قرآن فی نفسہ نصیحت ہے، اگر کوئی خود فائدہ نہ اٹھائے تو اس کا خود کا نقصان ہے۔

② تمھاری چاہت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے، کس کو کس طرح کی توفیق دینا یہ باری تعالیٰ کی علم اور حکمت میں ہے۔

سُوْرَةُ الْمُرْسَلَات

(مكية)

سورۂ مرسلات

یہ سورت مکی ہے، اس میں پچاس (۵۰) آیتیں ہیں۔

سورۂ ھمزہ کے بعد اور سورۂ ق سے پہلے تینتیس (۳۳) نمبر پر نازل ہوئی۔

حضرت نبی کریم ﷺ منٰی کے ایک کے غار میں تھے اور سورۂ مرسلات نازل ہوئی۔

مکہ کے رہنے والے حضرات نے ہم کو منٰی میں ایک غار دکھایا کہ اسی میں سورۂ مرسلات کا نزول ہوا۔

حضرت ام الفضل لبابہ بنت حارثہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ: میں نے مغرب کی نماز میں حضرت نبی کریم ﷺ کو سورۂ مرسلات پڑھتے ہوئے سنا جو زندگی کے آخری نماز حضور ﷺ نے پڑھائی تھی۔

(بخاری، حدیث:۷۲۹)

مرسلات سے کیا مراد ہے؟

(۱) وہ ہوائیں جن کے لطیف جھونکے چلتے ہیں جن سے مخلوق کی زندگی اور منافع وابستہ ہے۔

(۲) فرشتے مراد ہیں جو عالم میں بہت ساری چیزوں کے پھیلانے پر مامور ہیں، اسی طرح احکام لے کر بھی ملائکہ بھیجے جاتے ہیں۔

اٰيَاتُهَا ۵۰	(۷۷) سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ (۳۳)	رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ﴿۴﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قسم ہے ان ہواؤں ① کی جو فائدہ پہنچانے کے لیے ② لگاتار بھیجی جاتی ہیں ③ ﴿۱﴾ پھر ان (ہواؤں) کی (قسم) جو (طوفانی) آندھی بن کر زور سے چلتی ہیں (جن سے خطرات پیدا ہوتے ہیں) ④ ﴿۲﴾ پھر (قسم ہے) ان (ہواؤں) کی جو (بادلوں کو اور خوشبوؤں اور بدبوؤں کو) اچھی طرح پھیلا دیتی ہیں ⑤ ﴿۳﴾ پھر (قسم ہے) ان (ہواؤں) کی جو (بادلوں کو) پھاڑ کر جدا کر دیتی ہیں ⑥ ﴿۴﴾

---

① ہواؤں کی قسم کھائی گئی، ہوا کے بے شمار فائدے ہیں، چند یہ ہیں: (۱) ہر جاندار کی سانس اندر جاتی ہے اور باہر نکلتی ہے (۲) بدن کے اندر یہ ٹھنڈک پہنچاتی ہے (۳) زمین کے اندر ہر ایک سبزی کا جمنا اور بڑھنا (۴) اس پر پھل سبزی وغیرہ کا لگنا (۵) بادلوں کا آنا جانا اور اس سے پانی کا برسنا (۶) سمندر میں کشتیوں کا چلنا۔ یہ سب ہوا ہی کے سبب سے ہے۔

② بندوں کو فائدہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

③ (دوسرا ترجمہ) قسم ہے ان ہواؤں کی جو (نرم نرم چل کر) دل کو خوش کر دے (اور ان سے مخلوقات کو بارش، کھیتی وغیرہ کی بڑی اچھی توقعات اور امیدیں وابستہ ہوتی ہیں) (تیسرا ترجمہ) قسم ہے ان فرشتوں کی جو نیکی کے کاموں کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) پھر (قسم ہے) ان فرشتوں کی جو بہت تیزی سے (آنے جانے کا یا روح نکالنے کا) کام کرتے ہیں (ملائکہ آسمان سے زمین پر اور زمین سے آسمان پر بڑی تیزی سے آتے جاتے ہیں اور روح نکالنے کا کام بھی بڑی تیزی سے کرتے ہیں اور کفار کی روح بڑی سختی سے نکالتے ہیں)۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) پھر (قسم ہے) ان ہواؤں کی جو (بخارات کو) اٹھا کر اوپر لے جاتے ہیں (جن سے بادل تیار ہوتے ہیں) (تیسرا) (قسم ہے) ان فرشتوں کی جو (اپنے پروں کو ہوا میں اور شریعت کے احکام کو زمین میں) پورے طور پھیلاتے ہیں۔

⑥ (یعنی ہوائیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بادلوں کے حصے کر کے جہاں جہاں پہنچانا ہوتا ہے وہاں پہنچا دیتی ہیں، اسی طرح بارش جب برس جاتی ہے اس وقت بھی بادل متفرق جدا ہو جاتے ہیں) (دوسرا ترجمہ) پھر (قسم ہے) ان فرشتوں کی جو (حق اور باطل کو) جدا جدا کر دیتے ہیں (تیسرا) پھر (قسم ہے) قرآن کی آیتوں کی جو (حق و باطل اور حلال و حرام کو) جدا کر دیتی ہیں۔

فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًاۙ۝۵ عُذْرًا اَوْ نُذْرًاۙ۝۶ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌؕ۝۷ فَاِذَا النُّجُوْمُ
طُمِسَتْۙ۝۸ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْۙ۝۹ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْۙ۝۱۰ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْؕ۝۱۱

پھر ان (ہواؤں) کی (قسم) جو (دل میں خدا کی) یاد ڈالتی ہیں① ﴿۵﴾ (یہ اللہ تعالیٰ کی یاد) عذر کرنے کے لیے② یا ڈرانے کے لیے③ ﴿۶﴾ یقیناً جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور واقع ہو کر ہی رہے گا④ ﴿۷﴾ سو جب تارے مٹا دیے جائیں گے⑤ ﴿۸﴾ اور جب آسمان چیر دیا جائے گا⑥ ﴿۹﴾ اور جب پہاڑ (ریزہ ریزہ کر کے) اڑا دیے جائیں گے⑦ ﴿۱۰﴾ اور جب رسولوں کے (اپنی امت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے) جمع ہونے کا وقت آ جائے گا⑧ ﴿۱۱﴾

---

① (نرم خوش گوار ہواؤں سے انسان کے دل میں ترغیب پیدا ہوتی ہے اور سخت آندھی سے دل میں ڈر پیدا ہوتا ہے، دونوں صورتوں میں دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہوتی ہے)، (دوسرا ترجمہ) پھر ان ہواؤں کی (قسم) جو وحی (کی آواز) کو (کانوں تک) پہنچاتی ہیں۔ (تیسرا) پھر (قسم ہے) ان فرشتوں کی جو نصیحت کی باتیں نازل کرتے ہیں (فرشتے انسانی رسولوں کو وحی پہنچاتے ہیں اور رسول تمام انسانوں اور جناتوں کو وحی کی باتیں پہنچاتے ہیں)

② یعنی ہواؤں کی ان کیفیات سے جب اللہ تعالیٰ کی طرف بندوں کی توجہ بڑھ جاتی ہے تو انسان اپنے گناہوں پر نادم ہو کر معذرت پیش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) (وحی کے ذریعے کافروں کا) الزام دور کرنا ہے، یا (ان کو) ڈرانا ہے (تیسرا) (نیک لوگوں کے لیے وحی) معافی مانگنے کا سبب بنتی ہے یا (برے لوگوں کو) ڈرانے کا ذریعہ بنتی ہے (یعنی وحی سے گناہوں سے معافی مانگنے کی دعوت دی جاتی ہے اور نافرمان لوگوں کو جہنم سے ڈرایا جاتا ہے)۔ نوٹ: سورۂ مرسلات کی ابتدائی آیات کے ترجمے میں جتنے اقوال زیادہ مناسب معلوم ہوئے ان کو سامنے رکھ کر تراجم پیش کیے گئے۔

④ یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا وعدہ۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) سو جب تارے بجھا دیے جائیں گے (تیسرا) سو جب تارے بے نور کر دیے جاویں گے۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) اور جب آسمان میں شگاف پڑ جائیں گے۔

⑦ نسف: یعنی تیز ہوا دے کر غلہ سے گھاس اور کوڑا اڑانے کا کام کیا جاتا ہے۔

⑧ (دوسرا ترجمہ) اور جبکہ رسولوں کو ایک مقررہ وقت پر جمع کر دیا جائے گا۔ اپنے مقرر وقت پر ہر رسول اپنی اپنی امتوں کے ساتھ قیامت کے میدان میں آگے حاضر ہوں گے۔

لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾ لِیَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ
لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ
بِالْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ
قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ
لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۲۴﴾

(اگر کوئی کافر سوال کرے کہ اس اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کا معاملہ) کس دن کے لیے ملتوی کر دیا گیا ہے؟① ﴿۱۲﴾ (تو جواب یہ ہے کہ) فیصلہ کے دن کے لیے (تاخیر کی گئی ہے) ﴿۱۳﴾ اور تم کو کیا معلوم کہ وہ فیصلہ کا دن کیسا ہے؟ ﴿۱۴﴾ اس دن (حق کو) جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے ﴿۱۵﴾ کیا ہم نے اگلے (کافر) لوگوں کو ہلاک نہیں کر دیا؟ ﴿۱۶﴾ پھر ہم (ان) بعد میں آنے والوں کو بھی ان (اگلے لوگوں) کے پیچھے (بربادی میں) چلتا کر دیں گے② ﴿۱۷﴾ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں ﴿۱۸﴾ اس دن (حق کو) جھٹلانے والوں کے لیے بڑی بربادی ہوگی ﴿۱۹﴾ کیا ہم نے تم کو حقیر پانی (یعنی منی) سے پیدا نہیں کیا؟ ﴿۲۰﴾ پھر ہم نے اس (نطفے) کو ایک مقرر وقت تک مضبوط و محفوظ جگہ (یعنی عورت کی رحم) میں رکھا③ ﴿۲۱﴾ ﴿۲۲﴾ پھر ہم نے (انسان کی بناوٹ میں) توازن کیا④، سو ہم کیسے اچھے توازن کرنے والے ہیں⑤ ﴿۲۳﴾ اس دن (حق کو) جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے ﴿۲۴﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) کس دن کے لیے تاخیر (یعنی دیر) کی گئی ہے؟
②(دوسرا ترجمہ) پھر ہم بعد میں آنے والوں کو ان (اگلے لوگوں) کے ساتھ (بربادی میں) کر دیں گے۔
③(دوسرا ترجمہ) جمے ہوئے ٹھکانے۔
④یعنی تمام اعضا برابر برابر بنائے۔
⑤(دوسرا ترجمہ) پھر ہم نے (نطفے میں تصرفات کا) اندازہ مقرر کیا (نطفے کو مختلف مراحل سے گزار کر کامل انسان بنانے کا اندازہ اور جسم میں کوئی ضروری چیز باقی رہ نہ جاوے اور جسم میں کوئی زائد بیکار چیز پیدا نہ ہو جائے) سو ہم کتنے اچھے اندازہ کرنے والے ہیں (تیسرا) پھر ہم نے منصوبہ بنایا، سو ہم کتنے اچھے منصوبہ بندی کرنے والے ہیں۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ
وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ
تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾
اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٤﴾

کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کو سمیٹ کر رکھنے والی نہیں بنایا①؟ ﴿۲۵﴾ ﴿۲۶﴾ اور ہم نے
اس (زمین) میں بوجھ کے لیے اونچے پہاڑ بنا دیے اور ہم نے تم کو میٹھا پیاس بجھانے والا پانی پلایا
﴿۲۷﴾ اس دن (حق کو) جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے ﴿۲۸﴾ (ان کافروں سے کہا
جائے گا کہ) جس (عذاب) کو تم جھٹلاتے تھے اس کی طرف چلو ﴿۲۹﴾ تم ایک ایسے سائبان کی
طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں② ﴿۳۰﴾ اس (سائبان) میں ایسا گھرا سایہ نہیں ہے (جو گرمی سے
بچائے) اور نہ آگ کی تپش سے بچائے ﴿۳۱﴾ وہ (جہنم) تو محل جیسے بڑے بڑے شعلے پھینکتی
ہوگی③ ﴿۳۲﴾ (ایسا لگے گا) جیسے وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں④ ﴿۳۳﴾ اس دن (حق کو) جھٹلانے
والوں کے لیے بڑی تباہی ہے ﴿۳۴﴾

---

① زندہ لوگ زمین پر چلتے پھرتے ہیں اور مُردے زمین میں سوتے ہیں۔
② آیت کا حاصل: دوزخ کی آگ سے بہت زیادہ دھواں اٹھے گا جو اونچا ہوگا اور سائبان کی طرح کفار کے سروں پر آجاوے گا اور اونچا ہو کر تین حصوں میں تقسیم ہوگا: ایک حصہ کفار کے سروں پر، دوسرا ان کی داہنی جانب، تیسرا حصہ بائیں جانب ہوگا۔ حساب ختم ہونے تک کفار اسی دھویں کے سائبان میں رہیں گے۔
(دوسرا ترجمہ) تم (دھوئیں) کے ایک سایہ کی طرف چلو جس کی شاخیں تین ہیں (دوزخ کی آگ سے نکلنے والے دھوئیں کا سایہ ہوگا جو برائے نام سایہ ہوگا جس میں گرمی اور پیاس میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔
مؤمنین کاملین ایسے وقت عرش کے سایہ میں ہوں گے، اللھم اجعلنا منھم بفضلك وكرمك.
③ (دوسرا ترجمہ) وہ دھوئیں کا سائبان تو محل جیسی بڑی بڑی چنگاریاں پھینکتا ہوگا۔
④ گہرا زرد کالے جیسا لگتا ہے اس لیے کالے کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع ۱ ۲۱

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾

یہ ایسا دن ہے جس میں وہ لوگ بول بھی نہیں سکیں گے ﴿۳۵﴾ اور ان کو اس بات کی اجازت بھی نہیں ہوگی کہ وہ کوئی عذر پیش کریں ① ﴿۳۶﴾ اس دن (حق کو) جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے ﴿۳۷﴾ یہ فیصلے کا دن ہے، ہم نے تم کو اور اگلے لوگوں کو جمع کر دیا ﴿۳۸﴾ پھر اگر تمھارے پاس کوئی داؤ (یعنی تدبیر) ہے؟ تو مجھ پر (اپنا) داؤ چلاؤ ② ﴿۳۹﴾ اس دن (حق کو) جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے ﴿۴۰﴾

یقیناً تقویٰ والے سایوں ③ اور چشموں (کے درمیان) میں ہوں گے ④ ﴿۴۱﴾ اور جن کو دل چاہتے ہوں ایسے میووں میں ہوں گے ⑤ ﴿۴۲﴾ (ان کو کہا جائے گا کہ) جو اعمال تم کرتے تھے اس کے بدلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو ﴿۴۳﴾ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ﴿۴۴﴾ اس دن (حق کو) جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے ﴿۴۵﴾

---

① یعنی توبہ کرنے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

② عذاب کو ٹلانے کی کوئی تدبیر ہو تو کر کے دکھاؤ۔

③ پہلے عرش کا پھر جنت کا۔

④ مختلف عمدہ سایے ہوں گے: (۱) حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ (۲) پل صراط سے گزرتے وقت صدقہ اور خیرات کا سایہ (۳) جنت میں درختوں کا سایہ (۴) جنت میں مکانوں کا سایہ۔

عیون: جنت میں مختلف قسم کے چشمے ہوں گے، کسی چشمے سے کافور کی خوشبو، کسی سے سونٹھ کا مزہ، کسی کا نام تسنیم ہوگا اور اس سے پینے کی برکت سے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) اور اپنے من پسند میووں میں ہوں گے۔

كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِیْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝۴۶ وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝۴۷ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ
ارْكَعُوْا لَا یَرْكَعُوْنَ ۝۴۸ وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝۴۹ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ۝۵۰ ع ۱۰/۲۲

(اے کافرو! دنیا میں) کچھ وقت کھالو اور مزے اڑا لو، بے شک تم مجرم ہو ﴿۴۶﴾ اس دن (حق کو) جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے ﴿۴۷﴾ اور جب ان (کافروں) کو کہا جاتا ہے کہ: (اللہ تعالیٰ کے آگے) جھک جاؤ تو وہ جھکتے نہیں ہیں ﴿۴۸﴾ اس دن (حق کو) جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے ﴿۴۹﴾ اس (قرآن)[1] کے بعد اب کونسی بات پر وہ ایمان لائیں گے؟[2] ﴿۵۰﴾

---

① ھو ضمیر کا مرجع بہت سارے حضرات نے قرآن کو قرار دیا ہے: یعنی قرآن کے بعد اب کونسی کتاب پر یہ لوگ ایمان لائیں گے۔ ظاہری بات ہے کہ قرآنِ مجید آخری آسمانی کتاب ہے۔

② حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اس کی آخری آیتوں کو پڑھے (نفلی نماز یا نماز کے باہر) تو اس کے بعد پڑھے: اٰمنا باللہ؛ یعنی میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر۔ (ابوداؤد: ۸۸۷، مسندِ احمد: ۷۳۹۱)

سُوْرَةُ النَّبَأ

(مكية)

سورۂ نبا

یہ سورت مکی ہے، اس میں چالس (۴۰) آیتیں ہیں۔
سورۂ معارج کے بعد اور سورۂ نازعات سے پہلے اسی (۸۰) نمبر پر نازل ہوئی۔
اس سورت میں نبأ عظیم؛ یعنی عظیم الشان خبر یا ہیبت ناک بات؛ یعنی قیامت کا تذکرہ ہے۔ قیامت کی خبر اتنا عظیم مرتبہ رکھتی ہے کہ گویا اس کے سوا کوئی خبر ہی نہیں ہے۔
اس سورت کا دوسرا نام ''عم یتساءلون'' بھی ہے؛ سورت کے شروع ہی میں یہ لفظ آیا ہے۔
اس سورت کا ایک نام ''تساؤل'' بھی ہے، تساؤل لغت میں کسی چیز کے بارے میں آپس میں بہت سوال کرنے کو کہتے ہیں، (مشرکین بھی قیامت کے بارے میں بہت سوال کرتے تھے)۔

آیاتھا ۴۰ (۷۸) سُوْرَۃُ النَّبَاِ مَکِّیَّۃٌ (۸۰) رُکُوْعَاتُھَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝١ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝٢ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝٣ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٤ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٥ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝٦ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝٧

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

وہ (آخرت کا انکار کرنے والے) آپس میں کس چیز کے بارے میں سوال کر رہے ہیں①؟ ﴿۱﴾ اس بڑی عظیم خبر کے متعلق (سوال کر رہے ہیں)② ﴿۲﴾ جس کے بارے میں خود ان کی باتیں مختلف ہیں ﴿۳﴾ خبردار! ان کو بہت جلدی معلوم ہو جائے گا③ ﴿۴﴾ دوبارہ خبردار! ان کو بہت جلدی پتہ چل جائے گا④ ﴿۵﴾ کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا⑤؟ ﴿۶﴾ اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا؟ ﴿۷﴾

---

① اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتے ہیں اس کے باوجود یہ فرما رہے ہیں کہ: قیامت کا انکار کرنے والے آپس میں کس چیز کے بارے میں پوچھتے ہیں؟ اس میں ان کو تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ کیا قیامت کو سمجھنے کی ان میں استعداد ہے؟ کیا قیامت ایسی چیز ہے جو ان کی سمجھ میں آجائے گی؟ قیامت ایسی ہولناک چیز ہے کہ کوئی آنکھ اس کو دیکھنے کا حوصلہ نہیں رکھتی، اور کوئی کان سننے کی تاب نہیں لاسکتے اور انسان کی عقل اس کو سمجھ نہیں سکتی۔ اس سے ایک اہم بات یہ سیکھنے کو ملی کہ عقل مند آدمی کو سوچ سمجھ کر کسی چیز کے بارے میں کھوج یا سوال کرنا چاہیے، پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ وہ بات میری سمجھ میں آسکتی ہے یا نہیں؟ اگر سمجھ میں آسکتی ہے تو کوشش کریں؛ ورنہ محنت ضائع نہ کریں۔

② قیامت یا قرآن کے متعلق سوالات۔

③ (۱) اس سورت میں ایمان والوں کو خطاب ہے؛ اس لیے سین سے خطاب کیا، اور سورۂ تکاثر میں کفار کو خطاب ہے اس لیے سوف استعمال کیا گیا ہے (۲) قیامت کو قریب اور بعید سمجھنے کے اعتبار سے یہ سین اور سوف کی تعبیر معلوم ہو رہی ہے۔

④ تکرار زجر یعنی قیامت کا انکار کرنے والوں کو ڈانٹ میں تاکید کے لیے ہے، ایسا بھی کہتے ہیں کہ پہلے سیعلمون میں برزخ میں جو سزا ہوگی وہ مراد ہے، اور دوسرے میں قیامت کی سزا ابتلائی گئی ہے

⑤ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نو (۹) عظیم شاہ کار کو بیان کیا جا رہا ہے۔

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًاۙ۝۸ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًاۙ۝۹ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًاۙ۝۱۰ وَّجَعَلْنَا
النَّهَارَ مَعَاشًا۪۝۱۱ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًاۙ۝۱۲ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا۪ۙ۝۱۳
وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًاۙ۝۱۴ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًاۙ۝۱۵ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًاؕ۝۱۶
اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًاۙ۝۱۷ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًاۙ۝۱۸

اور ہم نے ہی تم کو (مرد و عورت کا) جوڑا بنایا① ﴿۸﴾ اور ہم نے تمھاری نیند کو تھکن دور کرنے (راحت حاصل کرنے) کا ذریعہ بنایا ﴿۹﴾ اور ہم نے رات کو لباس (یعنی پردے کا ذریعہ) بنایا② ﴿۱۰﴾ اور ہم نے دن کو روزی حاصل کرنے کا وقت بنایا ﴿۱۱﴾ اور ہم نے تمھارے اوپر سات مضبوط آسمان بنا دیے ﴿۱۲﴾ اور ہم نے ہی ایک جگمگاتا چراغ③ بنا دیا ﴿۱۳﴾ اور ہم نے ہی برسنے والے بادلوں میں سے موسلا دھار پانی برسایا④ ﴿۱۴﴾ تا کہ ہم اس (پانی) کے ذریعے اناج اور سبزیاں اگائیں ﴿۱۵﴾ اور (پتوں میں) لپٹے ہوئے (گھنے) باغات بنائے ﴿۱۶﴾ یقیناً فیصلے کا دن ایک وقت مقرر ہے⑤ ﴿۱۷﴾ جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم سب الگ الگ جماعت ہو کر آؤ گے⑥ ﴿۱۸﴾

---

① جوڑے کی برکت سے دنیا میں نسل جاری ہوتی ہے، باپ، بیٹے اور داماد، سسر کے رشتے قائم ہوتے ہیں۔
② نکتہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کسی نے سوال کیا: نکاح کی مجلس رات میں ہونی چاہیے یا دن میں؟ ارشاد فرمایا: رات میں؛ اس لیے کہ قرآن میں عورتوں کو بھی لباس کہا گیا اور رات کو بھی لباس کہا گیا؛ اس لیے دونوں کو ایک دوسرے سے مناسبت ہے۔
③ یعنی سورج میں گرمی اور روشنی ایک ساتھ پائی جاتی ہے۔
④ (دوسرا ترجمہ) اور ہم نے ہی پانی سے بھرے ہوئے بادلوں سے بکثرت پانی برسایا۔
⑤ فیصلے کا دن؛ یعنی جدائی کا دن جس میں مسلمان- کافر، نیک- برے ہر ایک علاحدہ اور جدا ہو جائیں گے، اور ہر ایک کا مرتبہ بھی الگ ہوگا۔
⑥ یعنی مؤمن کافر سب الگ الگ جماعتوں میں ہوں گے، نیک اور برے اعمال کے اعتبار سے بھی مختلف جماعتیں ہوں گی۔ حدیث میں ہر جماعت کے نشان کا بھی تذکرہ ہے، جیسے کہ دغا بازی کرنے والے اور عہد توڑنے والوں کی سرین پر ایک جھنڈا ہوگا، کپڑا چوری کیا ہے تو وہ کپڑا جھنڈے کی طرح قیامت کے میدان میں لہرائے گا، حاجت نہ ہو اور سوال کرے تو ان کا چہرا زخمی اور چھیلا ہوا ہوگا۔

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿١٩﴾ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿٢٠﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ
كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿٢٢﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا
شَرَابًا ﴿٢٤﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿٢٦﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَّكَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿٢٩﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ ع

اور آسمان کھول دیا جائے گا تو اس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے① ﴿١٩﴾ اور پہاڑوں کو چلایا جائے گا تو وہ چمکتے ریت ہو جائیں گے② ﴿٢٠﴾ یقین رکھو! جہنم توتاک میں لگی ہوئی ہے③ ﴿٢١﴾ وہ شریروں کا ٹھکانہ ہے ﴿٢٢﴾ وہ اس میں مدتوں (اس طرح) رہیں گے ﴿٢٣﴾ کہ اس (جہنم) میں وہ کسی ٹھنڈک (یا راحت) کا مزہ نہیں چکھیں گے اور نہ پینے کے قابل کوئی چیز کا ﴿٢٤﴾ مگر (ہاں!) سخت گرم پانی اور بہتی ہوئی پیپ (ملے گی) ﴿٢٥﴾ یہ ان کا پورا بدلہ ہوگا④ ﴿٢٦﴾ کیوں کہ وہ (آخرت کے) حساب کا ڈر نہیں رکھتے تھے ﴿٢٧﴾ اور انھوں نے ہماری آیتوں کو بڑھ چڑھ کر جھٹلایا تھا⑤ ﴿٢٨﴾ اور ہر چیز کو ہم نے لکھ کر ضبط (یعنی محفوظ) کر رکھا ہے ﴿٢٩﴾ (اور ان کو کہا جائے گا) اب تم (عذاب کا) مزہ چکھو! سو ہم تم پر عذاب ہی بڑھاتے رہیں گے ﴿٣٠﴾

---

① (١) جس طرح بہت سارے دروازے کھلنے سے بہت بڑی جگہ کھل جاتی ہے اس طرح یہ آسمان کھل جائے گا۔ آسمان کے کھلنے کے بعد فرشتے اعمال نامے لے کر قیامت کے میدان میں آئیں گے (٢) جنت ساتوں آسمان کے اوپر ہے اور آسمان اس کے اوپر سرپوش کی طرح ہے، آسمان کو جنت کے اوپر سے ایسے اٹھالیا جائے گا جیسے کھانے سے بھرے ہوئے خوانچہ سے کپڑا اٹھالیا جاتا ہے۔

② یعنی پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا جائے گا، اس وقت پہاڑ زمین کے اوپر میخ (کیل) کی طرح ہیں، قیامت کے دن اڑتی ہوئی ریت کی طرح ہو جائیں گے، وہ ریت دور سے پانی کی طرح دکھے گی؛ حالاں کہ حقیقت میں وہ ریت ہوگی، اسی طرح پہاڑ قیامت کے دن ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ریت کی طرح ہو جائیں گے۔

③ (دوسرا ترجمہ) یقین رکھو! جہنم گھات میں لگی ہوئی ہے، جہنم کے کنارے پر فرشتے آگ کی زنجیرے، گرز اور طوق لے کر جہنمیوں کو پکڑنے کے لیے تیار کھڑے ہوں گے۔

④ (دوسرا ترجمہ) یہ ان کا (ان کے اعمال کے) موافق بدلہ ہوگا۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) انھوں نے ہماری آیتوں کو بالکل ہی جھٹلا دیا تھا۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۝٣١ حَدَآئِقَ وَأَعْنَابًا ۝٣٢ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ۝٣٣ وَكَأْسًا دِهَاقًا ۝٣٤ لَا
يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّٰبًا ۝٣٥ جَزَآءً مِّن رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝٣٦ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ۝٣٧

یقیناً تقویٰ والوں کے لیے بڑی کامیابی ہے ﴿۳۱﴾ باغات اور انگور ہیں① ﴿۳۲﴾ اور ابھرتی جوانی والی ہم عمر② لڑکیاں ہیں③ ﴿۳۳﴾ اور چھلکتے ہوئے پیالے ہیں④ ﴿۳۴﴾ اس (جنت) میں وہ کوئی لغو بات نہیں سنیں گے⑤ اور نہ جھوٹی بات (سنیں گے) ﴿۳۵﴾ تمھارے رب کی طرف سے ایسا بدلہ ہوگا اور ایسی دین ہوگی جو اعمال کے حساب سے دی جائے گی⑥ ﴿۳۶﴾ جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اس کے مالک ہیں، بڑی رحمت والے ہیں⑦، کسی کو مجال نہیں ہوگی کہ ان کے سامنے بول سکے⑧ ﴿۳۷﴾

---

① حدیقة: ایسے باغ کو کہتے ہیں کہ حفاظت کے لیے چاروں طرف سے دیواریں بنی ہوئی ہوں۔
② ہم عمری کی وجہ سے زیادہ الفت اور محبت ہوگی، جنتی مرد اور عورت کی عمریں ۳۳ سال کی ہوں گی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ عورت کی عمر ۱۸ سال کی ہوگی، اس عمر میں بدن میں سڈول پن، طبیعت میں بھولا پن اور غفلت اور ناسمجھی ہوتی ہے اور یہ چیز عاشقوں کو مرغوب ہوتی ہے؛ گرچہ دنیا میں اس عمر میں ان عمروں والی لڑکیوں کی ناسمجھی سے غلط فائدہ بھی خوب اٹھایا جارہا ہے، اور ان کو جھوٹے؛ بلکہ محال چیزوں کے وعدے کرکے ان سے بدکاری کی جاتی ہے۔
③ یعنی ایسی عورتیں جن کی چھاتیاں ابھری ہوئی ہوں گی اور سخت ہوگی؛ تاکہ جنت کے باغوں میں پری پیکر محبوباؤں کے ساتھ خوب لطف اٹھایا جاسکے۔
④ دِهَاقًا کے دو معنی ہیں: بھرا ہونا اور پے درپے ہونا، جنتیوں کو خوشی اور چستی بڑھانے کے لیے شراب پلائی جائے گی۔
⑤ یعنی جنت بھی لغویات سے پاک ہے، کاش ہم ہماری زندگی کو لغویات سے بچانے والے بن جائے۔
⑥ (دوسرا ترجمہ) تمھارے رب کی طرف سے ایسا بدلہ ہوگا جو (ان کی ضروریات کے) حساب سے دیا جائے گا (تیسرا ترجمہ) تمھارے رب کی طرف سے ایسا بدلہ ہوگا جو پورا انعام ہوگا۔ (انسان کمزور ہے، اعمال میں بھی کمزوریاں ہے، وہ کہاں اس قابل کہ اس کے بدلے جنت ملے، یہ جنت کا ملنا تو محض انعامِ الٰہی ہے، اس پر مزید یہ کہ اس کو ہمارے اعمال کے بدلے میں بتایا جاوے۔ اللھم لک الحمد کما ینبغی لجلال وجھک وعظیم سلطانک۔
⑦ رحمن وہ ہے جو وعدہ کیے بغیر ہزاروں احسان کرتے ہیں تو پھر جن چیزوں کا وعدہ ہے تو ان کو تو ضرور پورا کریں گے۔
⑧ (دوسرا ترجمہ) کسی کو طاقت نہیں ہوگی کہ وہ ان سے بات کرسکے۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙۤ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ
صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا
قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ ع

جس دن روح① اور فرشتے (اللہ تعالیٰ کے سامنے) صف بنا کر کھڑے ہوں گے اس دن کوئی شخص بول نہیں سکے گا②؛ مگر (ہاں!) رحمٰن جس کو اجازت دیوے اور وہ بات بھی ٹھیک (یعنی معقول) کہے③ ﴿۳۸﴾ یہ (قیامت کا) دن (کہ اس کا واقع ہونا) یقینی ہے④، اب جو چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانہ بنالیوے⑤ ﴿۳۹﴾ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم کو قریب آنے والے عذاب⑥ سے ڈرایا ہے⑦، جس دن ہر شخص اپنے ان اعمال کو (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں⑧ نے آگے بھیجے ہیں اور کافر (یہ) کہے گا: کاش میں (کسی طرح) مٹی ہو جاتا⑨! ﴿۴۰﴾

---

① روح:

(۱) تمام جاندار مراد ہیں۔

(۲) روحِ اعظم مراد ہے۔

(۳) حضرت جبرئیل علیہ السلام مراد ہے۔

② کس کو کتنا دیا؟ کیا دیا؟ اس طرح کی کوئی بات کوئی بول نہیں سکے گا۔

③ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے صرف مستحق ہی کی سفارش کریں گے اور دنیا میں جو لوگ سب سے زیادہ ٹھیک بات یعنی کلمۂ شہادت دل و زبان سے بولتے تھے وہی سفارش کے مستحق ہوں گے۔

④ یعنی اس دن میں جھوٹ اور کچی بات نہیں ہوگی، اور نیک اور برے لوگوں کے درمیان فرق کرنے کا حق اسی دن کو ہے۔

⑤ یعنی نیک اعمال کے ذریعے آخرت میں اچھا ٹھکانہ بنالیوے۔ آخرت کی تیاری کر لیوے۔

⑥ نافرمانوں کے لیے مرنے کے بعد برزخ کا عذاب قریب ہی آنے والا ہے۔

⑦ (۱) مستقبل ہر روز قریب ہوتا جاتا ہے، اس اعتبار سے قیامت بھی قریب ہی آرہی ہے۔

(۲) موت جو کہ ہر انسان کے قریب ہے؛ اس لیے کہ آخرت کی لامحدود زندگی کے مقابلے میں دنیا کی موت قریب ہے۔

(۳) بعضوں نے قبر کا عذاب مراد لیا ہے۔

⑧دو ہاتھ سے مراد عمل کرنے کی دو قوت: ایک نیک عمل کرنے کی قوت اور دوسرے برے عمل کرنے کی قوت۔
⑨ (۱) انسان کی اصل خاک ہے؛ اسی لیے اس پریشانی کے وقت اپنی اصل خاک کو یاد کرے گا، اور روایتوں میں بھی ہے کہ انصاف کے بعد جب جانوروں کو مٹی ہوجانے کا حکم ہوگا تو کافر رشک کرے گا، اور یوں کہے گا کہ: کاش! مجھے بھی خاک ہوجانے کا حکم ہوجاتا، اور بری آدمیت سے دور رہتا جو میری خرابی کا سبب ہوئی، خاک ہوجانے کی وجہ سے جانور تکلیف سے چھٹکارہ پالیں گے، کافر بھی سوچے گا کہ میں خاک بنادیا جاؤں تو دائمی عذاب سے نجات پاجاؤں۔

(۲) بعض صوفیا نے اس کا مطلب یہ نکالا کہ مٹی سے مراد خاکساری اور فروتنی ہے کہ اگر کافر انسان دنیا میں کبر اور غرور نہ کرتا تو جہنم کے عذاب سے بچ جاتا۔

(۳) کافر سے مراد ابلیس ہے؛ گویا حضرت آدم علیہ السلام کی نیک اولاد کو آخرت میں جو انعامات ملیں گے، اس کو دیکھ کر شیطان آرزو کرے گا کہ: اگر میں خاکی ہوتا تو انعامات سے نوازا جاتا، یہ تو میں آگ سے پیدا ہوا، تکبر کیا اور جہنمی بنا۔

جو جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیے گئے تھے وہ جنت کی خاک بنیں گے۔

اسی طریقے سے مور، گھوڑا اور دوسرے خوب صورت اور خوش آواز جانور بھی جنتیوں کی تفریح اور خوشی کا ذریعہ ہوں گے، وہ بھی جنت میں باقی رہیں گے۔

اسی طرح جو جانور جنت والوں کی من پسند خوراک ہوگی وہ بھی جنت میں ہوں گے،۔

اسی طرح جو جانور جہنمیوں کے لیے تکلیف کا ذریعہ ہوں گے وہ بھی جہنم میں رہیں گے، جیسے سانپ، بچھو، مکھی وغیرہ۔

سُوْرَةُ النَّازِعَات

(مكية)

سورۂ نازعات

یہ سورت مکی ہے، اس میں چھیالیس (۴۶) آیتیں ہیں۔

سورۂ نبا کے بعد اور سورۂ انفطار سے پہلے اکیاسی (۸۱) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں نازعات کی قسم کھائی گئی ہے۔

نازعات سے مراد: وہ فرشتے جو کافروں کی روحوں کو سختی سے جسم کی رگوں سے گھسیٹ کر نکال لیتے ہیں، جیسے بھیگی ہوئی روئی میں کانٹوں والی سلاخ ڈال کر کھینچی جائے تو روئی کے اجزا کو لے کر سلاخ نکلتی ہے، ویسا حال کافروں کی روحوں کا ہوتا ہے۔

آیَاتُهَا ۴۶ — (۷۹) سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ (۸۱) — رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝١ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝٢ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝٣ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝٤
فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝٥ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝٦ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝٧ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ
وَّاجِفَةٌ ۝٨ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝٩ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝١٠

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے
لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔
قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو (کافروں کی روح) نہایت سختی سے کھینچتے ہیں① ﴿۱﴾ اور جو
(ایمان والوں کی روح کی) گرہ نرمی سے کھول دیتے ہیں② ﴿۲﴾ اور (ہوا میں) تیرتے ہوئے
(آتے) جاتے ہیں③ ﴿۳﴾ پھر (جو حکم ملتا ہے اس کو پورا کرنے میں) دوڑ کر آگے بڑھتے ہیں ﴿۴﴾
پھر جو حکم ملا اس (کو پورا کرنے) کی تدبیر (یعنی انتظام) کرتے ہیں ﴿۵﴾ کہ جس دن ہلا دینے والی
(ہر چیز کو) ہلا ڈالے گی④ ﴿۶﴾ جس کے بعد پیچھے آنے والی چیز آوے گی⑤ ﴿۷﴾ کتنے دل اس
دن دھڑکتے ہوں گے⑥ ﴿۸﴾ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی⑦ ﴿۹﴾ وہ (قیامت کا انکار کرنے
والے) کہتے ہیں کہ: کیا ہم پہلی والی حالت پر پھر لوٹا دیے جائیں گے؟⑧ ﴿۱۰﴾

---

① غرق یہاں اغراق کے معنی میں ہے، جس کا معنی آتا ہے: سخت کھینچنا۔
② نشط: ہنسی خوشی کام کرنا۔ نہایت آسانی نرمی سے صالحین کی ارواح قبض کرتے ہیں۔ اللهم ارزقنا منه بفضلك وكرمك۔ ③ ملائکہ بڑی تیزی اور آسانی سے آتے جاتے ہیں۔
④ پہلے صور کے وقت زلزلہ آوے گا جس سے ہر چیز ہلنے لگے گی۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) پھر اس کے پیچھے دوسرا جھٹکا آئے گا، مراد: دوسرا صور ہے۔
⑥ قیامت کے دن ایسی بے قراری اور گھبراہٹ ہوگی کہ اس کی وجہ سے دل دھڑکتے ہوں گے، گھبراہٹ کو قابو میں نہیں کر سکیں گے، چہروں سے گھبراہٹ ظاہر ہوتی رہے گی۔
⑦ آنکھیں کالی پڑی ہوگی اور حیران ہوگی۔
⑧ دنیوی موت کے بعد ایک دوسری نئی زندگی ہوگی؟

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا

هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾

کیا جب ہم کھوکھلی① (یعنی بوسیدہ) ہڈیوں میں تبدیل ہو چکے ہوں گے؟ ﴿۱۱﴾ کہتے ہیں کہ: اگر ایسا ہوا تب تو بڑی نقصان دینے والی واپسی ہوگی ﴿۱۲﴾ سو وہ تو ایک ہی سخت آواز ہوگی② ﴿۱۳﴾ جس کے بعد وہ سب لوگ فوراً کھلے میدان میں آجائیں گے③ ﴿۱۴﴾ (اے نبی!) کیا تم کو موسیٰ کا واقعہ پہنچا ہے④ ﴿۱۵﴾ جب ان کو ان کے رب نے طویٰ نامی ایک مقدس میدان میں⑤ آواز دی تھی⑥ ﴿۱۶﴾ کہ (موسیٰ!) تم فرعون کے پاس جاؤ؛ کیوں کہ وہ حد سے آگے بڑھ گیا ہے ﴿۱۷﴾ پھر (اس کو) کہو کہ: کیا تیرا دل چاہتا ہے کہ تو درست ہو جاوے⑦؟ ﴿۱۸﴾

---

① نَخِر: ہوا کی اس آواز کو کہتے ہیں جو کسی خالی چیز کے اندر سے ہوا گزرنے سے پیدا ہوتی ہے۔
② یعنی دوسرے صور کی ایک آواز پر تمام روحیں اپنے اپنے بدنوں کے اندر آجائیں گی۔
③ ساھرہ: سفید اور ہموار زمین کو کہتے ہیں، یہ قیامت کے میدان کا نام ہے۔
④ اس قدر سمجھانے کے باوجود لوگ قیامت کو مانتے نہیں جس کی وجہ سے حضرت نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر پر بڑا اثر ہونا لازمی بات تھی؛ اس لیے آپ ﷺ کو تسلی دینے کے لیے حضرت موسیٰ کا واقعہ سنایا جا رہا ہے۔
⑤ طویٰ: وادی کا نام ہے، کہتے ہیں کہ: وہاں پہنچ کر بنو اسرائیل کے اوپر سے عذاب کو لپیٹ دیا گیا؛ اس لیے اس وادی کا نام ”وادیِ طویٰ“ بن گیا۔
⑥ یہ ندا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی؛ اس لیے آواز ہر طرف سے سنائی دے رہی تھی؛ یعنی تمام جہتوں سے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بدن کا ہر ہر عضو اس آواز کو سن رہا تھا اور یقین ہو گیا کہ یہ حق تعالیٰ ہی کی آواز ہے۔
⑦ (دوسرا ترجمہ) کیا تیری چاہت ہے کہ تجھ کو ایسی چیز کی دعوت دوں کہ تو (کفر سے) پاک ہو جاوے؟۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو کہا کہ: میں تجھ کو بڑے مرتبے تک پہنچاؤں گا، ولیِ کامل بنادوں گا۔ معلوم ہوا کہ نبی کی اتباع کی برکت سے انسان ولایت کے کمال کو پہنچتا ہے۔

وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۟ۚ﴿١٩﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۟ؗ﴿٢٠﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۟ؗ﴿٢١﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۟ؗ﴿٢٢﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۟ؗ﴿٢٣﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۟ؗ﴿٢٤﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ؕ﴿٢٥﴾

اور میں تیرے رب کی طرف تیری رہنمائی کروں کہ تو (اس سے) ڈر جائے① ﴿١٩﴾ پھر موسیٰ نے اس کو بڑا معجزہ دکھایا② ﴿٢٠﴾ پھر بھی اس (فرعون) نے (موسیٰ کو) جھٹلایا اور (اس نبی کی) بات نہیں مانی ﴿٢١﴾ پھر پیٹھ پھرا کر چلا اور (موسیٰ کے خلاف) کوشش کرنے لگا③ ﴿٢٢﴾ پھر (لوگوں کو) جمع کیا اور اونچی آواز لگائی ﴿٢٣﴾ اور (یوں) کہا کہ: میں تمھارا سب سے بڑا رب ہوں④ ﴿٢٤﴾ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آخرت اور دنیا (دونوں) کے عذاب میں پکڑ لیا⑤ ﴿٢٥﴾

---

① میں ایسی رہنمائی کروں گا جس سے تیرے اندر اللہ تعالیٰ کا ایسا ڈر پیدا ہوگا کہ تیرا شریر نفس مرجائے اور ایسی فنائیت حاصل ہوجائے کہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہی باقی رہے۔

② حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے دربار میں ایمان کی دعوت لے کر پہلی مرتبہ گئے اس وقت آپ کو دو معجزے دیے گئے تھے: عصا اور ید بیضا؛ لیکن ایک ہی مجلس میں ایک ہی مقصد؛ یعنی نبوت کو ثابت کرنا تھا؛ اسی لیے دو نشانی کو ایک نشانی سے تعبیر کیا گیا۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ اصل نشانی عصا ہے اور ید بیضا تو اس کے تابع ہے؛ چوں کہ ڈرانا اصل مقصد ہے اور اس میں عصا مفید ہے۔

عصا میں معجزات: (۱) وہ اژدہا بن جاتا تھا (۲) کنویں سے پانی کھینچتے وقت کنویں کی گہرائی کی مقدار کے مطابق عصا لمبا ہوجاتا تھا اور عصا کی دم کی رسی سے ڈول باندھ کر پانی نکالتے تھے (۳) روشنی کی دو شاخیں ظاہر ہوتی تھی (۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام سوجاتے تو عصا کھڑا رہ کر پہرہ دیتا (۵) بکریوں کے پاس عصا کو چھوڑ دیتے تو درندوں کو قریب نہیں آنے دیتا تھا (۶) عصا مارنے سے دریا پھٹ گیا اور راستے بن گئے (۷) عصا کے مارنے سے پتھر میں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔

③ (دوسرا ترجمہ) پھر (موسیٰ کے خلاف) دوڑ دھوپ کرنے کے لیے پیٹھ پھرا کر چلا۔

④ فرعون کا یہ کہنا تھا کہ: موسیٰ جس خدا کے رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ رب ہونے میں مجھ سے کم درجے کا ہے، اور میں اعلیٰ رب ہوں، اور اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنی کی تابعداری عقل کے خلاف ہے، فرعون کا یہ پورا استدلال فاسد تھا۔

⑤ آیت میں آخرت کے عذاب کو پہلے بیان کیا گیا:

(۱) اصلی مقصود آخرت کا عذاب ہے، دنیا کا عذاب اس تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

(۲) آخرت کا عذاب دائمی ہے اور دنیا کے عذاب سے ہزاروں گنا سخت ہے۔

ع٢/٢

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی ﴿۲۶﴾

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَیْلَهَا

وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾

وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰی ﴿۳۴﴾

یقیناً اس (واقعے) میں اس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جو (اللہ تعالیٰ کا) ڈر رکھتا ہو① ﴿۲۶﴾ (اے انسانو!) کیا تم کو پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا آسمان کو؟ اس (اللہ تعالیٰ) نے اس (آسمان) کو بنایا ﴿۲۷﴾ اس کی چھت کو بلند کیا② سو اس کو ٹھیک ٹھاک بنایا③ ﴿۲۸﴾ اور اس کی رات اندھیری بنائی اور اس کے دن کی دھوپ کو ظاہر کیا④ ﴿۲۹﴾ اور زمین کو اس کے بعد بچھا دیا⑤ ﴿۳۰﴾ اور اس (زمین) سے اس کا پانی اور اس کا چارہ نکالا ﴿۳۱﴾ اور پہاڑوں کو اس پر گاڑھ دیا⑥ ﴿۳۲﴾ تاکہ تم کو اور تمھارے جانوروں کو فائدہ پہنچاوے ﴿۳۳﴾ پھر جب وہ سب سے بڑا (قیامت کا) ہنگامہ برپا ہوگا ﴿۳۴﴾

---

① نکال: جس عذاب کو دیکھ کر دوسروں کو عبرت ہو جائے، سب سہم جائے ایسے عذاب کو نکال کہتے ہیں۔
عبرت: (۱) گمراہی کے سرداروں کی تدبیر زیادہ دیر تک نہیں چل سکتی، کسی نہ کسی دن سب کیا کرایا برباد ہو جاتا ہے۔
(۲) اللہ تعالیٰ حلیم ہے، ظالموں کو ڈھیل دیتے ہیں؛ لیکن بالکل آزاد نہیں چھوڑ دیتے، کسی نہ کسی دن واقعی سزا ضرور دیتے ہیں (۳) جس کے دل میں کفر جم نہ گیا ہو، معجزہ دیکھنے سے اس کو فائدہ ہوتا ہے (۴) پیغمبر اور اس کے نائبوں کو چاہیے کہ بے ادبی اور کفریہ بات سن کر غصے میں نہ آئے، غمگین نہ ہو، آخر میں فتح حاصل ہوگی۔
② (دوسرا ترجمہ) اس کی بلندی کو اونچا کیا۔ لمبائی اور چوڑائی کے مجموعے کو سمک، نیچے سے اوپر کی طرف دیکھے تو بلندی، اوپر سے نیچے دیکھے تو گہرائی کہتے ہیں۔ زمین سے آسمان پانچ سو سال کے فاصلہ پر ہے۔
③ (دوسرا ترجمہ) سو (اس کی گولائی) برابر کردی۔
④ رات دن کی تبدیلی سورج کے طلوع اور غروب سے ہے اور سورج آسمان میں ہے۔
ضحی: پورے دن میں کامل روشنی اس وقت میں ہوتی ہے؛ اس لیے اس کا خاص تذکرہ ہوا۔
⑤ زمین کو رہائش کے قابل بنایا، اس کے رہنے والوں کی تمام ضروریات کے اسباب مہیا کر دیے۔
⑥ (دوسرا ترجمہ) اور پہاڑوں کو (اس زمین پر) قائم کر دیا۔

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾
وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى
النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ
مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ
يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾ ع۲

جس دن انسان اپنے سب کیے ہوئے کاموں کو یاد کرے گا① ﴿۳۵﴾ اور جہنم کو دیکھنے والوں کے سامنے ظاہر کر دیا جائے گا ﴿۳۶﴾ سو جو شخص حد سے نکلا تھا ﴿۳۷﴾ اور دنیا کی زندگی کو بہتر سمجھا تھا② ﴿۳۸﴾ تو جہنم ہی (اس کا) ٹھکانہ ہوگا ﴿۳۹﴾ اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا تھا اور (اپنے) نفس کو (ناجائز) خواہشات سے روکا تھا③ ﴿۴۰﴾ تو جنت ہی (اس کا) ٹھکانہ ہوگا ﴿۴۱﴾ وہ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ: وہ (قیامت) کب قائم ہوگی؟ ﴿۴۲﴾ اس کا وقت بیان کرنے سے تمھارا کیا تعلق؟④ ﴿۴۳﴾ اس (قیامت) کے (واقع ہونے کے) علم کا منتہی تمھارے رب کی جانب ہے⑤ ﴿۴۴﴾ جو شخص اس (قیامت) سے ڈرتا ہو تم صرف اسی کو ڈرانے والے ہو ﴿۴۵﴾ وہ لوگ جس دن اس (قیامت) کو دیکھ لیں گے تو ان کو ایسا معلوم ہوگا کہ وہ (دنیا میں یا قبر میں) ایک شام یا اس کی ایک صبح سے زیادہ نہیں رہے ﴿۴۶﴾

---

① جتنی چیزیں انسان کے ذہن سے نکل چکی ہیں وہ سب تازہ ہو جائیں گی۔
② (دوسرا ترجمہ) اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی۔ ایسے کام کو بہتر سمجھنا جس سے دنیا میں مزہ آئے لیکن آخرت میں سزا ہو۔
③ دنیا کو ترجیح دینا، ناجائز خواہشات ہی کی وجہ سے ہوتا ہے، اور مخلوق میں سب سے بری چیز نفسانی خواہشات ہے۔
④ (دوسرا ترجمہ) اس کا وقت بیان کرنے سے تمھارا کیا کام ہے؟
⑤ (دوسرا ترجمہ) اس (قیامت) کے واقع ہونے کا علم رب ہی کے حوالے ہے۔

سُوْرَةُ عَبَسَ

(مكية)

سورۂ عبس

یہ سورت مکی ہے، اس میں بیالیس (۴۲) آیتیں ہیں۔
سورۂ نجم کے بعد اور سورۂ قدر سے پہلے چوبیس (۲۴) نمبر پر نازل ہوئی۔
اس سورت کے شروع ہی میں لفظ "عبس" آیا ہوا ہے۔
سورت کے شروع میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک خاص ادا کا تذکرہ ہے۔
مبارک اداؤں کا تذکرہ یہ محبت کی نشانی ہے۔
"عبس" کہتے ہیں "منہ بنا لینے" کو، جو انسان کے دل میں کسی چیز کے بارے میں تنگی ہوتی ہے تو پیشانی پر بل آجانے سے وہ ظاہر ہوتا ہے۔
اگر منہ بنانے کی وجہ سے دانت بھی ظاہر ہو جائے تو "کُلُوح" کہتے ہیں۔
اور اگر منہ بنانے کا فکر اور اہتمام بھی ہو تو اس کو "بَسر" کہتے ہیں۔
اور ساتھ میں غصہ بھی ہو تو "بَسل" کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جن کو اپنا نبی بنایا وہ اور دوسرے انسان بشر کی جنس ہونے میں اور نفس کے صفات میں برابر برابر ہوتے ہیں، فرق یہ ہوتا ہے کہ نبی کو اللہ تعالیٰ نے عام انسانوں کی ہدایت کے لیے چن لیا ہے؛ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی خود تربیت فرماتے ہیں، کبھی بشر والی کسی صفت کی وجہ سے کوئی بات اگر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ادب سکھا کر اس کی تلافی فرما دیتے ہیں، خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ادبنی ربی فاحسن تأدیبہ، اس لیے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو سلوک سامنے آیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کے خلاف نہیں ہے، اور اس پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ادب سکھایا گیا وہ آپ کے اونچے مرتبے کی دلیل ہے۔

آیاتُھا ۴۲ (۸۰) سُوْرَۃُ عَبَسَ مَکِّیَّۃٌ (۲۴) رُکُوْعُھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ۝۱ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝۲ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ۝۳ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ
الذِّكْرٰى ۝۴ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝۵ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝۶ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝۷ وَاَمَّا مَنْ
جَآءَكَ يَسْعٰى ۝۸ وَهُوَ يَخْشٰى ۝۹ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝۱۰ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝۱۱ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝۱۲

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

پیشانی پر بل آیا① اور منہ پھرالیا ﴿۱﴾ اس لیے کہ ان کے پاس ایک نابینا شخص آیا تھا ﴿۲﴾ اور (اے نبی!) تم کو کیا خبر کہ (تمھاری تعلیمات کی برکت سے) شاید وہ سنور جاتا② ﴿۳﴾ یا وہ کوئی نصیحت کی بات قبول کر لیتا③ تو اس کو نصیحت کرنا فائدہ پہنچاتا ﴿۴﴾ سو وہ شخص جو (دین سے) بے پروائی کرتا تھا ﴿۵﴾ تم اس کی فکر میں لگتے ہو (کہ وہ کسی طرح ایمان میں داخل ہوجائے) ﴿۶﴾ حالاں کہ وہ نہ سدھرے تو آپ پر کوئی ذمے داری نہیں آتی تھی ﴿۷﴾ اور جو شخص (پوری طلب سے) تمھارے پاس دوڑتا ہوا آیا ہے ﴿۸﴾ اور وہ ڈرتا بھی ہے ﴿۹﴾ تو تم اس کی طرف سے بے پرواہی کرتے ہو؟ ﴿۱۰﴾ ہرگز ایسا نہ کیجیے، وہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے④ ﴿۱۱﴾ اب جو کوئی چاہے اسے قبول کرے⑤ ﴿۱۲﴾

① (دوسرا ترجمہ) منہ بنایا۔ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے لیے غائب کے صیغے استعمال ہوئے ہیں، آپ کے عالی مقام اور اعزاز واکرام کی بات ہے۔ اس سے ایک سبق ملا کہ کسی پر کسی وجہ سے عتاب کا اظہار کرنا ہو تو غائب کے صیغے یا عمومی انداز اختیار کیا جائے، جس پر عتاب کیا جارہا ہے وہ شخص سمجھ ہی جائے گا؛ لیکن ان کی عزتِ نفس سلامت رہے گی، کسی کو تعیین سے اس کا قصوروار ہونا معلوم نہیں ہوسکے گا، خود حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے طرزِ بیان میں بھی یہ انداز ملتا ہے۔

② گناہوں سے بچنے کا نام تزکیہ ہے۔

③ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور ثواب کی امید رکھنا۔

④ اور آپ کے ذمے اس کی تبلیغ ہے۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) اب جو کوئی چاہے اس کو یاد کرلے۔

فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾ قُتِلَ الْاِنْسَانُ
مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾

وہ (قرآن لکھا ہوا ہے) عظمت (یعنی تقدس) والے صحیفوں میں ہیں ﴿۱۳﴾ (وہ صحیفے اللہ تعالیٰ کی نظر میں) اونچے مرتبہ والے ہیں① بڑے پاکیزہ ہیں ﴿۱۴﴾ جو ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں ﴿۱۵﴾ جو خود بڑی عزت والے، بڑے نیک ہیں② ﴿۱۶﴾ انسان مارا جاوے! وہ کتنا ناشکرا ہے؟③ ﴿۱۷﴾ (انسان ذرا سوچے تو) اللہ تعالیٰ نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا ہے؟④ ﴿۱۸﴾ نطفے سے⑤ اس کو پیدا کیا، پھر اس کو (ہر چیز میں) ایک خاص انداز عطا فرمایا⑥ ﴿۱۹﴾ پھر اس کے لیے راستہ آسان کردیا⑦ ﴿۲۰﴾

---

① اور ان کا ظاہری مقام بھی بہت اونچا ہے، ساتوں آسمان کے اوپر لوحِ محفوظ ہے۔ اسی طریقے سے آسمانِ دنیا میں ایک مقام ہے جس کو ''بیت العزت'' کہتے ہیں، لوحِ محفوظ سے قرآن سب سے پہلے وہاں رکھا گیا۔

② لوح محفوظ سے نقل کرنے والے ملائکہ بھی بڑے معزز نیک ہیں اور دنیا میں کاتبینِ وحی حضراتِ صحابہ بھی ملائکہ جیسے اوصاف کے حاملین ہیں۔ جس نبی پر اتارا گیا وہ بھی بڑے مرتبے والے ہیں، اور جو علمائے امت اس کو پڑھتے پڑھاتے ہیں وہ بھی بڑے اونچے مرتبے والے ہیں۔

③ اتنا عظیم القدر کلام انسان کو دیا گیا؛ لیکن انسان اس کے حقوق ادا نہیں کرتا۔

④ انسان ایسی حقیر چیز سے پیدا کیا گیا ہے کہ اس کو زبان سے بولنے پر بھی شرم آتی ہے۔

⑤ یعنی منی کے ایک قطرے سے، جو ایک پیشاب کے راستے سے نکلا اور دوسرے پیشاب کے راستے میں چلا گیا، خون اور ناپاکیوں سے مل کر گوشت کا ٹکڑا بن گیا۔

⑥ انسان کو رحمِ مادر سے ہی اعضا کا حسین توازن عطا فرمایا، قد و قامت، شکل و صورت کا بہترین انداز عنایت فرمایا۔ (دوسرا ترجمہ) پھر اس کی تقدیر طے فرمائی۔ یعنی جب بچہ رحم مادر میں ہوتا ہے تب ہی سے اس کی تقدیر لکھ دی جاتی ہے۔ روزی، موت، نیک اور برے اعمال متعین کیے جاتے ہیں۔

⑦ فرج کے نہایت تنگ راستے سے دنیا میں آنے کا راستہ آسان فرمایا، دنیا میں ایمان، اطاعت، نیکی، بھلائی یا کفر، نافرمانی سب راستے آسان ہے، اسی طرح انسان کی اپنی ضروریات کی تکمیل کی تمام راہیں بھی اللہ تعالیٰ نے آسان بنادی۔ کہتے ہیں کہ: بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس کا سر ماں کے سر کی طرف اور پاؤں ماں کے پاؤں کی طرف ہوتے ہیں، پھر جب پیدائش کا وقت قریب آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو الہام ہوتا ہے اور اندر ہی اندر پلٹ جاتا ہے، سر نیچے کی طرف اور پاؤں اوپر کی طرف کرلیتا ہے؛ تاکہ باہر نکلنا آسان ہوجائے۔

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ
الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾
فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً
وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ
اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾

پھر اس کو موت دی اور اس کو قبر میں پہنچا دیا① ﴿۲۱﴾ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہیں گے اس کو دوبارہ زندہ کر دیں گے ﴿۲۲﴾ ہرگز نہیں②! اللہ تعالیٰ نے اس (انسان) کو جس بات کا حکم دیا تھا ابھی تک اس نے اس کو پورا ہی نہیں کیا ﴿۲۳﴾ سو انسان کو اپنے کھانے کو دیکھ لینا چاہیے ﴿۲۴﴾ کہ ہم نے (اوپر سے) خوب پانی برسایا ﴿۲۵﴾ پھر ہم نے زمین کو عجیب طریقے سے پھاڑا ﴿۲۶﴾ پھر ہم نے اس (زمین) میں غلے اگائے ﴿۲۷﴾ اور انگور اور سبزیاں (اگائیں) ﴿۲۸﴾ اور زیتون اور کھجور (اگائی) ﴿۲۹﴾ اور گھنے باغات (اگائے)③ ﴿۳۰﴾ اور پھل فروٹ اور چارہ (پیدا کیا) ﴿۳۱﴾ یہ سب تم کو اور تمھارے جانوروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہیں ﴿۳۲﴾ پھر جب وہ کان پھاڑنے والی (صور کی) سخت آواز آجائے گی ﴿۳۳﴾ اس دن انسان اپنے بھائی سے④ ﴿۳۴﴾ اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے ﴿۳۵﴾ اور اپنی رفیقۂ حیات سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا ﴿۳۶﴾

① نعمتوں کے بیان میں موت اور قبر کا تذکرہ ہے؛ چوں کہ حدیث شریف میں ہے کہ موت مؤمن کے لیے تحفہ ہے، دنیوی الجھنوں سے نجات پا کر راحت والی آخرت کی زندگی کا موت ذریعہ ہے اور غسل، کفن، نمازِ جنازہ، دفن یہ بھی ایک نعمت ہے، ورنہ جانوروں کا مرنے کے بعد کا حال ہمارے سامنے ہے اور کتنے انسان مرنے کے بعد اس طرح کی نعمت سے محروم رہتے ہیں، اللهم احفظنا، آمین۔

② دنیا میں ملنے والی راحت کو ہرگز ہرگز آخرت کی راحت کا ذریعہ نہ سمجھیں، آخرت کی راحت کا تعلق اعمالِ صالحہ سے ہے۔

③ جس اونٹنی کی گردن پر بہت بال ہوتے ہیں اس کو "غلب" کہتے ہیں، یہاں مراد ایسا باغ جس کے درخت گنجان اور بہت زیادہ ڈالیوں والے ہوں۔

④ رشتے داروں سے بھاگنے کی وجہ: (۱) دنیا کے باقی حقوق کے مطالبے کے خوف سے (۲) مدد اور شفاعت مانگیں گے اس ڈر سے (۳) اپنے رشتے داروں کو عذاب میں دیکھنے کا حوصلہ نہیں ہوگا۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾ ع

ان میں سے ہر شخص کو اس دن ایک فکر لگا ہوگا جو اس کو (دوسروں سے) بے پرواہ کردے گا① ﴿٣٧﴾ اس دن کتنے چہرے چمکتے ہوں گے؟ ﴿٣٨﴾ ہنستے خوشی مناتے ہوں گے ﴿٣٩﴾ اور کتنے چہروں پر اس دن گرد وغبار پڑی ہوگی ﴿٤٠﴾ ان پر سیاہی چھائی ہوگی② ﴿٤١﴾ یہی وہ لوگ ہیں جو کافر بدکار تھے③ ﴿٤٢﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اس کو دوسروں کی طرف سے غافل کردے گا۔

② گناہوں کا اثر آخرت میں ایسے کالے رنگ سے ہوگا جو مٹیالا ہو، اور کفر کے اثر سے جو کالا رنگ ہوگا وہ بھورا ہوگا؛ اسی لیے جو لوگ صرف گناہ کرتے ہیں ان کے چہرے قیامت کے دن کالے مٹیالے ہوں گے، اور جو لوگ صرف کفر کرتے ہیں ان کے چہرے کالے بھورے ہوں گے، اور جو دونوں کام کرتے ہیں ان پر یہ دونوں طرح کا رنگ ہوگا۔

③ یعنی کفر بھی کرتے تھے اور گناہ بھی کرتے تھے۔

اس سورت سے حاصل ہونے والے چند اہم فوائد:

(۱) بعض مرتبہ نبی سے اجتہادی خطا ہوتی؛ لیکن اللہ تعالیٰ اس کو باقی نہیں رکھتے، فوری اصلاح فرما دیتے ہیں۔

(۲) دوستوں سے کبھی کوئی کوتاہی ہو جائے تو تنبیہ اور ناراضگی ظاہر کردینی چاہیے، اسی سے دوستی اور محبت باقی رہے گی، تنبیہ اور شکایت چھوڑ دینا یہ تعلق کے ختم ہونے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

(۳) مسلمان سے منہ پھیرنا کسی درجے میں اس کی اہانت کرنا؛ چاہے بغیر ارادے کے ہو پھر بھی برا ہی ہے۔

(۴) اگر کسی کو کوئی عہدہ سونپا جائے تو اس کی رپورٹ لیتے رہنا چاہیے۔

(۵) کوئی ظاہر میں کتنا ہی حقیر نظر آتا ہو پھر بھی اس کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے، پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا کیا مقام ہو؟

(۶) طالب علم کو رکاوٹ پیش آئے تو بھی علم کی طلب نہ چھوڑے جیسے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا، غریب، کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں، پھر بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔

(۷) استاذ طالب علم پر، مرشد مرید پر شفقت کرے۔

(۸) مریدین اور شاگردوں میں مراتب کے اعتبار سے فرق کرتے وقت شوق، استعداد اور مجاہدے کو دیکھا جائے، دنیوی جاہ و مال کو نہ دیکھا جائے۔

(۹) چھوٹوں کو کوئی رنج یا تکلیف کی بات پہنچ جائے تو بڑوں کو چاہیے کہ فوراً اس کا تدارک کریں، جب حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے چادر بچھائی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خوب تعظیم کرتے، فرماتے: مرحبا بمن اعتبني فيه ربي اور جب بھی ان کو دیکھتے تو فرماتے کہ: کوئی حاجت یا کام ہو تو کہو، سفر میں تشریف لے جاتے تو مدینہ میں ان کو اپنا نائب مقرر فرماتے۔

(۱۰) روٹھے ہوئے کو منا کر اس کی عزت کو پہلے سے زیادہ بڑھا دیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: انت فی عيال محمد مابقيت، جب تک تم زندہ ہو میرے عیال میں ہو، میں تمھاری کفالت کروں گا۔

(۱۱) نبی نے کوئی وحی نہیں چھپائی، جب سورۂ عبس کا عتاب اور سورۂ تحریم والی شکایت اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح والا واقعہ بھی لوگوں کے سامنے ظاہر فرما دیا تو یقین ہے کہ کوئی وحی نبی نے نہیں چھپائی۔

(۱۲) طالب علم کے اندر اللہ تعالیٰ کا ڈر ہونا چاہیے۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ کے نافرمان رشتے داروں سے زیادہ اختلاط نہ رکھا جائے، اس سورت کے شانِ نزول میں مکہ کے جن بڑے لوگوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے وہ سب آپ کے قریبی رشتے دار تھے۔

سُوْرَةُ التَّكْوِيْر

(مكية)

سورۂ تکویر

یہ سورت مکی ہے، اس میں انتیس (۲۹) آیتیں ہیں۔

سورۂ فاتحہ یا سورۂ مسد کے بعد اور سورۂ اعلیٰ سے پہلے سات (۷) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت کی پہلی ہی آیت میں ''کوّرت'' کا لفظ آیا ہے؛ یعنی قیامت کے دن سورج کی شعائیں لپیٹ دی جائیں گی اور سورج بے نور ہو جائے گا۔

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو یہ سورت فجر کی نماز میں پڑھتے سنا۔

آيَاتُهَا ۲۹ (۸۱) سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ (۷) رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۟ۙ۱ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۟ۙ۲ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۟ۙ۳ وَ اِذَا
الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۟ۙ۴ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۟ۙ۵ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۟ۙ۶

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا (جس کے نتیجے میں اس کی روشنی ختم ہو جائے گی) ﴿۱﴾ اور جب ستارے ٹوٹ کر گر پڑیں گے ﴿۲﴾ اور جب پہاڑوں کو چلا دیا جائے گا① ﴿۳﴾ اور جب دس مہینوں کی گابھن اونٹنی (جو ولادت کے قریب ہوتی ہے اس) کو بےکار چھوڑ دیا جائے گا② ﴿۴﴾ اور جب وحشی جانور (ہولناک مناظر سے گھبرا کر) آپس میں مل جائیں گے③ ﴿۵﴾ اور جب سمندروں کو بھڑکا دیا جائے گا④ ﴿۶﴾

---

① پہاڑوں کو بادلوں کی طرح ہوا میں اڑایا جائے گا۔

② یعنی اتنی قیمتی دولت کو سنبھالنے کا ہوش نہ ہوگا، اس کی طرف توجہ نہ رہے گی۔

③ (دوسرا ترجمہ) اور جب وحشی جانور (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے) اکٹھے کر دیے جائیں گے۔ یعنی جو جانور پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتے ہیں وہ انسانوں کے ساتھ آکر جمع ہو جائیں گے؛ اس لیے کہ دھواں ہر طرف سے آکر ان جانوروں کو گھیر لے گا، اسی لیے جانور انسان کے مجمع میں آکر گھس جائیں گے۔

④ (دوسرا ترجمہ) اور جب سمندروں کو خلط ملط کر دیا جائے گا (تیسرا ترجمہ) اور جب سمندروں کو بھر دیا جائے گا۔ (قیامت کے دن تمام قسم کے دریا، سمندر آپس میں ملا دیے جائیں گے، پھر سمندروں کو سورج، چاند، ستارے ڈال کر بھر دیا جائے گا، پھر سمندروں میں آگ بھڑکا دی جاوے گی۔

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۞۷ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۞۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۞۹ وَاِذَا

الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۞۱۰ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۞۱۱ وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ ۞۱۲

اور جب لوگوں کے (عقائد اور اعمال کے اعتبار سے) جوڑے جوڑے بنا دیے جائیں گے① ﴿۷﴾
اور جب جس بچی کو زندہ قبر میں گاڑ دیا گیا تھا اس سے پوچھا جائے گا ﴿۸﴾ کہ کس گناہ کے بدلے
میں اس کو مار دیا گیا تھا②؟ ﴿۹﴾ اور جب اعمال نامے کھول دیے جائیں گے③ ﴿۱۰﴾ اور جب
آسمان کا پردہ ہٹا دیا جائے گا④ ﴿۱۱﴾ اور جب جہنم خوب بھڑکا دی جائے گی ﴿۱۲﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) اور جب لوگوں (کی روح کو جسم کے ساتھ) جوڑ دیا جاوے گا۔ تیسرا مطلب: دنیا میں جس کے ساتھ انسان زیادہ محبت رکھتا تھا؛ چاہے نیک ہو یا برا، ان کے ساتھ قیامت کے دن انسان کو جوڑا جائے گا (۴) ایمان والوں کو آپس میں جوڑا جائے گا اور کافروں کو شیطانوں کے ساتھ جوڑا جائے گا (۵) انسانی نفوس کو آسمان اور زمین کے نفوس کے ساتھ ملایا جائے گا (۶) ہر انسان کو اس کے عمل کی مثالی صورت کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا۔

②لڑکیوں کے زندہ دفن کرنے کے اسباب: (۱) لڑکی کو بڑا کرنے کے اخراجات کا ڈر (۲) لڑکی کی شادی کے اخراجات کا ڈر (۳) جس کے ساتھ شادی کریں گے وہ داماد کی وجہ سے عار اور شرم (۴) خرچ اور محنت کے بعد شادی کے بعد لڑکی دوسرے کے حوالے کر دینا گویا مستقبل میں کسی طرح کے فائدے کی اس سے توقع نہیں۔

لڑکی کو زندہ دفن کرنے کی برائیاں: (۱) اپنی اولاد کو زندہ دفن کر دینا سب سے بڑی قطع رحمی ہے (۲) معصوم اور بے گناہ کو ناحق قتل کرنا ہے (۳) اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مرضی پر ناخوش ہونا ہے کہ اس نے کیوں لڑکی دی؟ (۴) یہ انتہائی درجے کی بخیلی ہے کہ اولاد پر خرچ کرنے کے بجائے اولاد کو ہلاک کرے۔

③تاکہ سب لوگ اپنے اعمال کو دیکھ لیویں۔ (۱) ہر انسان کے اعمال نامے جو مرنے کے بعد لپیٹ کر رکھ دیے جاتے ہیں وہ کھول دیے جائیں گے (۲) اعمال نامے جہاں رکھے گئے ہیں وہاں سے نکال کر لوگوں میں بانٹ دیے جائیں گے، جس کی شکل یہ ہوگی کہ عرش کے نیچے سے یہ اعمال نامے اڑائے جائیں گے اور اعمال نامہ ایمان والے کے داہنے ہاتھ میں آئے گا، اس پر فی جنة عالية لکھا ہوا ہوگا، اور جو کافر کے ہاتھ میں آئے گا اس پر فی سموم حمیم لکھا ہوا ہوگا۔

④(دوسرا ترجمہ) اور جب آسمان کا چھلکا اتار دیا جائے گا، جس طرح جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کی کھال اتار دیتے ہیں تو اندر کی تمام چیزیں ظاہر ہو جاتی ہیں، اس طرح آسمان کے اوپر کی تمام چیزیں سامنے نظر آنے لگیں گی، (یعنی آسمان کھول دیا جاوے گا جس کی وجہ سے اندر کی چیزیں نظر آنے لگے گی) (تیسرا) جب آسمان کو لپیٹ دیا جائے گا (اس وقت آسمان سروں پر چھت کی طرح ہے اس کو لپیٹ دیا جائے گا)۔

وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ۪ۙ﴿۱۳﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْؕ﴿۱۴﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِۙ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ
الْكُنَّسِۙ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَۙ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَۙ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ
كَرِيْمٍۙ﴿۱۹﴾ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍۙ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍؕ﴿۲۱﴾

اور جب جنت قریب کردی جائے گی① ﴿۱۳﴾ (اس وقت) ہر شخص جو اعمال وہ لے کر آیا ہے ان کو جان لے گا ﴿۱۴﴾ سو میں قسم کھاتا ہوں ان (ستاروں) کی جو (سیدھے چلتے ہوئے) پیچھے کی طرف چلنے لگتے ہیں② ﴿۱۵﴾ جو (پیچھے کی طرف) چلتے چلتے چھپ جاتے ہیں ﴿۱۶﴾ اور میں قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ جانے لگے③ ﴿۱۷﴾ اور صبح کی (قسم کھاتا ہوں) جب وہ سانس لیوے④ ﴿۱۸﴾ یقیناً وہ (قرآن) ایک عزت والے فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے ﴿۱۹﴾ جو بڑی قوت والا ہیں، عرش والے (اللہ تعالیٰ) کے پاس بڑے رتبے والا ہے ﴿۲۰﴾ وہاں (فرشتوں میں) اس کی بات مانی جاتی ہے، وہ امانت دار ہے ﴿۲۱﴾

---

① یعنی جب جنت قیامت کے میدان کے قریب لائی جائے گی، اس سے مسلمانوں کو خوشی پر خوشی ہوگی اور کافروں کو افسوس پر افسوس ہوگا۔

② ستارے کبھی مشرق سے مغرب کی طرف اور کبھی مغرب سے مشرق کی طرف چلتے نظر آتے ہیں، پھر چلتے چلتے غائب ہو جاتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے۔

③ لفظِ عسعس اضداد میں سے ہے، اس کا ایک دوسرا ترجمہ: قسم ہے رات کی جب وہ پھیلنے لگے۔

اندھیری کے عجیب فوائد:

(۱) غور و فکر کا بہترین وقت رات ہے۔

(۲) خواب کے لیے بھی رات زیادہ موضوع ہے۔

(۳) حقیقی عشق میں ترقی کے لیے اندھیرے کا ذکر (مناجات) بہت مفید ہے۔

(۴) درد، مصیبت، عشق و مرض کی جو نفسانی کیفیت پیش آتی ہے اس کے لیے بھی یہی وقت ہے۔

(۵) ذہنی قلبی سکون کی وجہ سے عبادت و ریاضت میں دل لگتا ہے۔ رات کے عجائبات میں سے یہ ہیں کہ دور کی چیزیں جو دن کی روشنی میں نظر نہیں آتیں وہ رات کو نظر آنے لگتی ہیں، جیسے چاند ستارے۔

④ یعنی صبح طلوع ہو جائے، اسی طرح صبح صبح "نسیم ہوا" چلتی ہے اس کی طرف بھی آیت میں بلیغ اشارہ ہے، ایسے بھی ایسی ہوا میں سانس لینا نہایت مفید ہے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾
وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ
شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾ ع

اور (اے مکہ والو!) تمھارے ساتھ رہنے والے (یعنی محمد ﷺ) دیوانے نہیں ہیں ﴿۲۲﴾ اور پکی بات ہے کہ انھوں نے اس (جبریل فرشتے) کو (آسمان کے) صاف (یعنی کھلے) کنارے پر دیکھا بھی ہے ﴿۲۳﴾ اور وہ غیب کی باتوں کو بتلانے میں بخیل نہیں ہیں① ﴿۲۴﴾ اور وہ (قرآن) کسی مردود شیطان کی (کہی ہوئی) بات نہیں ہے ﴿۲۵﴾ پھر بھی تم لوگ کس طرف چلے جا رہے ہو؟ ﴿۲۶﴾ وہ (قرآن) تو عالموں کے واسطے ایک نصیحت ہی ہے② ﴿۲۷﴾ خاص تم میں سے اس شخص کے لیے جو سیدھا راستہ چلنا چاہے③ ﴿۲۸﴾ اور سب عالموں کے رب اللہ تعالیٰ کے چاہے بغیر تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے④ ﴿۲۹﴾

---

① بضنین: میں ایک قرأت "ظا" کے ساتھ "بظنین" ہے جس کے معنی آتے ہیں "متہم ہونا"۔

② قرآن میں باری تعالیٰ کے اسما، صفات بھی ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے قرب اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے؛ اس لیے اس کو نصیحت کہا جاتا ہے۔

عالمین سے مراد: انسان، جن اور فرشتے ہیں۔ انسان اور جنات تو قرآن سے نصیحت حاصل کرتے ہیں، قرآن کی ہدایت کے مطابق گناہوں سے بچتے ہیں، تلاوت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔

(۱) فرشتے بھی قرآن کی تلاوت سے انس رکھتے ہیں۔

(۲) دور دراز سے قرآن کو سننے آتے ہیں۔

(۳) اس کے حروف اور کلمات کی خدمت کرتے ہیں کہ ان کو آسمان پر لے جاتے ہیں۔

③ یعنی جو سیدھا چلنا ہے قرآن اس کے لیے نصیحت ہے، محققین نے نقل کیا ہے کہ: قرآنِ مجید، نبی کی سنت، اولیا کی صحبت، علمائے حق کا وعظ؛ یہ مذاہب کی تکمیل اور حفاظت کے لیے غذا کی طرح ہے۔

④ تمھارا ارادہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے تابع ہے۔

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَار

(مكية)

سورۂ انفطار

یہ سورت مکی ہے، اس میں انیس (۱۹) آیتیں ہیں۔
سورۂ نازعات کے بعد اور سورۂ انشقاق سے پہلے بیاسی (۸۲) نمبر پر نازل ہوئی۔
اس سورت کی پہلی ہی آیت میں ''انفطرت'' کا لفظ آیا ہے۔
قیامت کے دن آسمان پھٹ جائے گا؛ یعنی آسمان کا پورا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

آیاتُها ۱۹ — (۸۲) سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَارِ مَکِّیَّۃٌ (۸۲) — رُکُوْعُھَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝۳ وَإِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۝۵

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

جب آسمان پھٹ جائے گا ﴿۱﴾ اور جب تارے (ٹوٹ کر) گر جائیں گے ﴿۲﴾ اور جب سمندروں کو ابال دیا جائے گا① ﴿۳﴾ اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گی② ﴿۴﴾ تو (اس وقت) ہر شخص کو پتہ چل جائے گا کہ اس نے کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا③ ﴿۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اور جب (سب) سمندر (ملا کر ایک ساتھ) بہا دیے جائیں گے۔

قیامت کے دن سمندر میں جو انقلاب آئے گا اس کے دو حصے ہیں: (۱) تمام دریا اپنی موجودہ جگہ سے بہہ نکلیں گے اور سب ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں گے، اور ان میں جوش اور ابال بڑا سخت ہوگا اور وہ بھڑکنے لگیں گے، اول کو "تفجیر" اور دوسرے کو "تسجیر" کہتے ہیں۔ (۲) یہ بھی آیا ہے کہ جب تمام دریا اکٹھا ہو جائیں گے تو ان میں جوش کی وجہ سے ایک شعلہ بلند ہوگا اور تمام سمندر میں آگ لگ جائے گی، اس کی وجہ سے کچھ پانی دھواں بن کر قیامت کے میدان کی پوری فضا کو بھر دے گا اور کچھ پانی جہنم کی آگ بنے گا۔

② یعنی زمین کے اندر کی چیزیں باہر آ جائیں گی، یہاں تک کہ مردے بھی باہر آ جائیں گے۔

اس عالم میں چار بڑی بنیادی چیزیں ہیں: (۱) آسمان (۲) ستارے (۳) زمین (۴) پانی؛ ان چاروں میں قیامت کے دن بڑا انقلاب پیدا ہوگا، پھر نئی دنیا؛ یعنی آخرت ہوگی۔

③ (۱) یعنی جو اعمال کر کے آخرت میں جمع کروا دیے اور جو اعمال نہیں کر سکا (۲) جو مال اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے خرچ کیا وہ ما قدمت ہے اور جو وارثوں کے لیے پیچھے چھوڑا وہ ما اخرت ہے (۳) جو اولاد ماں باپ کے سامنے مر گئی وہ ما قدمت اور جو انسان کے مرنے کے بعد پیچھے رہ گئی؛ یعنی زندہ ہیں وہ ما اخرت (۴) شروع عمر کے اعمال ما قدمت چاہے اچھے ہوں یا برے، اور آخری عمر کے اعمال ما اخرت (۵) جو کرنے کے کام یا چھوڑنے کے کام خود کرنے والے کی ذات تک رہے وہ ما قدمت اور جو طریقہ دوسروں کے لیے وہ رائج کرے وہ ما اخرت۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ
صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝

اے انسان! تیرے رب کے بارے میں جو بڑا اکرم والا ہے کس چیز نے تجھے فریب میں ڈال رکھا ہے؟① ﴿٦﴾ جس نے تجھے پیدا کیا②، پھر تجھ کو ٹھیک ٹھاک کیا، پھر تیرے اندر (خاص تناسب اور) اعتدال پیدا کیا③ ﴿٧﴾ جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ کر تیار کیا④ ﴿٨﴾ ہرگز (اللہ تعالیٰ کی قدرت، کرم کے بارے میں دھوکہ) نہیں (ہونا چاہیے) بلکہ تم تو (آخرت میں) بدلہ (ملنے) کو جھٹلاتے ہو ﴿٩﴾

---

① انسان تو انس سے ہے، پھر بھی اگر وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے انس حاصل نہ کرے تو یہ گمراہی کی بات ہے۔
غرّك: تجھ کو نفس نے، شیطان نے، مخلوق نے، دنیا کے مزہ نے، کس چیز نے فریب دیا؟
کریم: اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے پرورش کی ہے؛ لیکن انسان نے نافرمانی اور بغاوت کا اپنے اوپر دھبہ لگا دیا۔
کریم کس کو کہتے ہیں؟ (۱) جس کا کام ہی احسان کرنا ہو، اور احسان کرنے میں اپنی ذات کے لیے کوئی نفع حاصل کرنا اور خود کا کوئی نقصان دور کرنا مقصود نہ ہو (۲) دوسروں کا حق اپنے ذمے میں نہ رہنے دیوے، اور اپنا حق دوسروں سے زبردستی طلب نہ کرے (۳) جو فوراً گناہوں پر سزا نہ دے (۴) رزق اور عافیت دینے میں بندوں کی نافرمانی کے باوجود کمی نہ کرے (۵) دوسروں کی بہت تھوڑی بھلائی قبول کرلیوے اور بدلہ بہت زیادہ دیوے۔
آیت کے متعلق ایک عجیب واقعہ: حضرت فضیل بن عیاضؒ کو کسی نے پوچھا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کو کھڑا کر کے پوچھے کہ: ماغرک بربک الکریم؟ تو آپ کیا جواب دیں گے؟
حضرت فضیل بن عیاضؒ نے جواب دیا کہ: میں عرض کروں گا کہ گناہوں کو چھپانے کے لیے آپ (کی رحمت) کے لٹکتے ہوئے پردوں نے مجھے (فریب میں) مبتلا کیا، دنیا میں مَیں نے کتنے گناہ کیے؛ لیکن آپ نے مجھے رسوا نہیں فرمایا، تو مجھے یہ ہوگیا کہ شاید کبھی بھی رسوا نہیں ہوں گا۔
② جس نے محض اپنے فضل سے بغیر تیری درخواست کے اور تجھے پیدا کرنے میں اپنے نفع کی کوئی توقع کے بغیر محض اپنے فضل وکرم سے تجھے پیدا کیا۔
③ بدن کے جوڑ، اعضا اور مزاج کو بہت معتدل بنایا۔
④ (۱) پیدا ہونے والا بچہ کبھی باپ یا باپ کے خاندان والوں کی شکل وصورت پر ہوتا ہے، اور کبھی ماں اور ماں کے خاندان والوں کی شکل پر، کبھی ان میں سے کسی کے مشابہ نہیں ہوتا (۲) خوب صورتی اور بدصورتی مراد ہے (۳) تمام انسانوں کو الگ الگ شکل دینا مراد ہے (۴) مذکر ومؤنث کے اعتبار سے مراد ہے (۵) رنگوں کا اختلاف مراد ہے۔

وَاِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحٰفِظِيۡنَۙ ۝۱۰ كِرَامًا كَاتِبِيۡنَۙ ۝۱۱ يَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ۝۱۲ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِىۡ
نَعِيۡمٍۚ ۝۱۳ وَاِنَّ الۡفُجَّارَ لَفِىۡ جَحِيۡمٍۚ ۝۱۴ يَّصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ الدِّيۡنِ ۝۱۵ وَمَا هُمۡ عَنۡهَا
بِغَآئِبِيۡنَؕ ۝۱۶ وَمَآ اَدۡرٰٮكَ مَا يَوۡمُ الدِّيۡنِۙ ۝۱۷ ثُمَّ مَآ اَدۡرٰٮكَ مَا يَوۡمُ الدِّيۡنِؕ ۝۱۸ يَوۡمَ لَا
تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَيۡـًٔا ؕ وَالۡاَمۡرُ يَوۡمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝۱۹ ع

اور یقینی بات ہے کہ تم پر دیکھ بھال کرنے والے (فرشتے) مقرر ہیں① ﴿۱۰﴾ جو بڑے عزت والے (اعمال کو) لکھنے والے ہیں② ﴿۱۱﴾ جو کام بھی تم لوگ کرتے ہو وہ ان سب کو جانتے ہیں③ ﴿۱۲﴾ یقیناً نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے ﴿۱۳﴾ اور یقین رکھو کہ بُرے کام کرنے والے لوگ ضرور جہنم میں ہوں گے④ ﴿۱۴﴾ وہ اس (جہنم) میں انصاف کے دن داخل ہوں گے ﴿۱۵﴾ اور وہ اس (جہنم) سے کبھی غائب نہیں ہو سکیں گے ﴿۱۶﴾ اور (اے نبی!) تم کو کیا خبر وہ بدلہ ملنے کا دن کیسا ہے؟ ﴿۱۷﴾ پھر (ہم دوبارہ کہتے ہیں:) تم کو کیا خبر وہ بدلہ ملنے کا دن کیسا ہے؟ ﴿۱۸﴾ جس دن کوئی شخص کسی شخص کو کوئی نفع پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا ہوگا، اور اس دن تمام حکم اللہ تعالیٰ ہی کا ہوگا ﴿۱۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) حالاں کہ تمھارے اوپر تمھارے (اعمال کو) یاد رکھنے والے فرشتے مقرر ہی ہیں۔

② کراماً کاتبین کی مہربانیاں:

(۱) نظروں سے غائب رہتے ہیں، اگر ظاہر ہو جاتے تو انسان کو بیوی کے پاس جانے اور بیت الخلا میں جانے میں بڑی شرم معلوم ہوتی۔

(۲) تمھاری راز کی باتیں دوسروں کے سامنے بیان کر کے رسوا نہیں کرتے۔

(۳) ایک نیکی کے بدلے دس اور اس سے زیادہ بڑھا کر لکھتے ہیں؛ بلکہ نیکی کے ارادے پر بھی نیکی لکھتے ہیں اور اگر گناہ ہو جائے تو چھ ساعات تک وہ لکھتے نہیں ہیں، شاید کہ انسان توبہ کر لے، یا ایسی نیکی کرے کہ جس سے گناہ مٹ جائے، پھر جب توبہ نہ کرے تو گناہ لکھ لیتے ہیں، پھر جب بھی بندہ توبہ کرے گا اس کو وہ مٹا دیں گے۔

③ جو نیکیاں، گناہ دل میں ہوتے ہیں اس کی اطلاع اللہ تعالیٰ فرشتوں کو الہام کے ذریعے عنایت فرما دیتے ہیں۔

④ فجور کا معنیٰ پھاڑنا، مراد جن لوگوں نے کفر و معصیت کے ہاتھ سے دین اور دیانت کا پردہ پھاڑ دیا۔

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْن

(مكية)

سورۂ مطففین

یہ سورت مکی ہے، اس میں چھتیس (۳۶) آیتیں ہیں۔

سورۂ عنکبوت کے بعد اور سورۂ بقرہ سے پہلے چھیاسی (۸۶) نمبر پر نازل ہوئی۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ: مکہ مکرمہ میں سب سے اخیر میں یہ سورت نازل ہوئی اور بعض کے قول میں ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔

مطففین کا لفظ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں آیا ہے جس کا معنیٰ ہیں: گھٹانے والے۔ جس انسان کے دل میں ایمان کامل ہوتا ہے وہ لین دین میں دھوکا اور خیانت نہیں کرتا، کمی بیشی نہیں کرتا۔

اس سورت کا دوسرا نام ''تطفیف'' بھی ہے، تطفیف کا معنیٰ آتا ہے: تول، وزن اور ناپ میں کمی کرنا۔ برتن پورا نہ بھرے؛ بلکہ بھرنے کے قریب ہو اور چھوڑ دے تو اس کو بھی تطفیف کہتے ہیں۔

یہ چیزیں بھی تطفیف میں شامل ہیں:

(۱) لوگوں کے عیب ظاہر کرنا اور وہی عیب اپنے اندر ہو تو اس کو چھپانا۔

(۲) دوسروں سے انصاف کی خواہش رکھنا اور خود انصاف نہ کرنا۔

(۳) اپنے عیوب سے بے خبر رہنا اور دوسروں کے عیوب پر نظر رکھنا۔

(۴) لوگوں سے اپنی تعظیم کی خواہش رکھنا اور واجب التعظیم لوگوں کی تعظیم نہ کرنا۔

(۵) اپنے لیے جو پسند کرے دوسروں کے لیے پسند نہ کرنا۔

(۶) ملازموں سے پورا کام لینا؛ لیکن تنخواہ دینے میں کوتاہی کرنا۔

(۷) تنخواہ پوری وصول کرنا؛ لیکن وقت اور کام میں کوتاہی کرنا۔

(۸) اللہ تعالیٰ سے اپنے مقدر کی روزی پوری چاہنا اور اطاعت میں کوتاہی کرنا۔

(۹) اپنا حق پورا وصول کرنا اور دوسرے کا حق گھٹانا۔

(۱۰) ناپ تول میں کمی کرنا۔

آیاتھا ۳۶ | (۸۳) سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ (۸۶) | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ
وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝٣ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝٥ يَّوْمَ
يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝٧ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا
سِجِّيْنٌ ۝٨ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے ﴿۱﴾ ان کی حالت ایسی ہے کہ جب لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری (بھر کر) لیتے ہیں ﴿۲﴾ اور جب ان (لوگوں) کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں① ﴿۳﴾ کیا وہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ ان کو بڑے (سخت) دن میں دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا ﴿۴﴾ ﴿۵﴾ جس دن (وہ) لوگ تمام عالموں کے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے② ﴿۶﴾ ہرگز ایسا (خیال مت کرو کہ قیامت) نہیں (آئے گی) یقین رکھو کہ برے کام کرنے والے لوگوں کا اعمال نامہ سجین میں ہوگا③ ﴿۷﴾ اور تم کو کیا معلوم کہ سجین (میں رکھا ہوا اعمال نامہ) کیا چیز ہے؟ ﴿۸﴾ وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے④ ﴿۹﴾ اس دن (حق کو) جھٹلانے والوں کے لیے بڑی بربادی ہوگی ﴿۱۰﴾

---

① وزن اور ناپ کرنے والوں میں بہترین لوگ وہ ہیں جو پورا دیویں اور کم لیویں، یہ بڑے حوصلے کا کام ہے۔

② ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تین سو برس کے زمانے کے بقدر پسینے میں شرابور حالت میں لوگ میدانِ قیامت میں کھڑے ہوں گے، اس عرصے میں ان کو کچھ حکم نہیں ملے گا؛ لیکن اتنی لمبی مدت کامل ایمان والوں کو ایک فرض نماز جتنی معلوم ہوگی۔

③ ساتویں زمین کے نیچے کافروں کی ارواح رکھنے کا قید خانہ جو تنگ اور اندھیرے والا ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) وہ ایک لکھا ہوا رجسٹر ہے۔

الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿١١﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿١٢﴾ اِذَا تُتْلٰى
عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٣﴾ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ﴿١٤﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا
الْجَحِيْمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٧﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ
عِلِّيِّيْنَ ﴿١٨﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿١٩﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿٢٠﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢١﴾

جو بدلہ ملنے کے دن کو جھٹلاتے ہیں ﴿١١﴾ اور اس دن کو ہر وہ شخص ہی جھٹلاتا ہے جو حد سے آگے بڑھنے والا، بڑا گنہگار ہو ﴿١٢﴾ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ (ایسا) کہتا ہے کہ: پچھلے زمانے کے لوگوں کے افسانے (یعنی کہانیاں) ہیں ﴿١٣﴾ ہرگز نہیں! بلکہ ان کے دلوں پر جو اعمال وہ کرتے ہیں انھوں نے زنگ چڑھا دیا ہے ﴿١٤﴾ (جیسا کافروں کا خیال ہے ایسا) ہرگز نہیں! یقیناً وہ (کافر) لوگ اس دن اپنے رب کی زیارت سے روک دیے جائیں گے ﴿١٥﴾ پھر یقیناً ان لوگوں کو جہنم میں داخل ہونا ہی پڑے گا ﴿١٦﴾ پھر (ان سے) کہا جائے گا کہ: یہ (عذاب) وہ چیز ہے جس کو تم لوگ جھٹلایا کرتے تھے ﴿١٧﴾ (برے اور نیک لوگوں کا انجام) ہرگز (ایک جیسا) نہیں (ہوسکتا بلکہ) نیک لوگوں کا اعمال نامہ علیین میں ہوگا① ﴿١٨﴾ اور تم کو کچھ معلوم ہے کہ علیین (میں رکھا ہوا اعمال نامہ) کیا چیز ہے؟ ﴿١٩﴾ وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے ﴿٢٠﴾ جس کو (اللہ تعالیٰ کے) مقرب فرشتے دیکھتے رہتے ہیں② ﴿٢١﴾

① نیک لوگوں کی روح رکھنے کا نام "علیین" ہے، اور جمع کا صیغہ یہ بتلا رہا ہے کہ وہ جگہ بہت وسیع اور کشادہ ہے، اور ہر نیک آدمی کی روح بہت بلند اور وسیع مکان میں ہے، وہاں کسی قسم کی تنگی اور ازدحام پیدا نہیں ہوتا۔
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ: علیین ساتویں آسمان پر ہے، اس کا نچلا سرا "سدرۃ المنتہیٰ" کے پاس ہے اور اوپر کا سرا "عرشِ مجید" کے دائیں پائے کے پاس ہے۔

② اس دفتر کے پاس عرش اور کرسی والے فرشتے جو نہایت مقرب ہیں وہ موجود ہیں، اور نیک لوگوں کے اعمال نامے ان مقرب فرشتوں کی نگرانی میں ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کی روحیں اس علیین کے مقام پر رہیں گی۔

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ
النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ
الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾

یقیناً نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے① ﴿۲۲﴾ تختوں پر (بیٹھے ہوئے شوق سے) نظارہ کر رہے ہوں گے ﴿۲۳﴾ تم ان کے چہروں پر نعمتوں کی تازگی (صاف) پہچان لوں گے② ﴿۲۴﴾ ان کو ایسی خالص شراب پلائی جائے گی جو مہر لگی ہوئی ہوگی ﴿۲۵﴾ اس کی مہر بھی مشک ہوگی③ اور یہی وہ چیز ہے جس پر للچانے والوں کو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کے للچانا چاہیے④ ﴿۲۶﴾

① اللہ تعالیٰ مؤمن کو جنت کی تمام نعمتوں سے مزہ حاصل کرنا نصیب فرمائیں گے جب کہ دنیا کا حال ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو نعمت سے نوازتے ہیں؛ لیکن اس کو لطف حاصل کرنا نصیب نہیں ہوتا، جیسے کہ بادشاہ ہے اور بیمار ہے تو لذیذ کھانا نہیں کھا سکتا۔ ینظرون کے مفعول کو عموم کے لیے حذف کر دیا گیا؛ یعنی جنتی لوگ حوریں، محل، نہریں، باغات، دوسری نعمتیں اور کافروں کا عذاب سب کچھ دیکھتے ہوں گے۔

② (دوسرا ترجمہ) تم ان کے چہروں پر نعمتوں کی رونق نمایاں پاؤ گے۔

③ (۱) بوتل اٹھاتے ہی مشک کی خوشبو انسان کے دماغ کو خوشبودار بنا دے گی۔

(۲) ختام بمعنی ختم یعنی خالص شراب ختم ہونے پر مشک ہوگی، حدیث میں بھی ہے کہ جنتیوں کی شراب مشک ہے جو چاندی کی طرح سفید ہے، کوئی اس شراب میں ہاتھ ڈبا کر دنیا میں ظاہر کر دے تو دنیا کے تمام جاندار اس شراب کی خوشبو سے مست ہو جائیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) اور یہی تو وہ چیز ہے جس میں رغبت کرنے والوں کو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر رغبت دکھانی چاہیے۔ چند آدمی کسی خاص مرغوب محبوب چیز حاصل کرنے کے لیے دوڑے؛ تاکہ دوسروں سے پہلے اس چیز کو حاصل کر لیوے۔ معلوم ہوا کہ خیر کے کاموں میں تنافس کرنا یہ پسندیدہ ہے، البتہ برے کاموں میں تنافس بری چیز ہے: اس لیے حدیث میں ولا تنافسوا ارشاد فرمایا گیا۔

وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ
انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿٣٢﴾ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ
حٰفِظِيْنَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ
يَنْظُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ ع ٨

اور اس (شراب) میں تسنیم کا پانی ملا ہوا ہوگا① ﴿۲۷﴾ جو (تسنیم) ایسا چشمہ ہے جس میں سے (اللہ تعالیٰ کے) مقرب بندے پییں گے ﴿۲۸﴾ یقیناً جو لوگ مجرم تھے وہ (دنیا میں) ایمان والوں پر ہنسا کرتے تھے ﴿۲۹﴾ اور جب وہ (ایمان والے) ان (کافروں) کے سامنے سے گزرتے تھے تو وہ (کافر) آپس میں ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارہ کرتے تھے ﴿۳۰﴾ اور جب وہ (کافر) اپنے گھر والوں کے پاس لوٹتے تھے تو (وہاں بھی ایمان والوں کا تذکرہ کرکے) مزہ لیتے ہوئے لوٹتے تھے② ﴿۳۱﴾ اور جب وہ (کافر لوگ) ان (مسلمانوں) کو دیکھتے تو کہتے: بے شک یہ لوگ بھٹکے ہوئے ہیں③ ﴿۳۲﴾ حالاں کہ ان (کافروں) کو ان (مسلمانوں) پر نگران بنا کر بھیجا نہیں گیا تھا④ ﴿۳۳﴾ سو آج (قیامت) کے دن ایمان لانے والے کافروں پر ہنس رہے ہوں گے⑤ ﴿۳۴﴾ (اور جنتی) تختوں پر (بیٹھ کر اپنی خوش حالی، اور کافروں کی بدحالی) دیکھ رہے ہوں گے ﴿۳۵﴾ کہ واقعی کافر لوگوں کو ان کے کیے ہوئے کاموں کا بدلہ مل گیا ﴿۳۶﴾

---

① لغت میں "تسنیم" کہتے ہیں: شراب میں خوشبو یا ذائقہ بڑھانے کے لیے جو چیز ملائی جائے۔ ایسے یہ لفظ سنام سے مشتق ہے، یعنی اونٹ کی کوہان۔ خوشبو والی چیز جب شراب میں ڈالتے ہیں تو بلبلے اٹھتے ہیں، جن کی شکل کوہان جیسی ہوتی ہے۔

بعض روایت میں آتا ہے کہ: جنت میں ایک چشمہ ہے جو زمین پر نہیں؛ بلکہ ہواؤں اور فضا میں بہتا ہے، عرش کے نیچے سے ابلتا ہے اور مقرب بندوں کے گھروں کے صحن میں گرتا ہے، جنتیوں کو جتنی ضرورت ہوگی اتنی مقدار میں وہ چشمے سے پانی ان کے اوپر برسے گا، پھر وہ رک جائے گا، جیسے دنیا میں ہم شبنم کو دیکھتے ہیں۔

بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ: تسنیم جنت کی اعلی ترین شرابوں میں سے ہے، اور بعض حضرات سے یہ منقول ہے کہ ہمیں معلوم نہیں یہ کیا چیز ہے؟ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین کے قبیل سے ہے۔

۞(دوسرا ترجمہ) اور جب وہ (کافر) اپنے گھروں کے پاس لوٹتے تھے تو (مسلمانوں کا مزاق اڑاتے ہوئے) دل لگی کرتے جاتے تھے۔ کافروں کی چار حالتوں کو ترتیب سے بیان کیا گیا ہے؛ اس لیے کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ:

(۱) جب کسی آدمی کو کسی کی کوئی بات پسند نہیں ہوتی ہے تو سب سے پہلے وہ اس پر حقارت کی وجہ سے ہنستا ہے۔

(۲) پھر جب نفرت زیادہ ہو جاتی ہے تو اپنے جیسے لوگوں کو آنکھ اور بھنوؤں سے اشارہ کرکے بتلاتا ہے؛ تاکہ وہ بھی اہانت کرنے میں شامل ہو۔

(۳) پھر جب نفرت انتہائی ہو جاتی ہے تو غائبانہ اپنوں کے سامنے اس کے بارے میں برے جملے بولتے ہیں اور اس کے لطیفے بنائے جاتے ہیں۔

(۴) اور جب نفرت حد سے آگے بڑھ جاتی ہے تو پھر سب کے سامنے اس کے منہ پر اس کو گمراہ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔

یہ کافروں کے مظالم کو بیان کیا گیا، اور آگے والی آیت میں مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ تم آخرت میں ان سے اسی طرح بدلہ لوگے۔

۞(دوسرا ترجمہ) بے شک یہ لوگ (اسلام قبول کرکے) بڑی غلطی میں ہیں۔

۞ کہ ہر وقت مسلمانوں کو دیکھتے رہیں کہ وہ کیا کیا کرتے ہیں۔

۞ جب کافر لوگ ایمان والوں کو دیکھتے تھے تو بظاہر ہمدردی کے لہجے میں اور حقیقت میں مذاق کے انداز میں کہتے تھے: یہ بے چارے بڑے سادہ لوح اور بے وقوف مسلمان ہیں، ان کو اسلام نے گمراہ کر دیا ہے۔

اِس وقت کے تازہ حالات کا جائزہ لیا جائے تو غیر مسلم تو اس طرح کرتے ہی ہیں؛ لیکن بہت سارے لوگ جو نئی تعلیم کی نحوست سے دین اور آخرت سے بے فکر ہو چکے ہیں، اللہ تعالیٰ اور رسول پر ان کا ایمان برائے نام رہ گیا ہے، علما صلحا کے ساتھ بعینہ اس طرح کا معاملہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی مسلمانوں کو اس مصیبت سے نجات عطا فرماوے، آمین!

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاق

(مكية)

سورۂ انشقاق

یہ سورت مکی ہے، اس میں پچیس (۲۵) آیتیں ہیں۔
سورۂ انفطار کے بعد اور سورۂ روم سے پہلے تراسی (۸۳) نمبر پر نازل ہوئی۔
''انشقت'' کا لفظ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں آیا ہے، جس میں قیامت کے دن آسمان کے پھٹ پڑنے کا تذکرہ ہے۔

آیاتہا ٢٥ (٨٤) سُوْرَۃُ الْاِنْشِقَاقِ مَکِّیَّۃٌ (٨٣) رکوعہا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝١ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ۝٢ وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝٣ وَ اَلْقَتْ مَا
فِیْهَا وَ تَخَلَّتْ ۝٤ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ۝٥ یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا
فَمُلٰقِیْهِ ۝٦ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۝٧ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۝٨

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(صور پھونکنے کے بعد) جب آسمان پھٹ جائے گا ﴿١﴾ اور وہ اپنے رب کا حکم (سن کر) مان لے گا اور اس پر (رب کا حکم) ماننا لازم ہے ﴿٢﴾ اور جب زمین (کھینچ کر) پھیلادی جائے گی ① ﴿٣﴾ اور جو کچھ اس کے اندر ہے وہ اس کو (نکال کر) باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی ﴿٤﴾ اور وہ اپنے رب کا حکم (سن کر) مان لے گی اور اس پر (رب کا حکم) ماننا لازم ہے ﴿٥﴾ اے انسان! تو اپنے رب کے پاس جانے تک پوری کوشش (کے ساتھ عمل) کر رہا ہے، پھر وہ اس (اپنے اعمال کی جزا) سے ملنے والا ہے ② ﴿٦﴾ پھر جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا ﴿٧﴾ تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا ③ ﴿٨﴾

---

① اس سے دو فائدے ہوتے ہیں: (١) وسعت اور گنجائش پیدا ہو جاتی ہے (٢) ہمواری پیدا ہو جاتی ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) اے انسان! تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک (یعنی موت تک) بڑی تکلیف میں ہے، پھر تو اس (اللہ) سے ملنے ہی والا ہے (دنیا میں مختلف قسم کی مشقتیں، تکالیف لگی رہتی ہیں)۔

③ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حسابِ یسیر یہ ہے کہ صرف اعمال نامے دکھائے جائیں گے، پیشی ہوگی، کسی بات پر بھی لے دے نہیں ہوگی۔

وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿٩﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿١٠﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا
ثُبُوْرًا ﴿١١﴾ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ﴿١٢﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿١٣﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿١٤﴾ بَلٰۤى
اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿١٥﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿١٦﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿١٧﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا
اتَّسَقَ ﴿١٨﴾

اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس خوشی مناتے ہوئے واپس آئے گا① ﴿٩﴾ اور لیکن جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا ﴿١٠﴾ تو وہ موت کو پکارے گا ﴿١١﴾ اور وہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا ﴿١٢﴾ (یہ) وہ شخص (ہے جو دنیا میں) اپنے گھر والوں میں بہت خوش (یعنی بے فکر) رہا کرتا تھا ﴿١٣﴾ اس نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ وہ کبھی پلٹ کر (اللہ تعالیٰ کے سامنے) نہیں جائے گا ﴿١٤﴾ ہاں! ضرور جانا ہے یقیناً اس کے رب اس کو برابر دیکھ رہے تھے② ﴿١٥﴾ سو میں شفق کی قسم کھاتا ہوں③ ﴿١٦﴾ اور رات کی اور ان چیزوں کی جن (چیزوں) کو وہ سمیٹ لیتی ہے④ ﴿١٧﴾ اور چاند کی جب وہ بھر کر پورا ہو جاوے⑤ ﴿١٨﴾

① اہل سے مراد: دنیا والی جنتی بیوی، رشتے دار اور جنت کی حوریں۔
مسرور: (١) نجات کی خوشی (٢) دنیوی اور گھر والوں سے ملنے کی خوشی (٣) داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال کی خوشی۔
اللہ تعالیٰ بندوں پر کبھی دو غم جمع نہیں کرتے جس نے دنیا میں دین کے لیے غم کھایا آخرت میں خوش ہوگا۔ سوف لانے کی حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ نیک لوگوں کو کافی عرصہ گزرنے کے بعد ان کے گناہوں پر مطلع کیا جائے گا؛ تاکہ اللہ تعالیٰ کی معافی پر مزید خوشی ہوں، شروع سے برائیاں بتلائی جاتی تو شرمندگی اور پشیمانی ہوتی۔
② پیدائش کی شروعات سے لے کر موت کی انتہا تک سب کچھ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہے، انسان کی روح کہاں سے آئی؟ بدن کن کن چیزوں سے مل کر بنا؟ دل میں کیسے عقیدے اور اعمال رہے؟ زبان سے کیا بولا؟ موت کے بعد روح کہاں گئی؟ جسم کا کیا ہوا؟ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں؛ اس لیے اس کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔
③ سورج ڈوبنے کے بعد لالی پھر سفیدی آجاتی ہے وہ شفق ہے۔
④ انسان، جانور جو دن بھر ادھر ادھر ہوتے ہیں وہ رات کو اپنے ٹھکانے پر آجاتے ہیں۔ واللیل وما وسق: جس چیز کو رات کی تاریکی اپنی لپیٹ میں لے لیوے اور اپنی تاریکی میں چھپا لیوے وہ تمام چیزیں ''وما وسق'' ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ: رات میں جو کچھ کام کیے جائے وہ سب کچھ ''وما وسق'' میں شامل ہے؛ یعنی ان سب پر قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔
⑤ مراد چودھویں کا چاند ''بدر کامل''۔

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا
يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ
بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾

السجدۃ ع ۱

(ان سب چیزوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ) ضرور تم کو ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے ① ﴿۱۹﴾ پھر ان (کافروں) کو کیا ہو گیا کہ وہ ایمان نہیں لاتے؟ ﴿۲۰﴾ اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے ﴿۲۱﴾ بلکہ کافر لوگ (الٹا قرآن کو) جھٹلاتے ہیں ﴿۲۲﴾ اور اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتے ہیں جو باتیں وہ لوگ جمع کر رہے ہیں ② ﴿۲۳﴾ سو ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو ﴿۲۴﴾ مگر جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان کو ایسا ثواب ملے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا ﴿۲۵﴾

---

① زندگی کے مختلف مراحل ہیں: بچپن، جوانی، بڑھاپا ہر ایک سے انسان کو گزرنا ہے، اسی مختلف احوال سے دنیا قیامت تک گزرتی رہے گی اور انسانی سوچ میں بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) بھر رہے ہیں (یعنی ان کے دل میں جو عقائد جمع ہیں اللہ تعالیٰ جانتے ہیں، ان کے اعمال ناموں میں جو اعمال ظاہری (و باطنی) ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی جانتے ہیں)۔

واللہ اعلم بما یوعون: اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اسلام اور نبی سے جو عداوت، دشمنی ان کے دلوں کے اندر بھری ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْبُرُوْج

(مكية)

سورۂ بروج

یہ سورت مکی ہے، اس میں بائیس (۲۲) آیتیں ہیں۔
سورۂ والشمس کے بعد اور سورۂ تین سے پہلے ستائیس (۲۷) نمبر پر نازل ہوئی۔
اس سورت کی پہلی ہی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بروج والے آسمان کی قسم کھائی ہے۔
بروج سے مراد: برج کے معنیٰ بلند عمارت اور محل کے ہے، یہاں کیا مراد ہے؟:
(۱) آسمان کے ستارے۔
(۲) آسمان کے بارہ برج جن کی مسافت سورج ایک سال میں طے کرتا ہے۔ یوں سمجھو! آسمان میں مشرق سے مغرب تک بارہ پھانک ہیں، جیسے خربوزے میں ہوتی ہیں، سورج برس بھر میں اس کو طے کرتا ہیں۔
(۳) آسمان کے وہ حصے جہاں فرشتوں کا پہرہ رہتا ہے۔
حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ ظہر وعصر میں ''والسماء ذات البروج'' اور ''والسماء والطارق'' اور ان جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

آیَاتُهَا ۲۲ — (۸۵) سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ (۲۷) — رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝۱ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝۲ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝۳ قُتِلَ اَصْحٰبُ
الْاُخْدُوْدِ ۝۴ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝۵ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝۶ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝۷ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸ الَّذِيْ
لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۹

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قسم ہے برجوں والے آسمان کی① ﴿۱﴾ اور اس (قیامت کے) دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے ﴿۲﴾ اور اس کی جو حاضر ہوتا ہے اور اس (دن) کی جس میں حاضری ہوتی ہے② ﴿۳﴾ خندقوں والے مارے گئے ﴿۴﴾ یعنی بہت سے ایندھن کی آگ والے ﴿۵﴾ جس وقت وہ (خندق کھودنے والے) اس (آگ) کے آس پاس بیٹھے تھے ﴿۶﴾ اور وہ ایمان والوں کے ساتھ جو (ظلم) کر رہے تھے اس کو (اپنے سامنے) دیکھ رہے تھے ﴿۷﴾ اور وہ (خندق کھودنے والے) ان (ایمان والوں) کو صرف اس وجہ سے سزا دے رہے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تھے جو بڑے زبردست، تمام صفات والے ہیں③ ﴿۸﴾ جس (اللہ تعالیٰ) کے لیے آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ رہے ہیں ﴿۹﴾

---

① ایک قول یہ ہے کہ آسمانی قلعے مراد ہیں جن میں ملائکہ پہرا دیتے ہیں، یا بڑے ستارے مراد ہیں، یا آسمان کی منزلیں جو سورج سال بھر میں طے کرتا ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) اور اس (دن) کی جو حاضر ہوتا ہے۔ [۱] شاہد: جمعہ کا دن اور مشہود: عرفہ کا دن [۲] شاہد: انسان اور مشہود: قیامت کا دن؛ اس لیے کہ قیامت کے دن ہر انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگا [۳] شاہد: یعنی گواہ اور مشہود: یعنی جس کے حق میں گواہی دی جائے۔ قیامت کے دن حضرت نبی کریم ﷺ ایمان والوں کے ایمان اور اعمالِ صالحہ کی گواہی دیں گے [۴] شاہد: حق تعالیٰ، مشہود: مخلوق [۵] شاہد: انسان کے اعضا اور مشہود: خود انسان۔
③ (دوسرا ترجمہ) اور ان (خندق کھودنے والوں) نے ان (ایمان والوں) میں صرف یہی قصور پایا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں جو بڑے زبردست خوبیوں والے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ
وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۝١٠ إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِن
تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ۝١١ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝١٢ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ
وَيُعِيدُ ۝١٣ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ۝١٤ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۝١٥ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۝١٦ هَلْ
أَتٰىكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ۝١٧ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ۝١٨ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ۝١٩ وَّاللّٰهُ
مِن وَّرَآئِهِم مُّحِيطٌ ۝٢٠ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيدٌ ۝٢١ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۝٢٢ ع ١

یقیناً جن لوگوں نے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو فتنہ میں ڈالا① پھر انھوں نے توبہ نہیں کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے آگ میں جلنے کی سزا ہے ﴿۱۰﴾ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے تو ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، یہ بہت بڑی کامیابی ہے ﴿۱۱﴾ یقیناً تمھارے رب کی پکڑ بہت سخت ہے ﴿۱۲﴾ وہی پہلی مرتبہ (بھی) پیدا کرتے ہیں اور (قیامت میں) دوبارہ بھی پیدا کریں گے ﴿۱۳﴾ وہی اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے، بہت محبت کرنے والے ہیں ﴿۱۴﴾ عرش کے مالک ہیں، بڑی شان والے ہیں ﴿۱۵﴾ جو چاہتے ہیں اسے کر ہی ڈالتے ہیں ﴿۱۶﴾ (اے نبی!) کیا تمھارے پاس ان لشکروں کا واقعہ پہنچا ﴿۱۷﴾ فرعون اور ثمود کا ﴿۱۸﴾ بلکہ (ان سب کا برا انجام سن لینے کے باوجود بھی) کافر لوگ (نبی کے) جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں ﴿۱۹﴾ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر طرف سے گھیرے میں لے لیا ہے ﴿۲۰﴾ (ان کافروں کے جھٹلانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا) بلکہ یہ تو ایک بڑی شان والا قرآن ہے ﴿۲۱﴾ جو لوح محفوظ② میں لکھا ہوا ہے ﴿۲۲﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) نشانہ بنایا (تیسرا ترجمہ) تکلیف پہنچائی۔

② (۱) انسان، جنات، شیطان کسی بھی مخلوق کی دخل گیری سے محفوظ۔
(۲) تصرفات، کمی، زیادتی، تحریف، الحاق سے محفوظ۔

سُوْرَةُ الطَّارِق

(مكية)

سورۂ طارق

یہ سورت مکی ہے، اس میں سترہ (۱۷) آیتیں ہیں۔
سورۂ بلد کے بعد اور سورۂ قمر سے پہلے چھتیس (۳۶) نمبر پر نازل ہوئی۔
اس سورت کی پہلی ہی آیت میں طارق کی قسم کھائی گئی ہے۔
طارق: اندھیرے میں آنے والا۔
عربی میں رات کو آنے والے مہمان کو یا رات کے وقت پیش آنے والے واقعے کو بھی طارق کہتے ہیں۔
آیت میں رات میں ظاہر ہونے والا (زحل، یا ''ثریا''، یا ہر کوئی) ستارہ مراد ہے۔
ستارے اپنی روشنی سے تاریکی کو دور کرتے ہیں، سمت اور اطراف کا پتہ چلتا ہے، شیاطین کی آسمان میں دخل گیری سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

آیاتھا ۱۷ | (۸۶) سُوْرَۃُ الطَّارِقِ مَکِّیَّۃٌ (۳۶) | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝۱ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝۲ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝۳ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ
لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝۴ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝۵ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝۶ يَّخْرُجُ مِنْ
بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝۷ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝۸ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝۹

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قسم ہے آسمان کی اور (اندھیری) رات میں آنے والے (ستارے) کی ﴿۱﴾ اور (اے نبی!) تم کو کچھ معلوم ہے وہ رات میں آنے والا کیا ہے؟ ﴿۲﴾ وہ تو چمکتا ہوا ستارا ہے ﴿۳﴾ کہ کوئی جان ایسی نہیں ہے جس پر کوئی نگرانی کرنے والا (فرشتہ) موجود نہ ہو① ﴿۴﴾ سو انسان کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ ﴿۵﴾ اسے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے ﴿۶﴾ جو پیٹھ اور سینے (کی ہڈیوں) کے درمیان سے نکلتا ہے② ﴿۷﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ اس (انسان) کو دوبارہ زندہ کرنے پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۸﴾ جس دن تمام بھیدوں کی جانچ ہوگی③ ﴿۹﴾

---

① (۱) انسان کی روح کو فنا ہونے سے بچانے کے لیے ایک خاص فرشتہ مقرر ہے، اس کا آخری کام یہ ہوگا کہ پہلے صور کے بعد تمام ارواح کو صور کے اندر ڈال دے گا، جس کی وجہ سے دوسرے صور کے پھونکے جانے پر ارواح ابدان میں داخل ہو جائیں گی (۲) ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ: ہر مسلمان کی حفاظت کے لیے ایک سو ساٹھ فرشتے مقرر ہیں۔

② مرد کے منی کی جگہ پیٹھ اور عورت کی منی کی جگہ سینہ کے پاس بتلاتے ہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) جس دن راز ظاہر ہوں گے۔ (۱) باطل عقیدے، فاسد نیتیں، اچھے برے اعمال کے اثرات جو روح میں سما گئے ہیں وہ مراد ہیں (۲) پوشیدہ گناہ اور وہ مکر و حیلے جن کو انسان دنیا میں چھپانے کی کوشش کرتا رہتا ہے (۳) جن فرائض کا ادا ہونا یا ادا نہ ہونا خود انسان کے ظاہر کرنے پر پتہ چلتا ہے، وہ جب تک دوسروں کو خبر نہ دے، دوسروں کو اس کی اطلاع نہیں ہو سکتی، جیسے کہ کوئی ظاہر کرے کہ میں روزہ سے ہوں؛ حالاں کہ وہ روزے سے نہیں ہے۔

فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿۱۰﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ ﴿۱۱﴾ وَالۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ
لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ﴿۱۵﴾ وَّاَكِيۡدُ كَيۡدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ
الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ﴿۱۷﴾ ع ۱۶

تو اس (انسان) کے پاس (خود کی طرف سے دفاع کرنے کا) نہ تو کوئی زور ہوگا اور نہ کوئی اس کی مدد کرنے والا ہوگا ﴿۱۰﴾ قسم ہے بارش والے آسمان کی ① ﴿۱۱﴾ اور (بیج سے کونپل نکلتے وقت) پھٹ پڑنے والی زمین کی قسم ② ﴿۱۲﴾ کہ یہ (قرآن) دوٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے ﴿۱۳﴾ اور وہ کوئی مذاق نہیں ہے ﴿۱۴﴾ بے شک وہ (کافر لوگ حق کے مقابلے میں) الگ الگ چالیں چل رہے ہیں ﴿۱۵﴾ میں بھی (ان کی چالوں کی توڑ کی) تدبیریں کر رہا ہوں ﴿۱۶﴾ لہٰذا (اے نبی!) تم ان کافروں کو مہلت دو، ان کو تھوڑے دنوں (ان کے حال پر) چھوڑ دو ﴿۱۷﴾

① ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ بارش بار بار پلٹ کر آتی ہے اس لیے "رجع" سے تعبیر کیا گیا، یا یہ کہ سمندر سے بخارات اوپر کی طرف جاوے پھر پانی بن کر واپس زمین پر برسے، سمندر میں پہنچے، یہ بھی ایک طرح کا رجوع ہے (ترجمہ:) چکر مارنے والے آسمان کی قسم۔ آسمان یا آسمان کے ستارے حرکت کرتے ہیں، ستاروں کی گردش تو معروف ہے۔

② زمین کے پھٹنے سے قسم قسم کی نباتات ظاہر ہوتے ہیں، اندر سے پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں، معدنیات اس کی کانوں سے نکلتی ہیں۔

سُورَةُ الأَعْلَى

(مكية)

سورۂ اعلیٰ

یہ سورت مکی ہے ایک قول: مدنی ہے، اس میں انیس (۱۹) آیتیں ہیں۔

سورۂ تکویر کے بعد اور سورۂ اللیل سے پہلے آٹھ (۸) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت کی پہلی ہی آیت میں اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ اعلیٰ استعمال ہوا ہے۔ اللہ کی ذات سب سے اعلیٰ ہے، سب سے بلند ہے۔

حضرت نبیٔ کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بڑی بڑی سورتیں نازل ہونی شروع ہوئیں، بے شمار علوم حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے نازل ہونا شروع ہوئے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خیال آنے لگا کہ میں تو امی ہوں، لکھا پڑھا نہیں، ایسا نہ ہو کہ یہ علوم کو میں محفوظ نہ کرسکوں، بہت سی باتیں بھول جاؤں اور رسالت کے معاملے میں کہیں کوتاہی نہ ہوجائے، اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما کر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خدشہ دور فرما دیا، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سورت بہت پیاری تھی، سلفِ صالحین اکثر تہجد میں اس کو پڑھا کرتے تھے اور اس کی برکت کی امید رکھتے تھے۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۂ غاشیہ تلاوت فرماتے تھے۔

نبیٔ کریم ﷺ وِتر کی پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ، دوسری میں سورۂ کافرون اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھتے تھے۔ اسی طرح تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص کے ساتھ معوذتین بھی پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز (باجماعت) پڑھی تو آپ ﷺ نے (پہلی) دونوں رکعتوں میں ان دونوں سورتوں کی قرأت فرمائی: سبح الاسم ربک الأعلیٰ اور هل اتک حدیث الغاشیة۔

آیاتُھا ۱۹ (۸۷) سُوْرَۃُ الْاَعْلٰى مَکِّیَّۃٌ (۸) رُکُوْعُھَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝۱ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝۲ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝۳ وَالَّذِیْٓ
اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝۴ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝۵ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝۶ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی اور ایمان لانے والے!) تم اپنے رب کے نام کی تسبیح (یعنی پاکی بیان) کرو جس کی شان سب سے اونچی ہے[①] ﴿۱﴾ جس (اللہ تعالیٰ) نے (سب کچھ) پیدا کیا، سو ٹھیک ٹھاک بنایا ﴿۲﴾ اور جس (اللہ تعالیٰ) نے ہر چیز کو ایک خاص اندازہ دیا، پھر (دنیا میں رہنے کا) مناسب طریقہ بتلادیا[②] ﴿۳﴾ اور جس (اللہ تعالیٰ) نے (ہرا) چارہ زمین سے نکالا ﴿۴﴾ پھر اس کو کالے رنگ کا (سوکھا ہوا) کوڑا (کرکٹ) بنا ڈالا ﴿۵﴾ اے نبی! ہم تم کو پڑھائیں گے پھر تم بھولو گے نہیں[③] ﴿۶﴾ مگر ہاں! اللہ تعالیٰ جو چاہے[④]

---

① اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم وتکریم کرنا مراد ہے، جب بھی اللہ تعالیٰ کا نام آئے ادب، خشوع، خضوع کا لحاظ رکھو، جو نام اللہ تعالیٰ کے لیے نصوص میں منقول ہے انہی سے پکارو، جو نام اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس کو کسی مخلوق کے لیے استعمال نہ کرو۔ اعلی یہ رب کی صفت ہے، اسم کی صفت نہیں ہے۔

② ہر چیز کو جس مقصد کے لیے بنایا اس کی سمجھ بھی عطا فرمادی۔

(دوسرا ترجمہ) اور جس (اللہ تعالیٰ) نے (اپنی مخلوق کی) تقدیر بنائی، پھر (نیکی اور برائی کا) راستہ بتلادیا۔

کمال حاصل کرنے کی طرف رہنمائی کی، یہ نعمت تمام مخلوق کو حاصل ہے۔

③ یعنی جتنا قرآن نازل ہو رہا ہے ہم اتنا یاد بھی کروادیں گے۔

④ جن آیات کا منسوخ ہونا اللہ تعالیٰ کے یہاں طے ہے وہ بھول سکتے ہیں۔

حضرت نبی کریم ﷺ کو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو کوئی آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلادی جائے یہ نسخ کی نشانی ہے۔

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۞ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۞ فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۞
سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۞ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۞ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۞ ثُمَّ لَا
يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۞

یقین رکھو! وہ (اللہ تعالیٰ) کھلی ہوئی چیزوں کو اور چھپی ہوئی چیزوں کو جانتے ہیں ﴿۷﴾ اور ہم آسان دین پر (عمل کے لیے) تم کو آسانیاں پہنچائیں گے① ﴿۸﴾ لہٰذا اگر نصیحت کا فائدہ ہوتا ہو تو تم نصیحت کرتے رہو② ﴿۹﴾ جو شخص (دل سے اللہ تعالیٰ سے) ڈرتا ہے وہ جلدی ہی نصیحت قبول کرے گا ﴿۱۰﴾ اور جو بڑا بد بخت ہو وہی اس (نصیحت) سے دور بھاگتا ہے③ ﴿۱۱﴾ جو سب سے بڑی (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگا④ ﴿۱۲﴾ پھر اس (آگ) میں نہ مرے گا اور نہ (آرام سے) زندہ رہے گا ﴿۱۳﴾

① شریعت خود آسان ہے، اس پر عمل دنیا آخرت میں آسانی کا ذریعہ ہے، شریعت کی سمجھ، اس پر عمل، اس کی تبلیغ بھی آسان ہے۔
ایک ترجمہ یہ بھی ہے کہ: ہم تمھارے لیے جنت (میں لے جانے والے اعمال کا کرنا) آسان کردیں گے۔
اللہ تعالیٰ تک پہنچنے والے راستوں میں سب سے نزدیک راستے کو آسان کردیں گے۔
② (دوسرا ترجمہ) سو اگر سمجھانے سے فائدہ ہو تو تم سمجھاتے رہو۔ نصیحت فی ذاتہٖ فائدے کی چیز ہے وہ کرتے رہو۔
بعض مرتبہ نصیحت کرنا سامنے والے پر حجت قائم کرنے کے لیے بھی ہوتا ہے؛ تاکہ وہ دین سے واقف نہ ہونے کا عذر نہ کرسکے، ایسی صورت میں سامنے والے کو نفع ہونا ظاہر نہ ہوتا ہو تو بھی نصیحت کردیوے۔
بعض حضرات نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ: اگر ایک بار بھی نصیحت نے فائدہ دیا ہو تو بھی بار بار نصیحت کرتے رہنا چاہیے؛ چوں کہ "ذَکِّرْ" بابِ تفعیل سے ہے جس میں تکرار کا معنی نکلتا ہے۔
③ شقی کون ہے؟
(۱) جس کا عقیدہ اور عمل درست نہ ہو۔
(۲) عقیدہ صحیح ہے؛ مگر عمل درست نہیں۔
④ دنیا کی آگ نارِ صغریٰ ہے اور جہنم کی آگ نارِ کبریٰ ہے۔

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَكّٰىۙ ⑭ وَذَكَرَ اسۡمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰىؕ ⑮ بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا ۖ⑯
وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰىؕ ⑰ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰىۙ ⑱ صُحُفِ اِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰى ⑲ ع ١٩ ١٣

جو شخص (ظاہری باطنی ناپاکی سے) پاکیزہ ہوا یقیناً اس نے کامیابی حاصل کی① ﴿١٤﴾ اور اس نے اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی ﴿١٥﴾ (اے کافرو!) بلکہ تم تو دنیاوی زندگی کو آگے رکھتے ہو② ﴿١٦﴾ حالاں کہ آخرت بہت بہتر اور بہت زیادہ باقی رہنے والی ہے ﴿١٧﴾ یقیناً یہ (مضامین) پچھلے (آسمانی) صحیفوں میں موجود ہیں ﴿١٨﴾ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں③ ﴿١٩﴾

---

① پاکی کی کئی قسمیں ہیں:
(١) دل کو کفر و شرک، باطل عقائد، بری نیت، برے اخلاق جیسے کینہ، حسد سے پاک رکھنا۔
(٢) بدن اور کپڑوں کو نجاست سے پاک کرنا؛ جیسے: پیشاب پاخانہ سے۔
(٣) بدن کو حدث سے پاک کرنا۔
(۴) بدن کو زائد چیزوں سے پاک کرنا جیسے ناف اور بغل کے نیچے کے بال کو، ناخن اور میل سے۔
(۵) مال کو زکوۃ دے کر پاک کرنا۔
② (دوسرا ترجمہ) بلکہ تم دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔
③ ایک حدیث ضعیف سند کے ساتھ ہے جس کا خلاصہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائی، چار تو بڑی مشہور کتابیں ہیں: قرآن، تورات، زبور، انجیل؛ اس کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحیفے، حضرت شعیب علیہ السلام پر پچاس صحیفے، حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس۔
ایک روایت میں ١١۴ ر کتاب کی بھی تعداد ہے، تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کے علاوہ دس صحیفے۔

سُوْرَةُ الْغَاشِيَة

(مكية)

سورۂ غاشیہ

یہ سورت مکی ہے، اس میں چھبیس (۲۶) آیتیں ہیں۔
سورۂ ذاریات کے بعد اور سورۂ کہف سے پہلے سڑسٹھ (۶۷) یا (۶۸) نمبر پر نازل ہوئی۔
سورت کی پہلی ہی آیت میں قیامت کے لیے ''غاشیہ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔
قیامت کی ہولناکیاں سب پر چھا جائیں گی۔

آیاتُھا ۲۶ | (۸۸) سُوْرَۃُ الْغَاشِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ (۶۸) | رُکُوْعُھَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى
نَارًا حَامِيَةً ۝۴ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

کیا تم کو ڈھانک لینے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے؟① ﴿۱﴾ بہت سارے چہرے اس دن ذلیل ہونے والے ہیں② ﴿۲﴾ تکلیف جھیلتے ہوں گے، تھکن سے چور ہوں گے ﴿۳﴾ بہت ہی تیز گرم آگ میں داخل ہوں گے③ ﴿۴﴾ ان کو کھولتے ہوئے چشمے کا پانی پلایا جائے گا④ ﴿۵﴾ ان کو ضریع (یعنی ایک کانٹے والے جھاڑ) کے سوا کوئی کھانا نہیں ملے گا⑤ ﴿۶﴾

---

① (۱) قیامت کا اثر پورے عالم پر چھا جائے گا۔
(۲) قیامت انسان کے ہوش وحواس کو چھپا دے گی۔
(۳) انسان (نافرمان) کے بدن کو چاروں طرف سے عذاب چھپا دے گا۔

② آخرت میں تو یہ حال کافروں کا ہوگا ہی۔ بعض حضرات نے اس کو دنیا سے بھی متعلق مانا ہے کہ بہت سارے لوگ دنیا میں ریاضت، محنتیں کرتے کرتے تھک جاتے ہیں؛ مگر ان سب کی محنت حق پر نہ ہونے کی وجہ سے بے کار ہو جاتی ہے۔

③ ایک ہزار سال تک جہنم کی آگ کو پھونک ماری گئی تو وہ سفید ہوگئی، پھر ایک ہزار سال تک پھونکی گئی تو لال ہوگئی، پھر ایک ہزار سال تک پھونکی گئی تو وہ کالی ہوگئی اور اِس وقت وہ کالی ہے۔

④ جس کے اوپر حرارت کی کوئی "ڈگری" ہی نہ ہو، اتنا گرم ہوگا۔

⑤ جہنم کا ایک درخت جو بہت ہی کڑوا، بدبو والا، آگ سے زیادہ گرم ہوگا۔ اس آیت میں حصرِ حقیقی نہیں ہے، حصرِ اضافی ہے؛ اس لیے کہ وہاں کھانے کے لائق ضریع کے علاوہ اور بھی چیزیں لائی جائے گی؛ یعنی کھانے کے لائق کوئی غذا ان کو نہیں دی جائے گی، صرف ضریع جیسی چیزیں جو کھانے کے قابل نہ ہو وہ ان کو بطورِ سزا کھلائی جائے گی۔

لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِىْ مِنْ جُوْعٍ ﴿٧﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِىْ جَنَّةٍ
عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿١٣﴾
وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿١٤﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿١٥﴾ وَّزَرَابِىُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿١٦﴾

جو جسم کا وزن بھی نہیں بڑھائے گا اور بھوک (دور کرنے) کے کام میں (بھی) نہیں آئے گا① ﴿۷﴾ بہت سے چہرے اس دن رونق دار ہوں گے ﴿۸﴾ (دنیا میں) اپنی کی ہوئی (نیک) محنتوں سے خوش ہوں گے ﴿۹﴾ عالی شان جنت میں ہوں گے② ﴿۱۰﴾ جس میں وہ کوئی لغویات نہیں سنیں گے ﴿۱۱﴾ اس (جنت) میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے③ ﴿۱۲﴾ اس (جنت) میں اونچے اونچے تخت ہوں گے ﴿۱۳﴾ اور (سامنے) رکھے ہوئے پیالے ہوں گے④ ﴿۱۴﴾ اور ترتیب سے (قطار میں) رکھے ہوئے تکیے ہوں گے ﴿۱۵﴾ اور سب طرف غالیچے پھیلے ہوں گے ﴿۱۶﴾

---

① طعام کے تین فائدے ہیں:
(۱) لذت (۲) بدن کا موٹا ہونا (۳) بھوک دور ہونا۔
اِس آیت سے کھانا کھانے کی دو غرض معلوم ہوئی:
(۱) جسم کے اندر فربہی اور موٹاپا آئے، جسم تندرست اور بھراؤ دار بنے۔
(۲) بھوک مٹ جاوے۔
جس غذا میں یہ دو مقصد حاصل ہوتے ہیں وہ غذا غذا کہلانے کے قابل ہے۔

② جنت کے باغ بڑے اونچے ہیں، قیامت کے حادثے، تکلیف دینے والی چیزوں کا خوف، جہنم کے دھویں کا اثر وہاں نہیں پہنچے گا۔

③ جنت کے چشمے کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔

④ جہاں پانی اور مشروبات ہو، وہیں اس کو پینے کے لیے گلاس، پیالے بھی ہوں؛ تا کہ تکلیف نہ ہو، ہر چیز اس کی مناسب جگہ پر رکھنا ادب ہے اور اسی میں سہولت ہے؛ ورنہ پیاس لگی، پانی ہے؛ لیکن گلاس کی تلاش میں پریشانی ہے۔

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وَاِلَى
الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ
مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ
الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾ ع

تو کیا وہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے (عجیب طریقے سے) پیدا کیے گئے ہیں؟ ﴿۱۷﴾ اور
آسمان کو (نہیں دیکھتے) کہ کیسے اس کو اونچا کیا گیا؟ ﴿۱۸﴾ اور پہاڑوں کو (نہیں دیکھتے) کہ وہ کیسے
کھڑے کر دیے گئے (کہ وہ اپنی جگہ سے ہلتے نہیں)؟ ﴿۱۹﴾ اور زمین کو (نہیں دیکھتے) کہ وہ کیسے
بچھائی گئی؟ ﴿۲۰﴾ سو (اے نبی!) تم نصیحت کرتے رہو، بس تم نصیحت کرنے والے ہی ہو ﴿۲۱﴾ تم
ان پر ذمے دار نہیں ہو (کہ زبردستی منواؤ) ﴿۲۲﴾ (ہاں!) مگر جو شخص منہ پھرا لیوے اور کفر کرے
﴿۲۳﴾ تو اللہ تعالیٰ اس کو بہت بڑا عذاب دیں گے ﴿۲۴﴾ یقین جانو ان سب کو ہماری ہی طرف
لوٹ کر آنا ہے ﴿۲۵﴾ پھر ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمے ہے ﴿۲۶﴾

سُوْرَةُ الْفَجْر

(مكية)

سورۂ فجر

یہ سورت مکی ہے، اس میں تیس (۳۰) آیتیں ہیں۔
سورۂ اللیل کے بعد اور سورۂ ضحیٰ سے پہلے دس (۱۰) نمبر پر نازل ہوئی۔
سورت کی پہلی ہی آیت میں فجر کی قسم کھائی گئی ہے۔
صبح کی روشنی کو ''فجر'' کہتے ہیں۔

طلوعِ صبح صادق اور طلوعِ آفتاب کی روشنی کے عالم میں پھیل جانے کا منظر جب انسان دیکھ لیوے تو اس سے یہ یقینی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسی طرح کفر اور گمراہیوں کی ظلمتیں نورِ نبوت کی برکت سے دور ہو جائے گی۔

آیاتہا ۳۰ — (۸۹) سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ (۱۰) — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْفَجْرِ ① وَلَيَالٍ عَشْرٍ ② وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ③ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ④ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ⑤ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ⑥ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ⑦ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ⑧ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ⑨

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

فجر (کے وقت) کی قسم① ﴿۱﴾ اور دس راتوں کی② ﴿۲﴾ اور جفت کی③ اور طاق کی ﴿۳﴾ اور رات کی جب وہ رخصت ہونے لگے ﴿۴﴾ کیا یہ (جو) قسمیں (کھائی گئیں وہ) ایک عقل والے کو یقین دلانے کے لیے کافی نہیں ہے؟ ﴿۵﴾ (اے نبی!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے رب نے عاد یعنی ارم قوم کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ ﴿۶﴾ جو اونچے اونچے ستون والے تھے④ ﴿۷﴾ کہ اس جیسی (لمبائی اور طاقت والی) کوئی اور قوم (دنیا کے تمام) شہروں میں پیدا نہیں کی گئی⑤ ﴿۸﴾ اور ثمود کے ساتھ (کیسا سلوک کیا) جنھوں نے وادی میں پتھر کی چٹانوں کو (گھر بنانے کے لیے) تراشا تھا ﴿۹﴾

---

① ہر دن صبح کا وقت ایک تازگی اور نئے کام کی آرزو کے ساتھ آتا ہے، بہت سے لوگ اپنا کام انجام دینے کے لیے فجر کے وقت کا انتظار کرتے ہیں۔

② ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں مراد ہیں، ان راتوں میں عبادت کا بڑا ثواب ہے۔ یہ ایک تفسیر ہے۔

③ جفت یعنی عید الاضحیٰ کا دن دسویں تاریخ، طاق یعنی عرفہ نو ذی الحجہ۔ یہ ایک قول ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) اے نبی! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے رب نے عاد کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ جو ارم کہلاتے تھے، جو اونچے اونچے ستونوں والے تھے۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) کہ اس جیسی آبادی (دنیا کے شہروں میں) کوئی اور نہیں بنائی گئی۔

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ﴿۱۰﴾ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ
عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿۱۳﴾ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ
رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ
رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿۱۷﴾

اور میخوں والے فرعون کے ساتھ (کیسا سلوک کیا)① ﴿۱۰﴾ جنھوں نے (دنیا کے مختلف) ملکوں میں سر اٹھایا تھا ﴿۱۱﴾ پھر انھوں نے ان (ملکوں) میں بہت فساد مچایا تھا ﴿۱۲﴾ (اور) انجام یہ ہوا کہ تمھارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا ﴿۱۳﴾ یقین رکھو! تمھارے رب (نافرمانوں کو) پوری نظر میں رکھے ہوئے ہیں② ﴿۱۴﴾ سو انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس کو اس کے رب آزماتے ہیں، پھر اس کو (دنیا میں عزت اور) اکرام اور انعام سے نوازتے ہیں، تو کہنے لگتا ہے کہ: میرے رب نے میری عزت کی③ ﴿۱۵﴾ اور جب (اس کے رب) اس کو آزماتے ہیں اور اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ: میرے رب نے میری توہین کی④ ﴿۱۶﴾ (جیسا تو سمجھ رہا ہے ایسا) ہرگز نہیں (ہے) بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے ہو ﴿۱۷﴾

---

① فرعون کسی کو سزا دینا چاہتا تو اس کو زمین پر پشت کی جانب لٹا کر اس کے ہاتھ پیر میں کیلیں مار کر زمین سے جکڑ دیتا تھا، اسی طرح اس کی فوج کے لیے بہت ساری میخیں گاڑ کر خیمے بنائے جاتے تھے۔

② (دوسرا ترجمہ) یقین رکھو! تمھارے رب (نافرمانوں کی) تاک میں لگے ہوئے ہے۔

③ یعنی میں میرے رب کے یہاں مقبول ہوں؛ اس لیے مجھے یہ سب نعمتیں ملی ہیں۔

④ یعنی میں انعام کا حق دار ہوں پھر بھی میرے رب نے مجھے گرا دیا ہے۔ حالاں کہ بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ دنیا کا فقر آخرت کی عزت کا سبب ہے، اور دنیا کا مال و عزت آخرت کی ذلت کا سبب ہوتا ہے، ہم اللہ والوں کے حالات کو دیکھتے ہیں کہ فقر میں ان کو اللہ تعالیٰ بادشاہوں سے زیادہ عزت عطا فرماتے ہیں۔

وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ
حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾
وَجِايْٓءَ يَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَىٕذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ
يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾

اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لیے آپس میں ترغیب نہیں دیتے ہو ﴿۱۸﴾ اور تم میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو① ﴿۱۹﴾ اور تم مال سے بہت ہی محبت کرتے ہو② ﴿۲۰﴾ (ایسا) ہرگز نہیں (ہونا چاہیے) جب زمین کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا③ ﴿۲۱﴾ اور (جب) تمھارے رب (اپنی شان کے مطابق محشر میں) آئیں گے اور فرشتے صفیں باندھ کر (حاضر ہوں گے)④ ﴿۲۲﴾ اور جہنم اس دن (سامنے) لائی جائے گی اس دن انسان کو سمجھ آجائے گی⑤؛ اور اس وقت سمجھنا فائدہ والا کہاں ہوگا؟ ﴿۲۳﴾ وہ (انسان) کہے گا: اے کاش! میں نے اپنی (آخرت کی مزیدار) زندگی کے لیے (کوئی نیک عمل) آگے بھیج دیا ہوتا ﴿۲۴﴾

---

① بات دراصل یہ تھی کہ عرب کے لوگ میراث کے احکام سے کسی قدر واقف تھے؛ چوں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانے سے جو شریعت کی باتیں نقل در نقل چلی آرہی تھیں اس میں میراث کے احکام بھی تھے؛ اس لیے ان کو یہ بات کہی گئی؛ گویا آیت مکی ہے اور مکی زندگی میں مشرکین کو یہ تنبیہ کی گئی؛ حالاں کہ میراث کے احکام ہجرت کے بعد نازل ہوئے۔

② "جَمًّا" کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی درجے میں مال کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق جو ضروری حاجت کے موافق ہو اور مال کے شرعی حقوق کا لحاظ ہو، برا نہیں ہے۔

③ یعنی زمین کے اونچے حصے جیسے پہاڑوں کو توڑ کر عام زمین کے برابر کر دیا جائے گا۔

④ ساتوں آسمان کے فرشتوں کی بھی سات صفیں ہوں گی اور عرش اٹھانے والوں کی الگ صف ہوگی۔

⑤ ستر ہزار لگام سے کھینچ کر جہنم کو لایا جائے گا، میدان قیامت سے جہنم جب دو سو سال کی دوری پر ہوگی، اتنی دوری سے اس کی آواز قیامت کے میدان میں سنائی دے گی، اس کی چنگاریاں اڑیں گی، ایسا خوف طاری ہوگا کہ سارے لوگ گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے اور نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ
الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ
جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

پھر اس دن اس (اللہ تعالیٰ) کے عذاب کے جیسا کوئی عذاب دینے والا نہیں ہوگا① ﴿۲۵﴾ اور نہ اس (اللہ تعالیٰ) کے باندھنے کے جیسا کوئی باندھنے والا ہوگا ﴿۲۶﴾ اے (اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں) اطمینان (یعنی سکون، چین) پانے والی جان)②! ﴿۲۷﴾ تو اپنے رب کی طرف اس طرح لوٹ کر آجا کہ تو اس (اللہ تعالیٰ) سے راضی ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) تجھ سے راضی ہیں ﴿۲۸﴾ اور تو میرے (خاص نیک) بندوں میں شامل ہوجا ﴿۲۹﴾ اور تو میری جنت میں داخل ہوجا ﴿۳۰﴾

---

① جسمانی اور روحانی ایسا عذاب دیا جائے گا جس کی کوئی مثال ہی نہیں ہوسکتی، اور روحانی عذاب، جسمانی کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہے۔

بہت سے انسان دنیا میں ایسی ذہنی الجھن میں ہوتے ہیں کہ قید نہ ہونے کے باوجود ہزار قید سے برے حالات میں ہوتے ہیں، باغ اور جنگل کی سیر میں بھی ان کو تنگی معلوم ہوتی ہے۔

② نفسِ مطمئنہ والے لوگ:

(۱) دنیا میں حق کے ساتھ ایسا سکون اور چین پکڑ لیا کہ حق کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہیں رکھتا تھا۔

(۲) ایمان، اطاعت، اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اطمینان رکھتا تھا، ذکر کا نور بدن کے ہر حصے پر غالب آجاتا تھا۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن کی موت کے وقت خوب صورت فرشتے، خوشبو دار لباس میں آکر اس کو یہ بشارت کی آواز سناتے ہیں، اس خوشی کی آواز سے مؤمن کی روح نکل جاتی ہے، ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اوپر لے جاتے ہیں، اس کے استقبال میں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، فرشتے اس کو مرحبا کہتے ہیں: اس کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں، عرش کے نیچے لے جاتے ہیں؛ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے، نیک مومنوں کی ارواح کے ساتھ اس کو شامل کر لیتے ہیں، قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے؛ تاکہ آرام اور راحت سے رہے۔

سُورَةُ الْبَلَد

(مكية)

سورۂ بلد

یہ سورت مکی ہے، اس میں بیس (۲۰) آیتیں ہیں۔

سورۂ ق کے بعد اور سورۂ طارق سے پہلے پینتیس (۳۵) نمبر پر نازل ہوئی۔

سورت کی پہلی ہی آیت میں بلدِ مقدس مکہ مکرمہ کی قسم کھائی گئی ہے۔ یہ مکہ مکرمہ کے لیے بہت ہی شرف کی بات ہے۔

آیاتُھا ۲۰ — (۹۰) سُوْرَۃُ الْبَلَدِ مَکِّیَّۃٌ (۳۵) — رُکُوْعُھَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۱ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۲ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝۴

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

میں اس (مکہ) شہر کی قسم کھاتا ہوں ﴿۱﴾ اور تمھارے لیے اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے① ﴿۲﴾ اور (قسم کھاتا ہوں) باپ (آدم) کی اور اس کی اولاد (بنی آدم) کی② ﴿۳﴾ پکی بات یہ ہے کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت (تکلیف) میں (رہنے والا) پیدا کیا ہے③ ﴿۴﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اور تم (ابھی) اس شہر میں اترے ہوئے (یعنی مقیم) ہو۔

[۱] مکہ شہر پہلے سے ہی بابرکت ہے؛ لیکن حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی اس شہر میں ولادت باسعادت اور پھر آپ ﷺ کے مکہ میں قیام نے مکہ شہر کی برکتوں کو خوب بڑھادیا۔ (تیسرا ترجمہ) اور تمھارا (قتل) اس شہر والوں (کی نظر میں) حلال (سمجھا جارہا) ہے۔ [۲] مکہ والوں نے حرم کا بھی لحاظ نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا جس کے نتیجہ میں ہجرت کا واقعہ پیش آیا۔ مکہ ہمیشہ حرم ہے، صرف فتح مکہ کے دن حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے لیے جنگ کو حلال کیا گیا، گرچہ باقاعدہ جنگ کی نوبت نہیں آئی، یہ حضور ﷺ کی خصوصیت ہے۔

② یہ انسان کے لیے بڑی شرافت کی بات ہے کہ خود باری تعالیٰ اس کی قسم کھاوے، کاش انسان اپنی اس شرافت کی خود قدر کرلیوے، اور اللہ تعالیٰ کی فرمابرداری کرے۔

③ (۱) کسی نہ کسی طرح دنیا میں مشقتیں لگی ہوئی ہیں۔

(۲) کبد: اگر ب کے کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہے جگر، جگر بھی بدن میں بڑی مشقت اٹھانے کا کام کرتا ہے، کھانے کو ہضم کرتا ہے، پورے بدن میں اس غذا کو پھیلاتا ہے، گویا دوسرے اعضا کے مقابلے میں زیادہ مشقت اٹھاتا ہے۔

(۳) کبد کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکمل شریعت پر عمل کرنے کا جو بوجھ انسان کو دیا گیا۔

(۴) کوئی مخلوق اتنی مشقت نہیں جھیلتی جتنی انسان برداشت کرتا ہے؛ حالاں کہ انسان جسم میں اور جثے میں اکثر جانوروں کی بنسبت ضعیف اور کمزور ہے، ظاہر بات ہے کہ انسان جو اتنی عظیم مشقتیں اٹھاتا ہے وہ دماغی قوت کی برکت سے اٹھاتا ہے۔

مشقت کی بیس قسمیں ہیں:

(۱) انسان کی پیدائش چار اضداد سے ہے: حرارت، برودت، رطوبت، یبوست، اور یہ چاروں انسان کے مزاج میں غلبہ کرنا چاہتی ہیں اور اس کی طبیعت کے اعتدال کو خراب کرنے کے درپے رہتی ہیں۔

(۲) انسان ماں کے پیٹ میں بچہ دانی کے تنگ قید خانے میں کئی دنوں تک پڑا رہتا ہے۔

(۳) پیدائش کے بعد بہت زیادہ عاجزی و بے بسی کے ساتھ ایک عرصے تک جھولے میں پڑا رہنا، نہ تو زبان ہے کہ دل کا حال کماحقہ بیان کرسکے، نہ ہاتھ پاؤں ایسے کہ اپنی خواہش ان کے ذریعے پوری کرسکے۔

(۴) پھر کئی دنوں تک دانت نکلنے اور دودھ چھڑانے کی مشقت میں گرفتار رہتا ہے۔

(۵) جب مکتب میں بٹھانے کے قابل ہوا تو استاذ کی پکڑ دھکڑ کی مشقتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔

(۶) جب عقلمند اور بالغ ہوا تو طرح طرح کی کشاکش اور رنج و ملال میں مبتلا ہوگیا۔

(۷) طبیعت میں شہوت کا غلبہ ہونے کی وجہ سے کبھی جانوروں کی طرح ذلیل ہوتا ہے اور کبھی دو پیسے کمانے کی لالچ میں گرفتار ہوکر بہت زیادہ تکلیف اٹھاتا ہے۔

(۸) انسان طبیعت کا بھی قیدی ہے اور شریعت کا پابند بھی، شریعت اس کو طبیعت کے خلاف راستہ بتلاتی ہے، جب کہ طبیعت نفس کی موافقت کرتی ہے اور عبادت سے اس کو روکتی ہے۔

(۹) گناہ کے اسباب موجود ہونے کے باوجود اس کو گناہ سے رکنے کا حکم ہے۔

(۱۰) رعایا ہمیشہ بادشاہ کی اطاعت میں گرفتار و مجبور ہے اور بادشاہ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرنے پر مجبور ہے۔

(۱۱) اولاد ماں باپ کی خدمت پر اور ماں باپ اولاد کی محبت میں مجبور ہیں۔

(۱۲) خاوند کے لیے بیوی کے حقوق ادا کرنا اور بیوی کے لیے شوہر کے حقوق ادا کرنا دونوں کی مجبوری ہے۔

(۱۳) پڑوسی، پڑوسی کی رعایت کا پابند ہے۔

(۱۴) مرنے کی مشقت ہے۔

(۱۵) مال و اولاد کی جدائی کی مشقت ہے۔

(۱۶) قبر کی تنگی، اندھیرا، وہاں تنہا رہنا، منکر نکیر کے سوال و جواب کی مشقت ہے۔

(۱۷) قیامت کے ہولناک منظر اور صور پھونکنے کی دہشت کی مشقت ہے۔

(۱۸) اعمال کے وزن و حساب کے وقت اولین و آخرین کے سامنے رسوا ہونے کا خوف ہے۔

(۱۹) اللہ رب العزت کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف۔

(۲۰) اللہ تعالیٰ بچائے! اگر ان مشقتوں کے ساتھ دوزخ کی مصیبت آگئی تو ہمیشہ کی ذلت اور ایسی مشقت کہ اس کی کوئی انتہا ہی نہیں۔

جو انسان پیدا ہونے سے لے کر آخر تک ایسی مصیبتوں اور مشقتوں میں گھرا ہوا ہو، اس کے لیے بالکل مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنی طاقت اور مال و دولت پر فخر کرے۔

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۞ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۞ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ
اَحَدٌ ۞ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۞ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۞ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۞ فَلَا
اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۞ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۞

کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس پر کسی کا بس (یعنی قابو) نہیں چلے گا؟ ﴿۵﴾ کہتا ہے کہ: میں نے بہت زیادہ مال (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور رسول کی مخالفت میں) خرچ کر ڈالا ﴿۶﴾ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا ہے؟① ﴿۷﴾ کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں نہیں دیں؟ ﴿۸﴾ اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیے؟② ﴿۹﴾ اور ہم نے اس کو (خیر و شر) دونوں راستے بتلا دیے ہیں③ ﴿۱۰﴾ پھر بھی وہ (ثواب کی) گھاٹی میں داخل نہیں ہوسکا④ ﴿۱۱﴾ اور تم کو معلوم ہے وہ گھاٹی کیا ہے؟ ﴿۱۲﴾

---

① انسان گناہ کرے اور اس پر بے خوف ہوکر اترائے۔

② دل کی بات ظاہر کرنے کے لیے زبان اور دو ہونٹ جیسی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت نصیب ہوئی۔

ہونٹوں کے فوائد: (۱) چوسنے کا عمل؛ جیسے: دودھ اور پھلوں کو چوسنا (۲) منہ کے اندر کے حصے کو غبار وغیرہ سے بچا کر رکھنا (۳) دانتوں کو چھپانا، دانت کھلے رہتے تو بہت برا نظر آتا (۴) بات کرنے میں زبان کی مدد کرنا، ب اور بعض حروف تو ہونٹ ہی سے ادا ہوتے ہیں (۵) کھانا، پینا، چبانا، نگلنا، پھینکنا وغیرہ کاموں میں مدد (۶) پھونک مارنے کا کام۔

ایک اہم نکتہ: اللہ تعالیٰ نے دو کان، دو آنکھیں اور ایک زبان عطا فرمائی، حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ جتنا سنے، جس قدر دیکھے، کم از کم اس سے آدھا بولے۔

③ اس کی ایک تفسیر: عورت کے پستان: یعنی بچے کو دودھ پینے کے لیے اور غذا حاصل کرنے کے لیے دو پستانوں کا راستہ اللہ تعالیٰ نے سمجھا دیا؛ اگرچہ اکثر مفسرین نے خیر اور شر کے، ہدایت اور گمراہی کے راستے کی رہنمائی مراد لی ہے۔

④ نیکی اور ثواب کے کاموں کو گھاٹی سے تعبیر فرمایا؛ اس لیے کہ دین کا کام کرنا، ثواب کمانا اس میں ہر طرح کے شیطانوں کی مخالفت کا سامنا کرنا اور حرام سے دور رہنا جو خود نفس کے لیے شاق ہے۔ یہ ''گھاٹی'' میں چلنے سے کچھ کم مشکل کام نہیں ہے۔

(۱) اسی طرح دین اور نیکی کے کام کو انجام دینے میں انسان کو اپنے نفس اور ھویٰ کی مخالفت کرنی پڑتی ہے جو نفس اور طبیعت کے اوپر بہت شاق اور گراں ہوتی ہے۔

(۲) بعض حضرات نے فرائض اور واجبات ادا کرنے کو گھاٹی سے تعبیر کیا ہے۔

(۳) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''عقبہ'' جہنم کا ایک پہاڑ ہے۔

(۴) بعض حضرات نے کہا کہ: جہنم کے پل کے آگے ایک گھاٹی ہے جس کو پار کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہی ہوگا۔

فَكُّ رَقَبَةٍ ۝۱۳ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝۱۴ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝۱۵ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا
مَتْرَبَةٍ ۝۱۶ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝۱۷ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝۱۸ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝۱۹ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝۲۰ ع ۱۵

کسی (غلام) کی گردن چھڑا دینا ہے① ﴿۱۳﴾ یا بھوک کے دن میں کھانا کھلا دینا ہے ﴿۱۴﴾ کسی رشتے دار یتیم کو ﴿۱۵﴾ یا کسی مسکین کو جو مٹی پر بیٹھا رہتا ہو ﴿۱۶﴾ پھر وہ ان لوگوں میں سے نہ ہوا جو ایمان لائے ہوئے ہیں② اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے ہیں③ اور ایک دوسرے کو (مخلوق پر) رحم کرنے کی تاکید کرتے ہیں④ ﴿۱۷﴾ وہی لوگ داہنی جانب والے ہیں⑤ ﴿۱۸﴾ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا وہ بائیں جانب والے ہیں⑥ ﴿۱۹﴾ ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی آگ مسلط کر دی جائے گی (تاکہ وہ نکل ہی نہ سکے)⑦ ﴿۲۰﴾

① گردن چھڑانے کی قسمیں: (۱) غلام باندی کو آزاد کرنا، کرانا (۲) دیت ادا کر کے قصاص سے بچا لینا (۳) قرض ادا کر کے مقروض کو قرض خواہ سے بچانا (۴) قیدی کو فدیہ دے کر چھڑانا۔

② تمام نیکیوں کی مقبولیت کا مدار ایمان پر ہے۔ (۱) ثم بیان کے لیے ہے، ایمان کو ان سب باتوں کے بعد ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ ان اعمال کا کرنے والا ایمان دار ہونا چاہیے (۲) ثم کو بعض حضرات تاخیر کے لیے مانتے ہیں؛ یعنی اس طرح کے اعمال اگر کافر کرے تو ایمان لانے تک موقوف رہتے ہیں؛ چاہے زندگی کے آخری ایام میں ایمان لائے تو بھی کفر کے زمانے کے اس طرح کے نیک اعمال پر اچھے ثمرات ملیں گے، حدیث سے بھی یہ بات ثابت ہے۔

③ تیس سے زیادہ مرتبہ قرآن میں صبر کی تاکید ہے۔ نیک اخلاق کا مجموعہ صبر ہے، صبر پر بے حساب ثواب کا وعدہ ہے، دین اور دنیا کی قیادت صبر کی برکت سے ہے۔ صبر کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔

④ مخلوق پر شفقت اور رحم کرنا یہ بہت ساری نیکیوں کے جاری ہونے کا سرچشمہ ہے، جیسے معافی، لطف اور مہربانی، حلم۔

⑤ عرش کی داہنی جانب والے جن کو داہنے ہاتھوں میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔ (دوسرا ترجمہ) اور وہی لوگ اچھے نصیب والے ہیں۔ عالمِ ارواح میں ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں داہنی طرف سے نکالا تھا اور عرب لوگ اپنے عرف میں داہنی طرف والوں کو مبارک سمجھتے تھے۔ ⑥ ان کو عالمِ ارواح میں حضرت آدم کی بائیں طرف سے نکالا تھا اور عرش کی بائیں جانب والے جن کو بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔ (دوسرا ترجمہ) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا وہی لوگ برے نصیب والے ہیں۔ (تیسرا) نحوست والے ہیں۔

⑦ دوسرا مطلب: نافرمانوں پر ایسی آگ مسلط ہوگی جس کو اوپر سے بند کر دیا گیا ہوگا، تو اس کی وجہ سے آگ کی بھاپ باہر نہیں نکل سکے گی، باہر کی ٹھنڈی ہوا اندر نہیں جا سکے گی، اس طرح عذاب میں کوئی تخفیف نہیں ہوگی۔

سُوْرَةُ الشَّمْس

(مكية)

سورۂ شمس

یہ سورت مکی ہے، اس میں پندرہ (۱۵) آیتیں ہیں۔

سورۂ قدر کے بعد اور سورۂ بروج سے پہلے چھبیس (۲۶) نمبر پر نازل ہوئی۔

شمس: سورج کو کہتے ہیں اور دھوپ کو بھی کہتے ہیں، دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہیں۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: جب تم امامت کرو تو ''والشمس وضحٰھا'' اور ''اقرأ باسم ربک'' اور ''واللیل اذا یغشٰی'' (وغیرہ) پڑھا کرو۔

آیَاتُهَا ۱۵ — (۹۱) سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ (۲۶) — رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا
يَغْشٰهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝۵ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝۶ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝۷

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قسم ہے سورج اور اس کی (پھیلی ہوئی) دھوپ کی① ﴿۱﴾ اور چاند کی (قسم) جب وہ سورج کے پیچھے آوے② ﴿۲﴾ اور (قسم ہے) دن کی جب وہ اس (سورج) کو روشن کر دیوے ﴿۳﴾ اور رات کی (قسم) جب وہ اس پر چھا جاوے③ ﴿۴﴾ اور (قسم ہے) آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اس کو بنایا ہے④ ﴿۵﴾ اور زمین کی (قسم) اور اس ذات کی جس نے اس کو بچھایا ہے⑤ ﴿۶﴾ اور (انسان کی) جان⑥ کی اور اس کی جس نے اس کو درست بنایا ہے⑦ ﴿۷﴾

---

① سورج ظاہری روشنی دیتا ہے جس سے دنیا کے راستے صاف نظر آتے ہیں، ایمان کے راستے پر چلنے والے کے لیے سب سے عمدہ چیز نبوت کا آفتاب ہے۔
② سورج کے غروب کے بعد چاند ظاہر ہوتا ہے۔
③ رات کی تاریکی ہر چیز کو چھا جاتی ہے۔
④ اس صورت میں "ما" کو "من" کے معنی میں لیا ہے، اور اگر "ما" کو مصدریہ لیں گے تو معنی ہوگا: قسم ہے آسمان کی اور اس کے بنانے کی۔ (دوسرا ترجمہ) اور (قسم) ہے آسمان کی اور جیسی شان والا اس کو بنایا ہے۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) اور (قسم ہے) زمین کی اور جیسی عمدہ اس کو بچھایا ہے اس کی۔
⑥ (دوسرا ترجمہ) اور (انسان کی) جان کی (قسم) اور جیسا اس کو بنایا ہے اس کی۔
⑦ نفس کو درست بنایا، اس کے مزاج کو معتدل بنایا، سمجھ اور علم حاصل کرنے کے قابل بنایا، مشکلات پر صبر اور ثابت قدم رہنے کے لائق بنایا، اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت پیدا کر سکے ایسا بنایا۔

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝٨ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝٩ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝١٠
كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوٰىهَآ ۝١١ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقٰىهَا ۝١٢ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ
وَسُقْيٰهَا ۝١٣ فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا ۖ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝١٤ وَلَا
يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝١٥ ع١٥

پھر جو چیز اس کے لیے برائی کی ہے اور جو اس کے تقویٰ کی ہے وہ اس کے دل میں ڈال دی① ﴿۸﴾ پکی بات ہے جس نے اس (نفس) کو پاکیزہ رکھا وہ کامیاب ہوگیا② ﴿۹﴾ اور پکی بات ہے جس نے اس (نفس) کو (گناہ میں) چھپا دیا وہ ناکام ہوگیا③ ﴿۱۰﴾ ثمود قوم نے اپنی شرارت سے (حضرت صالح علیہ السلام کو) جھٹلایا ﴿۱۱﴾ جب کہ اس قوم میں (جو) سب سے زیادہ بدبخت (تھا وہ اونٹنی کو مارنے) اٹھ کھڑا ہوا④ ﴿۱۲﴾ اس پر اللہ تعالیٰ کے رسول نے قوم کے لوگوں کو کہا کہ: اللہ تعالیٰ کی اونٹنی اور اس کی پانی پینے کی باری کا پورا خیال رکھنا ﴿۱۳﴾ پھر بھی انھوں نے اس (رسول) کو جھٹلایا، سو اس (اونٹنی) کو کاٹ ڈالا، انجام یہ ہوا کہ ان کے گناہ کی وجہ سے ان کے رب نے ان پر عذاب بھیج دیا⑤، پھر سب کو (مٹا کر) برابر کر دیا⑥ ﴿۱۴﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) کو اس (ثمود) کے انجام سے کوئی ڈر نہیں ﴿۱۵﴾

---

① یعنی نیکی اور برائی دونوں سمجھائی، انسان اپنی مرضی سے جو چاہے اپناوے۔

(۱) تقویٰ کا الہام اس لیے فرمایا کہ اس پر عمل کرے، اور فجور کا اس لیے فرمایا تاکہ اس سے اپنے آپ کو بچائے۔

الہام: جو پہلے سے کسی فکر کی پیداوار نہ ہو، بغیر کسی اکتساب اور استدلال کے حق تعالیٰ کی طرف سے جو علوم اور ہدایت دل میں آتی ہے وہ الہام کہلاتا ہے۔ غلط باتوں کا الہام شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ نبی کا الہام قطعی ہے اور ولی کا الہام ظنی ہے۔ نبی کے الہام میں شریعت کے احکام ہوتے ہیں جس کی تبلیغ بھی ہوتی ہے، ولی کے الہام میں عام طور پر بشارت یا تفہیم ہوتی ہے، اور اس کو چھپانا بہتر ہوتا ہے۔ ہاں! جب کوئی شرعی و دینی داعیہ ہو تو اس کی اشاعت کر سکتے ہیں، نبی کے علاوہ دوسروں کا الہام شرعی دلیل نہیں ہے۔

(۲) نبیوں کے ذریعے اور آسمانی کتابوں کے ذریعہ خیر اور شر کی پہچان کرائی۔

(۳) ان کی عقل اور فطرت میں خیر اور شر کا شعور ودیعت فرمایا؛ تاکہ نیکی اختیار کرے اور برائی سے اپنے آپ کو

بچائے۔

②(دوسرا ترجمہ) پکی بات ہے جس نے اس (نفس) کو سنوارا وہ فلاح پانے والا ہو گیا۔

شہوت اور غضب کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل کے تابع کر دیوے اور عقل کو شریعت کا پابند بنا دیوے، اس کے نتیجے میں روح اور دل اللہ تعالیٰ کی تجلّی کے نور سے منور ہو جاتے ہیں۔

قرآن کی بیس آیتوں میں بعض نیک اعمال پر لفظ فلاح استعمال ہوا ہے اور یہاں فلاح کو تزکیہ کے ساتھ جوڑا ہے؛ لہٰذا یوں کہہ سکتے ہیں کہ ان بیس آیتوں میں آئے ہوئے نیک اعمال کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے سے کافی حد تک نفس کا تزکیہ ہو سکتا ہے۔ وہ بیس آیتیں یہ ہیں:

سورۂ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیات:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ ① ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ② الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ④ أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑤

سورۂ مومنون کی ابتدائی گیارہ آیتیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ② وَالَّذِيْنَ هُمْ
عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ④ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ⑤ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ⑥ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ⑦ وَالَّذِيْنَ هُمْ
لِأَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ⑧ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ⑨ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ⑩ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ
الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑪

سورۂ روم کی آیت:

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ㊳

اور سورۂ توبہ کی آیت:

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۭ وَأُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَأُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ㊇ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ㊈

③(دوسرا ترجمہ) اور پکی بات ہے جس نے اس نفس کو (نافرمانی میں) دھنسا دیا (یا، دبا دیا) وہ ناکام ہو گیا (تیسرا) اور جس نے اس (نفس) کو خراب کیا وہ ناکام ہو گیا۔

④اس کا نام "قدار" تھا، شاید اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے آج بھی "قدار ایشور" کی پرستش کی جاتی ہے۔

⑤(دوسرا ترجمہ) عذاب الٹ دیا۔

⑥اور اس ہلاکت کو سب پر برابر کر دیا۔

سُوْرَةُ اللَّيْل

(مكية)

سورۂ لیل

یہ سورت مکی ہے، اس میں اکیس (٢١) آیتیں ہیں۔
سورۂ اعلیٰ کے بعد اور سورۂ فجر سے پہلے نو (٩) نمبر پر نازل ہوئی۔
رات اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔
سورت کی پہلی ہی آیت میں رات کی قسم کھائی گئی ہے۔

آیاتُہا ۲۱ | (۹۲) سُوْرَۃُ الَّیْلِ مَکِّیَّۃٌ (۹) | رُکُوْعُھَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۞ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۞ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۞ اِنَّ سَعْيَكُمْ
لَشَتّٰى ۞ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۞ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۞ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۞ وَاَمَّا
مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۞ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۞

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قسم ہے رات کی جب کہ وہ ڈھانک لیوے① ﴿۱﴾ اور دن کی (قسم) جب خوب روشن ہوجاوے ﴿۲﴾ اور اس ذات کی (قسم) جس نے مذکر (یعنی نر) اور مؤنث (یعنی مادہ) کو پیدا کیا ﴿۳﴾ یقیناً تمھاری کوششیں الگ الگ قسم کی ہیں② ﴿۴﴾ سو جس شخص نے (اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال) دیا اور تقویٰ اختیار کیا ﴿۵﴾ اور اچھی بات (اسلام) کو دل سے مانا ﴿۶﴾ تو ہم اس کو آسان چیز تک آسانی سے پہنچادیں گے③ ﴿۷﴾ اور جس شخص نے بخیلی کی اور (دین پر عمل کرنے میں) بے پرواہی کی ﴿۸﴾ اور اچھی بات (اسلام) کو جھٹلادیا ﴿۹﴾

---

① رات آفتاب اور دن کو اپنے اندھیرے میں چھپالیتی ہے۔

② انسان کی دینی اور دنیوی کوششیں اور نیک اور برے اعمال الگ الگ قسم کے ہیں؛ اس لیے اس کا نتیجہ جنت اور جہنم الگ الگ قسم کا ہوگا۔ کوئی بھی انسان تین طرح کے اعمال سے باہر نہیں:

(۱) جو اعمال خیر ہی خیر ہوں، اس میں دور سے بھی شر اور برائی نہ ہو۔

(۲) جو اعمال شر ہی شر ہوں، دور سے بھی اس میں خیر نہ ہو۔ (۳) خیر اور شر دونوں کی ملاوٹ ہو۔

③ یعنی: (۱) اس کے لیے نیکی کا راستہ آسان کردیا جائے گا اور اس کی برکت سے جنت میں پہنچادیا جائے گا۔

(۲) دنیا میں شریعت پر عمل اور اس کی برکت سے آخرت میں جنت سب سے زیادہ راحت والی چیز ہے۔

(۳) اس کی طبیعت اور مزاج ایسا بن جاتا ہے کہ نیک اعمال اس کے لیے کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغْنِىْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ
لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِىْ
كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ
مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾ ع ۲۱ / ۱۷

تو ہم اس کو مشکل چیز (جہنم) تک آسانی سے پہنچا دیں گے① ﴿۱۰﴾ اور ایسا شخص جب (آگ میں) گرے گا تب اس کا مال اس کو کچھ کام نہیں آئے گا ﴿۱۱﴾ یقیناً (ہدایت کا) راستہ بتلا دینا ہمارے ہی ذمے ہے ﴿۱۲﴾ اور یقینی بات ہے کہ آخرت اور دنیا ہمارے ہی ہاتھ میں ہیں ﴿۱۳﴾ لہٰذا میں نے تم کو ایک بھڑکتی آگ سے ڈرا دیا ﴿۱۴﴾ اس میں سب سے بڑا بد بخت ہی داخل ہوگا② ﴿۱۵﴾ جس نے (اسلام کو) جھٹلایا اور منہ پھرا لیا ﴿۱۶﴾ اور اس (آگ) سے بڑے تقویٰ والے کو دور رکھا جائے گا③ ﴿۱۷﴾ جو اپنا مال پاک کرنے کی غرض سے (اللہ کے راستے میں) دیتا رہا④ ﴿۱۸﴾ حالاں کہ اس پر کسی کا احسان نہیں تھا کہ جس کا بدلہ دیا جائے ﴿۱۹﴾ اس کا مقصد تو صرف اپنے رب کی خوشی حاصل کرنا ہے جن کی شان سب سے اونچی ہے ﴿۲۰﴾ اور یقین رکھو⑤ کہ ایسا شخص عنقریب خوش ہو جائے گا ﴿۲۱﴾

① یعنی اس کے لیے ایسے اسباب آسان کر دیے جو اس کو جہنم کی طرف لے جاوے۔ اور گنہ گاروں اور جہنمیوں کے لیے برے اعمال کرنا مزاج اور آسان بن جاتا ہے۔ ② ایمان سے محرومی سب سے بڑی بدبختی ہے۔
③ کفر سے بچا لیا جانا اور ایمان ملنا سب سے بڑا تقویٰ ہے۔ متقی اور اتقی میں فرق: متقی وہ ہے جو کفر اور ہر طرح کے گناہوں سے بچا ہوا رہے، اور گناہ ہو جائے تو فوراً ندامت کے ساتھ توبہ کرے؛ تا کہ گناہ کا اثر دل پر باقی نہ رہے اور گناہ دل میں جم بھی نہ سکے۔ اتقی: جو شریعت اور طریقت کی تمام چیزوں کو پورا کرے، دل میں گناہ کے خطرات اور بری نیت کا خیال تک نہ آنے دیوے، ظاہر اور باطن دونوں ایک جیسا ہو۔
④ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنے سے خود مال بھی پاک ہوتا ہے، اور انسان کا نفس مال کی ناپاک محبت سے پاک ہوتا ہے۔ اور مال میں ترقی اور زیادتی بھی ہوتی ہے، اور لفظ زکوٰۃ میں پاکی اور زیادتی دونوں معنی ہے۔
⑤ ان آیات کا نزول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے ہوا، مظلوم مؤمن غلاموں کو خرید خرید کر آزاد فرمایا کرتے تھے، اگر چہ آیت میں بیان کیے ہوئے صفات والا ہر مؤمن اس کا مصداق ہے۔

سُوْرَةُ الضُّحىٰ

(مكية)

سورۂ ضحیٰ

یہ سورت مکی ہے، اس میں گیارہ (۱۱) آیتیں ہیں۔
سورۂ فجر کے بعد اور سورۂ انشراح سے پہلے گیارہ (۱۱) نمبر پر نازل ہوئی۔
چڑھتی دھوپ کے وقت کو "ضحیٰ" کہتے ہیں، جس کو ہم ہمارے عرف میں چاشت کا وقت بھی کہتے ہیں، سورت کی پہلی ہی آیت میں اس چڑھتی دھوپ کی قسم کھائی گئی ہے۔ یہ وقت بھی بڑا انرالا وقت ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں سے مقابلہ ایک کھلے میدان میں اسی وقت ہوا تھا، وان یحشر الناس ضحیٰ۔

آیاتہا ١١	(٩٣) سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ (١١)	رکوعہا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالضُّحٰى ۝١ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝٢ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝٣ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ
الْاُوْلٰى ۝٤ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝٥ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝٦

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

میں قسم کھاتا ہوں دن کے چڑھنے کے وقت کی① ﴿١﴾ اور رات کی (قسم) جب (اس کا اندھیرا) پوری طرح چھا جائے② ﴿٢﴾ تمھارے رب نے تم کو چھوڑا بھی نہیں اور ناراض بھی نہیں ہوئے ﴿٣﴾ اور یقیناً آگے آنے والی حالت تمھارے لیے پہلی حالت سے بہتر ہے③ ﴿٤﴾ اور یہ بات طے ہے کہ آگے چل کر تمھارے رب تم کو اتنا دیں گے کہ تم خوش ہو جاؤ گے ﴿٥﴾ کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا تھا؟ پھر (تم کو) ٹھکانہ دیا④ ﴿٦﴾

---

① اس وقت کی بہت ساری خصوصیات ہیں: (١) علم اور روزی حاصل کرنے کا یہ بہترین وقت ہے۔
(٢) فرض نماز سے خالی ہے؛ اس لیے نفل کا وقت فارغ ہے، بزرگوں نے لکھا ہے کہ جو آدمی مال کی تکلیف میں رہتا ہو وہ چاشت کی نماز پڑھا کرے۔
(٣) اس وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔
(٤) جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر اس وقت ایمان لائے تھے۔
بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ ضحیٰ سے مراد: حضرت نبی کریم ﷺ کی ولادت کا دن اور "لیل" سے مراد: معراج کی رات ہے۔
بعض نے کہا ہے کہ: "ضحیٰ" سے حضرت نبیٔ کریم ﷺ کا چہرۂ انور اور "لیل" سے مراد: آپ ﷺ کے زلفوں کی سیاہی ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) میں قسم کھاتا ہوں چاشت کے وقت کی روشنی کی۔
③ (دوسرا ترجمہ) یقیناً آخرت تمھارے لیے دنیا سے بہت بہتر ہے۔
④ آپ ﷺ پیدائش کے وقت سے یتیم تھے۔ دادا جان اور چچا جان کی شفقتوں میں بڑے ہوئے۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿۷﴾ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿۹﴾ وَاَمَّا
السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿۱۰﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ ع۱۸

اورتم کو (شریعت کے راستے سے) ناواقف پایا تو (تم کو) شریعت کا راستہ دکھا دیا① ﴿۷﴾ اورتم کو نادار پایا تو غنی کر دیا② ﴿۸﴾ سواب جو یتیم ہو تو اس پر سختی نہ کرنا ﴿۹﴾ اور جو سوال کرنے والا ہے تو اس کو جھڑکنا نہیں③ ﴿۱۰﴾ اور اپنے رب کی نعمت کا تذکرہ کرتے رہنا④ ﴿۱۱﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) تو تم کو (شریعت کی) منزل پر پہنچا دیا۔

لفظِ ضلالت کا استعمال دو معنی میں ہوتا ہے:

(۱) ایک مذموم جیسے ولا الضالین، حق واضح ہونے کے بعد بھی حق کی اتباع نہ کرے وہ مذموم ہے۔

(۲) غیر مذموم کہ اب تک حق واضح ہی نہ ہوا ہو، اس کا معنی ہے: ناواقفیت، یہ نقص اور کمی نہیں ہے؛ چوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک زمانہ ایسا گزرا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حقائق واضح نہیں ہوئے تھے، جیسے ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان والی آیت میں ہے، وحی کے نازل ہونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان علوم کو نہیں جانتے تھے، اور وحی نازل ہونے کے بعد حقائق واضح کر دیے گئے۔

ووجدك ضالا فهدى: کسی کی کوئی چیز کھو جاتی ہے تو وہ آدمی اس کو حاصل کرنے کے لیے بے قرار رہتا ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فطری اور طبعی طور پر بتوں کی پوجا اور تمام کفریہ کاموں سے دور رہتے تھے، عرب کے بڑے بڑھوں سے سن رکھا تھا کہ: ہمارا اصلی دین "دینِ ابراہیمی" ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ فکر سوار تھی کہ میں بھی دینِ ابراہیمی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے؛ لیکن دینِ ابراہیمی کی پوری تفصیلات کیسی کو یاد نہیں تھی اور کسی کتاب میں مدون بھی نہیں تھی اور اگر لکھا ہوا ہوتا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا نہیں جانتے تھے: اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے قراری اور بے چینی بڑھتی چلی گئی، اسی بے قراری اور بے چینی کو آیت میں "ضالا" سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

ملتِ ابراہیمی کی چند دھندلی سی باتیں لوگوں میں چلی آ رہی تھیں: اللہ تعالیٰ کا ذکر، تسبیح، اعتکاف، جنابت کا غسل، حج، گوشہ نشینی وغیرہ، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی شروع ہوئی اور شریعت کے اصول وفروع نازل ہوئے، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے قراری دور ہوئی اور جس سچے دین کی تلاش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے وہ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجھا دیا گیا فهدى سے مراد یہ بھی ہے۔

②اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلبِ غنی تو حضور ﷺ کو ملا ہی تھا۔ ساتھ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی باوفا زوجۂ محترمہ نے اپنی دولت کے دہانے آپ کے لیے کھول دیے۔

ووجدک عائلا فاغنی: جو مال بغیر لالچ، بے نیازی اور قناعت سے حاصل ہو وہ عزت کا سبب ہے، اور جو مال لالچ اور اسی کی دوڑ دھوپ میں مصروف رہ کر کے حاصل ہو وہ ذلت کا سبب ہوتا ہے۔

عائلا کا ایک ترجمہ ہے: محتاج ہونا، دوسرا: مالی حالت کمزور ہونا، تیسرا معنی: عیال دار ہونا۔ چوتھا: جس کی کفالت میں اہل وعیال زیادہ ہو اور ضروریات زندگی بخوبی پوری نہ ہوتی ہو۔

(۳) سوال کرنے والا مال کا ہو یا علم کا ہو۔

(۴) (دوسرا ترجمہ) اس کو بیان کرتے رہنا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں آپ کو ملی ہیں اس کو لوگوں کے سامنے ذکر کیا کیجیے، یہ بھی شکر گزاری کا ایک طریقہ ہے:

مالی نعمت کا شکر یہ ہے کہ اس مال میں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اخلاص کے ساتھ کچھ خرچ کریں۔

بدنی نعمت کا شکر یہ ہے کہ جسمانی طاقت کو اللہ تعالیٰ کے واجبات ادا کرنے میں صرف کریں۔

وامابنعمت ربک: اللہ تعالیٰ نے کسی کو یا اس کے متعلقین کو کوئی نعمت عطا فرمائی ہو اس کو بیان کرنا مستحب ہے، شرط یہ ہے کہ بیان کرنے میں اخلاص ہو، اور صرف اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ظاہر کرنا ہو، اگر بیان کرنے میں عجب یا کبر کا اندیشہ ہو تو بیان کرنے سے بہتر اس کو چھپانا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی رات کی حالت لوگوں کو بیان فرماتے تھے کہ: آج رات میں نے اتنا قرآن پڑھا، بعض ناسمجھ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ تو ریاکاری ہے، انھوں نے فرمایا کہ: وامابنعمت الخ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی عبادت کی توفیق عنایت فرمائی تو پھر میں کیوں اس نعمت کو ظاہر نہ کروں، اور شکر گزاری سے میں کیوں محروم رہوں؟

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَح

(مكية)

سورۂ الم نشرح

یہ سورت مکی ہے، اس میں آٹھ (۸) آیتیں ہیں۔

سورۂ والضحیٰ کے بعد اور سورۂ عصر سے پہلے بارہ (۱۲) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت کی پہلی ہی آیت میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ اطہر کو کشادہ کرنے کا بیان ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت کی بات ہے کہ آپ کے جسدِ اطہر کے مختلف اعضا کا قرآنِ مجید میں تذکرہ آیا ہے۔

یہاں سینۂ مبارک کا ذکر ہے۔ دوسری جگہ قلبِ اطہر کا تذکرہ ہے۔ ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک کا تذکرہ ہے تو کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کا تذکرہ ہے، کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ منور کا ذکر ہے، کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمر مبارک کی قسم کھائی گئی ہے۔

ایک نقطہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرحِ صدر کا مرتبہ بغیر طلب کے عطا فرمایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس چیز کو طلب بھی کیا تھا: رب اشرح لی صدری؛ لیکن حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجۂ اقدس کا شرحِ صدر سوال کے باوجود عطا نہیں ہوا، یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال فضیلت کی دلیل ہے۔

آیاتُھا ۸ | (۹۴) سُوْرَۃُ الشَّرْحِ مَکِّیَّۃٌ (۱۲) | رُکُوْعُھا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) کیا ہم نے تمھارے لیے تمھارے سینے کو کھول نہیں دیا؟① ﴿۱﴾ اور ہم نے تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار دیا② ﴿۲﴾ جس نے تمھاری کمر توڑ رکھی تھی ﴿۳﴾

---

① لک کا حاصل یہ ہے کہ اس شرحِ صدر کے فوائد آپ ﷺ ہی کے لیے ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

شرحِ صدر کسے کہتے ہیں؟ (۱) حوصلہ کا وسیع ہونا اور حوصلہ کی وسعت انسان کو کمال اور مرتبہ کے بقدر ملا کرتی ہے۔

(۲) حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو ظاہر و باطن ہر طرح سے شرحِ صدر عنایت کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ کا سینہ مبارک اس قدر کشادہ کر دیا کہ بے شمار کمالات کی گنجائش پیدا کر دی گئی۔ سورت کے شروع میں استفہام انکاری کے طور پر آیا؛ یعنی نفی نفی اثبات؛ گویا پہلی آیت کا خلاصہ ہوگا کہ: ہم نے آپ کے سینہ مبارک کو کھولا ہے۔

(۳) آپ ﷺ کا سینہ مبارک علوم، اخلاق اور معارف کے لیے کشادہ کر دیا۔

(۴) اسی کی برکت سے مخلوق کی طرف آپ کا دھیان ہوتا تھا؛ لیکن خالق کی طرف دھیان میں خلل اور کمی نہیں آتی تھی، ایک طرف خالق سے بھی لو لگائے رہتے اور مخلوق کی ہدایت کی طرف بھی دھیان ہوتا۔

(۵) اسی شرحِ صدر کی برکت سے مخالفین کی ایذاؤں اور تکلیفوں پر آپ تحمل فرماتے۔

(۶) اسی شرحِ صدر کی برکت سے مناجاتِ الٰہی کی طرف توجہ رہتی۔

(۷) اسی شرحِ صدر کی برکت سے مخلوق کی خدمت کے لیے آپ مستعد ہو گئے۔

(۸) وحی کا ابتدا میں جو بوجھ تھا اسی شرحِ صدر کی برکت سے ہلکا ہو گیا۔

(۹) ہر قسم کی ذہنی خلجان دور ہو گئی، اور اسلام مذہب حق ہے، اس کا مکمل انشراح ہو گیا۔

② (۱) آپ ﷺ کے دل میں جو تنگی پیدا ہوتی تھی شرحِ صدر کر کے یہ ساری تشویشات اور پریشانیاں دور کر دی۔

(۲) مکہ مکرمہ سے نکلنے کا جو غم تھا وہ مدینہ پہنچا کر دور کر دیا (۳) کافروں کے مظالم کا جو غم تھا وہ اسلام کے غلبے سے دور کر دیا (۴) شروع زمانے میں دینِ حنیف کے احکام نہ پہنچنے کا جو غم تھا، نزولِ قرآن اور وحی کی برکت سے وہ غم دور ہو گیا (۵) امت کا جو غم اور فکر تھا مقامِ شفاعت عطا فرما کر اس کو ختم کر دیا (۶) رسالت کی ذمے داری کا جو غم تھا وہ جاں نثار صحابہ کی جماعت عطا فرما کر دور کر دیا۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾ فَإِذَا فَرَغْتَ
فَانْصَبْ ﴿٧﴾ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿٨﴾

اور ہم نے تمھارے لیے تمھارے تذکرے کو بلند کیا① ﴿۴﴾ سو یقیناً (ہر) مشکل کے ساتھ آسانی ہوتی ہے ﴿۵﴾ یقیناً (ہر) مشکل کے ساتھ آسانی ہوتی ہے② ﴿۶﴾ لہٰذا جب تم (مخلوق کی خدمت سے) فارغ رہو تب خود کو تھکاؤ③ ﴿۷﴾ اور اپنے رب ہی سے دل لگاؤ④ (یعنی عبادت اور دعا) ﴿۸﴾

---

① اذان واقامت میں، کلمہ میں، خطبہ میں، مجالس میں حتیٰ کہ قرآن کی آیتوں میں، اطاعت ونافرمانی میں بھی، ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور ﷺ کا ذکرِ خیر ہے، پورے عالم کے اوقات پر غور کیا جاوے تو ۲۴ رگھنٹے میں ہر وقت دنیا میں کسی نہ کسی جگہ اذان واقامت میں اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کے ساتھ حضور ﷺ کا ذکرِ خیر بلند کیا جاتا ہے: اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ وعلی من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

② دعوت کے کام میں سختیوں کے بعد آسانیاں نصیب ہوں گی۔ مادرِ علمی جامعہ ڈابھیل میں جن کے متبرک حجرے میں قیام پذیر ہو کر قرآنِ مجید کا ترجمہ اور حواشی کا اکثر حصہ لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی وہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ بہت خوب لکھتے ہیں:

اب بھی عادۃ اللہ یہی ہے کہ جو شخص سختی پر صبر کرے اور سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھے اور ہر طرف سے ٹوٹ کر اسی سے لو لگائے، اسی کے فضل ورحمت کا امیدوار رہے، امتدادِ زمانہ سے گھبرا کر آس نہ توڑ بیٹھے تو ضرور اللہ تعالیٰ اس کے حق میں آسانی کرے گا، ایک طرح کی نہیں کئی طرح کی۔

ان مع العسر یسرا: مع کا لفظ مقارنت؛ یعنی ایک ساتھ ہونے کے معنیٰ میں آتا ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ سختی اور آسانی دونوں ایک ہی ساتھ ایک ہی وقت میں ہو اور یہ ممکن نہیں ہے؛ اس لیے کہ اجتماعِ ضدین ہو رہا ہے تو اس کا حل اس طرح سے کریں گے:

(۱) دو ضدوں کا جمع ہونا دو مختلف اعتبار اور حیثیت سے ممکن ہے؛ جیسے ایک ہی چیز ایک وقت میں ایک لحاظ سے مصیبت ہو اور دوسرے اعتبار سے آسانی اور راحت کا ذریعہ ہو، جیسے فقیری دنیا میں مشقت ہے؛ لیکن آخرت میں حساب، کتاب میں بڑی سہولت کا ذریعہ ہے، اور دنیا میں بھی چوروں سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

(۲) لفظ مع مقارنت ومصاحبت کے علاوہ ایسی جگہ بھی بولا جاتا ہے جہاں ایک چیز کے بعد دوسری چیز جلدی حاصل ہونے والی ہو؛ گویا کسی چیز کے نزدیک زمانے میں حاصل ہونے کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے، اس اعتبار سے معنیٰ یہ ہوگا کہ: دنیا کی تنگی کے ساتھ عنقریب دنیا میں راحت آئے گی، اور دنیا کی تنگی کے ساتھ عنقریب آخرت کی بڑی راحت بھی ملے گی۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ لفظ ''عسر'' دونوں جگہ پر معرفہ لایا گیا ہے؛ اس لیے قاعدہ کے مطابق ایک ہی ''عسر'' مراد ہے اور ''یسر'' دونوں جگہ پر نکرہ ہے، معلوم ہوا کہ دونوں ''یسر'' الگ الگ ہے؛ لہٰذا ایک تکلیف اور دو آسانی ہوگئی؛ گویا ایک تکلیف کے ساتھ دو آسانی کا بندوں کو انعام ملتا ہے۔

بعض حضرات نے اس بات کو تاکید کے لیے قرار دیا ہے؛ چوں کہ عام طور پر مصیبت میں آسانی کی امید ختم ہو جاتی ہے؛ لیکن آسانی کی امید کا یقین دلانے کے لیے مقرر تاکید کے ساتھ فرمایا گیا۔

③ دن میں محنت، رات کی عبادت، اور دعا یہ ہر داعی کے لیے ضروری ہے۔

④ پرورش کرنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف دل لگاؤ، خاص طور پر حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پرورش کر کے ایسے کمالات عطا فرمائے جو مخلوق میں کسی کو میسر نہیں ہوئے تو اسی کمالات عنایت کرنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف دل لگانا چاہیے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ: فاذا فرغت: یعنی جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں۔

تیسرا مطلب یہ ہے کہ: قاعدۂ اخیرہ میں جب التحیات سے فارغ ہو جائیں تو دنیا آخرت کی دعا (ماثور الفاظ میں) اللہ تعالیٰ سے کیجیے۔

سُوْرَةُ التِّيْن

(مكية)

سورۂ تین

یہ سورت مکی ہے، اس میں آٹھ (۸) آیتیں ہیں۔ سورۂ بروج کے بعد اور سورۂ ایلاف سے پہلے اٹھائیس (۲۸) نمبر پر نازل ہوئی۔

سورت کی پہلی ہی آیت میں تین یعنی انجیر کی قسم کھائی گئی ہے۔

قاضی بیضاویؒ لکھتے ہیں: ''انجیر اور زیتون'' اللہ تعالیٰ نے پھلوں میں خصوصیت کے ساتھ ان ہی دو کی قسم کھائی ہے؛ کیوں کہ انجیر ایک عمدہ میوہ ہے جس میں فضلہ نہیں ہوتا اور غذائے لطیف، سریع الہضم اور کثیر النفع ہے، طبیعت کو نرم کرتا ہے اور بلغم کو تحلیل کرتا ہے، گردوں کو صاف کرتا ہے، ریگ مثانہ کو نکالتا ہے، جگر اور تلی کے سدّے کھولتا ہے، بدن کو فربہ کرتا ہے اور زیتون پھل کا پھل، سالن کا سالن اور دوا کی دوا ہے، اس کا تیل لطیف ہوتا ہے، جس کے فائدے بہت ہیں۔

(۱) تین سے انجیر کا درخت یا پھل اور زیتون سے زیتون کا درخت یا پھل مراد ہے، ان دونوں کی قسم سے ان کے فائدوں کی طرف اشارہ ہے، انجیر ایک ایسا پھل ہے جس میں گٹھلی بھی نہیں ہوتی ہے اور چھلکا نکالنے کی ضرورت نہیں ہوتی، غذا بھی ہے اور دوا بھی، اس کے درخت پر کانٹے بھی نہیں ہوتے، انجیر کا درخت اتنا اونچا بھی نہیں ہوتا کہ پھل حاصل ہونے کے لیے تکلیف ہو۔

(۲) تین اور زیتون دو شہروں کے نام ہیں، تین دمشق کو کہتے ہیں اور زیتون بیت المقدس کو کہتے ہیں۔ (۳) دو پہاڑوں کے نام مراد ہے، بیت المقدس جس پہاڑ پر واقع ہے اس کے دو ٹکڑے ہیں، ایک جبلِ زیتون، دوسرا جبلِ تین۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سورۂ تین پڑھے اور ''الیس اللّٰہ باحکم الحاکمین'' پر پہنچے تو ''بلی وانا علی ذلک لمن الشاھدین'' پڑھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سفر میں تھے تو آپ نے عشا کی دو رکعتوں میں ایک میں سورۂ ''والتین'' پڑھی۔

رُکُوْعُهَا ١	(٩٥) سُوْرَۃُ التِّیْنِ مَکِّیَّۃٌ (٢٨)	اٰیَاتُهَا ٨

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ① وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ② وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ③ لَقَدْ خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ④ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ⑤

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قسم کھاتا ہوں انجیر کی① اور زیتون کی② ﴿١﴾ اور طور (پہاڑ جو) سینا (کے صحراء میں ہے اس) کی ﴿٢﴾ اور اس امن والے شہر (مکہ) کی ﴿٣﴾ کہ ہم نے انسان کو اچھے سے اچھے انداز (یعنی اسلوب) پر بنایا ہے③ ﴿٤﴾ پھر ہم اس کو نچلی حالت والوں میں سب سے زیادہ نچلی حالت میں کر دیتے ہیں④ ﴿٥﴾

---

① چار چیزوں کی قسم کھائی گئی؛ لیکن اس کے باوجود سورت کا نام ایک پھل: ''تین'' پر سے رکھا گیا۔ حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ تمام پھلوں میں جامع ترین پھل انجیر ہے، جس طرح قرآنِ مجید تمام پچھلی آسمانی کتابوں کے علوم کی جامع ہے، اس طرح انجیر کا پھل بھی بے شمار ظاہری اور باطنی خوبیوں کو جامع ہے۔

② زیتون کے درخت کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ: تمام درختوں میں اس کی عمر سب سے زیادہ لمبی ہوا کرتی ہے، تقریباً دو دو ہزار سال کی عمر کے یہ درخت ہوا کرتے ہیں، اور زیتون کو قرآن میں دوسری جگہ شجرۂ مبارکہ بھی کہا گیا، خود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس درخت کے لیے برکت کی دعا مانگی۔

③ (دوسرا ترجمہ) کہ ہم نے انسان کو بہت اچھے سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا ہے (تیسرا) کہ ہم نے انسان کو بہت خوبصورت بناوٹ کے ساتھ پیدا کیا ہے (چوتھا) یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔ انسان کی ساخت میں اللہ تعالیٰ نے ایسا کمال رکھا ہے کہ قیام، رکوع، سجدہ ہر انداز سے اللہ تعالیٰ کی وہ عبادت کر سکتا ہے جب کہ دوسری مخلوقات میں اس طرح کے تمام انداز کی عبادت کی جامعیت نظر نہیں آتی۔

④ (١) انسان جب حق کا انکار کرے تو گرتے گرتے جانور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے، ایک جانور دو باسی روٹی کھلانے والے کے لیے جان تک دے دیتا ہے؛ لیکن یہ انسان اپنے خالق و مالک کی تمام تر نعمت استعمال کر کے نافرمان بنتا ہے اور جہنم کی پستی میں دھکیلا جاتا ہے (نعوذ باللہ من ذلک) (٢) دنیا میں اس کا بھی تجربہ ہوتا رہتا ہے کہ جوان تندرست آدمی بڑھا ضعیف ہو کر ذلیل ترین عمر کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍؕ۝۶ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ
بِالدِّيْنِؕ۝۷ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ۠۝۸

ع ٨

مگر جولوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے تو ان کے لیے ایسا ثواب ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے
﴿۶﴾ پھر (اے انسان!) وہ کونسی چیز ہے جو اس کے بعد تجھ کو بدلے کے دن (قیامت) کو جھٹلانے
پر آمادہ کرتی ہے؟① ﴿۷﴾ کیا اللہ تعالیٰ سب حکمرانوں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہے؟② ﴿۸﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) پھر اے انسان! اس (قدر دلیلوں) کے بعد تو بدلہ ملنے کے دن (قیامت) کو کیوں جھٹلاتا ہے؟

② نوٹ: ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف کی ایک حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کو پڑھنے کے وقت یہ کہنا مستحب ہے "بلی وانا علی ذلک من الشاھدین" (کیوں نہیں؟ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سارے حکمرانوں سے بڑھ کر حکمران ہے)۔

سُوْرَةُ الْعَلَق

(مكية)

سورۂ علق

یہ سورت مکی ہے، ابتدائی پانچ آیتیں سب سے پہلے غارِ حراء میں نازل ہوئی، اس میں انیس (۱۹) آیتیں ہیں۔ سورۂ قلم سے پہلے ایک (۱) نمبر پر نازل ہوئی۔

علق: جما ہوا خون، یا عام خون، یا جو خون بہت زیادہ سرخ ہو۔ اس سورت کی دوسری آیت میں انسان کو علق یعنی جمے ہوئے خون سے پیدا کرنے کا تذکرہ ہے۔ ایک منی کا نطفہ جو چند دنوں میں جمے ہوئے خون کی شکل اختیار کرتا ہے، اس میں مختلف تغیرات کے بعد کامل انسان کی شکل میں تیار ہوتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا نشان ہے۔

اس سورت میں ایک عجیب نکتہ یہ ہے کہ اس کا اول حصہ علم کی فضیلت کو بتلاتا ہے، اور باقی حصہ مال کی برائی کو بتلاتا ہے، اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک علم بہت پسندیدہ چیز ہے اور مال (خلافِ شرع طریقے سے حاصل کرکے خلافِ شرع کاموں میں خرچ کرنا) دل سے دور رکھنے کے قابل چیز ہے۔

آيَاتُهَا ١٩ ۔ (٩٦) سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ (١) ۔ رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝١ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝٢

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) اپنے رب کا نام لے کر (قرآن) پڑھو①، جس نے (سب کچھ) پیدا کیا ﴿١﴾

جس (رب) نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا② ﴿٢﴾

---

① اللہ تعالیٰ کے کلام کو کوئی بھی انسان اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر خود سے نہیں پڑھ سکتا۔

اقرأ: یہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو خطاب اور حکم ہے، اسی طرح قرآن کی پانچ سورتوں میں:

(١) سورۂ جن میں: قل اوحی.

(٢) سورۂ کافرون میں: قل یاایہا الکافرون.

(٣) سورۂ اخلاص میں: قل ھو اللّٰہ احد.

(٤) سورۂ فلق میں: قل اعوذ برب الفلق.

(٥) سورۂ ناس میں: قل اعوذ برب الناس.

اِن میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو پڑھنے کا حکم دیا گیا، جس طرح قرآن میں دوسرے اوامر ونواہی قرآن ہی کا ایک حصہ ہے، اسی طرح یہ "اقرأ" اور "قل" بھی قرآن ہی کا ایک حصہ ہے، اور اس کو تلاوت میں پڑھا جائے گا۔

یہاں "اقرأ" میں جو حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو پڑھنے کا حکم دیا گیا؛ حالاں کہ آپ ﷺ اس وقت امی محض تھے، یہ حکم تکلیفی نہیں؛ بلکہ تلقینی ہے، جیسے جو بچہ مکتب میں پہلے دن جاتا ہے اس کو استاذ یوں کہتے ہیں کہ: بیٹا! جیسے میں پڑھاتا ہوں ایسے پڑھو۔

② علق: جمے ہوئے خون کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ذلیل کو کیسے عزت والا کردیتا ہے! خون کا جو قطرہ منی کہلاتا ہے وہ کیسا ذلیل سمجھا جاتا ہے؛ لیکن اس میں سے خوب صورت انسان اللہ تعالیٰ بناتے ہیں، یہ رحمتِ کاملہ ہے؛ اس لیے کہ انسان بھی انتہائی درجہ محتاج اور ذلیل تھا، قرآن نازل کرکے اور وحی کے علوم عطا کرکے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عزت سے سرفراز کیا۔

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝٣ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝٥ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۝٦ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ۝٧ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ۝٨

(اے نبی!) تم پڑھو① اور تمھارے رب سب سے زیادہ کرم والے ہیں② ﴿۳﴾ جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی ﴿۴﴾ اس (رب) نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کو وہ جانتا نہیں تھا③ ﴿۵﴾ سچ بات یہ ہے کہ④ انسان حد سے نکل جاتا ہے⑤ ﴿۶﴾ کیوں کہ اس نے خود کو بے نیاز (مال دار) سمجھ لیا ہے⑥ ﴿۷﴾ یقیناً تمھارے رب ہی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے ﴿۸﴾

---

① لفظِ ''اقرأ'' دو مرتبہ آیا اس کی حکمت:

(۱) مبالغے کے لیے تکرار ہے۔

(۲) جب حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ''اقرأ'' کا لفظ سنا تو تعجب ہوا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں، کیسے پڑھ سکوں گا؟ تو تاکید کے لیے دوسری مرتبہ فرمایا گیا کہ ''اقرأ''۔

(۳) ایک ''اقرأ'' خود آپ ﷺ کے پڑھنے کے لیے اور دوسرا امت تک پہنچانے کے لیے پڑھنا۔

(۴) ایک ''اقرأ'' نماز میں پڑھنے کے لیے اور دوسرا نماز کے باہر پڑھنے کے لیے۔

(۵) پہلے ''اقرأ'' کا مطلب ہے: آپ قاری؛ یعنی پڑھنے والے بنیے؛ یعنی کسی چیز کو معین کیے بغیر اور دوسرے کا مطلب ہے کہ: اپنے پروردگار کا نام پڑھیے۔

② یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے کہ ایک امی کو ایسا علم والا بنا دے جو بے مثال ہو۔ یہاں جب علم اور لکھنے والی نعمت کا تذکرہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کی صفت ''اکرم'' ذکر کی گئی ''وربک الاکرم'' (اور ''کریم'' کے مقابلے میں ''اکرم'' میں بہت زیادہ کرم کا بیان ہے) اور سورۂ انفطار میں انسان کی بناوٹ میں ظاہری باطنی اعتدال کی نعمت کو ذکر کیا گیا تو وہاں بیان کیا گیا کہ: ''ماغرق بربک الکریم'' اس سے معلوم ہوا کہ علم کی نعمت صحت اور حسن وجمال کی نعمت سے بڑھی ہوئی ہے۔

③ جن باتوں کا معلوم کرنا قوتِ بشری میں ممکن نہیں تھا وہ باتیں اللہ تعالیٰ نے سکھلائیں۔

④ ''کلا'' کو ''حقا'' کے معنی میں بھی لیا گیا ہے۔

لفظ ''کلا'' کی دو خصوصیات:

(۱) جس آیت میں یہ لفظ ''کلا'' آیا ہو اس کے بارے میں یقین کر لینا چاہیے کہ وہ مکی ہے، مدنی آیات میں یہ لفظ نازل نہیں ہوا، اور حکمت یہ ہے کہ: اہلِ مدینہ اکثر اہلِ ایمان تھے، ان کا عقیدہ صحیح تھا، اگر غلطی ہو بھی جاتی تو فوراً توبہ کر لیتے تھے؛ اس لیے ان کے لیے اس لفظ کو لانے کی ضرورت نہیں تھی۔

(۲) قرآن کے نصفِ اول میں ''کلا'' نہیں ہے، نصفِ آخر میں ہے اور خاص طور پر آخری پانچ پاروں میں یہ لفظ کثرت سے استعمال ہوا ہے، اس میں یہ تنبیہ سمجھ میں آرہی ہے کہ: جب کوئی آدمی آدھا قرآن پڑھ چکا ہو اس کے باوجود صحیح راستے پر نہیں آرہا ہو تو وہ اس لائق ہے کہ اس کو ڈانٹا جائے اور جھڑکا جائے؛ اس لیے آخری پاروں میں یہ لفظ ڈانٹ ڈپٹ کے لیے استعمال ہوا ہے۔

⑤ (دوسرا) کھلم کھلی شرارت کرتا ہے۔ اس کریم کا بہت ہی بڑا فضل وکرم ہے کہ اس نے انسان کو ہر طرح کے احتیاج؛ یعنی محتاجی میں گرفتار کر کے سرکشی اور نافرمانی سے روکے رکھا ہے؛ اس لیے انسان کو چاہیے کہ جس اللہ نے کرامتوں سے نوازا اس سے خود کو ہرگز بے نیاز نہ سمجھے اور انسان ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی کا محتاج بن کر رہے، اسی میں اس کے لیے خیر اور بھلائی ہے۔

اس آیت میں ابوجہل کے لیے فرمایا گیا کہ: ''لیطغی'' لام تاکید، صیغہ بھی مضارع کا استمرار اور تجدد کو بتلانے والا؛ جب کہ فرعون کے لیے کہا گیا ''طغی'' وہاں لام تاکید کا بھی نہیں ہے اور صیغہ بھی ماضی کا ہے جو تجدد اور استمرار کو نہیں بتلاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اِس امت کا فرعون: ابوجہل، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرعون سے بڑا سرکش تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرعون نے تو مرتے وقت بھی لا الہ الا الذی اٰمنت بہ بنو اسرائیل پڑھا تھا؛ لیکن اس امت کے فرعون نے مرتے وقت پر بھی حضرت نبیٔ کریم ﷺ سے حسد اور بغض ظاہر کیا۔ اور تکبر اس کے دل میں آخری وقت میں بھی علی سبیل الکمال تھا، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب اس کے سینے پر بیٹھے تو کہنے لگا: اے بکریوں کے چرواہے! تو بہت اونچے مقام پر بیٹھا، اور یہ بھی کہا تھا کہ: دنیا میں مجھ سے عمدہ اور بڑا آدمی بھی کوئی ہے جس کو تم لوگوں نے قتل کیا؟ اور یہ بھی کہا کہ: کاش! کسانوں کے علاوہ کوئی مجھے قتل کرتا!

اِس سے معلوم ہوا کہ آخری وقت میں بھی اس کا تکبر فرعون کے تکبر سے بھی زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ اس سے خلاصہ نکلتا ہے کہ انسان کو تکبر، حسد اور عناد کا علاج بہت جلدی کرا لینا چاہیے؛ ورنہ یہ مرتے وقت پر بھی پیچھا نہیں چھوڑتے ہیں، (الامان والحفیظ) کسی صاحبِ نسبت بزرگ سے بیعت ہو کر علاج کرا لینا چاہیے۔

⑥ مال، عزت، تندرستی، طاقت اس طرح کے اسباب کی بنیاد پر انسان خود کو بے پرواہ سمجھتا ہے اور سرکشی کرنے پر اتر آتا ہے؛ حالاں کہ انسان اگر غور کرے تو مال دار انسان مال داری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ محتاج ہے، فقیر کو تو بس اتنی تمنا ہوتی ہے کہ جان سلامت رہے، تندرستی رہے اور دو وقت کا کھانا مل جائے، جب کہ مال دار کو جان کی حفاظت، بدن کی سلامتی، مال، مرتبہ، عزت، اہل وعیال کی سلامتی اور بڑھانے کا فکر لگا رہتا ہے۔

أَرَءَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ﴿٩﴾ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ ﴿١٠﴾ أَرَءَيْتَ إِن كَانَ عَلَى الْهُدَىٰ ﴿١١﴾ أَوْ أَمَرَ
بِالتَّقْوَىٰ ﴿١٢﴾ أَرَءَيْتَ إِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٣﴾ أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ ﴿١٤﴾ كَلَّا لَئِن لَّمْ
يَنتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ﴿١٥﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿١٦﴾

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو ایک (خاص) بندے کو روکتا ہے ﴿٩﴾ جب کہ وہ بندہ نماز پڑھتا ہے[١] ﴿١٠﴾ بھلا بتاؤ اگر وہ (نماز پڑھنے والا بندہ) صحیح راستے پر قائم ہو ﴿١١﴾ یا تقویٰ سکھلاتا ہو (تو کیا اس کو نماز سے روکنا ظلم نہیں ہے؟) ﴿١٢﴾ بھلا یہ بھی بتاؤ کہ اگر وہ (روکنے والا حق کو) جھٹلاتا اور منہ پھراتا ہو ﴿١٣﴾ کیا اس شخص کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں ﴿١٤﴾ (نماز سے) ہرگز (روکنا) نہیں (چاہیے) اگر وہ (روکنے والا) باز نہیں آیا تو ہم اس کو پیشانی[٢] کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے ﴿١٥﴾ وہ پیشانی جو گنہگار ہے (اور) خطا کار ہے[٣] ﴿١٦﴾

---

① صلی: (١) ایسے تو نماز مراد ہے، نماز دعوتِ فعلی ہے اور فعلی دعوت زیادہ قوی ہوتی ہے۔
(٢) یا نماز بول کر ہر طرح کی نیکی مراد ہے؛ چوں کہ نماز نیکیوں میں افضل ترین ہے؛ اس لیے اس کا تذکرہ ہوا۔
نماز سے روکنے والا بندے کا حق بھی تلف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق بھی تلف کرتا ہے؛ البتہ کسی شرعی عذر کی وجہ سے عبادت سے منع کرنا اس میں کوئی قباحت نہیں ہے؛ جیسے کہ مکروہ اوقات میں، اسی طریقے سے شوہر بیوی کو نفل نماز، اعتکاف اور روزہ سے روکے، آقا غلام اور باندی کو تہجد سے روکے؛ تاکہ دن میں خدمت میں رکاوٹ نہ پیدا ہو، تو اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک عبادت سے ہٹا کر دوسری عبادت کی طرف لگایا جا رہا ہے۔
② مراد ہے چوٹی کے بال پکڑ کر کھینچنا، عام طور پر سر کے سامنے والے حصہ میں بڑے بال ہوتے ہیں، ان بالوں کے ذریعے انسان کو مضبوطی سے پکڑا جا سکتا ہے؛ البتہ ہمارے عرف میں جس کو پیشانی کہتے ہیں وہاں بال ہی نہیں ہوتے؛ اس لیے اس کو مراد لینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔
③ خاطئ: عربی زبان میں ایسے انسان کو کہا جاتا ہے جو جان بجھ کر اپنے ارادہ سے گناہ کرے۔

فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿۱۸﴾ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ السجدة

سو وہ اپنی مجلس والوں کو بلا لیوے ﴿۱۷﴾ ہم زبانیہ① کو بلا لیں گے ﴿۱۸﴾ ہرگز نہیں اس کی بات نہ مانو② اور (اللہ کے سامنے) سجدہ کرو، اور (اس کا) قرب (یعنی نزدیکی) حاصل کرو③ ﴿۱۹﴾

---

① دوزخ کے سخت فرشتے۔

زبانیہ: اصل لغت میں جو پولیس والے قید خانے میں ہوتے ہیں، جن کا کام قیدیوں کو باندھنا ہوتا ہے، سزا دینا ہوتا ہے، یہاں وہ فرشتے مراد ہیں: جو جہنم پر مقرر ہیں، لوگوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر جہنم میں ڈالتے ہیں۔

لفظ "زبانیة" کے بارے بعض حضرات کہتے ہیں کہ: ایسی جمع ہے جس کا کوئی مفرد نہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ: اس کا واحد آتا ہے "عفریت" کے وزن پر "زبنیت"، جس کے معنی آتے ہیں: شریر، سرکش؛ چاہے جنات میں سے ہو چاہے انسان میں سے ہو۔

زبانیہ کا قد اتنا لمبا ہے کہ پاؤں زمین پر اور سر آسمان کو چھو رہا ہو۔

② جیسے آج تک بات نہ مانی آئندہ بھی اس کی بات ماننا نہیں۔

③ اگرچہ یہاں سجدہ سے مراد نماز ہے؛ لیکن خاص طور پر سجدہ کا آیت میں ذکر ہوا؛ اس لیے کہ ابوجہل کو خاص طور پر سجدہ سے زیادہ نفرت تھی؛ چوں کہ سجدہ ایسا رکن ہے جو تکبر کے منافی ہے، اور ابوجہل میں انتہائی درجے کا تکبر اور غرور تھا؛ اسی لیے اس کو سجدہ بہت برا لگتا تھا، خود تو سجدہ کرنے سے دور رہا؛ لیکن دوسروں کو بھی سجدہ کرنے سے روکتا تھا۔

سجدہ میں بندے کو اللہ تعالیٰ کا قرب زیادہ نصیب ہوتا ہے، اس کی ایک حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ سجدے کی حالت میں بندہ اپنی اصل؛ یعنی مٹی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور اپنی اصل کی طرف جتنی زیادہ توجہ ہوگی اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب میں اضافہ ہوگا۔

سُوْرَةُ الْقَدْر

(مكية)

سورۂ قدر

یہ سورت مکی ہے، اس میں پانچ (۵) آیتیں ہیں۔

سورۂ عبس کے بعد اور سورۂ شمس سے پہلے پچیس (۲۵) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں بار بار لفظ قدر آیا ہے۔

قدر کا ایک معنیٰ آتا ہے: اندازہ اور دوسرا معنیٰ آتا ہے: شرافت، عظمت۔

شبِ قدر واقعی بڑے عظیم مرتبے والی رات ہے اور اس رات میں جو کتاب قرآن اتاری گئی وہ بھی بڑی عظیم المرتبت کتاب ہے اور جس نبی پر یہ کتاب اتاری گئی وہ بھی بڑے عظیم المرتبت ہیں اور جس امت کے لیے یہ کتاب اتاری گئی وہ بھی قابلِ قدر اور خیر الامم ہے۔

اس رات میں بندے جو اعمالِ صالحہ کرتے ہیں اس کی اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی قدر و منزلت ہے اور اس رات میں سال بھر میں پیش آنے والی باتوں کا اندازہ کر دیا جاتا ہے؛ یعنی تقدیری فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

یہ نکتہ بھی ہے اس طرح کی قدر اور عظمتوں کی طرف اشارہ کرنے کے لیے سورت میں تین مرتبہ قدر کا لفظ آیا ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ: لفظ ''قدر'' تنگی کے معنیٰ میں بھی آتا ہے جیسے ''وَمن قدر علیہ رزقہ'' اور اس رات کو لیلۃ القدر اس لیے کہا گیا کہ زمین پر اور فضا میں اتنے زیادہ انوار اور برکات پھیل جاتے ہیں کہ زمین اور فضا اس کے لیے تنگ ہو جاتی ہے۔

قدر کا ایک معنیٰ آتا ہے: مقدار اور رتبہ؛ چوں کہ نیک لوگ اس رات میں جو عبادت کرتے ہیں اس کی برکت سے ان کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ثابت ہو جاتا ہے۔

ایک معنیٰ ہے: شرف اور بزرگی اور اس رات کی بہت ساری شرافت اور بزرگی ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ: لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں اور اس سورت میں لیلۃ القدر کا لفظ تین مرتبہ آیا ہے؛ لہذا تین کو نو میں ضرب دینے سے ۲۷ ر ہو جاتا ہے، اس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہے۔

بعض علما فرماتے ہیں کہ: اس سورت میں تیس کلمے ہیں اور ستائیسواں کلمہ ''ھی'' ہے جو لیلۃ القدر کی طرف لوٹ رہا ہے، اس میں اشارہ ہے ستائیس کے عدد کی طرف۔

آیاتھا ۵ (۹۷) سُوْرَۃُ الْقَدْرِ مَکِّیَّۃٌ (۲۵) رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ
أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ﴿٤﴾ سَلَٰمٌ هِىَ
حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ﴿٥﴾ ع ۲۲

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

یقیناً ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر (یعنی عظمت والی رات) میں اتارا ہے① ﴿۱﴾ اور تم کو معلوم ہے شب قدر کیا چیز ہے؟ ﴿۲﴾ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے② ﴿۳﴾ اس میں فرشتے اور روح③ اپنے رب کے حکم سے ہر معاملہ کو لے کر اترتے ہیں④ ﴿۴﴾ وہ پوری رات سلامتی ہے⑤ صبح کے طلوع ہونے تک ﴿۵﴾

---

① دوسرا ترجمہ: یقیناً ہم نے اس (قرآن) کو تقدیر لکھی جانے والی رات میں اتارا ہے۔ یعنی جس رات میں بڑے بڑے کاموں کا تقدیری فیصلہ کیا جاتا ہے۔

قرآنِ مجید کا نزول لوحِ محفوظ سے بیت العزۃ پر۔ جو آسمانِ دنیا: یعنی پہلے آسمان پر ایک جگہ ہے، جس کو بہت اونچے مرتبہ کے فرشتوں نے گھیر رکھا ہے۔ شبِ قدر میں ہوا، جو عام طور پر رمضان میں ہوتی ہے، اور بیت العزۃ سے دنیا میں اس کا نزول ربیع الاول کے مہینے میں شروع ہوا، جو حضرت نبی کریم ﷺ کی اخیری زندگی تک مکمل ہوا۔

② شہر: دراصل پرانے زمانے میں عربوں کے یہاں آخری عدد ہزار کا تھا، اس کے اوپر کا عدد نہیں تھا؛ لہذا ہزار کے عدد سے انتہا کی طرف اشارہ ہے کہ جہاں تک انسان شمار کر سکتا ہے اس سے بھی زیادہ ثواب اس رات کا ہے۔

③ روح سے مراد:

(۱) حضرت جبریل علیہ السلام۔ لیلۃ القدر میں حضرت جبریل علیہ السلام عبادت کرنے والوں سے ملاقات کرتے ہیں، اس کی نشانی یہ ہے کہ عبادت کے دوران آدمی کے بدن کے بال کھڑے ہوجاتے ہیں، دل میں نرمی پیدا ہوجاتی ہے، آنکھ سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور عبادت میں انتہائی درجے کی لذت حاصل ہوتی ہے۔

(۲) ایک بڑا فرشتہ جس کے سامنے آسمان اور زمین ایک لقمہ کے بقدر ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص مخلوق جو کھاتے پیتے ہیں؛ لیکن انسان اور فرشتے نہیں ہیں۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔

(۵) فرشتوں کی ایک خاص جماعت جو لیلۃ القدر میں ہی نظر آتی ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت مراد ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) ہر کام کے لیے اترتے ہیں (پورے سال کے تقدیری فیصلے ملائکہ کے حوالے کر دیے جاتے ہیں اور پھر وہ موقع کے مطابق عمل کرتے ہیں)

⑤ سلام: یہ رات نفس اور شیطان کے شر سے سلامت ہے؛ چوں کہ اللہ تعالیٰ کی تجلی، ملائکہ کے انوار اور ارواح کی حاضری کی وجہ سے شیطانی اور نفسانی خطرات ختم ہو جاتے ہیں۔

یا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں بندوں کے لیے سلامتی کے فیصلے فرماتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْبَيِّنَة

(مدنية)

سورۂ بینہ

یہ سورت مدنی ہے، بعض حضرات اس کو مکی کہتے ہیں، اس میں آٹھ (۸) آیتیں ہیں۔

سورۂ طلاق کے بعد اور سورۂ حشر سے پہلے سو (۱۰۰) یا ایک سو ایک (۱۰۱) نمبر پر نازل ہوئی۔

"بینہ" کھلی دلیل کو کہتے ہیں، اسی طرح عقلی، محسوس یا واضح دلالت کو بھی کہتے ہیں۔

اس سورت کی پہلی ہی آیت میں اللہ تعالیٰ کی ایک واضح دلیل اور حجت اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کا تذکرہ ہے۔

ہمارے اکابر میں سے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے "بینہ" سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مراد لیا ہے، جو کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے اور انھوں نے حضور ﷺ کی بعثت کی بشارت سنائی تھی۔

بینہ: لغت میں ظاہر اور روشن چیز کو کہتے ہیں؛ یعنی جس کے دیکھنے کے بعد کام کی حقیقت ظاہر ہو جائے اور اس کام میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔

اس سورت کا نام "بینہ" رکھنے کی ایک حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کا وجود خود اپنی نبوت پر ایک روشن نشانی ہے، کوئی علامت اور دلیل لانے کی حاجت اور ضرورت نہیں ہے۔

اس سورت کا ایک نام بخاری ومسلم کی حدیث سے "لم یکن الذین کفروا" بھی آیا ہے، سورت کی شروعات اسی کلمے سے ہو رہی ہے۔

آیاتها ۸ | (۹۸) سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۰) | رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ
الْبَيِّنَةُ ۝۱ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝۲ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝۳ وَمَا تَفَرَّقَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۴

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ (حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے) کافر تھے وہ اس وقت تک (کفر سے) باز آنے والے نہیں تھے، جب تک ان کے پاس کھلی دلیل نہ آجاتی ﴿۱﴾ (وہ کھلی دلیل) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رسول ہے جو پاک صحیفے (یعنی قرآن) پڑھ کر سنائے① ﴿۲﴾ جن میں سیدھی سچی تحریریں (لکھی ہوئی) ہوں② ﴿۳﴾ اور جو اہلِ کتاب ہیں ان کے پاس کھلی ہوئی دلیل آچکنے کے بعد ہی انھوں نے جدا راستہ اپنایا③ ﴿۴﴾

① قرآن کی ہر سورت ایک مستقل آسمانی صحیفے کی طرح ہے، سابقہ تمام آسمانی کتب اور صحائف کا خلاصہ قرآن مجید میں ہے۔
رہنمائی کے لیے تین چیزیں سب سے اہم ہے:
(۱) رہنمائی کرنے والا انسان رسول؛ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہو۔
(۲) ان پر غیب سے ایسا کلام اتارا گیا ہو جس میں اعجاز ہو۔
(۳) اس آسمانی کتاب میں پچھلی آسمانی کتابوں کے مضامین بھی شامل ہو۔
ظاہر ہے کہ یہ تینوں باتیں حضرت نبی کریم ﷺ کی نبوت اور آپ کی کتاب میں موجود تھیں۔
رسولوں کا آنا اور کتابوں کا نازل ہونا اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر رہنمائی کے لیے کافی نہیں ہے؛ ورنہ تو جن جن لوگوں نے رسول کو دیکھا، یا رسول کی بات سنی، یا آسمانی کتاب پڑھی یا سنی، ان سب کو ایمان مل جانا چاہیے؛ لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے، معلوم ہوا کہ اللہ کا ارادہ اور اس کی توفیق اور فضل و کرم شامل حال ہونا بہت ہی ضروری ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) جن (صحائف) میں درست مضامین لکھے ہوئے ہو (تیسرا) جس میں صحیح صحیح احکام لکھے ہوئے ہیں (چوتھا) جن میں مضبوط کتابیں ہیں۔ ③ دوسرا ترجمہ: وہ متفرق ہوگئے۔

وَمَآ أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا
الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝٥ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ
جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ أُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝٦ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ
أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝٧ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝٨ ع ٨

حالاں کہ ان کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت اسی کے لیے خالص رکھے، سیدھے راستے پر چلتے ہوئے اور وہ نماز کو قائم رکھیں اور زکوۃ دیا کریں اور یہی طریقہ مضبوط ہے① ﴿۵﴾ یقیناً اہلِ کتاب اور مشرکوں میں سے جنھوں نے کفر کیا وہ جہنم کی آگ میں (داخل) ہوں گے، اس میں ہمیشہ رہیں گے، وہی ساری مخلوق میں سب سے برے ہیں ﴿٦﴾ یقینا جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے وہ ساری مخلوق میں سب سے اچھے ہیں② ﴿۷﴾ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشہ رہنے کے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ سے خوش ہوں گے، یہ بدلہ اس شخص کے لیے ہے جو اپنے رب سے (دل سے) ڈرتا ہو③ ﴿۸﴾

① (دوسرا ترجمہ) یہی مضبوط امت کا دین ہے (تیسرا) اور یہی سیدھی سچی امت کا دین ہے (چوتھا) اور یہی صحیح دین کا طریقہ ہے (پانچواں) مضبوط لوگوں کا یہی راستہ ہے۔

"حنیف" لغت میں اس شخص کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی طرف توجہ نہ کرے، ہر کام میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف توجہ کرے۔

② (۱) انسانوں میں جو خاص خاص لوگ ہیں جیسے کہ انبیا اور رسل وہ تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔

(۲) انسانوں میں عام ہیں؛ لیکن عام میں بھی خاص مقام رکھتے ہیں، جیسے کہ اولیائے کرام وہ عام فرشتوں سے افضل ہیں۔

(۳) ملائکہ کے اندر جو خاص خاص فرشتے ہیں وہ عام انسانوں سے افضل ہیں۔

③ اللہ تعالیٰ کا ڈر ایسا غالب ہو کہ نفس خواہشات اور رسومات کی پابندیوں سے بھی اللہ تعالیٰ کا حکم غالب رہے۔

سُوْرَةُ الزِّلزَال

(مدنية)

سورۂ زلزال

یہ سورت مدنی ہے۔ بعض حضرات مکی کہتے ہیں، اس میں آٹھ (۸) آیتیں ہیں۔
سورۂ نساء کے بعد اور سورۂ حدید سے پہلے ترانویں (۹۳) یا چورانویں (۹۴) نمبر پر نازل ہوئی۔
اس سورت کی شروعات ہی میں قیامت کے موقع پر پیش آنے والے زلزلوں کا تذکرہ ہے۔
زلزلہ: زمین کا ہل جانا۔
بعض حضرات کا قول ہے: اس میں حروف جو مکرر آئے ہیں اس سے معنیٰ نکلتا ہے: بار بار ہلانا۔
قیامت کے زلزلے کے اسباب: (۱) اللہ تعالیٰ کی تجلی کی عظمت (۲) گنہگاروں پر اللہ تعالیٰ کے غضب کا جوش (۳) دوسرے صور کے سخت آواز کا اثر۔
ایک حدیث میں آتا ہے کہ سورۂ اذا زلزلت پڑھنے سے آدھے قرآن کے بقدر ثواب ملتا ہے۔
نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد کی دو نفل بیٹھ کر ادا فرماتے تو پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اذا زلزلت اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون پڑھتے۔ (آثار السنن)
سورۂ زلزال کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ رات کا ایک حصہ گذر جانے کے بعد نازل ہوئی، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کا انتظار نہیں فرمایا، اسی وقت باہر تشریف لائے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ سورت سنائی۔ اس سورت کی جو آخری آیت ہے وہ تمام قرآن کا خلاصہ ہے، اور شریعت کے تمام احکام کو جامع ہے، ہر اچھا اور برا عمل اس کا بدلہ ملنے والا ہے۔

آیاتھا ٨ | (٩٩) سُوْرَۃُ الزِّلْزَالِ مَدَنِیَّۃٌ (٩٣) | رکوعھا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝١ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۝٢ وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا
لَهَا ۝٣ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝٤ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝٥ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ
أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۝٦ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝٧ وَمَن يَعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝٨ ع ٨/٢٢

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

جب زمین اپنے زلزلے سے خوب ہلائی جائے گی ﴿١﴾ اور زمین اپنے بوجھ (یعنی دفینے اور مُردوں) کو باہر نکال دے گی ﴿٢﴾ اور انسان کہنے لگے گا کہ: اس (زمین) کو کیا ہوگیا؟① ﴿٣﴾ اس روز زمین اپنی ساری باتیں (اور خبریں) بتادے گی ﴿٤﴾ اس لیے کہ تمھارے رب نے اس کو یہی حکم دیا ہوگا② ﴿٥﴾ اس دن لوگ الگ الگ جماعت بن کر واپس ہوں گے؛ تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھا دیے جاویں③ ﴿٦﴾ سو جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ (اس کا بدلہ) دیکھ لے گا④ ﴿٧﴾ اور جس شخص نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ (اس کی سزا) دیکھ لے گا۔ ﴿٨﴾

---

① انسان سے مراد انسان کی روحیں ہیں، یا یہ کہ انسان زندہ ہونے کے بعد جب دنیا کے آخری ایام کے زلزلے کے آثار دیکھیں گے تب ایسا کہیں گے، یا یہ کہ دنیا کے آخری ایام کا زلزلہ۔

② زمین جب قیامت کے دن انسانوں کے احوال کو ظاہر کرے گی تو زمین کو انسانوں کے ساتھ کوئی ذاتی عداوت اور دشمنی نہیں ہے؛ بلکہ یہ کچھ بھی ظاہر کرے گی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ظاہر کرے گی۔

③ [١] قبر سے قیامت کے میدان کی طرف لوگوں کو لایا جاوے گا۔ [٢] ہر خاندان کا ہر فرد تتر بتر ہوجائے گا اور خود کے غم میں ایسا ہوگا کہ وہ کسی دوسرے کے کام نہیں آسکے گا۔ [٣] حساب کے بعد الگ الگ جماعت کی شکل میں اپنے اچھے یا برے نتائج دیکھ لیں گے۔

④ ذرہ (١) چھوٹی لال چیونٹی کو بھی کہتے ہیں (٢) چمکتی ہوئی باریک باریک ریت کو بھی کہتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْعَادِيَات

(مكية)

سورۂ عادیات

یہ سورت مکی ہے، بعض حضرات مدنی کہتے ہیں، اس میں گیارہ (۱۱) آیتیں ہیں۔
سورۂ عصر کے بعد اور سورۂ کوثر سے پہلے چودہ (۱۴) نمبر پر نازل ہوئی۔
سورت کی پہلی ہی آیت میں عادیات کی قسم کھائی گئی ہے۔
عادیات سے گھوڑے مراد ہیں یا اونٹنیاں۔
جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلے وہ اس قدر مبارک ہو جاتا ہے کہ اس کی مختلف اداؤں کو بھی قدر و منزلت کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔

اٰیَاتُهَا ۱۱ (۱۰۰) سُوْرَةُ الْعٰدِیٰتِ مَكِّیَّةٌ (۱۴) رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۝۱ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۝۲ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ۝۳ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝۴

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝۵ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝۶

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں ﴿۱﴾ پھر جو (پتھر یا پتھریلی زمین پر اپنی) ٹاپ مار کر چنگاریاں اڑاتے ہیں ﴿۲﴾ پھر جو صبح سویرے (دشمن پر) چھاپا مارتے ہیں① ﴿۳﴾ تو وہ اس وقت غبار اڑاتے ہیں ﴿۴﴾ پھر وہ اس وقت (دشمنوں کے) جمگھٹے کے بیچ میں گھس جاتے ہیں ﴿۵﴾ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے② ﴿۶﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) جو یلغار کرتے ہیں (تیسرا) حملہ کرتے ہیں۔

صبح کی قید کا خاص فائدہ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ رات کے آخری حصے میں سردی، شبنم گرنے کی وجہ سے گرد وغبار بیٹھ جاتی ہے، اور زمین میں نمی اور بھیگا پن پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے غبار اڑانے کے لیے زوردار سخت ضرب ہونا ضروری ہے تب جا کر کے وہ غبار اڑتا ہے، اور یہاں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

② کنود کا ایک معنی حدیث شریف میں یہ آیا: جو اکیلا کھائے اور اہل وعیال کو بھوکا رکھے اور اپنے غلاموں کو مارے، دوسرا معنی ہے: ناشکری کرنا، اور ناشکری کی مختلف صورتیں ہیں:

(۱) نعمت کو نعمت دینے والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے ہی نہیں؛ بلکہ نعمت کی نسبت دوسرے کی طرف کردے۔

(۲) جس مقصد کے لیے وہ نعمت دی گئی ہے اس سے فائدہ نہ اٹھائے؛ بلکہ اس کی ضد اور گناہ میں استعمال کرے۔

(۳) دل میں نعمت کی محبت اتنی غالب آجائے کہ نعمت دینے والے اللہ تعالیٰ کو سرے سے بھول جائے۔

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۭ﴿۸﴾ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي

الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

ع ۲۵

اور بے شک وہ (انسان)① اپنی ناشکری پر خود گواہ بھی ہے②﴿۷﴾ اور یقیناً وہ انسان مال کی محبت (اور چاہت) میں بہت پکا ہے③﴿۸﴾ کیا بھلا اس (انسان) کو وہ وقت معلوم نہیں جب وہ مردے جو قبروں میں ہیں ان کو زندہ کرکے اٹھایا جائے گا﴿۹﴾ اور سینوں میں جو کچھ (چھپا) ہے اس کو ظاہر کر دیا جائے گا﴿۱۰﴾ یقیناً ان کے رب اس دن ان کی (اس) حالت سے پوری خبر رکھتے ہوں گے④﴿۱۱﴾

---

① خاص کر کافر انسان۔

② (دوسرا ترجمہ) اور یقیناً اس (انسان) کو اپنی اس ناشکری کی خبر ہے ہی۔

(تیسرا ترجمہ) اور یقیناً اس (رب) کو (انسان کی) اس (ناشکری) کی پوری خبر ہے۔

بعض حضرات نے "انه" کی ضمیر "رب" کی طرف لوٹائی ہے؛ یعنی اس کا رب اس کی ناسپاسی اور نعمت کی ناشکری کو دیکھ رہے ہیں۔

③ مال کی محبت دل میں اتنی زیادہ گھس گئی کہ نعمت دینے والے اللہ تعالیٰ کی محبت کی گنجائش ہی دل میں باقی نہیں رہی، اور یہ نہایت خطرناک درجہ ہے۔

④ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اور ہر وقت بندے کے ظاہری باطنی حالات کو اچھی طرح جانتے ہیں؛ لیکن اس دن بندے پر ہر بات ظاہر ہو جائے گی، اور انکار کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔

سُورَةُ الْقَارِعَة

(مكية)

سورۂ قارعہ

یہ سورت مکی ہے، اس میں گیارہ (۱۱) آیتیں ہیں۔

سورۂ قریش کے بعد اور سورۂ قیامہ سے پہلے تیس (۳۰) نمبر پر نازل ہوئی۔

سورت کی پہلی ہی آیت میں لفظ "القارعہ" آیا ہے۔

اچانک آنے والی مصیبت اسی طرح حادثہ کو "قارعہ" کہتے ہیں، قیامت بھی اچانک آنے والی مصیبت اور عظیم حادثہ ہے؛ اسی لیے اس کو قیامت کہتے ہیں۔

سخت حادثہ، بڑی بھاری مصیبت کو بھی "قارعہ" کہتے ہیں، قیامت کے دن سخت گھبراہٹ ہونے کی وجہ سے دل مچل اٹھیں گے اور کان کڑاکے کی وجہ سے پھٹ پڑیں گے۔

آيَاتُهَا ١١ | (١٠١) سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ (٣٠) | رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْقَارِعَةُ ۙ﴿١﴾ مَا الْقَارِعَةُ ۚ﴿٢﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۗ﴿٣﴾ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ
كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿٤﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۗ﴿٥﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ
مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿٦﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۗ﴿٧﴾ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿٨﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۗ﴿٩﴾
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۗ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾ ع ١١ ٢٦

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

وہ کھٹکھٹانے والی (قیامت کو یاد کرو)① ﴿۱﴾ وہ کھٹکھٹانے والی کیا ہے؟ ﴿۲﴾ اور تم کو کیا معلوم وہ کھٹکھٹانے والی (قیامت) کیا ہے؟ ﴿۳﴾ جس دن لوگ (پریشان حال) پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے② ﴿۴﴾ اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے ﴿۵﴾ سو جس شخص کے (نیک اعمال کے) پلے بھاری ہوں گے ﴿۶﴾ تو وہ من پسند زندگی میں ہوگا ﴿۷﴾ اور جس شخص کے پلے ہلکے ہوں گے③ ﴿۸﴾ تو اس کا ٹھکانہ ایک گہرا گڑھا ہوگا ﴿۹﴾ اور تم کو کچھ خبر ہے وہ گہرا گڑھا کیا چیز ہے④؟ ﴿۱۰﴾ وہ تو ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہے⑤ ﴿۱۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) وہ کھڑکھڑانے والی چیز کو یاد کرو۔ ② ہر پروانہ بے تاب چلا جاتا ہے اس طرح انسانوں کا حال ہوگا، اسی طرح پروانوں کی کمزوری یا کثرت یا بے انتظامی سے بھی تشبیہ ہو سکتی ہے۔

انسان کو پتنگے سے تشبیہ دینے کی وجہ: (۱) ذلت؛ کہ انسان پروانوں کی طرح قیامت کے دن ذلیل ہوں گے (۲) حرکت میں کمزوری (۳) حرکت میں بے انتظامی: کبھی تیز اور کبھی دھیمی (۴) حرکت کی سمت کا متعین نہ ہونا: کبھی دائیں کبھی بائیں، کبھی آگے کبھی پیچھے، اس طرح کا حال قیامت کے دن انسانوں کا ہوگا۔

③ ایمان، اخلاص یا سنت کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے انسان کے اعمال کی اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی قدر نہیں ہوگی؛ اس لیے ہلکا پن ہوگا۔ ④ جہنم کا ایک نام ہاویہ بھی ہے، جہنم کے ایک طبقے کا نام بھی ہاویہ ہے۔ وما ادراک ماھیه: اصل کلمہ "ھی" ہے، اخیر میں گول ہا وقف کے لیے ہے۔ ⑤ اس کی گرمی کا حال یہ ہے کہ گویا اس آگ کی گرمی کے مقابلے میں دوسری کسی آگ کو گرم کہنا ہی نہیں چاہیے، اتنی خطرناک اس آگ کی گرمی ہوگی۔

سُوْرَةُ التَّكَاثُر

(مكية)

سورۂ تکاثر

یہ سورت مکی ہے، بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ مدنی ہے، اس میں آٹھ (۸) آیتیں ہیں۔

سورۂ کوثر کے بعد اور سورۂ ماعون سے پہلے سولہ (۱۶) نمبر پر نازل ہوئی۔

سورت کی پہلی ہی آیت میں لفظ ''تکاثر'' کا تذکرہ ہے۔

تکاثر: مال اور دولت کو زیادہ جمع کرنے کی لالچ، اور مال اور اولاد پر فخر کرنا۔

اس سورت کو ایک مرتبہ پڑھنے سے ایک ہزار آیتوں کے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

آیاتُھا ۸ | (۱۰۲) سُوْرَۃُ التَّکَاثُرِ مَکِّیَّۃٌ (۱۶) | رُکُوْعُھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ کَلَّا سَوۡفَ
تَعۡلَمُوۡنَ ؕ﴿۴﴾ کَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِ ؕ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَ ۙ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّہَا عَیۡنَ
الۡیَقِیۡنِ ۙ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ ٪﴿۸﴾

ع ۸ ۲۷

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

تم لوگوں کو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر (دنیا کا عیش) حاصل کرنے کی لالچ نے غفلت میں ڈال رکھا ہے ① ﴿۱﴾ یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہنچ جاتے ہو ﴿۲﴾ ہرگز (ایسا) نہیں (کرنا چاہیے!) تم کو عنقریب پتہ چل جائے گا ﴿۳﴾ پھر (سن لو! تم کو) ہرگز ایسا نہیں (کرنا چاہیے!) تم کو عنقریب پتہ چل جائے گا ﴿۴﴾ اگر تم یقینی علم کے ساتھ جان لیتے تو ہرگز (ایسی لالچ) نہیں کرتے ﴿۵﴾ بیشک تم جہنم کو ضرور دیکھو گے ﴿۶﴾ پھر تم اس (جہنم) کو بالکل یقین کی آنکھ سے دیکھ ہی لو گے ﴿۷﴾ پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا (کہ تم نے اس کا کیا حق ادا کیا؟) ② ﴿۸﴾

---

① ''تکاثر'' کے معنی آتے ہیں: زیادتی طلب کرنا، اور انسان کی عادت ہے کہ خاص کر زندگی کے آخری دنوں میں مال، اولاد، نوکر زیادہ ہو جائیں، اور یہ چیز اس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کو ادا کرنے سے غافل کر دیتی ہے اور پھر اسی غفلت کے نتیجے میں یہ نعمتیں جس مقصد کے لیے عطا کی گئیں ہیں اس کے خلاف استعمال کرنے لگتا ہے، خلاصہ یہ کہ یہ تکاثر ایسی بیماری ہے جو انسان کو انسانیت سے نکال کر حیوانیت کے درجے میں داخل کر دیتی ہے۔

② (۱) نعمت کے متعلق پہلا سوال: یہ نعمت تم نے دنیا میں کس طریقے سے حاصل کی تھی؟ حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے؟ (۲) ان نعمتوں کو کہاں استعمال کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کاموں میں یا ناراضگی کے کاموں میں؟ (۳) اس نعمت کے بدلے میں شکر کے طور پر تم نے کیا کیا تھا؟ یہ تین سوالات ہوں گے۔ بعض حضرات کی رائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جو کچھ بھی ضرورت سے زیادہ دیا ہے؛ یعنی جن چیزوں پر بندے کی زندگی موقوف نہیں ہے ایسی تمام ضرورت سے زائد چیزوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سوال کریں گے، اور ظاہر بات ہے کہ ایسی نعمتیں امیر، غریب ہر ایک کو حاصل ہے، مثال کے طور پر ٹھنڈا پانی، گرم روٹی، ٹھنڈی چھاؤں، میٹھی نیند۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ: تین نعمتوں کے متعلق خصوصی سوال ہوگا: (۱) تندرستی (۲) جوانی (۳) امن و امان۔

سُوْرَةُ الْعَصْر

(مكية)

سورۂ عصر

یہ سورت مکی ہے، بعض حضرات مدنی کہتے ہیں، اس میں تین (۳) آیتیں ہیں۔

سورۂ انشراح کے بعد اور سورۂ عادیات سے پہلے تیرہ (۱۳) نمبر پر نازل ہوئی۔

سورت کی پہلی ہی آیت میں زمانے کی قسم کھا کر انسان کو یہ بتایا گیا کہ زندگی کا وقت ایک عظیم سرمایہ ہے، فطری اور طبعی کمزوریوں کی وجہ سے انسان اس گراں قدر سرمایہ کو ضائع نہ کر جائے۔

حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے دو صحابی کا معمول تھا کہ جب آپس میں ملتے تو یہ سورت ایک دوسرے کو ضرور سناتے۔

لفظ عصر کا ایک معنیٰ ہے: پچھلا پہر؛ یعنی دن کا آخری حصہ اور مراد اس سے عصر کی نماز کا وقت بھی ہے اور یہ وقت اتنا قیمتی ہے جو دینی و دنیوی دونوں قسم کے نفع اور نقصان کے ظاہر ہونے کا وقت ہے۔

بعض حضرات نے عصر سے حضرت نبیٔ کریم ﷺ کا مبارک زمانہ مراد لیا ہے؛ چوں کہ اس وقت ایمان اپنے کمال کو پہنچا۔

ایک اہم نوٹ: قرآن میں بہت سی چیزوں کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے، اس کا ایک مقصد یہ ہوسکتا ہے کہ قسم کے ذریعے مخلوق کی عظمت ظاہر کر کے اللہ خود اپنی عظمت کو ثابت فرما رہے ہیں۔ اسی طرح ان چیزوں کے فائدے کی طرف بندوں کو توجہ دلانا بھی مقصد ہوسکتا ہے۔

عصر کا ایک معنی ہے: زمانہ، اس میں انسان کی عمر بھی داخل ہے، عمر ایک نہایت نفیس اور قیمتی پونجی ہے، اس کی برکت سے دینی و دنیوی کمالات حاصل ہوتے ہیں؛ لیکن اس کی خامی یہ ہے کہ وہ خود بخود کم ہوتی ہوئی چلی جاتی ہے۔

اٰیاتُہَا ۳ (۱۰۳) سُوْرَۃُ الْعَصْرِ مَکِّیَّۃٌ (۱۳) رُکُوْعُہَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا
بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ ع ۲۸

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

زمانے کی قسم ﴿۱﴾ یقیناً انسان بڑے نقصان میں ہے ﴿۲﴾ ان لوگوں کے سوا جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے اور آپس میں ایک دوسرے کو حق (یعنی سچے دین پر قائم رہنے)① کی تاکید کرتے رہے اور آپس میں ایک دوسرے کو صبر (تحمل پر قائم رہنے) کی تاکید کرتے رہے② ﴿۳﴾

---

① حق: یعنی ایک دوسرے کو صحیح عقائد، نیک اعمال اور اچھے اخلاق کی تاکید کرتے ہیں۔

② (۱) ایک دوسرے کو نفس کی خواہشات سے روکنا۔

(۲) نیکیاں کرنے کے لیے جو نفس کو مشقت ہوتی ہے اس پر ابھارنا۔

(۳) تکلیف اور مصیبت کے وقت نفس کو تسلیم و رضا پر مجبور کرنا۔

سُورَةُ الْهُمَزَة

(مكية)

سورۂ ہمزہ

یہ سورت مکی ہے، بعض حضرات کے نزدیک ''مدنی'' ہے۔ اس میں نو (۹) آیتیں ہیں۔

سورۂ قیامہ کے بعد اور سورۂ مرسلات سے پہلے بتیس (۳۲) نمبر پر نازل ہوئی۔

سورت کی پہلی ہی آیت میں ہمزہ کا تذکرہ ہے۔ عیب گوئی کرنے والے اور کثرت سے غیبت کرنے والے کو ہمزہ کہا جاتا ہے۔ طعنہ دینا، عیب جوئی کرنا یہ تکبر کا نتیجہ ہے۔

(۱) همزه، لمزه: دونوں ایک معنی میں ہے اور تکرار تاکید کے لیے ہے؛ یعنی اس برے فعل سے رک ہی جانا چاہیے۔

(۲) بعض حضرات کہتے ہیں کہ ''ہمزہ'' ایسے شخص کو کہتے ہیں جو روبرو عیب گوئی کرتا ہو اور ''لمزہ'' جو پیٹھ پیچھے برائی کرتا ہو۔

(۳) بعض نے اس کا عکس بھی کہا ہے۔

(۴) ایک رائے یہ بھی ہے کہ ''ہمزہ'' وہ شخص ہے جو کسی کے نسب میں طعنہ دیوے، جیسے فلاں کی ماں ایسی ہے، باپ ایسا تھا اور ''لمزہ'' وہ شخص ہے جو ہاتھ پاؤں کے اشارے اور حرکتوں سے دوسروں کی تحقیر اور توہین کرے۔

(۵) اسی طرح ''ہمزہ'' ایسے شخص کو کہتے ہیں جو کسی کی زبان سے برائی کرے اور ''لمزہ'' ایسے شخص کو کہتے ہیں جو کام کے ذریعے کسی کے دل کو تکلیف پہنچائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ: لوگوں کی آبروریزی ہرگز نہ کی جائے، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے عیب کو ڈھونڈنا اور ان کو تکلیف دینا یہ دائمی عذاب کا سبب بن سکتا ہے؛ اس لیے ویل کے لفظ سے شروعات ہوئی، دراصل اس طرح کے برے عمل کی بنیاد لوگوں پر فخر اور بڑائی حاصل کرنا ہوتا ہے، اور یہ چیز مال و دولت اور عہدے کی وجہ سے انسان میں آتی ہے۔

آیاتُها ۹ (۱۰۴) سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَکِّیَّةٌ (۳۲) رُکُوْعُها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۣ ۝۱ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝۲ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝۳ كَلَّا

لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ ۝۴ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝۵ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝۶ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى

الْاَفْـِٕدَةِ ۝۷ اِنَّهَا عَلَیْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝۸ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹ ع ۱ ۲۹

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

بڑی خرابی ہے ہر اس شخص کے لیے جو پیٹھ پیچھے دوسروں پر عیب لگانے والا اور منہ پر طعنہ دینے والا ہو ﴿۱﴾ جو مال جمع کرتا ہو اور اس کو بار بار گنتا رہتا ہو① ﴿۲﴾ وہ (یوں) سمجھتا ہے کہ اس کا مال (اس کے پاس) ہمیشہ رہے گا② ﴿۳﴾ (ایسا) ہرگز نہیں (ہوگا)، اس کو تو ایسی جگہ میں پھینک دیا جائے گا جو ہر چیز کو چورا چورا کرنے والی ہے③ ﴿۴﴾ اور کیا تم کو معلوم ہے وہ چورا چورا کردینے والی چیز کیا ہے؟ ﴿۵﴾ وہ اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ ہے ﴿۶﴾ جو دلوں تک پہنچ جائے گی④ ﴿۷﴾ یقیناً وہ (آگ) ان (جہنم والوں) پر (ہر طرف سے) بند کردی جائے گی⑤ ﴿۸﴾ ان کی حالت یہ ہوگی کہ وہ لمبے لمبے ستون کے ساتھ (بندھے ہوئے) ہوں گے⑥ ﴿۹﴾

---

① انسان جس چیز کو بار بار دیکھتا ہے اس کی محبت دل میں ہوتی ہے؛ اس لیے مال جیسی چیز بلا ضرورت بار بار نہ دیکھے۔ وہ مال کو خرچ کرنے کے لیے جمع نہیں کرتے؛ بلکہ بار بار گنتی کرکے رکھتے ہیں؛ تاکہ کچھ کم نہ ہوجائے۔

② (دوسرا ترجمہ) وہ یوں سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔

③ بخیلی اور غیر شرعی مال کی کثرت یہ دو چیز جمع ہوئی، قیامت کے دن سخت عذاب کا ذریعہ بنے گی۔

④ (دوسرا ترجمہ) جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔

⑤ (۱) وہ جہنم کی آگ ان کے اعضا کے اندر بند کردی گئی ہے؛ تاکہ نہ گرم سانس اندر سے باہر نکلے اور نہ ٹھنڈی سانس باہر سے اندر جائے؛ اس لیے کہ گرم سانس باہر آتی ہے یا ٹھنڈی سانس اندر جاتی ہے تو اس سے بھی سکون ملتا ہے، اور جہنمیوں کو سکون سے محروم رکھنا ہے۔

(۲) لمبے لمبے ستونوں کے اندر یہ رسیوں سے جکڑ دیے گئے ہوں گے؛ تا کہ ہاتھ پاؤں نہ ہلا سکے اور ان کے اندر کی گرمی کسی طرح کم نہ ہو سکے۔

(۳) دوزخ کی آگ کو ڈھکن سے ڈھانپ لیا جائے گا، پھر اس ڈھکن پر آگ کے لمبے لمبے ستون رکھ دیے جائیں گے؛ تا کہ ہوا کا اندر داخل ہونا ممکن نہ رہے اور گرمی کم نہ ہووے۔

۶ [۱] آگ کے شعلے لمبے ستونوں کی طرح ہوں گے۔

[۲] نافرمانوں کو ان ستونوں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا؛ تا کہ حرکت نہ کر سکے۔

[۳] یا چاروں طرف آگ کے ستون ہوں گے جس کی وجہ سے باہر نکلنے کا راستہ نہ ہوگا۔ یا جہنم پر آگ کے لمبے ستون رکھ دئے جائیں گے۔

سُوْرَةُ الْفِيْل

(مكية)

سورۂ فیل

یہ سورت مکی ہے، اس میں پانچ (۵) آیتیں ہیں۔

سورۂ کافرون کے بعد اور سورۂ فلق سے پہلے انیس (۱۹) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں کعبۃ اللہ پر ناکام حملہ کرنے والے اور تباہ ہونے والے ہاتھی والوں کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ نبیٔ کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے ۵۰ یا ۵۵ دن پہلے پیش آیا، یہ واقعہ ایک طرف قدرتِ الٰہیہ کا نمونہ ہے تو دوسری طرف حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی عظمت کی بھی دلیل ہے، گویا یہ واقعہ آپ ﷺ کی ولادت کا ایک غیبی اشارہ اور اعلان تھا جس کو اصطلاح میں ''ارہاص'' کہا جاتا ہے۔

یہ قصہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے قہر سے چھوٹے سے چھوٹے اسباب؛ یعنی ابابیل اور اس کے منہ کی کنکریاں کو بڑے سے بڑا جانور ہاتھی بھی برداشت نہیں کرسکا، یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب قدرت کا کرشمہ ہے۔

اٰیَاتُھَا ٥ | (١٠٥) سُوْرَۃُ الْفِیْلِ مَکِّیَّۃٌ (١٩) | رُکُوْعُھَا ١

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ① اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ② وَّاَرْسَلَ

عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ③ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ④ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ⑤ ع ١

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمھارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ ﴿١﴾ کیا اس نے ان (ہاتھی والوں) کی تمام چالیں بیکار (یعنی ضائع) نہیں کر دی تھیں ﴿٢﴾ اور ان پر پرندوں کی بہت ساری ٹکڑیاں بھیجی① ﴿٣﴾ جو ان پر پکی مٹی کے پتھر پھینکتے تھے② ﴿٤﴾ انجام یہ ہوا کہ ان (ہاتھی والوں) کو اس (اللہ تعالیٰ) نے کھائے ہوئے بھوسے کی طرح (پامال) کر دیا③ ﴿٥﴾

---

① ابابیل: لغت میں جوق در جوق کے معنی میں آتا ہے، اس کا واحد مستعمل نہیں ہوتا، قیاس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ: البیل، ابول، ابالہ اس کا واحد ہوسکتا ہے۔ ہمارے یہاں اردو گجراتی میں جن کو ابابیل کہتے ہیں وہ مراد نہیں، یہ کوئی خاص پرندے تھے جو کبوتر سے چھوٹے سمندر کی طرف سے آئے تھے، لال ہرے رنگ کے تھے، ہر ایک کے پاس تین کنکر تھی، ایک چونچ میں اور ہر پنجہ میں ایک ایک۔

ابرہہ کعبہ کو گرانے کے لیے بڑا جانور؛ یعنی ہاتھیوں کو لایا تھا، اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے ابابیل جیسے کمزور جانور کو کنکریاں دے کر بھیجا؛ تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید جب حاصل ہوتی ہے تو ایک کمزور مخلوق بھی بڑی طاقتور مخلوق کو ختم کر سکتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی مدد شامل نہ ہو تو بڑی سے بڑی مخلوق بھی کچھ نہیں کر سکتی، جیسے ہجرت کے موقع پر مکڑی اور مکہ کے بڑے کا فرلوگ۔

② سجیل: کہتے ہیں کہ: یہ معرب ہے سنگ گیل کا؛ یعنی وہ مٹی جو پک کر پتھر جیسے پکی ہوئی اینٹ ہو جائے۔

حجارۃ: یہ چھوٹے سے پتھروں میں کچھ اس قسم کا زہر تھا کہ بدن پر لگتے ہی سارا بدن چکنا چور ہو جاتا تھا۔

③ اصحابِ فیل کے واقعے میں عجیب عجیب باتیں: (١) جس دن حملے کے لیے کعبہ کی طرف بڑھے اس روز ہاتھیوں کا بیٹھ جانا، مارنے کے باجود آگے نہ بڑھنا (٢) ابابیل نام کی چڑیا اتنی زیادہ نمکین سمندر کی جانب سے آئیں؛ حالاں کہ یہ نمکین سمندر عام طور پر پرندوں کی رہائش کی جگہ نہیں ہے اور اس واقعے کے بعد بھی پھر کسی نے ان ابابیل کو نہیں دیکھا۔ (٣) کنکریاں کہاں سے لائے؟ اس کے ٹھکانے کا کسی کو علم نہیں ہے (٤) ان معمولی کنکریوں میں غیر معمولی طاقت۔

سُوْرَةُ الْقُرَيْش

(مكية)

سورۂ قریش

یہ سورت مکی ہے، اس میں چار (۴) آیتیں ہیں۔

سورۂ تین کے بعد اور سورۂ قارعہ سے پہلے انتیس (۲۹) نمبر پر نازل ہوئی۔

عرب کا معزز خاندان قریش کا اس سورت میں تذکرہ ہے۔ نضر ابن کنانہ کی اولاد عرب میں قریش کے نام سے مشہور ہوئیں، اسی خاندان میں نضر ابن کنانہ کی تیرھویں پشت میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

قریش: سمندر کے ایک طاقتور جانور کو کہتے ہیں، اور خاندان قریش بھی بڑا بہادر تھا اور جس طرح یہ سمندری جانور ایک باحیثیت مقام رکھتا ہے اسی طرح قریش بھی پورے عرب میں ایک باحیثیت مقام رکھتے تھے۔

قریش کا ایک معنیٰ ہے: جمع کرنا۔ خاندانِ قریش کے ایک محترم بزرگ ''قصی'' نے متفرق قوموں کو مکہ میں جمع کیا تھا۔

قریش کا ایک معنیٰ: کسب؛ یعنی کمائی کے بھی ہے اور قریشی لوگ بڑے تجارت پیشہ تھے۔

ابوالحسن قزوینیؒ نے فرمایا کہ: جس شخص کو کسی دشمن یا اور کسی مصیبت کا خوف ہو اس کے لیے ''لایلاف قریش'' کا پڑھنا امان ہے، یہ عمل بزرگوں کا آزمایا ہوا اور مجرب ہے۔

سفر کے موقع پر سفری دعاؤں کے ساتھ ۱۱ر مرتبہ اس کو پڑھ لیا جاوے۔ الحمد للہ! ہمارے حضرت شیخ المشائخ مفتی احمد صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ ملک و بیرون ممالک کے اسفار کے موقع پر حضرت خود بھی اہتمام فرماتے ہیں اور ہم خدام سے بھی کرواتے ہیں اور اس کے فوائد خوب دیکھنے کو ملے۔

آیاتہا ٤ (١٠٦) سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ (٢٩) رکوعہا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ① اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ② فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا

الْبَيْتِ ③ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ④ ع ١

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

چوں کہ قریش کے لوگ مانوس ہیں، ﴿١﴾ وہ سردی اور گرمی میں (یمن اور شام کا) سفر کرنے سے مانوس ہیں① ﴿٢﴾ اس لیے ان کو چاہیے کہ وہ اس گھر (یعنی کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں② ﴿٣﴾ جس نے ان کو بھوک کی حالت میں کھانا دیا، اور خوف سے ان کو امن دیا③ ﴿٤﴾

① قریش نے سردی اور گرمی کے سفر کی جو عادت بنائی اس کا ایک عظیم فائدہ یہ ظاہر ہوا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی نبوت کے بعد حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دین کی ترقی اور قتال فی سبیل اللہ کے لیے مشکل ترین سفر سے بھی نہیں گھبرائے، اور مدینہ منورہ سے قسطنطنیہ، کابل اور اندلس تک دین کی سربلندی کے لیے دنیا میں پھیل گئے۔

② عرب میں قریش کی عزت اور قریش کی مالی وسعت اللہ تعالیٰ کے گھر کعبہ کی برکت سے تھی، تو جب لوگوں کے دلوں میں اس گھر کے خادموں کی اتنی عزت ہے تو اس کے گھر کے خادم؛ یعنی قریش کے لیے ضروری ہے کہ اس گھر کے مالک؛ یعنی اللہ تعالیٰ کی کما حقہ تعظیم کرے؛ اس لیے فرمایا: رب ھذا البیت۔

③ بعض حضرات نے خصوصی خوف مراد لیا ہے؛ یعنی حرم کے رہنے والوں کو جذام کی بیماری نہیں ہوتی۔

سُوْرَةُ الْمَاعُوْن

(مكية)

سورۂ ماعون

یہ سورت مکی ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ: نصفِ اول مکہ میں اور نصفِ آخر مدینہ میں نازل ہوئی، اس میں سات (۷) آیتیں ہیں۔

سورۂ تکاثر کے بعد اور سورۂ کافرون سے پہلے سترہ (۱۷) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں ماعون کا تذکرہ ہے۔ ماعون سے کیا مراد ہے؟

(۱) جو چیز کسی مانگنے والے کو مدد کے لیے دی جاوے یا روک دی جاوے (از قبیلِ اضداد) جو چیز کسی کو دی جاتی ہے وہ دوسرے کے لیے معونت (مدد) بن جاتی ہے اور جو نہیں دی جاتی ہے وہ اپنے لیے باعثِ معونت بن جاتی ہے۔

(۲) زکوٰۃ مراد ہے۔ دراصل قلیل چیز کو ماعون کہتے ہیں اور کثیر مال میں زکوٰۃ کی مقدار قلیل اور معمولی ہوا کرتی ہے۔

(۳) برتنے کی معمولی معمولی چیزیں جس کے دینے میں نہ مالی بوجھ ہو، نہ مشکلی ہو اور بہ وقتِ ضرورت مانگنا عیب نہ سمجھا جاتا ہو، اور ایسی چیز دینے میں عام طور پر بخل نہیں کیا جاتا اور ایسی چیز مانگنے کو عیب بھی نہیں سمجھا جاتا، جیسے ڈول، کلہاڑی، ہانڈی، موبائل کا چارجر، لائٹر، عام طور پر ایسی معمولی چیز نہ دینے والا بڑا کنجوس اور کمینہ سمجھا جاتا ہے۔

(۴) عاریت مراد ہے۔

(۵) جس سے کسی کو روکنا شرعاً حلال نہ ہو جیسے پانی، نمک۔

آیاتھا ٧ (١٠٧) سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ (١٧) رکوعھا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ① فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ② وَلَا يَحُضُّ عَلٰى
طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ③ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ④ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ⑤
الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ⑥ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ⑦ ع ٧ / ٢٢

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو (قیامت میں) بدلہ ملنے کو جھٹلاتا ہے① ﴿١﴾ سو وہ یہی شخص تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ﴿٢﴾ اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب تک نہیں دیتا ﴿٣﴾ پھر بڑی خرابی ہے ان نمازیوں کے لیے ﴿٤﴾ جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں② ﴿٥﴾ جو دکھاوا کرتے ہیں③ ﴿٦﴾ اور (روزمرہ کے برتنے کی) معمولی چیز بھی نہیں دیتے④ ﴿٧﴾

---

① دین کا ایک معنی ہے: ملت۔ دوسرا معنی ہے: جزا۔ ملتِ اسلامیہ کو بھی جھٹلاتے ہیں اور بدلے کے دن کو بھی جھٹلاتے ہیں؛ اس لیے کہ اسلام کو جھٹلانا یہ جزا کو جھٹلانا ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھے ہیں؛ یعنی: (١) قضا کر دیتے ہیں (٢) نماز کی پرواہ نہیں کرتے ہیں، پڑھی تو پڑھی، نہ پڑھی تو نہ پڑھی (٣) نماز میں سستی کرتے ہیں (٤) نماز فوت ہونے پر افسوس نہیں کرتے (٥) نماز نہ پڑھنے پر عذاب سے نہیں ڈرتے (٦) نماز پڑھ بھی لیوے تو ثواب کی امید نہیں رکھتے۔ (٧) لوگوں کے سامنے پڑھ لیتے ہیں اور کوئی نہ ہو تو نہیں پڑھتے (٨) فرصت میں پڑھتے ہیں اور ذرا سی دنیوی مصروفیت آئی تو نماز کی پرواہ نہیں کرتے (٩) نماز کا کچھ حصہ دھیان سے اور دوسرا بہت سارا حصہ متفرق خیالات اور وساوس کی حالت میں گزارتے ہیں۔

③ ریا اور دکھلاوا، شرک کا ہی ایک حصہ ہے؛ بلکہ شرک سے بھی بدتر ہے، اس کی دو وجہ ہیں: (١) دکھلاوا کرنے والا لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر ترجیح دیتا ہے؛ یعنی اس کو اللہ تعالیٰ سے عزیز دوسرے لوگ ہیں کہ ان کو خوش کرنے کے لیے وہ کام کرتا ہے (٢) ریاکاری ایسا شرک ہے جو کسی دنیوی کام میں نہیں ہو رہا ہے؛ بلکہ خالص عبادت اور اطاعت میں ہو رہا ہے؛ حالاں کہ عبادت اور اطاعت اخلاص کا مقام تھا؛ لہٰذا یہ شرک کی بدترین قسموں میں سے ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) اور وہ زکوٰۃ بھی نہیں دیتے۔ (زکوٰۃ کل مال کی معمولی مقدار ہے پھر بھی نہیں دیتے)۔

سُورَةُ الْكَوْثَر

(مكية)

سورۂ کوثر

یہ سورت مکی ہے، اس میں تین (۳) آیتیں ہیں۔

سورۂ عادیات کے بعد اور سورۂ تکاثر سے پہلے پندرہ (۱۵) نمبر پر نازل ہوئی۔

کلمات اور حروف کی تعداد میں سب سے چھوٹی سورت ہے۔

اس سورت کے شروع میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو کوثر عطا کیے جانے کا تذکرہ ہے۔

کوثر: لغت میں بہتی ہوئی چیز کو کہتے ہیں، یہ کثرت سے مشتق ہے۔

کوثر سے مراد: (۱) خیرِ کثیر؛ یعنی حکمت، یا ہر قسم کی دینی، دنیوی، حسی، معنوی نعمتیں، یا نبوت، یا قرآن اس سے مراد ہے۔

(۲) جنت کی ایک نہر یا حوض جو قیامت کے دن حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو خصوصی طور پر عنایت کیا جائے گا، اسی پر آپ کا منبر مبارک ہوگا، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، اس کا ایک گھونٹ بھی پینے والا کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

دنیا میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے انسانیت کو ایک معنوی حوضِ کوثر؛ یعنی رشد و ہدایت کے سمندر سے سیراب فرمایا تو آخرت میں حوضِ کوثر سے خوش نصیبوں کو سیراب فرمائیں گے، اللھم اسقنا من حوضہ، اٰمین۔

حدیث میں ہے کہ معراج کی رات میں بھی کوثر نہر حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو دکھائی گئی، جس کے کنارے موتیوں کے خیمے تھے، اس کا پانی مشک سے زیادہ خوشبودار۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ وہی کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوگی کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ اپنے نورانی ہاتھوں سے اپنی امت کو اس کے پانی سے سیراب فرمائیں گے۔

(۳) کوثر کا ایک مطلب ہے کہ: حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ اولاد عطا فرمائی، اولاد دو طرح کی ہوتی ہے: حقیقی اور روحانی، دونوں قسم کی اولاد ملا کر حضور ﷺ کو اتنی نصیب ہوئی کہ دوسرے کسی نبی کو اتنی زیادہ نصیب نہیں ہوئی۔

(۴) علمِ کثیر کو بھی کوثر کہتے ہیں۔

آیاتھا ۳ (۱۰۸) سُوْرَۃُ الْکَوْثَرِ مَکِّیَّۃٌ (۱۵) رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳ ع ۲۲

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) یقیناً ہم نے تم کو کوثر عطا کردی ہے① ﴿۱﴾ لہٰذا تم اپنے رب (کا شکر ادا کرنے) کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو② ﴿۲﴾ یقیناً جو تمھارا دشمن ہے اسی کی جڑ کٹی ہوئی ہے③ ﴿۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) بہت زیادہ بھلائی:

(۱) جیسے: نبوت، قرآن، شفاعت وغیرہ۔

(۲) جنت کا ایک حوض جو محشر میں ہوگا، اس پر آسمان کے ستاروں کی مقدار میں برتن رکھے ہوں گے، اور بڑی بات یہ ہے کہ حضور ﷺ دستِ بابرکت سے سیراب فرمائیں گے، اللھم اجعلنا منھم بفضلک و کرمک.

(۳) اسی طرح وہ تمام بھلائیاں بھی اس میں شامل ہیں جو حضور ﷺ کے طفیل اس امت کو مل رہی ہیں اور ملتی رہیں گی۔

انا: اس لفظ میں اللہ تعالیٰ نے کوثر کے عطا کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی۔

اعطینا: اس میں دوسری مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت فرمائی، یہ دوسری مرتبہ گویا تاکید ہے، اور کاف ضمیر سے حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو خطاب کرکے اشارہ ہے کہ عظیم نعمتوں کے بجائے آپ کی نظر منعم کی ذات کی طرف ہے، یہ بہت بڑی خوبی کی بات ہے۔

② چار قسم کے جانور قربانی میں استعمال ہوتے ہیں: اونٹ، گائے (بھینس)، بھیڑ، بکری؛ حقیقت میں ان ہی چار قسم کے جانوروں سے انسان زیادہ تر فائدہ اٹھاتا ہے، دودھ، گھی، سواری، مال برداری، سواری، نسل کے لیے پالنا وغیرہ۔

③ (دوسرا ترجمہ) جس کی نسل آگے نہیں چلے گی (تیسرا) جس کا نام ونشان نہیں رہے گا۔

سُوْرَةُ الْكَافِرُوْن

(مكية)

سورۂ کافرون

یہ سورت مکی ہے، اس میں چھ(۶) آیتیں ہیں۔

سورۂ ماعون کے بعد اور سورۂ فیل سے پہلے اٹھارہ (۱۸) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت کا نام سورۂ کافرون اس لیے رکھا گیا کہ کافروں اور مسلمانوں کے درمیان عبادت میں دوٹوک فرق کو ظاہر کرنا تھا، اور ظاہر بات ہے کہ عبادت ہی کے لیے انسان پیدا کیا گیا ہے۔

اس سورت میں کافروں سے خطاب ہے کہ ایک مسلمان اپنے مذہب کی خصوصی روایات اور بنیادی عقائد و اعمال کو کبھی ترک نہیں کر سکتا۔

کفر کے معنی لغت میں چھپانے کے آتے ہیں۔ کافر فطری تقاضائے ایمان کو چھپاتا ہے، ایک کفرِ شرعی ہوتا ہے جس میں ایمان کا انکار ہے۔

کفر کا ایک مطلب ہے: نعمت کی ناشکری۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے طواف کے بعد دو رکعت میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص تلاوت فرمائی، فجر سے پہلے اور مغرب کے بعد کی سنتوں میں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔

رات کو بستر پر لیٹتے وقت بھی سورۂ کافرون تلاوت کرنا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس کی تاکید فرمائی۔

ایک حدیث کا مضمون ہے کہ یہ سورت کفر اور شرک سے برأت ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ سورۂ کافرون پڑھنے سے ربعِ قرآن (چوتھائی قرآن) کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔

ایاتھا ۶ (۱۰۹) سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ مَکِّیَّۃٌ (۱۸) رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الۡکٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۙ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ ٪﴿۶﴾ ع ۲۲

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) تم کہہ دو: اے (سچائی کا انکار کرنے والے) کافرو!① ﴿۱﴾ تم جن (معبودوں) کی پوجا کرتے ہو میں ان کی پوجا نہیں کرتا ﴿۲﴾ اور تم اس (اللہ تعالیٰ) کی عبادت نہیں کرتے جن کی میں عبادت کرتا ہوں ﴿۳﴾ اور (آئندہ بھی) جن (معبودوں) کی پوجا تم کرتے ہو میں ان کی پوجا کرنے والا نہیں ﴿۴﴾ اور تم اس (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کرنے والے نہیں جس کی عبادت میں کرتا ہوں② ﴿۵﴾ تمھارے لیے تمھارا دھرم ہے③ اور میرے لیے میرا دین ہے ﴿۶﴾

---

① ایسے کافر مراد ہیں جن کی کفر کی حالت ہی میں موت آئی۔

② مکرر لانے کی حکمت:

(۱) ایک میں حال کی نفی اور دوسرے میں مستقبل کی نفی۔

(۲) حال کی نفی اور ماضی کی نفی۔ خلاصہ: ماضی، حال مستقبل ہر دور میں مؤمن کفر وشرک والے عقائد، اعمال اور عبادات سے دور ہی رہے گا۔

بعض مشرک وہ تھے جو اپنے معبودوں کو صفاتِ الٰہیہ کے کمال کا مظہر سمجھتے ہیں اور ان کی عبادت کو خدا کی عبادت تصور کرتے ہیں اس سورت میں ان کا بھی رد ہے۔

③ کچھ لوگ اپنے مذہب کے لیے "دھرم" کا لفظ استعمال کرتے ہیں، اس عرف کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔

سُوْرَةُ النَّصْر

(مكية)

سورۂ نصر

یہ سورت مدنی ہے، ایک روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایامِ تشریق میں منیٰ میں یہ سورت نازل ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ فتحِ مکہ سے پہلے نازل ہوئی۔ اس میں تین (۳) آیتیں ہیں۔ سورۂ حشر یا سورۂ توبہ کے بعد اور سورۂ نور سے پہلے ایک سو تین (۱۰۳) یا (۱۱۴) نمبر پر نازل ہوئی۔

نصرت اور فتح یہ رحمتِ الٰہیہ کی ایک شکل ہے۔

سورت کی پہلی ہی آیت میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کا تذکرہ ہے۔

اس سورت کا ایک نام "سورۃ التودیع" بھی ہے، اس کے نزول پر حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے یہ سمجھ لیا کہ یہ میرے لیے پیغامِ الوداع ہے اور اسی کے بعد حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع دیا۔

ایک حدیث میں اس سورت کو بھی رُبعِ قرآن کہا گیا ہے۔

بہت سے مفسرین کی رائے یہ ہے کہ: قرآنِ کریم کی تمام سورتوں میں سب سے آخر میں نازل ہونے والی پوری سورت یہ ہے، اس کے بعد کوئی سورت نازل نہیں ہوئی۔

انسان کو راہِ حق سے بہکانے والی چار چیزیں ہیں:

(۱) نفس (۲) شیطان (۳) وہ کفار جو شوکت وحکومت رکھتے ہوں (۴) منافق جو پوشیدہ طریقے سے لوگوں کے دلوں میں شبہے ڈالتے ہوں، چاروں کے خلاف اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد کا اس سورت میں تذکرہ ہے۔

آیاتھا ٣ (١١٠) سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ (١١٤) رکوعھا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝١ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝٢ فَسَبِّحْ
بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝٣

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آجاوے ﴿١﴾ اور تم لوگوں① کو دیکھ لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں ﴿٢﴾ تم اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو اور اس سے مغفرت مانگو②! یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) بہت معاف کرنے والے ہیں③ ﴿٣﴾

---

① الناس: اس سے مراد عرب لوگ ہیں؛ اس لیے کہ آپ ﷺ کی بعثت اولاً ان کی طرف ہوئی، جب وہ اسلام میں داخل ہو گئے تو دوسروں کو اسلام میں آنا آسان ہو گیا۔

② اس سے یہ اشارہ نکلا کہ جس کو اندازہ ہو جائے کہ میری موت کا وقت قریب ہے وہ استغفار و تسبیح کثرت سے کرے۔

③ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد حضرت نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک پر یہ دعا جاری رہتی تھی:

سبحانک اللھم وبحمدک اللھم اغفرلی۔

جب یہ سورت نازل ہوئی تو چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ رونے لگے، لوگوں نے وجہ پوچھی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ: مجھے اس سورت میں حضرت نبی کریم ﷺ کی موت کی خبر معلوم ہو رہی ہے۔

سُورَةُ اللَّهَب

(مكية)

سورۂ لہب

یہ سورت مکی ہے،اس میں پانچ (۵) آیتیں ہیں۔
سورۂ فاتحہ کے بعد اور سورۂ تکویر سے پہلے چھ(۶) نمبر پر نازل ہوئی۔
اس سورت کی پہلی ہی آیت میں ابولہب کا تذکرہ ہے۔
لہب: آگ بھڑکنا، دھوئیں اور غبار کو بھی لہب کہتے ہیں۔
عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب بہت حسین آدمی تھا،آگ کے شعلے کی طرح اس کا چہرہ چمکتا تھا،اسی لیے اس کی کنیت ابولہب ہوگئی۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے نبوت کا انکار کرنے کی وجہ سے جہنمی ہوا۔ابولہب کنیت سے اس کا جہنمی ہونا بھی ظاہر ہو رہا ہے۔

اس سورت کا ایک دوسرا نام ''سورۃ المسد'' بھی ہے؛ابولہب کی بیوی جس کا نام اروٰی تھا،حسن وجمال کی وجہ سے ام جمیل کہلاتی تھی۔مونج ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے جس میں سے رسی بنائی جاتی ہے اس رسی کو عربی میں مسد کہتے ہیں۔ابولہب کی بیوی اپنے گلے میں ہار پہنا کرتی تھی،بخل کی وجہ سے یا آگے چل کر فقر کے حالات کی وجہ سے جنگل سے لکڑیاں لاد کر لایا کرتی تھی وہی اس کے گلے کے لیے پھندا بن گئی۔گلا گھونٹ گیا اور تڑپ تڑپ کر مرگئی،محلِ حسن محلِ عذاب بن گیا۔

اس سورت کا ایک نام ''تبت'' بھی ہے،اس لفظ سے یہ سورت شروع ہوتی ہے،یعنی ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے،وہ تباہ وبرباد ہوگیا۔

آیاتھا ٥ | (١١١) سُوْرَۃُ اللَّھَبِ مَکِّیَّۃٌ (٦) | رکوعھا ١

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝١ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝٢ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ
لَهَبٍ ۝٣ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝٤ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝٥

ع ٣٦

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں① اور وہ ہلاک ہو جائے ﴿١﴾ اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کچھ کام نہیں آئی② ﴿٢﴾ وہ عنقریب (مرتے ہی) ایک بھڑکتے شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا③ ﴿٣﴾ اور اس کی بیوی بھی جو سر پر جلانے کی لکڑی اٹھا کر لاتی ہے ﴿٤﴾ اس کی گردن میں خوب مضبوط بٹی ہوئی رسی ہوگی④ ﴿٥﴾

---

① لفظ ''یدا'' کا حاصل: (١) انسان کے اندر دو قوتیں رکھی گئی ہیں: [١] علمی، جس کے ذریعے آدمی جانتا ہے [٢] عملی، جس کے ذریعے انسان کے اعمال وجود میں آتے ہیں۔ ''ید'' بول کر دونوں طرح کی قوتوں کی طرف اشارہ موجود ہے۔ (٢) دونوں ہاتھوں سے مراد نیک اعمال یا برے اعمال۔ برے عمل کا نتیجہ تو برا ہوتا ہے اور نیک عمل کی بربادی کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو نیک کام کیے وہ کفر کی وجہ سے برباد ہو جائیں گے۔ (٣) ظاہری عمل اور باطنی عمل (٤) دو ہاتھ سے مراد: قوی عمل اور ضعیف عمل۔

② (١) کسب سے مراد: نام، شہرت، عزت، مرتبہ، اولاد، دوست، احباب، نوکر چاکر جو اس نے کما کر حاصل کیے، اور مال سے مطلق مال۔ (٢) مال سے مراد جو میراث میں اس کو ملا ہے، اور کسب سے مراد: اپنا کمایا ہوا مال۔

③ یہ سورت خاص ابولہب کے بارے میں ہے تو مطلب یہ ہے کہ ابولہب کو مرتے ہی جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا، دوسرے کافروں کی طرح اس کو جہنم میں ڈالنے کے لیے قیامت کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔

④ آخرت میں جہنم کے طوق سلاسل اس کی گردنوں میں پڑے ہوں گے، اور دنیا میں بھی اسی طرح ایک رسی گلے میں پھنس گئی جو موت کا سبب بنی، ''گردن'' عورت کے لیے محلِ حسن ہے، جہاں خوب صورت ہار پہن کر زینت کی نمائش کرتی ہے، اس عورت ام جمیل کے لیے محلِ زینت محلِ عذاب ہو گیا۔

نوٹ: ابولہب اور اس کی بیوی کا مفصل واقعہ ''قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات، جلد: ٣'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

سُوْرَةُ الإِخْلَاص

(مكية)

سورۂ اخلاص

یہ سورت مکی ہے، اس میں چار (۴) آیتیں ہیں۔

سورۂ ناس کے بعد اور سورۂ نجم سے پہلے بائیس (۲۲) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صرف ایک ''زیر'' ہے۔

اس سورت میں اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کی دعوت دی گئی ہے اور یہی اخلاص انسان کے لیے عذاب سے خلاصی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

سورۂ اخلاص کو ایک بار پڑھنے سے ایک تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

اس سورت کی محبت جنت میں لے جانے والی اور اللہ تعالیٰ کی محبت دلانے والی ہے۔

دس مرتبہ پڑھنے سے جنت میں ایک محل بنتا ہے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین نے پوچھا کہ آپ کے رب کا نسب بتلایئے یا یہ کہ آپ کا رب کس چیز سے بنا ہے؟ چونکہ وہ اللہ رب العزت کو اپنے خود بنائے ہوئے پتھر، تانبا، پیتل کے معبود کی طرح سمجھنے لگے تھے اس لیے یہ سوال کیا۔ اس کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔

یہ سورت مسلمانوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لیے خالص کر دیتی ہے؛ یعنی پوری صفائی کے ساتھ مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی پہچان پیدا کراتی ہے: اس لیے اس کا نام سورۂ اخلاص رکھا گیا ہے۔

آیاتُھا ۴ (۱۱۲) سُوْرَۃُ الْاِخْلَاصِ مَکِّیَّۃٌ (۲۲) رُکُوْعُھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴ ع

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) تم (لوگوں کو) کہہ دو: وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے① ﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں ہیں اور سب ان کے محتاج ہیں ﴿۲﴾ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) کسی سے پیدا نہیں ہوئے ہیں ﴿۳﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) کے جوڑ کا کوئی نہیں ہے② ﴿۴﴾

---

① احد ایسی ذات کے لیے بولا جاتا ہے جس میں کسی طرح کی تقسیم نہ ہو سکے، اور یہ بات خاص اللہ تعالیٰ کی ذات ہی میں پائی جاتی ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے برابر کوئی نہیں۔

شرکت:

(۱) کبھی عدد میں ہوتی ہے تو لفظ احد کے ذریعے عدد میں ہونے والی شرکت کو ختم کیا گیا۔

(۲) کبھی شرکت مرتبہ اور منصب میں ہوتی ہے، لفظِ صمد کے ذریعے اس کو ختم کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ جیسا منصب کسی کو حاصل نہیں ہے، سب اس کے محتاج ہیں۔

(۳) شرکت کبھی نسب میں ہوتی ہے، اس کی نفی لم یلد ولم یولد میں فرمائی۔

(۴) کبھی شرکت کام اور تاثیر میں ہوتی ہے، اس کی نفی ولم یکن له کفوا أحد میں ہے؛ گویا کہ اس سورت میں ہر قسم کی شرکت کی نفی ہے؛ اس لیے اس کو سورۂ اخلاص کہا جاتا ہے۔

سُوْرَةُ الْفَلَق

(مدنية)

سورۂ فلق

یہ سورت مدنی ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ مکی ہے، اس میں پانچ (۵) آیتیں ہیں۔

سورۂ فیل کے بعد اور سورۂ ناس سے پہلے بیس (۲۰) نمبر پر نازل ہوئی۔

سورت کی پہلی ہی آیت میں لفظ فلق آیا ہے۔

''فَلَقٌ'' کا معنیٰ آتا ہے: ''پھاڑنا'' اور صبح کی روشنی سیاہی کے پردے کو پھاڑ کر نکلتی ہے؛ اس لیے اس کو ''فَلَقٌ'' کہتے ہیں۔

''فَلَقٌ'' کا ایک معنیٰ ہے: مخلوق۔ اور مخلوق عدم کے پردے کو پھاڑ کر وجود میں آتی ہے؛ اس لیے اس کو ''فَلَقٌ'' کہتے ہیں۔

''فَلَقٌ'' کے متعلق ایک اور روایت میں ہے کہ جہنم میں ایک سرپوش کنواں ہے، جب اس کو کھولا جائے گا اور اس کے اندر سے آگ نکلے گی تو اس کی تیزی کی وجہ سے آگ بھی چیخے گی اور خود جہنمی لوگ اِدھر اُدھر بھاگیں گے۔

آخری ان دونوں سورتوں کو فرض نماز میں پڑھنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

اٰیَاتُھَا ۵ (۱۱۳) سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ (۲۰) رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ① مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ② وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ③ وَمِنْ شَرِّ
النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ④ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ⑤ ع ۵ ۲۸

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) تم (لوگوں کو) کہہ دو کہ میں صبح کے رب (اللہ تعالیٰ) کی حفاظت لیتا ہوں ﴿۱﴾ ان کی پیدا کی ہوئی ہر چیز کی برائی سے ① ﴿۲﴾ اور اندھیری رات کے شر سے جب (اس کا اندھیرا) چھا جاوے ② ﴿۳﴾ اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں (سحر کے کلمات پڑھ پڑھ کر) پھونک مارتی ہیں ③ ﴿۴﴾ اور (ہر) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے ④ ﴿۵﴾

---

① بعض مفسرین کہتے ہیں کہ: مخلوقات میں سے بدترین مخلوق؛ یعنی شیطان کے شر سے حفاظت مراد ہے۔

من شر ما خلق میں تمام مخلوق کی برائی سے حفاظت مانگی گئی، پھر بھی تاریکی، جادوگر اور حاسد کی برائی سے الگ سے مستقلاً حفاظت چاہی گئی؛ حالاں کہ یہ تینوں بھی من شر ما خلق میں شامل ہیں، سمجھ میں یہ آتا ہے کہ ان تینوں کی برائی چھپی ہوئی ہوتی ہے، جب کہ دوسری مخلوق کی برائی سامنے اور ظاہر ہوتی ہے، اور جن کی برائی چھپی ہوئی ہوتی ہے ان کی برائی خطرناک ہوتی ہے؛ اس لیے ان سے مستقلاً حفاظت مانگی گئی۔

رب الفلق لا کر تین چیزوں سے حفاظت مانگی گئی: (۱) اندھیریاں (۲) جادو (۳) حسد۔

سورۂ ناس میں اللہ تعالیٰ کی تین صفات لائی گئی اور صرف ایک چیز سے پناہ مانگی گئی؛ یعنی شیطان کے وسوسہ سے، اِس میں ایک اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ شیطان کے وساوس دین کو نقصان پہنچاتے ہیں، اور اندھیرا، جادو اور حسد انسان کی جان اور بدن کو نقصان پہنچاتے ہیں، معلوم ہوا کہ دین کی حفاظت زیادہ اہم ہے جان اور بدن کی حفاظت پر۔

② اندھیرا:

(۱) کبھی حسی؛ یعنی نظر آنے والا ہوتا ہے اور اس میں بہت ساری برائیاں ہیں:

[۱] شیطان، جنات کہ اندھیریوں میں یہ نکل کر تکلیف پہنچاتے ہیں۔

[۲] درندے اور زمین کے تکلیف دینے والے کیڑے، بچھو وغیرہ، اندھیرے میں ان کا شر بڑھ جاتا ہے۔

[۳] چور اور بدکار بھی اپنے گندے کام اندھیرے میں پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

[۴] رات کی تاریکی میں جادو ٹونے کرنے والے غلط کام میں مبتلا ہوتے ہیں۔

(۲) دوسری تاریکی معنوی ہے جو آنکھ سے نظر نہیں آتی، اور اس میں سب سے بڑی تاریکی ہے وہم کی بیماری، جو انسان کی عقل پر غالب آجاتی ہے، اور اس کی وجہ سے انسان حقائق کو چھوڑ کر کفر، گناہ، بداخلاقی، اور بری صحبت کی تاریکیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے، غاسق کے لفظ سے دونوں طرح کی تاریکیوں سے پناہ مانگی گئی۔

③ سحر کرنے والے مردوں کی بھی جماعت ہوتی ہے۔

④ من شر حاسد کے ساتھ اذا حسد بھی فرمایا، سمجھ میں یہ آیا کہ حاسد اپنے حسد کے مطابق عمل کرے تو اس کا حسد سامنے والے کو نقصان پہنچا سکتا ہے؛ اس لیے اس سے حفاظت چاہی گئی، اور جب تک وہ اپنا حسد چھپا کر رکھتا ہے اور حسد کے تقاضے پر عمل نہیں کرتا ہے، اس وقت تک سامنے والے کو کوئی نقصان ہوتا نہیں ہے۔

سُوْرَةُ النَّاس

(مدنية)

سورۂ ناس

یہ سورت مدنی ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ مکی ہے، اس میں چھ(۶) آیتیں ہیں۔
سورۂ فلق کے بعد اور سورۂ اخلاص سے پہلے اکیس (۲۱) نمبر پر نازل ہوئی۔
اس سورت میں پانچ مرتبہ لفظ "ناس" آیا ہے۔
بعض حضرات کے نزدیک ناس کا ماخذ "نسی" معنی بھولنا ہے، حروف کی جگہ بدل کر ناس بنایا؛ گویا انسان نسیان سے ہے جس کا ظہور ہوتا ہی رہتا ہے۔
بعض کا کہنا ہے کہ: نُوس سے ہے جس کا معنی ہے "لہریں مارنا، مضطرب ہونا" اور یہ دونوں چیزیں انسانوں میں مختلف طریقوں سے دیکھنے میں آتی رہتی ہیں۔
جب لفظِ ناس سے خطاب کیا جائے تو اس سے وہ لوگ مراد ہوتے ہیں جن میں مخاطب ہونے کی صلاحیت ہو۔
معوذتین پر قرآنِ کریم کے ختم ہونے پر ایک عجیب نکتہ: جب نعمت مکمل ہوجاتی ہے تو دشمن کے حسد اور دھوکے کا خوف بڑھ جاتا ہے، اب قرآن کی نعمت مکمل ہو رہی ہے تو موقع آ گیا استعاذہ اور حفاظت کا؛ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دشمن کے تمام شرور سے پناہ مانگی جائے؛ اس لیے آخر میں ان دونوں سورتوں کو رکھا گیا ہو یہ سمجھ میں آتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

آیاتھا ۶	(۱۱۴) سُوْرَةُ النَّاسِ مَکِّیَّةٌ (۲۱)	رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵

الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶ ع ۱ ۲ ۲۶

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) تم کہہ دو: میں حفاظت لیتا ہوں سب لوگوں کے رب کی① ﴿۱﴾ سب لوگوں کے بادشاہ کی ﴿۲﴾ سب لوگوں کے معبود کی② ﴿۳﴾ اس وسوسہ ڈالنے والے (شیطان) کے شر سے③ جو پیچھے چھپ جاتا ہے④ ﴿۴﴾ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے ﴿۵﴾ چاہے وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے ہو⑤ ﴿۶﴾

---

① رب: جو ابتدا ہی سے انسان کے لیے تدبیر واصلاح کرے، ہوا سے بارش، بارش سے کھیتی، کھیتی سے غذا، غذا سے منی کا نطفہ، پھر رحم مادر کے تمام مراحل ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت کارفرما ہے، پھر یہ اصلاح وتدبیر کا سلسلہ زندگی بھر جاری رہتا ہے اور یہ اصلاح وتدبیر کا سلسلہ چند خصوصی افراد کے لیے نہیں، تمام انسانوں بلکہ اپنی تمام مخلوق کے لیے ہے۔

② اللہ تعالیٰ کی تین صفات لائی گئیں، شیطان انسان کے دل میں تین راستوں سے وسوسہ ڈالتا ہے:

(۱) شہوت (۲) غضب (۳) ہویٰ۔

یہاں یہ تعلیم دی گئی کہ شیطان اگر تم کو شہوت کے راستے سے وسوسے ڈالے تو تم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر نظر کرو۔

اور اگر غضب کے راستے سے وسوسہ ڈالے تو اللہ تعالیٰ کے ملک اور عدل اور بدلہ لینے کی قوت کو یاد رکھو کہ اگر تم کسی پر بے جا زیادتی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے بدلہ لیں گے۔

اور اگر ہویٰ کے راستے سے وسوسہ ڈالے تو الوہیت کے مرتبہ کی طرف توجہ کر کے حفاظت مانگو۔

③ برے خیال کے پانچ نقصانات ہیں:

(۱) مزاج بگڑ جاتا ہے۔

(۲) نفس کی تدبیر میں کمی آجاتی ہے۔

(٣) عبادت میں کمی آتی ہے۔
(٤) اللہ تعالیٰ کی معرفت میں کمی آجاتی ہے۔
(٥) اللہ تعالیٰ کے تقرب کے اسباب میں کمی آتی ہے۔
جب ان چیزوں میں خلل آئے گا تو انسان کی زندگی کا سارا سرمایہ برباد ہو جائے گا؛ اس لیے اس وسوسوں سے خصوصی پناہ مانگی گئی۔
شیطانی وسوسوں سے بچنے کی تین تدبیریں:
(١) یہ وسوسہ شیطان ہی کا ہے اس کو پہچان لو، انسان جب کسی چیز کو برے آدمی کی طرف سے ہونا پہچان لیتا ہے تو اس سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔
(٢) وساوس کو اہمیت نہ دیوے، اس کی طرف توجہ نہ کرے، جیسے کتا بھونکے اور آدمی اس کی طرف دھیان نہ دے۔
(٣) زبانی اور قلبی ذکر پر پابندی کرے۔
(٤) دل کو غضب، شہوت جیسی بری عادت سے پاک رکھا جائے۔
④ انسان ذکر کرتا ہے تو شیطان پیچھے چلا جاتا ہے، اور ذکر سے غفلت کرتا ہے تو شیطان آکر وساوس ڈالتا ہے۔
⑤ الناس: اِس سورت میں یہ لفظ پانچ مرتبہ آیا:
(١) پہلے سے مراد: چھوٹے بچے ہیں؛ اس لیے وہاں لفظ "رب" صفت ہے؛ اس لیے کہ چھوٹے بچوں کو پرورش کی زیادہ ضرورت ہے۔
(٢) دوسرے سے مراد: نوجوان ہیں؛ اس لیے "ملک" آیا؛ چوں کہ نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہمیشہ سامنے رکھنی چاہیے؛ تاکہ گناہوں سے بچے۔
(٣) تیسرے سے مراد: بوڑھے لوگ ہیں؛ اس لیے وہاں "اله" کا لفظ آیا؛ چوں کہ اللہ کا اله ہونا سامنے رہے گا تو بوڑھاپے میں آدمی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کا خوب اہتمام کرے گا۔
(٤) چوتھے سے مراد: صلحائے امت ہیں؛ چوں کہ شیطان نیک لوگوں کو گمراہ کرنے کی پوری محنت کرتا ہے: اس لیے وہاں "صدور الناس" لاکر وسوسے سے بچنے کی دعا مانگی گئی۔
(٥) پانچویں سے مراد: شیاطین اور مفسد لوگ ہیں جن کا کام ہی ہوتا ہے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہنا۔
بعض محققین فرماتے ہیں کہ: قرآن کی ابتدا بسملہ کی "ب" سے ہے اور انتہا الناس کے "س" پر ہے، اور دونوں کا مجموعہ ہوتا ہے "بس"، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن دنیا اور آخرت کے لیے بس؛ یعنی رہنمائی کے لیے کافی وشافی ہے۔

یہ میرے رب کی نوازش ہے کہ جنھوں نے حیرت انگیز ترتیب سے اس بے علم وعمل کمزور بندے سے اپنی کتاب قرآنِ مجید کے ترجمہ اور حواشی کا کام کروالیا۔

زبان، دل، قلم اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اللھم لا نحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک

بس درخواست یہ ہے کہ جس طرح اپنے فضل وکرم سے یہ کام کروالیا فضل وکرم فرما کر اس کو قبول فرمالیجیے۔

اپنے بندے بندیوں کے لیے ہدایت کا، خیر کا، قرآن فہمی کا، قرآن پر عمل اور اشاعت کا ذریعہ بنادیجیے۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے لیے اور خود بندے کے لیے اور گھر والوں کے لیے اور والدین اور اساتذہ کے لیے اور اس کارِ خیر میں کسی طرح کا تعاون کرنے والوں کے لیے اور پوری امت محمدیہ کے لیے صدقۂ جاریہ بنادیجیے۔

اے اللہ تعالیٰ! اپنا فضل فرما کر قبولیت سے مالا مال فرمادیجیے اور اس کو مقبول بنادیجیے۔

آپ کی کتاب کا حق ہم ادا نہیں کر سکتے، کوتاہیوں سے درگذر فرمادیجیے۔

اھل القرأن ھم اھل اللّٰہ وخاصتہ میں شمولیت کا ذریعہ بنادیجیے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، وتب علینا یا مولانا انک انت التواب الرحیم

وصلی اللّٰہ علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ وعلی من تبعھم باحسان الی یوم الدین